گناہوں کی بخشش کے موضوع پر

حافظ ابن حجر عسقلانی مکی کی اہم تصنیف

اردو ترجمہ

بخشش کی راہیں

مترجم

حافظ محمد [illegible]

ناشر

فاروقی کتب خانہ ۱۶ اردو بازار لاہور

Marfat.com

محدث شہیر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی

مایۂ ناز تالیف

الخصال المکفرۃ للذنوب المتقدمۃ والمتأخرۃ

کا

اردو ترجمہ و توضیح

بخشش کی راہیں

ملنے کا پتہ

حافظ محمد منشاء بن جمال الدین شہید

چک ۱۴۹ ای۔بی۔ عارف والا (ساہیوال)

Marfat.com

جملہ حقوق بحقِ مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب ______ الخصال المکفرۃ للذنوب المتقدمۃ والمتأخرۃ
مصنف ______ علامہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ
اردو ترجمہ ______ بخشش کی راہیں
مترجم ______ حافظ محمد منشاء
اشاعت دوم ______ رمضان المبارک ۱۴۰۹ھ
تعداد ______ گیارہ سو (۱۱۰۰)
قیمت مجلد ڈائی دار ______ ۸۱ روپے

247
ا
125228

ملنے کے پتے

فاروقی کتب خانہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ کراچی
مدینہ کتاب گھر اردو بازار گوجرانوالہ
محمدی کتب خانہ جامع مسجد اہلحدیث بہاولپور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْحَسَنٰتِ
يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ
ذٰلِكَ ذِكْرٰى
لِلذّٰكِرِيْنَ

سورہ ہود :- ۱۱۴

Marfat.com

آئینہ کتاب

عنوان	ص
اظہارِ تشکر	۱۲
تقریظ	۱۴
مقدمہ	۲۰
فوائد نافع	۲۲
اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو خوشخبری	//
صبر کرنے والوں کو خوشخبری	//
وہ عمل جس کے ذریعہ چار قسم کے اعلیٰ	۲۳
لوگوں کا ساتھ نصیب ہوگا۔	//
اللہ تعالیٰ پر راضی ہونے کا صلہ	//
برائی کی نحوست اور اسکے اثرات	۳۰
حضرت عیسیٰؑ کی قوم کی ناشکری	//
تمام قوموں کی تباہی اور بربادی کا واحد سبب	۳۱
توبہ کرنے اور ڈر جانے کا صلہ	۳۲
حضرت یعقوبؑ کی وصیت	۳۵
توحید کی برکتیں	۳۶
وہ اوصاف جو ہر نبی میں نمایاں ہوتے ہیں۔	۳۸
لفظِ عجوز کی لغوی تشریح	۴۱
لفظِ عقیم کی لغوی تشریح	//
حضرت زکریاؑ کی دعائیں	۴۳
آدمی کسی وقت بھی مایوس نہ ہو۔	۴۴
لفظ عتیا کی تشریح	۴۴
دعا کرنے کا طریق کار	۴۵
کتاب کے اندرونی مضامین اور انکی ترتیب	۴۶
صلح حدیبیہ کیوقت عروہ کا حیران ہونا	۴۸
ایک عفیفہ کی آپ سے عقیدت	۴۹
ایک اعتراض اور اسکا جواب	۵۳
کتاب ہٰذا کا خلاصہ	۵۶
استدعا	۶۲
حافظ ابن حجرؒ کے حالاتِ زندگی	۶۳
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۶۴
صلہ بھی بقدر قربانی کے ہوتا ہے۔	۶۶
حضرت موسیٰؑ کا اپنے والدین سے جدا ہونا	//
نبی کریمﷺ کا اپنے والدین سے جدا ہونا	۶۷
حضرت اسماعیلؑ کا اپنے والدین سے جدا ہونا	۶۹
آپ کے شیوخ	۷۱
آپکا زہد و تقویٰ اور علمی وسعت	۷۵
خطبہ	۸۰
سب سے بڑا اعزاز	۸۲
ان روایات کا حل	//
قانون کی اہمیت	۸۴

Marfat.com

عنوان	ص
یوم عرفہ کی فضیلت	۸۵
آپؐ کی شفقت کی ایک جھلک	۸۷
اللہ تعالٰے کا بے نیاز ہونا	۸۸
پہلا باب	۹۰
کتاب الطہارت	″
وضو کی فضیلت	″
ایک غلط فہمی کا ازالہ	۹۱
وضو سوچ سمجھ کر کیا جائے	۹۲
صحیح وضو بنانے کا طریقہ	۹۳
مولانا حالیؒ کے چند اشعار	۹۹
حسن ادب کا صلہ	۱۰۰
نماز میں حصولِ زینت کا حکم	۱۰۱
گستاخِ الٰہی کی سزا	۱۰۳
حضرت خضرؑ کا مثالی ادب	۱۰۴
حضرت ابراہیمؑ کا مثالی ادب	۱۰۵
حضرت عیسٰی علیہ السلام کا مثالی ادب	۱۰۶
حسنِ ادب کا آخری درجہ	۱۰۸
مولانا رومؒ کے چند اشعار	۱۱۱
دوسرا باب	۱۱۵
اذان کا جواب دینے کی فضیلت کے بارے میں	″
اذان کے کلمات کی اہمیت	۱۱۹
درود شریف کی فضیلت کی وجہ	۱۲۰

عنوان	ص
راستہ صاف کرنے کا ثواب	۱۲۵
جمعہ پڑھنے کی فضیلت	۱۲۶
مسجد کو صاف رکھنے کی فضیلت	۱۲۸
اللہ کے لئے محبت کرنا	۱۲۹
ایک دوسرے سے ملاقات کرنا	۱۳۲
دل کے اخلاص اور پختہ ارادے کی اہمیت	۱۳۳
استغفار کی اہمیت	۱۳۵
سب لوگوں سے کمتر پر اللہ کے انعامات	۱۳۷
اللہ کے خاص بندوں کی علامات	۱۴۳
مثالی آدمیوں کے کام بھی مثالی ہوتے ہیں	۱۴۷
اسباب کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے	۱۵۱
سالار انبیاء کی پیش گوئی	۱۵۵
مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت	۱۵۶
والدین کی طرف دیکھنے کی فضیلت	۱۵۷
ایثار کا ایک عجیب واقعہ	۱۵۸
حضرت ام سلیمؓ کا ایک عجیب واقعہ	۱۶۰
استرجاع کا صلہ	۱۶۴
ایک صحابی کا یقین قلبی	۱۶۵
جنت میں ایک تمنا کا بھڑک اٹھنا	۱۶۹
وہ لوگ جو بغیر لڑائی کے بھی شہید ہیں	۱۷۰
نزولِ رحمت کے مقامات	۱۷۴

Marfat.com

تیسرا باب	۱۷۶
نمازِ تسبیح	۱۷۶
ایک اعتراض کا جواب	۱۷۸
نمازِ تسبیح کا مسنون وقت	۱۷۹
چوتھا باب	۱۸۰
بلند آواز سے آمین کہنے کی فضیلت	۱۸۰
ایک عجیب استنباط	۱۸۲
نظم ونسق کی برکت	۱۸۲
بلند آواز سے آمین کہنے کے دلائل	۱۸۳
فرشتوں کی موافقت	۱۸۵
آمین کہنے کا وقت	۱۸۶
پانچواں باب	۱۸۷
نمازِ ضحیٰ کی فضیلت	۱۸۷
ضحیٰ کی چار رکعتیں	۱۸۸
ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں	۱۸۸
ضحیٰ کی دو رکعتیں	۱۸۹
نمازِ ضحیٰ کا وقت	۱۸۹
چھٹا باب	۱۹۱
نمازِ جمعہ کے بعد ذکر کرنے کی فضیلت	۱۹۱
سورۃ فاتحہ کی فضیلت	۱۹۳
مترجم کا خود اپنا ایک واقعہ	۱۹۵
سورۃ اخلاص کی فضیلت	۱۹۷
غربت کا دور ہونا	۱۹۷
سورۃ اخلاص سے محبت رکھنے کا صلہ	۱۹۸
سورۃ اخلاص اور معوذتین سے دم کرنا	۱۹۹
ساتواں باب	۲۰۲
ماہِ رمضان کا بیان	۲۰۲
لیلۃ القدر کا قیام کرنا	۲۰۵
لیلۃ القدر کی دعا	۲۰۷
لفظِ قدر کے معانی	۲۰۷
لیلۃ القدر کی علامات	۲۰۸
ماہِ رمضان کا روزہ رکھنا	۲۰۹
فرائض کو ادا کرنے کا اجر	۲۱۱
دو پیاری چیزوں کے خرچ کرنے کا صلہ	۲۱۳
صرف ایک روزے کا ثواب	۲۱۴
ماہِ رمضان کا قیام کرنا	۲۱۵
آپ کی کثرتِ عبادت	۲۱۶
قربت کی راہیں	۲۱۹
آٹھواں باب	۲۲۲
عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت	۲۲۲
ایک سوال اور اسکا جواب	۲۲۳
نواں باب	۲۲۷
حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت	۲۲۷
رسول اللہ کی دعا	۲۳۱
آخری عمل کی اہمیت	۲۳۳

Marfat.com

عنوان	ص
شہداء کا اٹھنا	۲۳۴
دنیا کے لمحات کی قدر	۲۳۷
صدق کی برکت	۲۳۸
دسواں باب	۲۳۹
اپنی اولاد کو قرآن پاک پڑھانے کی فضیلت	۲۳۹
بہتر کون لوگ ہیں	۲۴۱
آدمی کا بہتر سہارا	″
قرآن کے ماہر کا مقام	″
وہ آدمی جو قابل رشک ہے	۲۴۲
مومن کے تاج اور لباس کا حسن	۲۴۳
قوموں کی ترقی و تنزل کا ذریعہ	۲۴۵
عالم کی عابد پر فضیلت	″
عالم بے عمل کی سزا	۲۴۶
سورۂ حشر کی آخری تین آیات کی فضیلت	۲۴۷
گیارھواں باب	۲۴۹
تسبیح و تہلیل اور تکبیر کہنے کی فضیلت	″
کھانا کھانے کے بعد کی دعا	۲۵۰
نماز کے بعد پڑھنے کا وظیفہ	۲۵۳
سوتے وقت پڑھنے کا وظیفہ	۲۵۵
بہت اونچے درجے کا وظیفہ	۲۵۶
ایک اور وظیفہ	″

عنوان	ص
مدینہ کی فضیلت	۲۵۷
بارھواں باب	۲۵۹
زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ دینا	″
سابقہ آیت کے ایک جزو کی توضیح	۲۶۱
بغض و کینہ کے نقصانات	۲۶۴
مسلمان کو مارنے اور گالی دینے کی سزا	۲۶۵
غلام پر تہمت لگانے کی سزا	″
حسد رکھنے کے نقصانات	″
کبر کی توضیح	۲۶۶
اللہ تعالیٰ کی غیرت	″
مسلم اور مہاجر کی تعریف	۲۶۷
کلمہ ہلاک کہنے کی ممانعت	″
آپس میں غصہ رکھنے کی حد	۲۶۸
بے گناہ خادم کو مارنے کی سزا	۲۶۹
لوگوں سے غریب تر لوگ	۲۷۱
حیوان پر ظلم کرنے کی سزا	۲۷۳
غدر اور دھوکے کی سزا	″
شیطان ایک چیز میں مایوس ہو گیا ہے۔	۲۷۴
تیرھواں باب	۲۷۱
نابینے کو چالیس قدم لے جانے کی فضیلت	″
ضعیفوں کی مدد کرنے کا صلہ	۲۷۹

Marfat.com

عنوان	ص
نماز میں ضعیفوں کا خیال رکھنا	۲۸۰
بچوں کی آواز سن کر نماز ہلکی کرنا	۲۸۲
نماز میں بچے کو اٹھانا	۲۸۳
آپ کا وصال سے روکنا	۲۸۴
مسلمان کی تکلیف دور کرنا	۲۸۵
بیمار پرسی کرنے کا ثواب	۲۸۶
یہودی لڑکے کی تیمارداری کرنا	"
کھانا کھلانے اور عیادت کرنے کی اہمیت	۲۸۷
گمنام اور ناتواں کی فضیلت	۲۸۹
مومن جسدِ واحد کی طرح ہیں	۲۹۰
ہتھیار پکڑ کر چلنے کا طریق کار	۲۹۱
راستہ سے تکلیف دہ چیز دور کرنا	۲۹۲
جنت میں پرندہ دل لوگوں کا جانا	۲۹۳
نرمی کی فضیلت	۲۹۴
چودھواں باب	۲۹۶
مسلمان کا کام کرنے کی فضیلت	"
سوچ کر فیصلہ کرنے کا اجر	۲۹۹
غصہ میں فیصلہ کرنے کی ممانعت	۳۰۰
نیت کے صحیح ہونے کا اجر	"
کم وقت میں جنت کا پالینا	۳۰۲
فکر مند کرنے والی حدیث	۳۰۴

عنوان	ص
جنت کی خوشبو سے محرومی	۳۰۶
بغیر ارادے کے غیر شرعی کلمے کا حکم	"
پندرھواں باب	۳۰۹
مصافحہ کرنے کی فضیلت	"
خلیل دیکھ کر بنانا چاہیے	۳۱۱
جس سے محبت ہو اسی کے ساتھ ہونا	۳۱۱
نبی علیہ کا کسی کو دعا کیلئے کہنا	۳۱۲
ایمان کی حلاوت	۳۱۳
جن لوگوں پر اللہ کا سایہ ہوگا۔	"
انبیاء وشہداء کا رشک کرنا۔	۳۱۵
جنت میں پہنچانے والا عمل	"
جس سے محبت ہو اسے مطلع کرنا	۳۱۶
رسول اللہ کی وصیت	۳۱۷
ابوادریس خولانی کا واقعہ	"
اللہ تعالیٰ کیلئے محبت کرنا	۳۱۸
اللہ کی وجہ سے ناراض ہونا	۳۱۹
سولھواں باب	۳۲۰
عمر کے لمبا ہونے کی فضیلت	"
ابن حجرؒ کے اشعار	۳۳۰
دخول جہنم کا سبب	۳۳۵
بہت بڑی بشارت	"
ایک ابہام کی توضیح	۳۳۶

Marfat.com

عنوان	ص
اخلاصِ توبہ کا صلہ	۳۳۹
اسلام میں مایوسی کفر ہے۔	〃
اللہ سے امیدیں وابستہ رکھنا	۳۴۰
غارِ ثور کا واقعہ	۳۴۲
حسنِ ظن کی فضیلت	〃
دعا اور رجاء کی فضیلت	۳۴۳
اللہ کی رحمت کا غالب ہونا	۳۴۴
اللہ کا بندے پر مہربان ہونا	۳۴۶
اللہ تعالیٰ کا خوش ہوتا	۳۴۷
اللہ تعالیٰ کا دو آدمیوں پر ہنسنا	〃
ہندہؓ کا مسلمان ہونا	۳۵۰
ابوسفیانؓ کا مسلمان ہونا	۳۵۱
ایک اشکال کا حل	۳۵۳
ازواج مطہرات کا امتحان	〃
اسلام قبول کرنے کی فضیلت	۳۵۶
حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت	۳۶۰
حضرت عمرؓ کی فضیلت	۳۶۵
آپ کا عمرؓ کو خوشخبری سنانا	۳۶۶
امّت کے پہلے محدث	۳۶۷
حضرت عمرؓ کی فتوحات کی تمثیل	〃
حضرت عمرؓ کا سراپا دیندار ہونا	۳۶۹
حضرت عمرؓ کا سراپا حق بولنا	۳۷۰

عنوان	ص
حضرت عمرؓ کا مسلمان ہونا	۳۷۰
حضرت ابوبکر و عمر کا باہم ذکر کرنا	〃
حضرت عثمانؓ کی فضیلت	۳۷۳
حضرت عثمان کو بشارت سنانا	۳۷۵
ایک اور بشارت	۳۷۶
حضرت علیؓ کی فضیلت	۳۷۷
حضرت علیؓ کو علم دینا	۳۷۸
علیؓ مجھ سے اور میں علی سے	۳۸۱
سعد بن ابی وقاص کی فضیلت	〃
جنگ اُحد میں آپ کا مسکرانا	۳۸۲
زبیر بن عوامؓ کی فضیلت	۳۸۳
طلحہ بن عبید کی فضیلت	۳۸۴
جبل حراء کا حرکت میں آنا	۳۸۵
ابوعبیدہ بن جراح کی فضیلت	〃
〃 〃 〃 کو نجران بھیجنا	۳۸۶
〃 〃 〃 کو یمن بھیجنا	۳۸۷
عشرۃ مبشرۃ	۳۸۷
بیعت رضوان والوں کی فضیلت	۳۸۸
حضرت ابوہریرہؓ کی فضیلت	۳۸۹
آپ کا دعا کرنا۔	۳۹۰
سلمانؓ بلالؓ اور صہیبؓ کی فضیلت	۳۹۱
حسان بن ثابتؓ کی فضیلت	۳۹۴

Marfat.com

عنوان	ص
حضرت حسان رض کے اشعار	۳۹۵
سعد بن معاذ رض کی فضیلت	۳۹۷
جعفر رض بن ابی طالب کی فضیلت	۳۹۸
حسن رض اور حسین رض کی فضیلت	"
بدر والوں کی فضیلت	۳۹۹
بدری فرشتوں کی فضیلت	۴۰۳
ابو دجانہ رض کی فضیلت	"
حضرت عباس رض کی فضیلت	۴۰۴
عمرو بن جموح رض اور عبداللہ بن عمرو رض بن الحرام کی فضیلت	۴۰۵
مصعب بن عمیر رض کی فضیلت	۴۰۶
سید الشہداء حمزہ رض کی فضیلت	"
جابر بن عبداللہ رض کی "	۴۰۷
دلہن کی آغوش سے شمشیر کی دھار پر	۴۰۸
فاطمۃ الزہراء رض کی فضیلت	۴۰۹
ام المومنین خدیجہ رض کی فضیلت	۴۱۳
جبریل ع کا صدیقہ کو سلام کہنا	۴۱۷
صدیقہ رض کا افصح ہونا	"
آپ ﷺ کا صدیقہ رض کی خوشی معلوم کرنا	"
آپ ﷺ کا صدیقہ رض کی گود میں فوت ہونا	۴۱۸
ام المومنین صفیہ رض کی فضیلت	۴۱۹
صحابہ کی مدح اشعار کی صورت میں	۴۲۰

عنوان	ص
تمت بالخیر	۴۲۲
صحابہ رض کے مختصر حالات	
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ	۴۲۴
حضرت عمر رض " "	۴۲۷
حضرت عثمان رض " "	۴۳۰
حضرت علی رض " "	۴۳۴
حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ	۴۳۷
حضرت عباس بن عبدالمطلب رض	۴۳۸
عبداللہ بن عباس رض	۴۳۹
حضرت ابوہریرہ رض	"
حضرت انس بن مالک رض	۴۴۰
حضرت عبادہ بن صامت رض	"
حضرت عبداللہ بن عمر رض	"
جابر بن عبداللہ بن حرام رض	۴۴۱
حضرت انس الجہنی رض	"
شداد بن اوس بن ثابت رض	"
ام المومنین عائشہ رض	۴۴۲
ام المومنین ام سلمہ رض	۴۴۳
حضرت ام ہانی رض	۴۴۴
اسماء بنت ابی بکر رض	"
آئمہ ومحدثین کرام	۴۴۶
امام مالک بن انس رض	"

Marfat.com

عنوان	ص
امام ابوحنیفہ رح	۴۴۸
امام شافعی رح	۴۵۰
امام احمد بن حنبل رح	۴۵۲
امام بخاری رح	۴۶۰
امام مسلم رح	۴۶۳
سلیمان بن اشعث سجستانی رح	۴۶۵
محمد بن عیسیٰ ترمذی رح	۴۶۷
احمد بن شعیب نسائی رح	۴۶۸
ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ رح	۴۶۹
امام بیہقی رح	۴۷۰
عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی رح	۴۷۱
امام دارقطنی رح	۴۷۲
امام ابونعیم رح	۴۷۳
الاسماعیلی رح	″
امام بغوی رح	۴۷۴
امام طبرانی رح	۴۷۵
امام ابویعلیٰ موصلی رح	″
ابن حبان رح	۴۷۶
امام حاکم رح	۴۷۷
خطیب بغدادی رح	″
ابوبکر ابن ابی شیبہ رح	۴۸۰
ابوبکر احمد بن علی المروزی رح	″

عنوان	ص
احمد بن عمرو بن عبدالخالق رح	۴۸۰
ابوعوانہ رح	″
ابوداود الطیالسی رح	۴۸۱
عبداللہ بن مبارک رح	″
محمد بن عامر الانطاکی رح	۴۸۵
ابن وہب رح	″
عبداللہ بن یوسف الجرجانی	″
آدم بن ایاس رح	″
عبدالرحمٰن السلمی رح	″
حامد بن یحییٰ بلخی رح	۴۸۶
ابوسعید نقاش رح	″
ابوعبداللہ بن مندہ رح	″
ابن معین رح	۴۱۷
ابوالحسن بن سفیان رح	″
سہل بن معاذ رح	″
ابن مردویہ رح	″
حسن بن ضحاک رح	″
استدعا	۴۸۸

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اظہارِ تشکر

محترم قارئین کتاب ھذا میں اس چیز کا خاص کر خیال رکھا گیا ہے کہ آیاتِ کریمہ اور احادیث شریفہ اور دوسری کتابوں کی جو جو عبارتیں کسی عنوان کی توضیح میں ذکر ہوئی ہیں ان سب کے حوالاجات بھی دیئے گئے ہیں تاکہ جو آدمی ان حوالاجات کے دیکھنے کا متمنی ہو وہ باآسانی انہیں وہاں دیکھ سکے نیز آیاتِ کریمہ اور چھوٹی احادیث شریفہ کے اعراب کا بھی خاص کر اہتمام کیا گیا ہے تاکہ جو آدمی انہیں یاد کرنے کا خواہشمند ہو وہ بھی باآسانی ۔ انہیں یاد کر سکے اور اعراب کی غلطی سے بچ جائے ۔ نیز کتاب کی عمدگی اور مضامین کی حُسنِ ترتیب میں بھی بندہ نے ہر ممکن کوشش کی ہے اور اپنے دن رات کے اوقات میں بار بار پڑھا ہے، تاکہ کوئی ایسی کجی اور اعراب کی غلطی نہ رہ جائے جو بندہ اور قارئین کے لئے نقصان دہ ہو اور پھر اس کے ساتھ ساتھ فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی فاضل جامعۃ الامام ریاض فضیلۃ الشیخ شبیر احمد نورانی فاضل جامعۃ الامام ریاض حافظ مسعود عالم فاضل مدینہ یونیورسٹی شیخ عطاء اللہ ساجد فاضل مدینہ یونیورسٹی اور محمد سرور گوہر ایم۔ اے نے بھی اپنے قیمتی اوقات میں بعض نے بعض اوراق پر نظرِ ثانی کی ہے محترم بشیر احمد اور محمد یوسف صاحب نے بھی بعض اوراق کو دیکھا ہے پھر بھی آدمی غلطی کا پتلہ ہے لہٰذا اگر کہیں ایسا جملہ جو راہِ صواب سے ہٹا ہوا لکھ دیا گیا یا اعراب کی غلطی رہ گئی ہو تو بندہ اس سے خود بھی بیزار اور اللہ تعالیٰ سے معذرت خواہ ہے کہ وہ اسے معاف فرمائے کیونکہ اس کا شعار ہی خطاؤں اور لغزشوں کو معاف کرنا ہے ۔ محترم جناب سیف اللہ خالد فاضل جامعہ ابی بکر الاسلامیہ نے بھی کتابت کے معاملہ

Marfat.com

میں کافی تعاون کیا ہے۔ انکے علاوہ اور بھی جنہوں نے اس کارِ خیر میں حصہ لیا ہے
بندہ ان تمام کا بیحد مشکور اور تہہِ دل سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے
خیر دے اور انکے علم و عمل میں برکت فرمائے۔ (آمین)

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْز
وَهُوَ حَسْبِىْ وَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْر

راجی شفاعت و غفران

محمّد منشا ابنِ جمال الدین شہید

Marfat.com

تقریظ

الحمدُ لله ربِّ العالمینَ والعاقبةُ لِلمتّقین والصّلاۃ و السّلام علی أشرفِ الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ واھلِ طاعتہ إلی یومِ الدّین امّا بعدُ

اللہ تعالے نے بنی نوع انسان پر بے شمار انعامات واحسانات فرمائے ہیں۔ ان احسانات کی فہرست مرتب کرنے کے لئے پوری کائنات کے درختوں کی قلمیں اور تمام سمندروں کے پانی کی روشنائی بھی ناکافی ہے۔

"وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها"

پھر اسکی ہر نعمت اتنی بیش قیمت ہے کہ پوری عمر کے سجدے بھی حق شکر ادا کرنے سے قاصر ہیں اس لئے کوئی آدمی اپنے عمل سے جنت کا استحقاق حاصل نہیں کرسکتا یہ سعادت تو صرف اسے ہی حاصل ہوسکتی ہے جسے اللہ تعالے اپنے فضل ورحمت سے سرتاپا ڈھانپ لے۔ چنانچہ اللہ تعالے کے بے شمار احسانات میں سے ایک عظیم احسان یہ ہے کہ اس نے ہمارے گناہوں کی بخشش و مغفرت کے اسباب بھی خود ہی مہیا فرما دیئے۔ اگر یہ اسباب نہ ہوتے تو آخرت کی بربادی سے کوئی شخص بھی نہ بچ سکتا الا ماشاء اللہ کیونکہ گناہوں کے نتائج بھیانک اور خوفناک ہیں۔ کثرت ذنوب سے دل سخت اور سیاہ ہو جاتے ہیں گناہوں سے انسان اپنے پروردگار کے غضب کو دعوت دیتا ہے چنانچہ سابقہ امتوں کی تباہی وبربادی کی داستانوں کا محور یہی گناہ ہیں۔

ارشاد فرمایا۔

فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَمِنْهُم مَّنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُم مَّنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُم مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُم مَّنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ (عنکبوت ۴۰)

Marfat.com

ہم نے ہر ایک کو انکے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا چنانچہ کسی پر تیز آندھی جس میں پتھر بھی شامل تھے مسلط کر دی کسی کو خوفناک کڑک نے جا لیا اور کسی کو ہم نے زمین کے اندر دھنسا دیا۔ اور کسی کو پانی میں غرق کر دیا اللہ تعالےٰ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ انہوں نے خود اپنے آپ پر ظلم کیا ہے۔ (سورہ عنکبوت: ۴۰)

گناہوں کی بناء پر عذاب کا یہ سلسلہ آخرت میں بھی قائم رہے گا۔

فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ

(آل عمران / ۱۱)

پس اللہ نے انہیں انکے گناہوں کی وجہ سے پکڑ لیا اور اللہ (روز قیامت بھی) شدید عذاب کا مالک ہے۔

ان وحشناک سزاؤں کو پڑھنے کے بعد نیز اس حقیقت کے ادراک کے بعد کہ یہ سزائیں ہماری بداعمالیوں ہی کا نتیجہ ہیں۔ مغفرت کی اہمیت و ضرورت کا احساس ہوتا ہے۔ ایسے ہی اللہ تعالےٰ کی طرف سے عفو و مغفرت کے وعدے بھی ہماری تسلی و تشفی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے کہیں اپنا تعارف غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ کہہ کر کروایا یعنی میں گناہوں کا بخشنے والا اور توبہ قبول کرنے والا ہوں۔ کہیں فرمایا اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ بلاشبہ تیرا پروردگار وسیع مغفرت فرمانے والا ہے۔ کہیں بندوں کو یہ بشارت سنائی کہ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا بے شک اللہ تعالےٰ تمام گناہوں کو معاف فرمانے والا ہے۔ لیکن یہاں یہ بات جاننا ضروری ہے کہ مغفرت ذنوب کے کچھ اسباب و وسائل ہیں جنہیں اختیار کرنا ضروری ہے ان وسائل میں توبہ ہے چنانچہ انسان اگر تمام شرائطِ توبہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا:۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ (النساء / ۱۷)

Marfat.com

اللہ تعالٰے ان لوگوں کی توبہ قبول فرماتا ہے جو انجانے میں گناہ کر بیٹھتے ہیں پھر جلد ہی توبہ بھی کر لیتے ہیں۔

یہاں ہم نے شرائط توبہ کی طرف اشارہ کیا ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ توبہ کی شرائط بھی بیان کر دیں۔ اس سلسلہ میں امام نووی ؒ نے ریاض الصالحین میں انتہائی تفصیل کے ساتھ ان شرائط کا ذکر کیا ہے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ انکی عبارت کا ترجمہ پیش خدمت کر دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے فرمایا ہے۔

اہل علم حضرات کا کہنا ہے کہ ہر گناہ سے توبہ کرنی ضروری ہے۔ چنانچہ اگر گناہ اللہ اور بندے کے درمیان ہے اس میں کسی بندے کی حق تلفی نہیں تو اس گناہ سے توبہ کی تین شرائط ہیں۔

(۱) اس گناہ سے یکسر باز آ جانا۔

(۲) اس گناہ کے ارتکاب پر نادم و پشیمان ہونا۔

(۳) آئندہ کے لئے اس گناہ سے باز رہنے کا پختہ عزم کرنا۔

اگر تین شرائط میں سے کوئی شرط بھی مفقود ہو گئی تو توبہ صحیح نہیں ہے۔

اور اگر گناہ کا تعلق کسی آدمی کی حق تلفی سے ہے تو اس سے توبہ کی چار شرائط ہیں۔ تین شرائط تو یہی ہیں جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اور چوتھی شرط یہ ہے۔ کہ حق والے کا حق ادا کرے۔ مثلاً اسکا مال غصب کیا ہے تو اسے واپس کر دے اور اگر کوئی زبانی دکھ پہنچایا ہو تو معافی طلب کرے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ریاض الصالحین ص ۱۲، ۱۳)

قارئین کرام! مغفرت ذنوب کے اسباب میں سے ایک بہت بڑا سبب یہ ہے کہ بکثرت نیک کام انجام دیئے جائیں جیسا کہ فرمان باری تعالٰے ہے۔

"اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ"

بے شک نیکیاں گناہوں کو زائل کر دیتی ہیں۔

نیز فرمایا:-

وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○

Marfat.com

اور اگر تم اپنی اصلاح کر لو اور پرہیز گار بن جاؤ تو بے شک اللہ تعالےٰ بڑا بخشنے والا اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔

نیز فرمایا

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ (المائدہ / ۹)

اللہ تعالےٰ نے ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔

قارئین کرام:-

زیر مطالعہ کتاب "بخشش کی راہیں" کا موضوع بھی یہی ہے یعنی ایسے نیک اعمال کا بیان جو گناہوں کی بخشش کا سبب بنتے ہیں بلکہ موضوعاتی اعتبار سے اس کتاب کی انفرادیت یہ ہے کہ اس میں صرف ایسے اعمال کی نشاندھی کی گئی ہے جو اگلے اور پچھلے تمام گناہوں کی بخشش کا سبب بنتے ہیں۔

دراصل محدث دیار مصر حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ایک مختصر مگر انتہائی جامع اور قیم رسالہ تصنیف فرمایا تھا جس کا نام "اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃُ لِلذُّنُوْبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَاَخِّرَۃِ" رکھا تھا۔ یعنی ایسے نیک اعمال اور فضائل جنہیں کرنے سے اگلے اور پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ اس مختصر رسالہ میں حافظ صاحب نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صرف وہ احادیث مبارکہ جمع فرمائی ہیں جن میں بطور خاص کسی نیک عمل کے انجام دینے پر اگلے اور پچھلے گناہوں کی بخشش کا ذکر ہے۔ کتاب کے موضوع سے ظاہر ہے کہ یہ انتہائی مفید اور منفعت بخش کتاب ہے جس پر عمل پیرا ہونے میں دنیا و آخرت کی سعادت و کامرانی مضمر ہے۔

لیکن یہ کتاب عربی زبان میں تھی جس کی وجہ سے اردو دان طبقہ اس بیش قیمت سرمایہ سے محروم تھا۔ اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کے انتہائی محترم اور فاضل عالم دین

Marfat.com

مولانا حافظ محمد منشاء صاحب کو اجر جزیل سے نوازے کہ انہوں نے اس کتاب کی ضرورت و اہمیت کو محسوس کر لیا اور نہ صرف یہ کہ کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا بلکہ موقع بموقع انتہائی مفید توضیحات و تشریحات کے ساتھ کتاب کی عظمت و افادیت میں مزید اضافہ کر دیا اور سب سے نمایاں خوبی یہ ہے کہ اول سے آخر تک انتہائی سادہ انداز اختیار کیے رکھا بے مقصد قسم کے تکلفات اور بے تکی فصاحت سے یکسر گریز کیا گیا ہے۔ مقصد صرف یہی ہے کہ ہر طبقہ کے لوگ اس کتاب سے مستفید ہو سکیں۔ کتاب ہذا کا مطالعہ کرنے والے اسے اصل موضوع کے علاوہ دیگر بہت سے موضوعات مثلاً توحید، اتباع سنت، فکر آخرت، احوالِ علماء و محدثین وغیرہ کا مرقع اور ہر مسئلہ پر کتاب و سنت سے استدلال کا اعلیٰ نمونہ پائیں گے۔

اللہ تعالیٰ مولانا محترم کی اس نیکی کو اپنی رضاء کے لئے خالص بنالے وجعله فی سجل حسناته لیوم لا ینفع فیه مال ولا بنون الا من اتی الله بقلب سلیم

مولانا محترم کے اخلاص و تقویٰ کو دیکھتے ہوئے ہمیں قوی امید ہے کہ یہ کتاب یقینی طور پر افادۂ عوام و خواص کا باعث بنے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یہاں ایک تنبیہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی شخص اس کتاب کی کسی حدیث پر عمل کر کے یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ اب میرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ لہٰذا اب مجھے مزید نیکیاں سمیٹنے یا توبہ کی ضرورت نہیں رہی بلکہ یہ تو ایک ایسا سلسلہ ہے کہ پوری عمر نیک راہ پر لگانی پڑے گی اور مسلسل توبہ و استغفار کا دامن تھامے رکھنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مغفرت کے لئے اس حقیقت کو شرط کے طور پر پیش کیا۔ فرمایا:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی

اور میں خوب بخشنے والا ہوں اس شخص کو جو توبہ کرے، ایمان دار ہو نیک عمل کرے اور پھر ہمیشہ ہدایت کے راستہ پر چلتا رہے۔

Marfat.com

یعنی اس کی نیک روش میں کوئی انقطاع نہ آنے پائے۔ پھر اس کے ساتھ ساتھ توبہ و استغفار کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتنے بلند و بالا مقام پر فائز ہونے کے باوجود ہر روز سو بار یا اس سے بھی زائد استغفار کیا کرتے تھے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی ہمیشہ یہی نہج رہا۔ یہی سلف صالحین کی راہ تھی اور ہم بھی اس راستہ کو اپنا کر دنیا و آخرت کی سعادت سے ہمکنار ہو سکتے ہیں۔

آخر میں پھر مولانا محترم نیز ان تمام احباب کے لئے دعا گو ہوں جنہوں نے کسی بھی طرح اس کتاب کی تیاری میں مساہمت و معاونت کی ہے اللہ تعالےٰ ان کی اس کوشش کو ذخیرہ آخرت بنائے اور مزید ایسے کاموں کی توفیق عطا فرمائے جن میں مسلکِ اہلحدیث کی ترقی و تقدم کے اسباب موجود ہوں۔

اللّٰھم وفقنا لما تحب و ترضیٰ وصلی اللہ علی سیدنا ومولانا محمد اشرف الخلائق وعلی آلہ وصحبہ ولمن تبعہم باحسان إلی یوم الدین، آمین!

کتبہ / العبد المفتقر إلی عفو ربہ وفضلہ وکرمہ

عبداللہ ناصر رحمانی

مرکزی جامع مسجد اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی

۲ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَکَبِّرْہُ تَکْبِیْرًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَی الرَّسُوْلِ مُحَمَّدِنِ الْمَبْعُوْثِ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ اَجْمَعِیْنَ

مقدمہ

فوائد نافعہ

امام الحفاظ شیخ الاسلام احمد بن علی بن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی سنہ ۸۵۲ کی مایۂ ناز تالیف (اَلْخِصَالُ الْمُکَفِّرَۃُ لِلذُّنُوْبِ الْمُتَقَدِّمَۃِ وَالْمُتَأَخِّرَۃِ) کا اردو ترجمہ کرنے کے لئے ہمارے رفیق فضیلۃ الشیخ مولانا شبیر احمد نورانی صاحب فاضل جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سعودی عرب نے بندہ خاکسار کو کہا تاکہ عوام کے پڑھنے کے لئے زیادہ سہولت ہو اور وہ صحیح معنوں میں اس سے استفادہ کر سکیں۔ اللہ تعالے موصوف کو بھی اس کار خیر میں شریک کرے کیوں کہ انہوں نے اس کام کے کرنے کو کہا اور پورے اخلاص سے کہا ورنہ بندہ کا ابھی تک کوئی ارادہ ہی نہ تھا اور نہ ہی اسکا اہل سمجھتا تھا کہ کتاب ہذا کو اردو میں منتقل کر کے کچھ قدر اس کی توضیح بھی کر دے تو یہ امر بھی واقعہ ہے کہ وہ شخص بھی اجر و ثواب میں برابر کا شریک ہوتا ہے جو کسی شخص کو کسی اچھے کام پر آمادہ کرتا ہے اور پھر اسکی اسمیں حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔
وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا[1]
"جو کسی کو نیک کام پر آمادہ کرتا ہے تو یقینا اسکا بھی اس میں حصہ ہے"
چنانچہ پھر بندہ نے بھی اس کتاب کے مرکزی فوائد دیکھ کر اس کو اردو میں منتقل کرنے کو ضروری سمجھا کیونکہ کتاب ہذا کا نام ہی ایسا جامع اور مانع ہے کہ وہی اس کے مرکزی فوائد اور مضامین نافع کی نشاندہی کر رہا ہے ورنہ ہو سکتا تھا کہ بندہ اسکی طرف قدم نہ اٹھاتا دوسرا یہ بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ ہر کتاب کے مضامین نافع سے وہ شخص ہی مستفید ہو سکتا ہے جبکا دل حاضر اور بیدار ہو۔ اور وہ طلبِ حق کا صحیح ذوق رکھتا ہو۔

---

[1] سورہ النساء آیۃ ۸۵

Marfat.com

فوائد نافع

پہلا فائدہ

ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میں آخرت میں خوشحال اور سرخرو ہوں اور دنیا سے اس حال میں رخصت ہوں کہ میرے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو اور فرشتے میری آمد و ملاقات کے منتظر ہوں تو ایسا ضرور ہوگا بشرطیکہ وہ اس کتاب کو پڑھے اور اس میں مذکورہ ہدایات کا عملی نمونہ بن جائے۔ جیساکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کو خوشخبری

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ [1]

وہ لوگ جو اپنے رب سے ڈر گئے جب جماعتوں کی صورت میں انہیں جنت کی طرف چلایا جائے گا یونہی پہنچیں گے تو اسی وقت انکے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے تو یہ ہی نہیں بلکہ انہیں سلامتی اور خوش آمدید کہنے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ رہنے کی بھی خبر دیں گے۔

صبر کرنے والوں کو خوشخبری

وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ [2]

فرشتے ہر دروازے سے نیک لوگوں کو سلام کریں گے اور انہیں انکے

---

[1] سورۃ زمر آیۃ ۷۳   [2] سورہ رعد آیۃ ۲۳

۱۲۵۲۲۸

Marfat.com

صبر و استقامت کی داد دیں گے اور کہیں گے کیا ہی خوب ملا ہے تمہیں گھر آخرت کا۔

دوسرا فائدہ

اور یہ بھی انسان کی خواہش اور حسرت ہے کہ میرا مقام انبیاء صدیقین شہداء اور صالح لوگوں کے ساتھ ہو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کو حاصل کرنے کی بے حد کوششیں کیں اور ہر کار خیر میں پیش پیش رہے تو یقیناً آپ بھی ان لوگوں میں داخل ہو سکتے ہیں بشرطیکہ آپ بھی طالب حق ہوں اور آپکی محنتیں اور کوششیں مخلصانہ ہوں۔

وہ عمل جس کے ذریعے چار قسم کے اعلیٰ لوگوں کا ساتھ نصیب ہو گا

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا [1]

جو لوگ اللہ اور اسکے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں تو یہ ہی لوگ انبیاء صدیقین، شہداء اور صالحین لوگوں کے ساتھ ہونگے جن پر وہاں اللہ کا خصوصی انعام ہے اور کیا ہی یہ خوب ساتھی ہیں۔

اللہ پر راضی ہونے کا صلہ

يٰٓاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً

---

[1] سورہ نساء ایۃ ٦٩

Marfat.com

مَرْضِیَّۃً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ [1]

اے نفس اطمینان والے تو اب اپنے رب کی طرف لوٹ جو کہ تو اس پر راضی تھا اور اب تم کو بھی راضی کر دیا گیا چنانچہ اب میرے بندوں میں شامل ہو کر میری جنت میں داخل ہو جا۔

توضیح :۔ ان بندوں سے مراد وہی چار قسم کے اعلیٰ لوگ ہیں جنکا کہ پہلی آیتِ کریمہ میں ذکر ہو چکا ہے۔

تیسرا فائدہ

اور یہ بھی انسان خواہش اور تڑپ رکھتا ہے کہ میرا دل اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی محبت سے مہک اٹھے اور اس میں وہ لطافتیں اور نزاکتیں ہوں جو ایک مومن کے دل میں ہونی چاہییں اور پھر اس کو وہ نور وجمال اور حیاتِ جاودانی ملے گویا کہ اس پر موت واقع ہی نہیں ہوئی اور کوئی شیطان اس کے قریب تک نہیں آیا تو یہ امر بھی بعید نہیں بشرطیکہ تیرا ولولہ اور ذوق صحیح ہو اور انتھک محنت ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

(۱) اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ [2]

اللہ جسے چاہتا ہے اسے اپنا بنالیتا ہے اور ہدایت اسے دیتا ہے جو اسکی طرف لپکتا ہے۔

(۲) قُلْ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ اَنَابَ [3]

اے نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ اعلان کر دیں کہ یقیناً اللہ جن

---

[1] سورہ الفجر آیت ۲۷ تا ۳۰

[2] سورۃ شوریٰ آیت ۱۳ [3] سورہ الرعد آیت ۲۷

Marfat.com

بے ذوق لوگوں کو چاہتا ہے راہ حق سے ہٹا دیتا ہے اور جو اسکی طرف لپکتے ہیں انہیں ہدایت دیتا ہے۔

فَمَنْ یُرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ [1]

پس جس کی طلب دیکھ کر اللہ تعالےٰ چاہتا ہے کہ اسے ہدایت دے تو اسکا ظرف وسیع کر دیتا ہے۔

توضیح

پہلی آیت کریمہ میں اللہ تعالےٰ کا انتخاب کرنا دو طرح کا ذکر ہوا ہے چنانچہ ایک اسکا انتخاب یہ ہے جس کو اجتباء کہتے ہیں کہ وہ بغیر کسی شخص کی عملی کوشش اور جدوجہد کے اسے چن لیتا ہے اور اس کو اس مقام پر فائز کرتا ہے۔ کہ جہاں کسی ستارے کی کرن بھی نہیں پہنچ سکتی۔

چنانچہ اسی زمرہ میں وہ انبیاء اور اولیاء آتے ہیں۔ جو پیدائشی طور پر ہی نیکی اور راستی کا پیکر ہوتے ہیں اور قدرتی طور پر ہی انکی طبعیت بدی اور برائی سے بھاگتی اور متنفر ہوتی ہے۔

دوسرا اسکا انتخاب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو ہدایت دیتا ہے تو اس زمرہ میں وہ لوگ آتے ہیں جو پیدائشی طور پر ہی نیکی اور اچھائی سے بدکتے اور بھاگتے ہیں۔ اور قدرتی طور پر ہی انکا نیکی کی طرف کوئی میلان نہیں ہوتا تو یہ لوگ بھی اگر ہمت اور جدوجہد کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ بھی اللہ تعالےٰ کے اولیاء اور مقرب نہ بن سکیں اور اسکی بھیجی ہوئی ہدایت سے مستفید نہ ہو سکیں۔

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے۔ طلب صادق نہ ہو تیری تو پھر کیا شکوۂ ساقی

---

[1] سورۃ الانعام آیت ۱۲۵

چوتھا فائدہ

یہ بھی انسان کی تمنا اور خواہش ہے کہ مجھے شرح صدر حاصل ہو اور ہر طرح کی لا یعنی اور فضول خواب و خیال کی دنیا سے پاک و صاف ہو جاؤں اور دل میں وہ فہم و فراست اور علم و حکمت کی قوتیں جاگزیں ہوں۔ جو کبھی نکلنے نہ پائیں تو انکا حصول بھی ممکن ہے۔ کیونکہ یہ بھی جلد جہد اور صحیح ذوق کا نتیجہ ہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَالَّذِيْنَ جٰهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ؎

راہ حق کی تلاش میں جو لوگ انتھک ہمت اور کوشش کرتے ہیں تو ضرور ہم انکو اپنی سیدھی راہیں دکھا دیتے ہیں اور یقیناً اللہ نیک لوگوں کے ساتھ ہے۔

اس مقام پر مجھے وہ مکالمہ یاد آیا جو امام شافعی اور انکے استاذ حضرت وکیع کے درمیان ہوا تھا امام شافعی فرماتے ہیں۔

شَكَوْتُ اِلٰى وَكِيْعٍ سُوْءَ حِفْظِىْ - وَاَرْشَدَنِىْ اِلٰى تَرْكِ الْمَعَاصِىْ

میں نے اپنے شیخ حضرت وکیع کی طرف اپنے کند ذہن ہونے کی شکایت کی کہ مجھے کوئی ایسا نسخہ بتائیں جسکے استعمال سے میری طرف علوم نافع سمٹتے ہوئے چلے آئیں

امام وکیع رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا

وَاعْلَمْ اَنَّ الْعِلْمَ فَضْلُ اللّٰهِ   وَفَضْلُ اللّٰهِ لَا يُؤْتٰى لِلْعَاصِىْ

توانہوں نے فرمایا کہ اس بات کو غور سے سن لینا کہ تو نے گناہوں کے قریب تک نہیں جانا کیونکہ علم اللہ کا فضل ہوتا ہے اور یہ وہ

؎ سورۃ روم آیت ۵۹ ؎ العنکبوت آیت ۶۹

Marfat.com

اپنے نافرمانوں کو کب دیتا ہے۔

توضیح

اب ان اشعار کا پس منظر واضح ہے کہ جس شخص کی تمنا اور خواہش ہے کہ مجھے شرح صدر حاصل ہو اور ہر بھلائی میری طرف سمٹ ہوئی چلی آئے تو اگر اس نے گناہوں سے اجتناب کیا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ ان نعمتوں سے سرشار نہ ہو کیونکہ معلوم ہے کہ پہلی نیکی دوسری کا سبب ہوتی ہے اور اسی طرح پہلی برائی دوسری کا سبب بنتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ زمین زرخیز ہو اور پھر پیداوار نہ دے۔

پانچواں فائدہ

اور یہ بھی انسان کی تمنا اور آرزو ہے کہ خود اللہ تعالٰی مجھ سے محبت کرے اور میں اسکی نظر میں محبوب تر ہو جاؤں اور ملائکۃ الاعلٰی جو اللہ کے خاص مقرب ہیں ان سے بھی اس باب میں آگے نکل جاؤں تو یہ عزت یہ مقام اور شرف مل سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ غلامی میں مخلص اور ذوق صحیح رکھتا ہو۔

جیساکہ ارشاد باری ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا [1]

یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے تو رحمٰن انکی محبت ہر چیز میں ڈال دیتا ہے۔

---

[1] سورۃ مریم آیت ۹۶

Marfat.com

توضیح

تو اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ مومن جب اللہ کا فرمانبردار ہو جاتا ہے تو پھر ہر چیز اسکی خادم بن جاتی ہے اور دنیا کی ہر چھوٹی بڑی بزم میں اسکا چرچا شروع ہو جاتا ہے۔ کوئی محفل کوئی انجمن ایسی نہیں ہوتی جہاں اسکی آؤ بھگت اور تواضع نہ ہو حتی کہ قدسی جو انتہائی پاکیزہ اور صاف ستھری مخلوق ہے وہاں تک رسائی ہو جاتی ہے اور آسمان کے ہر افق پر اسکی بزمیں قائم ہوتی ہیں تو یہ مقام یہ شرف اسی وقت مل سکتا ہے جب کہ تیرا قلب سلیم ہو اور اس میں کفر و شرک اور نفاق کی میل تک نہ ہو۔

تنبیہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پستی ناکامی، ذلت، اور رسوائی اسی وقت ہوتی ہے جب کہ وہ اپنے اصل راستہ سے بھٹک جائے۔ شیطان اور اسکے چیلوں کی ہر محفل کو ٹینڈ کرتا رہے لیکن پھر بھی اگر سنبھل گیا اور اپنی روش کو بدل لیا تو دامن میں بہت کچھ سمٹ سکتا ہے ورنہ اگر احساس گناہ تک ہی ختم ہو گیا تو پھر اسکی خود اپنی تباہی اور بربادی نہیں بلکہ پوری دنیا اسکی نحوست کا شکار ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

نحوست جو تری اور خشکی میں پھیلی ہوئی ہے اسکا سبب صرف

۱؎ سورہ روم آیت ۴۱

Marfat.com

یہ ہی ہے کہ جو لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کمایا ہے اور اللہ تعالیٰ بعض انکے بُرے اعمال کی سزا اسلئے دیتا ہے کہ شاید وہ اپنی اس روش سے پلٹ آئیں۔

تنبیہ در تنبیہ ارتکابِ معاصی کا اثر صرف زمین تک محدود نہیں رہتا بلکہ اس کے اثرات سمندر کی تہہ اور تحت الثریٰ تک پہنچ جاتے ہیں اور ایسے ابھرتے اور پھیلتے ہیں کہ کوئی مخلوق ان جراثیم سے نہیں بچ سکتی حتیٰ کہ آسمانی فق پر بھی اسکے اثرات جا پہنچتے ہیں بارش کی بوند تک نہیں ٹپکتی۔ جو خوشحالی اور رحمت کا پیغام لائے اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق اس سے مستفید ہوسکے۔

جیسکہ ارشاد باری ہے۔

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ہ وَلَقَدْ جَآءَھُمْ رَسُوْلٌ مِّنْھُمْ فَکَذَّبُوْہُ فَاَخَذَھُمُ الْعَذَابُ وَھُمْ ظٰلِمُوْنَ[۱]

اللہ تعالےٰ نے وادی مکۃ المکرمہ کی مثال بیان کی ہے کہ وہاں کے لوگ ہر اعتبار سے امن و اطمینان میں تھے۔ اور ہر طرف سے ان کی روزی فراغت سے چلی آتی تھی پھر انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی ا اور اسکی نشانیوں اور اسکے پیغمبر کو ستایا، تو اللہ تعالیٰ

---

[۱] سورہ نحل آیت ۱۱۲ ۱۱۳

Marfat.com

نے ان پر بھوک اور خوف کا عذاب لازم کر دیا کیونکہ ان لوگوں کے پاس انہیں میں سے ایک رسول آچکا تھا جس کی انہوں نے تکذیب کی تو پھر اللہ تعالے نے انکو پکڑ لیا کیونکہ وہ واقعۃً قصوروار تھے۔

برائی کی نحوست اور اسکے اثرات

آپ ذرا غور کریں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں کچھ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے من سلویٰ جیسی اللہ تعالے کی نعمت کی ناشکری کی اور کم تر کو اعلیٰ کے مقابلے میں پسند کیا تو انکی ناشکری صرف انہیں پر اثر پذیر نہیں ہوئی بلکہ قیامت تک آنے والی پوری انسانیت اس معجزانہ نعمت سے محروم ہوگئی۔ ورنہ بعید نہ تھا اگر وہ اسکی قدر کرتے تو پوری انسانیت تا قیامت اس سے مستفید ہوتی۔

حضرت عیسیٰ ع کی قوم کی ناشکری

پھر کچھ مدت بعد چند افراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیچھے پڑ گئے اور مطالبہ کیا کہ کیا آپ کا رب اس چیز پر قادر ہے کہ وہ آسمان سے دسترخوان نازل کرے اور ہم کھائیں جب ایسا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ہماری اس بات کو نہ مانے اور ہماری یہ خواہش پوری نہ کرے تو آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی تو اسی وقت کھانوں سے بھرا ہوا دسترخوان آسمان سے اتر آیا پھر ایسا ہوا کہ بڑے اور طاقت ور لوگ کھا جاتے اور کمزور اور محتاج لوگوں کو محروم رکھتے۔ جو بچ جاتا وہ کل کے لیئے بچا رکھتے حالانکہ اللہ تعالے نے انہیں ذخیرہ کرنے سے بڑی سختی سے منع کیا تھا۔ لیکن باوجود

Marfat.com

اس کے انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی اور اپنی اسی بری عادت پر کاربند رہے آخر نتیجہ یہ ہوا کہ دسترخوان اترنا بند ہوا اور جس حال میں پہلے تھے۔ اس سے بھی زیادہ اللہ کے ہاں بے ادب اور مغضوب قرار پائے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُنَا وَنَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَنَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَةً مِّنْكَ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ قَالَ اللّٰهُ اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ [۱]

اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا کہ کیا آپ کا رب یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ آسمان سے ہم پر دسترخوان نازل کرے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اگر تم مومن ہو تو ایسے سوالات کرنے سے اللہ سے ڈرو تو انہوں نے کہا کوئی اور بات نہیں ہم نے تو صرف اس لئے مطالبہ کیا ہے تاکہ ہمارے دل مطمئن ہو جائیں اور یہ بھی جان لیں کہ تو نے ہماری اس بات کو سچ کر دکھایا ہے اور ہم اس پر گواہ ہونگے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ آسمان سے دسترخوان نازل کر تاکہ ہمارے اور بعد میں آنے والوں کے لئے عید ہو اور دوسرا تیری طرف سے ایک نشان قدرت بھی ہو اور تو ہی بہتر رزق دینے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا میں دسترخوان ضرور نازل کر دیتا ہوں لیکن اس کے بعد پھر اگر کوئی میری نافرمانی پر اتر آیا تو پھر اسکو عذاب بھی وہ دونگا جو آج تک ایسا دنیا میں کسی قوم کے حصہ میں نہیں آیا۔

تمام قوموں کی تباہی اور بربادی کا واحد سبب

ان آیات اور گذشتہ آیات کا پس منظر واضح ہے مزید آپ حدیث اور تاریخ انسانیت

[۱] سورہ مائدہ آیت ۱۱۲ تا ۱۱۵

Marfat.com

کا گہرا مطالعہ کریں تو قوموں کی ہلاکت اور انکی تباہی کا سبب سوا اس کے کچھ نہیں سے گا۔ کہ انہوں نے صرف اپنے اپنے انبیاء کو جھٹلایا، مارا، اور انکا مذاق اڑایا حتی کہ مجنون تک کہا تو پھر ہی ان پر اللہ کا عذاب امنڈ آیا ورنہ اگر وہ قومیں مانتیں ادب کرتیں اور گناہوں سے بچتی تو کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ عزت واحترام کے عظیم درجات پر فائز نہ ہوتیں اسکی جتنی تفصیل چاہیے خلاصہ یہ ہی ہے کہ انبیاء کی نافرمانی زہر سے بھی زیادہ مہلک اور تباہ کن ہے جسکا بارہا قومیں تجربہ کر چکی ہیں۔ تو اب جسطرح زہر استعمال کرنے والا ہلاکت سے نہیں بچ سکتا تو اسی طرح انبیاء کا نافرمان اور ان کا مذاق کرنے والا بھی غلط حرف کی طرح مٹ جاتا ہے۔ اور سوا اسکی داستان اور کہاوت کے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

ارشاد باری ہے۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ[۱]

ہم نے انکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور سوا انکی داستانوں کے اور کچھ باقی نہیں چھوڑا۔ تو یقینا اس میں ہر صابر اور شاکر کے لئے عبرتیں پنہاں ہیں۔

توبہ کرنے اور ڈر جانے کا صلہ

اب یہ صحیح ہے کہ انسان سے غلطی ہو جاتی ہے بھول جاتا ہے اور نفس امارہ کی پیروی کر بیٹھتا ہے۔ لیکن اس کے اثرات اسی وقت بڑھتے اور پھیلتے ہیں جب تکبر اور انانیت اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے اور نکلنے کا نام تک نہیں لیتی، ورنہ اگر قبر، حشر، اور موت کی سختیاں یاد کر کے چلا اٹھے اور خوف الٰہی سے ابر رحمت کی طرح آنسو ٹپکنے لگیں تو بعید نہیں کہ اس

---

[۱] سورہ سبا آیت ۱۹

Marfat.com

کے غضب کی آگ بجھ جائے۔ اور ایسا ایک ہی آنسو اسکی زندگی کی سیاہ کاریوں اور برائیوں کو دھو ڈالے۔ لیکن ایسا آنسو ہر شخص کو کہاں نصیب ہوتا ہے البتہ جو ذوق اور جستجو کرے۔ تو اسکے لیئے یہ منزل دور بھی نہیں۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یَلْقَ اَثَامًا یُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ یُبَدِّلُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا[۱]

اور رحمان کے وہ بندے ہیں جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی اور کو نہیں پکارتے، اور نہ ہی کوئی جان جو اللہ تعالےٰ نے ان پر حرام کی ہے بغیر حق کے قتل کرتے ہیں اور نہ ہی وہ زنا کرتے ہیں۔ تو یقیناً جس شخص نے ان گناہوں کا ارتکاب کیا تو ضرور وہ بہت بڑے وبال کو پہنچ کر رہے گا۔ اور پھر ——— قیامت کے دن اس کو دوگنا عذاب ہوگا کہ جہاں وہ ہمیشہ رسوا ہو کر رہے گا۔ مگر وہ شخص جس نے توبہ کی اور پھر اچھے عمل کیئے۔ تو ایسے شخص کی اللہ تعالےٰ برائیوں کو نیکیوں سے تبدیل کر دیتا ہے کیونکہ وہ بے حد بخشش کرنے والا مہربان ہے۔

سورہ طٰہٰ میں یہی مضمون اور زیادہ پختگی سے ذکر ہوا ہے کہ جو آدمی دل کی سچائی اور اخلاص سے توبہ کرتا ہے تو پھر ایسا کوئی گناہ نہیں جو اس کا معاف نہ ہو۔

جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

---

[۱] سورہ الفرقان آیت ۶۸ تا ۷۰

Marfat.com

وَ اِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی [۱]

یقین جانو میں اس شخص کو ضرور معاف کرنے والا ہوں جو ایمان لایا اور عمل صالح کئے اور پھر سیدھی راہ پائی۔

تو ان آیات میں بے حد انسان کو سمجھایا اور خبردار کیا گیا ہے کہ مایوسی اور ہمت ہار بیٹھنا تو کافر اور گمراہ لوگوں کی عادت ہے۔ نہ کہ ایک مسلمان اور موحد آدمی بھی اس جال میں پھنس جائے۔ اور وہ اپنی ایک قیمتی متاع حیات ضائع کر بیٹھے تو ایسی خصلت ذمیمہ اور قبیحہ سے تو ہر وقت آدمی کو سمٹ کر رہنا چاہیے کہیں ایسا نہ ہو کہ ایسی حالت میں ہی اس پر موت واقع ہو جائے اور وہ اپنی قیمتی متاع کھو بیٹھے آپ کو معلوم ہے کہ جب فرشتے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے اور بیٹے کی خوشخبری دی تو ساتھ یہ بھی کہا تھا ذرا غور کرنا کہ خواہ ظاہری اسباب کتنے ہی آپ کو کمزور نظر آ رہے ہوں لیکن پھر بھی آپ کو مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ موحد کا بھروسہ اسباب پر نہیں ہوتا بلکہ صرف اور صرف اپنے اللہ پر ہوتا ہے اور مایوسیوں میں پھنس جانا اہل اللہ کا کام نہیں بلکہ یہ تو صرف کافر اور گمراہ لوگوں کا کام ہوتا ہے۔

ارشاد باری ہے۔

قَالُوْا بَشَّرْنٰكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْقٰنِطِیْنَ ۔ قَالَ وَمَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ [۲]

فرشتوں نے کہا ہم آپ کو ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں لہذا آپ مایوس نہ ہوں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا ایسا تو گمراہ لوگوں کے علاوہ کوئی مومن نہیں جو اپنے رب کی رحمت سے مایوس ہو۔

---

[۱] سورہ طٰہٰ آیت ۸۲ [۲] سورہ الحجر آیت ۵۵ تا ۵۶

Marfat.com

حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت

ارشاد باری ہے۔

وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ [۱]

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے معاملہ میں اللہ تعالےٰ سے مایوس نہ ہونا کیونکہ یہ عادت تو صرف قوم کفار کی ہے۔

یاد رکھنا کہ وہ امید ہی ہے کہ بندہ اور خالق کے درمیان ایک راز کی چیز ہے جس کی کسی تیسرے کو خبر تک نہیں اور یہ ہی اسکی ایک ڈھال ہے۔ جو اس کے بچاؤ کا آلہ ہے۔ اور یہ ہی اسکا ایک سرمایہ ہے جس پر نجات کا مدار ہے۔

امید مرد مومن ہے خدا کے رازدانوں سے
نہ ہو نومید نومیدی زوال علم وعرفان ہے

تنبیہ :- اب یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ گذشتہ جو آیات گزری ہیں ان میں گناہوں سے پاک صاف ہونے کا ایک فارمولا ذکر ہوا ہے جو دو کڑیوں پر مشتمل ہے۔ کہ گناہ اسی شخص کے مٹتے ، اور نیکیوں سے بدلتے ہیں جو مخلصاً ایمان لاکر اعمال صالح پر کاربند ہو جائے اور فیصلہ کرے کہ آئندہ کبھی گناہوں کے قریب تک نہیں جاؤں گا۔ ورنہ جو بغیر عمل صالح اور موحد ہونے کے خوش ہو اور امید لئے بیٹھا ہے تو یاد رکھنا یہ ایک تلبیس ابلیس ہے جس سے ہر وقت آدمی کو سنبھل کا رہنا چاہیے۔ مزید اسکی تفصیل چاہیے تو وہ سورہ نون کے دوسرے رکوع کی ابتدائی آیات کا مطالعہ کرے۔

---

[۱] سورہ یوسف آیت : ۸۷

Marfat.com

توحید کی برکتیں

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جتنی رعایتیں اور سہولتیں ایک مردِ موحد کو فراہم ہوئی ہیں کسی اور کو نہیں ہیں اسکی رعایتوں اور سہولتوں کے دروازے تو اسقدر وسیع اور کھلے ہیں کہ آدمی دیکھ کر ششدر رہ جاتا ہے آخر اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ خواہ کسی شخص کے پاس اعمال کے فلک بوس پہاڑ بھی جمع ہو جائیں مگر ان اعمال میں توحید نہ ہو تو ان سب کو ﴿ھباءً منثورًا﴾ کی طرح اڑا دیا جائے گا۔ اور وہ اڑتے ہوئے نظر تک نہیں آئیں گئیں۔ ورنہ اگر ان میں توحید کی ایک رمق بھی ہوئی تو بعید نہیں کہ وہ اتنی وزنی اور بھاری ہو کہ زمین و آسمان کے ثقل سے بھی وزنی ہو جائے اور اسکی نجات اور دخولِ جنت کا سبب بن جائے اب یہاں ایک اور چیز کی وضاحت کر دینا بھی ضروری ہے کہ نجات اور دخولِ جنت کا سبب وہ ہی امید ہو سکتی ہے جو اعمال صالح کے بعد پیدا ہو ورنہ بغیر عمل جو امید لئے بیٹھا ہے تو غور کرنا یہ تو صرف شیطان کا دھوکہ اور فریب ہے۔

جیساکہ ارشادِ باری ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللَّهِ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ[1]

یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اسکی راہ میں جہاد کیا تو یہ ہی لوگ ہیں جو اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اللہ تعالےٰ معاف کرنے والا بے حد مہربان ہے۔

رجا اور امید کے ساتھ اگر خشیت الٰہی کا بھی ایک پر ہو تو پھر ہی پرواز صحیح ہو سکتی ہے ورنہ امکان ہے کہ گر جائے۔ (الایمان بین الخوف والرجاء)

---

[1] سورہ بقرہ آیت ۲۱۷

Marfat.com

چھٹا فائدہ

آدمی اس چیز کا بھی خواہش مند اور طلبگار ہوتا ہے کہ اولاد صالح اور نیک ہو جو اُس کے علم و عمل اور رخت سفر کی صحیح جانشین ہو اور یہ ایسی آرزو اور تمنّا ہے جو صرف چند افراد تک محدود نہیں بلکہ اس کی تڑپ اور خواہش سبھی لوگ رکھتے چلے آئے ہیں۔ نبیوں کی تو اکثر یہ حالت ہو جایا کرتی تھی کہ اپنی سحر خیزی میں آبدیدہ ہو جاتے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں نہایت عجز و انکساری اور عاجزی سے دعائیں کرتے۔

جیساکہ ارشاد باری ہے۔

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ [1]

اے میرے پروردگار مجھے نیک اولاد دے۔ تو ہم نے اس کو ایک بردبار لڑکے کی بشارت دی۔

پہلی آیتِ کریمہ کے جامع مانع اور مختصر الفاظ سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس دعاء کو اس کثرت سے پڑھتے تھے کہ جس طرح کوئی شخص اپنا معمول بہ فرض کیا ہوا وظیفہ اور ورد کرتا ہے دوسری یہ چیز بھی اس آیت کریمہ کے جزاول (رَبِّ هَبْ لِي) سے واضح ہوتی ہے کہ اس کو پڑھتے وقت اس قدر اس پر توجہ اور زور دیتے تھے کہ آپ کا سوز اور سینے کا درد اس حد کو پہنچ جاتا تھا جس طرح کہ کوئی چیز آگ پر کھولتی اور اُبلتی ہوئی آواز کرتی ہے اور پھر اللہ ہی جانتا ہے کہ اس وقت آپ کے جسم و روح کی کیا کیفیت ہوتی ہوگی تو اب یہاں یہ چیز بھی قابلِ غور ہے۔ کہ اگر ابراہیم علیہ السلام اپنے اعتقاد میں مضبوط اور پختہ نہ ہوتے اور اُن میں وہ اوصاف نہ ہوتے جو ایک مردِ موحد اور مومن میں ہونے چاہئیں تو ان کے لئے ناممکن کام کبھی ممکن نہیں ہوسکتے تھے جنہیں کہ وہ حاصل کر پائے تھے تو ظاہر ہے کہ یہ صرف توحید اور استقامت کی برکت تھی اور اس محبت کی کہ جس

[1] سورہ الصّٰفّٰت آیت: ۱۰۰ تا ۱۰۱

Marfat.com

ہیں وہ سرشار تھے۔ اور اُن آہوں کی جن میں انکی راتیں کٹتی تھیں۔

گر نیاز و اعتقادِ آں خلیل　　گشت ممکن امر صعب مستحیل [1]

اگر ابراہیم علیہ السلام کا اعتقاد پختہ نہ ہوتا اور ان میں عجز و انکساری نہ ہوتی تو ممکن ہی نہ تھا کہ انکے لئے یہ مشکل کام آسان ہوسکتے۔

وہ اوصاف جو ہر نبی میں نمایاں ہوتے ہیں۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ [2]

یقینا ابراہیم علیہ السلام بردبار درد مند، رجوع کرنے والا تھا۔

ان آیات میں غور کریں تو آدمی اور زیادہ حیران ہوتا ہے کہ ایک چھوٹی سی آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تین اوصاف ذکر ہوئے ہیں۔ اب ہر آدمی یہ باور کرسکتا ہے کہ جو شخص اِن تین اوصاف کا متحمل ہو تو اسکی بارگاہ الہی میں گڑگڑاتے اور دعائیں کرتے وقت کیا کیفیت ہوتی ہوگی۔ تو اب مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں (حلیم) اور (اواہٌ منیب) کی کچھ قدرے عربی لغت کے اعتبار سے توضیح کردی جائے تاکہ انکا صحیح مفہوم واضح ہوسکے۔

حَلِيْمٌ :۔ بردبار، تحمل والا، (مادہ حِلم) سے ہے جس کا معنیٰ ہے کہ جو غصے اور جوش و خروش کے وقت اپنی طبیعت پر قابو پالے اور یہ اللّٰہ کے اسماء حسنیٰ سے ہے۔ بہترین اور اصلی حلم تو اسی اللہ تعالےٰ کا ہے۔ ورنہ جس طرح لوگ اس کی ناشکری اور نافرمانی کرتے وہ انہیں اسی وقت ہی تہس نہس کردے۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام خود بھی حلیم تھے۔ تو اللہ تعالےٰ نے لڑکا بھی حلیم دیا کیونکہ ظاہر ہے کہ اکثر باپ کے اوصاف بیٹے میں ہوا کرتے ہیں۔

---

[1] مثنوی مولانا روم　[2] سورہ ہود: ۷۵

Marfat.com

جیساکہ ارشادِ باری ہے۔

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ[1]

اَوَّاہٌ :- اس کے اشتقاق کے بارے میں علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں۔

واعلم ان اشتقاق الاواہ من قول الرجل عند شدۃ حزنہ اوہ والسبب فیہ ان عند الحزن یختنق الروح القلبی فی داخل القلب ویشتد حرقہ فالانسان یخرج ذلک النفس المحترق من القلب لیخفف بعض مابہ ھذا ھو الاصل فی اشتقاق ھذا اللفظ

آپ جان لیں کہ (اواہ) کا اشتقاق آدمی کے اس قول سے لیا گیا ہے جو آدمی بحد غم اور اندوہ کے وقت آہ ، اوہ ، کہتا ہے اور اس کے کہنے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ جب غم اور اندوہ کے وقت آدمی کی روحِ قلبی قلب کے اندر ہی اندر جلتی اور دباؤ میں آتی ہے تو پھر جلتا ہوا یہ سانس آدمی اپنے دل سے نکالتا ہے تاکہ اس شدتِ غم میں کچھ تخفیف ہو جائے۔ چنانچہ یہ ہی اس لفظ کے اشتقاق کی اصل وجہ ہے۔

اور یہ بھی جان لیں کہ یہاں (اواہ حلیم) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذو اوصاف ذکر ہوئے ہیں جن میں بے حد تاکید اور مبالغہ ہے۔ اور حقیقت پر مبنی ہیں تو اس سے معلوم ہوا کہ جب وہ اللہ تعالےٰ کو پکارتے تھے۔ تو بے حد آہ و زاری سے پکارتے تھے۔ کہ انکے چہرے کا رنگ بھی متغیر ہو جاتا تھا۔

[1] سورۃ الصّٰفّٰت ایت ۱۰۱

(ہم انکو ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی ، اسکی جمع غلمان ، اغلمۃ (غلمۃ بھی آتی ہے)

Marfat.com

جیساکہ روح المعانی میں ہے۔

وصح غیر واحد انه فعّال للمبالغة

بہت سے اہل علم نے کہا ہے کہ (فعال) کا وزن مبالغہ کے لئے ہے۔ اور ایک صحیح روایت میں بھی ہے۔ کہ جس میں (اواہ) کی توضیح یوں ذکر ہوئی ہے

ای الخاشع المتضرع[1]

گڑگڑاتے اور آہ و زاری کرنے والا

مُنِیبٌ :۔ انابۃ سے اسم فاعل ہے باب افعال ہے اور نَوبٌ مادہ ہے جس کا معنی ہے کہ جو ہر طرف سے ہٹ کر صرف اللہ تعالےٰ کی طرف خلوص دل سے توبہ اور رجوع کرنے والا ہو اور کسی خاص وقت نہ ہو۔ بلکہ ہر وقت ہو کیونکہ اسم فاعل میں حدث نہیں بلکہ دوام ہوتا ہے۔ تو آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو یہ شرف قبولیت دیا کہ آپ کو پچھلی عمر میں ایسے دو لڑکے دیئے جو موحد، مودب اور نبوت کے لاثانی مقام پر بھی فائز تھے جن کی مختصر تفصیل حسب ذیل ہے۔ کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہونے کے تیرہ سال بعد جب آپ کے ہاں حضرت اسحاق علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت انکی والدہ تو بالکل بانجھ تھیں اور یہ ہی آپ کی پہلی بیوی تھیں حضرت اسماعیل علیہ السلام جن کی والدہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام تھیں یہ آپ کو ہجرت کے دوران ملیں تو خلاصہ یہ ہے۔ کہ جب فرشتہ آیا اور اس نے آکر خوشخبری دی کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا تو حضرت سارہ علیہا السلام نے اظہار تعجب سے کہا کہ کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں تو اسکے قابل ہی نہیں رہی اور میرا خاوند بھی بوڑھا ہو چکا ہے۔

---

[1] تفسیر القرآن الحکیم الشہیر المنار

Marfat.com

ارشادِ باری ہے۔

قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ [1]

تو حضرت سارہ علیہ السلام نے اظہار تعجب سے کہا کیا میں بچہ جنوں گی حالانکہ میں تو بانجھ ہو چکی ہوں اور یہ میرا خاوند بھی بوڑھا ہے تو ایسے حالات میں لڑکا ملنا ایک عجیب بات ہے۔

لفظ عجوز کی لغوی تشریح:۔ اصل میں عجوز اس کمزور عورت کو کہتے ہیں جو بہت سے کاموں کو سرانجام دینے سے عاجز آجاتی ہے۔ تو اس اعتبار سے اس عورت کو بھی عجوز کہیں گے۔ جو بچہ جننے کی طاقت کھو چکی ہو [2] سورۃ ذاریات میں لفظِ عجوز کے ساتھ لفظِ عقیم بھی آیا ہے۔

ارشادِ باری ہے

وَ قَالَتْ عَجُوْزٌ عَقِيْمٌ

اور اس نے کہا میں تو بوڑھی بانجھ ہوں۔

لفظ عقیم کی لغوی تشریح:۔ عقیم عقم سے ہے یہ اصل میں اس خشکی کو کہتے ہیں جو کسی طرح کا اثر قبول نہ کرے محاورہ ہے۔ ”عَقِمَتْ مَفَاصِلُهٗ“ اس کے جوڑ خشک ہو گئے۔ عورتوں میں عقیم اس عورت کو کہتے ہیں جو مرد کے نطفے کو قبول نہ کرے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔

”عَقِمَتِ الرَّحِمُ“ [3] بچہ دانی خشک ہو گئی

---

[1] سورہ ھود: ۷۲ [2] امام راغب [3] امام راغب

Marfat.com

رب، تو اس آیت میں لفظ عقیم سے اور زیادہ وضاحت ہو گئی کہ حضرت سارہ علیہا السلام بچہ جننے کے قابل ہی نہ تھیں۔

البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام وظیفۂ زوجیت ادا کرنے کے قابل تھے لفظ شیخ سے کسی کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ بھی بڑھاپے کی وجہ سے اس کے قابل نہیں رہے تھے۔ کیونکہ پچاس برس سے لے کر اسی برس کے بوڑھے کو بھی شیخ کہتے ہیں[۱] تو آپ اس عمر میں ایک مرد کے لئے اپنی بیوی سے ہم بستر ہونا کوئی ناممکن نہیں ہے۔ ویسے تو جب آپ کے ہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ تو اسوقت بھی آپ بوڑھے تھے۔

ارشادِ باری ہے۔

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحٰقَ اِنَّ رَبِّیْ لَسَمِیْعُ الدُّعَآءِ"[۲]

اللہ کا بڑا شکر ہے جس نے مجھے بڑھاپے کے وقت دو لڑکے حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق علیہما السلام دیئے یقیناً میرا رب دعاؤں کو سنتا ہے۔

اگر کوئی بفرضِ محال یہ سمجھ بھی لے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی ہم بستری کی طاقت کھو چکے تھے[۳]۔ تو اسمیں کیا محال ہے اللہ تعالٰی نے دوبارہ بحال کر دیا ہو کیونکہ اسکے ہاں کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔

اس کے برعکس حضرت زکریا علیہ السلام کی دعاؤں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بے حد بڑھاپے کو پہنچ چکے تھے۔ اور انکی بیوی بھی بانجھ ہو چکی تھی جیسا کہ قاضی شوکانی رحؒ نے تصریح کی ہے کہ جو عورت بڑھاپے کے سبب بچہ نہ جننے

---

[۱] تاج العروس

[۲] سورہ ابراہیم آیت ۳۹ [۳] جب حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے تو اسوقت حضرت ابراہیم کی عمر سو سال تھی۔ بحوالہ رحمۃ للعالمین

Marfat.com

وہ بھی عاقر ہے اور جو بانجھ ہو وہ بھی تو حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بھی بانجھ تھی جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ ؎

حضرت ذکریا علیہ السلام کی دعائیں:-

ارشادِ باری ہے۔

اِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِیًّا ○ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَ اشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّ لَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا ○ وَ اِنِّیْ خِفْتُ الْمَوَالِیَ مِنْ وَّرَآءِیْ وَ كَانَتِ امْرَاَتِیْ عَاقِرًا فَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ○ یَّرِثُنِیْ وَ یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ وَ اجْعَلْهُ رَبِّ رَضِیًّا ؎۲

جب حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو آہستہ آہستہ اور دھیمی آواز سے پکارا اے اللہ آپ جانتے ہیں کہ میری ہڈیاں بے حد کمزور اور بال بھی سفید ہو چکے ہیں اور یہ بھی ناممکن ہے کہ میں تجھ کو پکار کر محروم رہا ہوں میں اپنے بعد اپنے عصبات سے بھی ڈرتا ہوں۔ اور میری بیوی بھی بانجھ ہے لیکن پھر بھی مجھ کو اپنی نوازش سے لڑکا عطا کر جو میری اور آلِ یعقوب کی علمی وراثت کا صحیح جانشین ہو، اور پھر اسکو اپنے ہاں پسندیدہ بنا

۲- قَالَ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیْعُ الدُّعَآءِ ؎۳

اے اللہ مجھے صرف اپنی نوازشوں سے نیک اولاد دے کیونکہ تو ہی دعا کا سننے والا اور قدر دان ہے۔

؎ فتح القدیر ج ۳ ص ۳۱۱ ؎۲ سورہ مریم آیت ۳ تا ۶ ؎۳ سورہ آلِ عمران آیت ۳۸

Marfat.com

(۴) وَزَكَرِيَّا إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ [۱]

اور جب حضرت زکریا علیہ السلام نے بے حد اپنے رب کو عجز و انکساری سے پکارا کہ اے اللہ مجھے اکیلا نہ چھوڑنا بلکہ میرا بہتر جانشین بنانا اور تو ہی سب وارث بنانے والوں سے بہتر ہے۔

آدمی کسی وقت بھی مایوس نہ ہو:

اب ان آیات میں یہ بالتصریح موجود ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام لڑکے کی بشارت کے وقت بے حد بوڑھے اور کمزور ہو چکے تھے۔ تو مزید اسکی واضح دلیل سورۃ مریم کی آیت نمبر آٹھ ۸ میں ہے کہ جب اللہ تعالےٰ نے انہیں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خوشخبری دی تو انہوں نے اظہارِ تعجب سے کہا۔

قَالَ رَبِّ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي غُلَامٌ وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا وَقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۔ [۲]

(جب خوشخبری سنی) تو حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا اے اللہ میرے ہاں لڑکا کس طرح ہو سکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے۔ اور میں خود بھی بڑھاپے کی آخری کڑی کو پہنچ چکا ہوں۔

لفظ عتیا کی تشریح:

عتیا بڑھاپے کی اس حالت کو کہتے ہیں جب کہ ہڈیوں اور جوڑوں میں خشکی اور پیوست ہو جائے تو اب اس معنیٰ کی تائید "وَهَنَ الْعَظْمُ" کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ تاج المصادر میں "عتیا" کا معنیٰ بغایت پیری رسیدن کیا ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ "عُتُوٌّ" کے معنیٰ اطاعت

---

[۱] سورہ الانبیاء آیت ۸۹ [۲] سورہ مریم آیت ۸ [۳] تفسیر روح المعانی

Marfat.com

سے انکار کر دیتے ہیں چنانچہ یہاں عتیا کا معنی کمال پیری ہے کیونکہ جب آدمی ضعیف ہو جاتا ہے۔ تو اس کے بھی ہاتھ پاؤں کانپنے لگ جاتے ہیں تو گویا کہ وہ بھی اس وقت ان سب کاموں کے کرنے کا انکار کر دیتا ہے۔[1]

دعا کرنے کا طریق کار

اب یہاں ندآءً خفیاً سے یہ چیز بھی واضح ہے کہ جب دعا کی جائے تو آہستہ اور دھیمی آواز سے کی جائے۔ تو صرف بندہ اور اس کے خالق کے درمیان ہی گفت و شنید ہو۔ تیسرا کوئی شخص نہ سننے پائے۔ دوسری ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اس لیے چپکے اور چھپ چھپ کر دعا کی کہ کہیں مجھے دوسرا آدمی نہ دیکھ پائے کیونکہ ہو سکتا ہے۔ اگر کسی دوسرے آدمی نے مجھے دیکھ پایا اور میری دعا کو سن لیا تو وہ بطور استہزاء اور مذاق کے کہیں نہ کہہ دے کہ یہ اتنی بڑی عمر کا بوڑھا اور بزرگ آپ اپنے رب سے کیا مانگ رہا ہے تو خیر اب یہ واقعہ آدمی کو جس چیز کا درس دیتا اور اس پر مطلع کرتا ہے وہ یہ ہی ہے کہ خواہ حالات کیسے ہی ناساز ہو جائیں اسباب ٹوٹ جائیں اور ہوا کتنی ہی خلاف چل پڑے تو پھر بھی آدمی کو مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ تمام تجاملات اور جمیع کمزوریاں صرف آدمی کے ضمیر و خمیر میں ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات میں کوئی ایسی کمزوری اور ملال نہیں ہے۔ تو جب تو آدمی چاہتا اور تڑپ رکھتا ہے کہ میں بھی ان نعمتوں سے بہرہ ور اور سرخرو ہو جاؤں تو ضروری ہے کہ وہ بھی اپنے گناہوں سے استغفار کرے۔ ذکر الٰہی اور دعاؤں کا سہارا لے تو وہ بھی انشاء اللہ ضرور ان نعمتوں سے مالا مال اور بہرہ ور ہو گا بلکہ اور نعمتیں بھی اس کی طرف کھنچی ہوئی چلی آئیں گی۔ جو اس کے حاشیہ خیال میں بھی

---

[1] تفسیر مظہری ج ۶

Marfat.com

نہیں ہیں۔

ارشاد باری ہے۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ه يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ه وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ؎

تم اپنے رب سے معافی مانگو تو وہ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا۔ اور تم پر آسمان کو برسنے والا بنا کر بھی بھیج دے گا۔ مزید تم کو مال، بیٹے، باغات اور نہریں بھی عطا کرے گا۔

خلاصہ! اب ان ایات کا پس منظر کوئی ایسا مخفی اور الجھا ہوا نہیں کہ جو آدمی کے ذہن اور دماغ میں نہ اتر سکے اور اس کے سمجھنے اور حل کرنے کے لئے مزید اسی کو کتب تفسیر اور احادیث کی ضرورت پیش آئے بلکہ ایسا واضح اور نکھرا ہوا موضوع ہے کہ جو ایک معمولی سی سوجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی اسکو سمجھ اور باور کرسکتا ہے رجب ظاہر ہے تو پھر لازم ہے کہ ہم ان خصلتوں کو اپنائیں ان پر عمل کریں اور انکو اپنی زندگی کا سہارا سمجھیں تو یقیناً پھر کوئی وجہ نہیں جو کچھ ان آیات میں ذکر ہوا ہے ہم ان سے محروم رہ جائیں۔

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا نُحِبُّ وَتَرْضٰى مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ اٰمِيْن ؎

کتاب ہذا کے اندرونی مضامین اور انکی ترتیب :-

؎ سورہ نوح آیت ۱۰ تا ۱۲

Marfat.com

اب اس کتاب کے اندرونی مضامین پڑھنے اور دیکھنے سے جو چیز سامنے آتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مولف اس کتاب میں وہ روایات لائے ہیں جن میں ایسے اعمال اور خصلتوں کا ذکر ہے۔ کہ جو انہیں پڑھے اور ان پر عمل کرے تو یقینا اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ ایسا ہلکا پھلکا اور صاف ستھرا ہوجاتا ہے گویا کہ آج ہی وہ اپنی ماں کے پیٹ سے جنم لے رہا ہے، اور یہ بشارت اور خوشخبری صرف ایک ہی روایت میں نہیں بلکہ تمام ان روایات میں ہے جو اس کتاب میں موجود ہیں اب سب سے پہلے وہ روایت جس سے مؤلف نے کتاب کا آغاز کیا ہے۔ وہ ان صحابہ کی تعریف اور ذکر خیر کے بارے میں ہے جنہوں نے مقام بدر میں اپنے ایمان ویقین اور اسلام پر کٹ مرنے کے ایسے ٹھوس اور پختہ ثبوت دیئے جو کہ رہتی دنیا تک قائم و زندہ جاوید رہیں گے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت خواہ وہ لاکھوں کی تعداد میں تھی۔ انکے عزم و استقلال اور قوت ارادیہ کو پائمال نہ کرسکی تھی تو یہ وہ لوگ تھے کہ جنہوں نے اسلام اور دین حقہ کو غالب کرنے کے لئے اپنی جان، تن، من حتی کہ جس چیز کی بھی ضرورت پڑی پیش کردی اور بقدر ایک بال کے بھی پیچھے نہیں ہٹے تھے تو پھر اسی وجہ سے اللہ تعالٰے نے انہیں کامیاب اور سرخرو کیا اور یہ اعزاز دیا کہ اے بدر والو واقعی میں تم کو دیکھ چکا ہوں کہ تم قطعی طور اپنے دعوٰی میں سچے اور پکے ہو لہذا اب تم جو عمل کرتے ہو کرو تمہاری کوئی باز پرس نہیں اور میں تم پر خوش ہوگیا ہوں، تو خیر آپ کے صحابہ جو براہ راست آپ سے مستفید ہوئے تھے۔ ان کے پیار و محبت اور بے باکی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب جنگ بدر ہوئی تو آپ نے سعد بن عبادہ رضؓ جو قبیلہ خزرج کے سردار اور سربراہ تھے۔ اسکی طرف آپ نے استفہامیہ نظروں سے دیکھا تو حضرت سعد اس چیز کو بھانپ گئے کہ حضور ہم سے

Marfat.com

مطمئن ہونا اور کچھ کہلوانا چاہتے ہیں تو اُٹھے اور کہا اے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم آپ ہم پر مطمئن رہیں اگر آپ ہمیں سمندر میں کود پڑنے کا حکم دیں تو ہم اپنے گھوڑوں سمیت سمندر میں بھی کود پڑیں گے[1] حضرت مقداد رضی اللہ عنہ، اٹھے اور کہا حضور ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں کی طرح نہیں جنہوں نے صاف کہہ دیا تھا۔ کہ آپ اور آپ کا رب جائے اور لڑے ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے[2] چونکہ ہم آپ کی تصدیق کر چکے ہیں اور آپ پر ایمان لا چکے ہیں۔ لہذا اگر آپ ہمیں سمندر میں گھوڑے دوڑانے اور برک الغماد تک پہنچنے کا بھی حکم دیں تو ہم وہاں بھی پہنچ جائیں گے۔ کیونکہ ہم آپ کے صحابی ہیں ساتھی نہیں ہیں کہ آپ کو راستہ میں چھوڑ کر بھاگ جائیں۔

صلح حدیبیہ کیوقت عروہ کا حیران ہونا :۔

آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ جب بیعت رضوان ہوئی تو عروہ آپ سے ملا اور بے تکلفانہ انداز کے ساتھ آپ سے گفتگو کرنی شروع کی اور یہ عرب کا دستور تھا۔ کہ جب کسی سے بات کرتے تو بات کرتے وقت مخاطب کی داڑھی پکڑ لیا کرتے تھے اسی قاعدہ کیمطابق وہ آپ کی داڑھی کی طرف بار بار ہاتھ بڑھاتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ جو آپ کے پیچھے ہتھیار پہن کر کھڑا تھا وہ اسکی اس گفتگو اور جرأت کو گوارہ نہ کر سکا۔ کہا عروہ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹاؤ ورنہ اب بڑھاؤ گے تو واپس نہیں ہٹے گا۔ تو اور بھی اس نے صحابہ کرام کی عقیدت اور ان کے محبت و پیار کے حیرت انگیز پہلو دیکھے تو بے حد متاثر ہوا واپس ہوا تو قریش سے ملا اور کہا۔ کہ میں نے قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے دربار میں حاضری دی ہے لیکن جو ادب اور عقیدت میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں پائی ہے وہ کسی اور میں کہاں ہے۔ وہ بات کرتے ہیں۔ تو سناٹا چھا جاتا ہے وضو کرتے ہیں تو عاشق اس طرح لپکتے ہیں کہ زمین پر گرنے نہیں دیتے تھوکتے ہیں تو خلقت لوٹ پڑتی ہے۔ اور پروانوں کیطرح اسے ہاتھوں ہاتھ لیکر

---

[1] مسلم [2] بخاری

Marfat.com

چہروں پر مل لیتے ہیں۔ اور وہ اتنے بارعب اور پُر رونق نظر آتے ہیں کہ کوئی غیر انکی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا [1] تو اس موقع پر جب عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو طنز کرتے ہوئے کہا کہ اگر کہیں لڑائی کا رخ بدل گیا۔ تو یہ آپ کے ساتھی غبار کی طرح اُڑ جائیں گے اور جاتے ہوئے نظر تک نہیں آئیں گے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ اٹھے اور انکو اس کی بدگمانی پر اسقدر غصہ آیا کہ ایک بہت بڑی گالی دیکر کہا کہ کیا ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو یہ ہی گالی عروہ کا کام کر گئی اور وہ سمجھ گیا کہ جو قوم اپنے سربراہ کی اسقدر مطیع اور مؤدب ہے اس کو چھیڑنے اور اس کے مقابلہ پر آ نے سے سوائے بربادی اور ہلاکت کے کچھ ہاتھ نہیں آئے گا۔ [1]

ایک عفیفہ کی آپ سے عقیدت

صحابیات کو دیکھیں تو آدمی اور زیادہ حیران ہوتا ہے کہ وہ بھی اسلام کی نشر و اشاعت اور آپ کی عقیدت میں اسطرح سرگرم تھیں کہ انصار میں سے ایک عفیفہ کا باپ، بھائی اور شوہر، جنگ احد میں شہید ہو گئے۔ تو باری باری ان تینوں کی موتوں کی خبریں اس کے کانوں تک پہنچیں لیکن وہ بار بار یہی کہتی اور پوچھتی تھی کہ حضور کیسے ہیں سب نے کہا۔ بخیر ہیں قریب آئی تو دیکھتے ہی وجد میں آ گئی اور بے ساختہ آواز کی۔

كُلُّ مُصِيبَةٍ بَعْدَكَ جَلَلٌ [2]

آپ کو دیکھنے کے بعد سب مصیبتیں رفع ہو گئیں۔

جنگ احد، احزاب، خیبر اور انکے علاوہ اور بھی بہت سی جنگوں میں آپ کو ایسی ہزاروں مثالیں ملیں گی کہ آپ کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین جس قدر آپ

---

[1] صحیح بخاری کتاب الشروط فی الجہاد والمصالحہ مع اہل حرب [2] طبری ص ۱۴۲۵

Marfat.com

سے عقیدت اور اطاعت و فداکاری کا جذبہ رکھتے تھے۔ ان کی مثال نہیں مل سکتی۔ اس کے برعکس آپ بنی اسرائیل کو دیکھیں کہ جب وہ مصر سے نکلے تو جو عورت چاہتی کہ حمل رکھتی اگر اس سے پوچھو بچوں پوچھتے ہوں۔ اور عورتوں کو انکا پتہ تو پھر بھی کہ ذکر ایک ساتھ رہا جاتے ہیں۔ اگر انکا بھی نسب کریں پھر بھی پتہ چلے گا یہ لوگ ان کی اطاعت اور تنظیم نہیں اور نہ ہی ہمت تو ہے کہ اپنے ہی ملک میں رہنے اور لڑنے ہونے کا جذبہ ہے۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا تھا کہ وہ اپنے دشمنوں کو نکال کر اور ان کو بے دخل کر کے ان کے علاقوں پر قابض ہو جاتے اور وہاں ایک اسلامی حکومت قائم کرتے۔ اس کی تفصیل قرآن میں تو مذکور نہیں البتہ تاریخ میں ہیں۔ مال و جان اور عزت و آبرو قربان سب کچھ جھونک دینے کے بعد پھر جا کر کہیں نصرت و فتح کی جھلک نظر آتی ہے اور قوم کامیاب ہوتی ہے۔ لیکن اگر یہ چیز نہیں تو دشمنوں کے پاس کچھ زمین پر قبضہ کرنا بھی مشکل اور ناممکن ہوتا ہے۔ تو اب آپ نیچے ذکر کی ہوئی ان آیات سے بخوبی بنی اسرائیل کی بزدلی اور ذہنی پستی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ اذْكُرُوا
نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَعَلَ فِيكُمْ أَنبِيَاءَ
وَجَعَلَكُم مُّلُوكًا وَآتَاكُم مَّا لَمْ يُؤْتِ أَحَدًا
مِّنَ الْعَالَمِينَ ۔ يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ
الَّتِي كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوا عَلَىٰ أَدْبَارِكُمْ
فَتَنقَلِبُوا خَاسِرِينَ ۔ قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِنَّ فِيهَا قَوْمًا
جَبَّارِينَ ۔ وَإِنَّا لَن نَّدْخُلَهَا حَتَّىٰ يَخْرُجُوا
مِنْهَا فَإِن يَخْرُجُوا مِنْهَا فَإِنَّا دَاخِلُونَ ۔ قَالَ رَجُلَانِ مِنَ الَّذِينَ
يَخَافُونَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ

Marfat.com

Marfat.com

ہی غالب ہو، اور یہ بھی کہ اگر تم مومن ہو تو پھر تم اسی اللہ پر بھروسہ کرو تو آخر انہوں نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام ہم تو وہاں ہرگز داخل نہیں ہونگے جب تک وہ وہاں ہیں رہاں اگر آپ زیادہ مجبور کرتے ہیں، تو پھر تم اور تیرا رب جاؤ۔ اور تم دونوں ہی لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔ آخر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کی کہ میرے رب اب میں اپنے اور اپنے بھائی کے سوا کسی اور کا مالک نہیں ہوں۔ رہم دونوں حاضر ہیں) لہذا اب تو ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان تفریق کر دے۔ تو اللہ تعالےٰ نے کہا ہم نے اب چالیس برس تک اس ارض مقدس میں ان کا داخلہ بند کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ بیچ ہی میں سرگرداں اور پریشان پھرتے رہیں گے۔ تو اب آپ بھی اس فاسق قوم پر افسوس نہ کریں۔

ان آیات میں چند چیزیں قابل غور ہیں

پہلی بات

"اَلْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ"

"فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غَالِبُوْنَ"

سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ ملک شام اس قوم کے لئے لکھا جا چکا تھا تو اگر وہ قوم معمولی سی بھی حرکت اور جرأت سے کام لیتی تو اس کو بڑی آسانی سے فتح کر سکتی تھی کیونکہ اللہ تعالےٰ نے انکو نبی ہی ایسا دیا تھا۔ جو بے حد طاقتور اور بہادر تھا۔ جیسا کہ جب وہ مدین کے کنویں پر پہنچا تو وہ ڈول جو دس آدمی بڑی مشکل سے کھینچتے تھے۔ وہ تنہا حضرت نے کھینچا۔ اور ان دو لڑکیوں کے

Marfat.com

بکریوں کو پانی پلادیا۔ پھر وہ قبطی جو بنی اسرائیل کے ایک آدمی سے جھگڑ رہا تھا۔ اس کو ایک ہی گھونسہ لگایا تو وہ بے دم ہو کر گر پڑا۔ ملک الموت کو مارا تو اسکی آنکھ پھوڑ کر رکھ دی پھر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام دریائے نیل میں غسل کر رہے تھے۔ تو انکے کپڑے ایک پتھر پر رکھے ہوئے تھے۔ تو اچانک وہ آپ کے کپڑے لے بھاگا۔ اور بنی اسرائیل کی ایک عام محفل میں جا ٹھہرا حضرت موسیٰ علیہ السلام پہنچے تو اس پر اس زور سے اپنی لاٹھی لگائی کہ اس پر نشان پڑ گئے۔ دریائے نیل پر لاٹھی ماری تو وہ پھٹ گیا۔ اور اس نے گزرنے کا راستہ دے دیا تو آخر آپ ان واقعات سے خود باور کر سکتے ہیں۔ کہ جب ایسا سربراہ کسی قوم کو مل جائے۔ تو پھر کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ وہ قوم پوری دنیا پر حکومت نہ کرے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ قوم ہی بے حد بزدل اور پست ذہن کی حامل تھی۔ بہادری اور مجاہدانہ کردار سے کوسوں دور تھی۔ جس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا نبی اس ملکِ شام کو فتح نہ کر سکا۔ اور یہ ہی حسرت لئے ہوئے دنیا سے رخصت ہو گیا۔

(۲) دوسرا اس مقام پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا صبر و تحمل اور استقامت بھی قابل دید ہے۔ جو آخری دم تک انکے ساتھ رہا اور کبھی اس میں معمولی سا فرق بھی نہیں آیا ورنہ جس قوم کے ساتھ انکا واسطہ تھا۔ اگر کوئی غیر نبی ہوتا۔ تو قوم کی اسقدر بزدلی اور پست ذہنی دیکھ کر یقیناً بھاگ جاتا اور انکی طرف پلٹ کر بھی نہ دیکھتا۔

ایک اعتراض اور اسکا جواب

یہاں بعض لوگوں کے ذہن میں یہ وسوسہ ابھر سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ جو ایسے چند افعال صادر ہوئے وہ ایک ظاہر بین شخص کو نامناسب معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً فرشتے کی آنکھ پھوڑنا، قبطی کو مارنا، کلام الٰہی جو تختیوں پر لکھی ہوئی تھی۔ اس کا پھینکنا، بھائی کو پکڑنا

Marfat.com

اور انکی داڑھی کھینچنا۔ وغیرہ وغیرہ، تو اللہ تعالےٰ نے ان حرکات کا کوئی نوٹس نہیں لیا، تو اسکا جواب ظاہر ہے کہ چونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واسطہ ایسی قوم کے ساتھ پڑا تھا جنہوں نے بے حد ستایا، بات کو نہ مانا، ساتھ نہ دیا۔ تو آپ باقاعدہ انکی ان حرکاتِ قبیحہ پر بردباری اور صبر وتحمل کا مظاہرہ کرتے رہے تو یہ ہی انکی ایک بہت بڑی نیکی اور مجاہدانہ عمل تھا۔ جس کے مقابلہ میں یہ ایک معمولی سی بھول چوک کچھ حیثیت نہیں رکھتی تھی۔ کیونکہ حقیقت ہے کہ نیکی تو معمولی سی بھی بہت سی برائیوں کو مٹا دیتی ہے۔

ارشادِ باری ہے۔

اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ [1]

یقیناً نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں اور یہ نصیحت ہے ذکر کرنے والوں کے لئے۔

اِذَا الْحَبِیْبُ اَتٰى بِذَنْبٍ وَّاحِدٍ
جَآءَتْ مَحَاسِنُهٗ بِاَلْفِ شَفِیْعٍ

جب کوئی اللہ کا پیارا ایک برائی کر بیٹھتا ہے۔ تو اسکی ہزاروں نیکیاں اسکی سفارش کے لئے آ جاتی ہیں۔

(۳) اب تیسری یہ چیز بھی نمایاں ہے کہ جس قدر اللہ تعالےٰ کی نعمتیں اور اسکی نوازشیں اس قوم کے حصہ میں آئی تھیں۔ شاید ہی وہ کسی اور قوم کو نصیب ہوئی ہوں تو چاہیے یہ تھا کہ جسطرح اللہ تعالےٰ کے ان پر مثالی احسانات تھے اسی طرح انکی اطاعت اور فرمانبرداری بھی مثالی ہوتی۔ لیکن ہوا یہ کہ

---

[1] سورہ ہود آیت ۱۱۴

Marfat.com

جب عین لڑائی کا وقت ہوا تو انہوں نے ایسے کلمات کہے۔ جو شریعت اور انکی قومی شرافت سے بھی کوسوں دور تھے۔ اور آداب الٰہی کے بھی خلاف تھے۔ تو آخر اللہ تعالےٰ کا نبی بھی بے حد غیوؔر اور باحیا ہوتا ہے وہ کب چاہتا ہے کہ اوامر الٰہی اور اسکی حدود کو پائمال ہوتا ہوا دیکھے اور ان کا برسر عام گلیوں اور بازاروں میں استہزا کیا جائے۔ تو آخر مجبور ہو کر اللہ کا نبی بارگاہِ الٰہی میں یوں سجدہ ریز ہوا اور دعا کرنا شروع کی کہ اسے اللہ تو جانتا ہے کہ اس قوم نے کسقدر میری بے وفائی اور تیرے احکامات عالیہ کی خلاف ورزی کی اور ہیں تے کسقدر ان پر بردباری اور درگزری سے کام لیا تو اب صرف یہ کہ میں اپنے بھائی اور اپنی جان کا تو ذمہ دار ہوں کہ آپ جو ہمیں حکم دیں ہم کرنے کو تیار ہیں لیکن اس قوم پر ہم کو کوئی بھروسہ اور اعتماد نہیں ہے۔ چنانچہ اب میں دعا کرتا ہوں۔

فَافْرُقْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ ۝

تو ہمارے اور فاسق قوم کے درمیان فرق کر دے، ایسا فرق کہ اب ان کا نہ ہمارے ساتھ کوئی تعلق ہو۔ اور نہ ہمارا انکے ساتھ کوئی تعلق ہو۔

تنبیہ

یہاں یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ اگر ہم نے بھی اپنے نبی کی تعلیمات عالیہ اور آپ کی سنتِ طیبہ کو چھوڑ کر اس سے منحرف ہو گئے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ میدان محشر میں ہمارے متعلق بھی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر ایسے الفاظ آجائیں اور ہم شفاعتِ کبریٰ سے محروم رہ جائیں۔ چنانچہ یہ جملہ ہم کو بھی ہر وقت اپنے ذہن میں رکھنا چاہیے اور اپنے نفس کا محاسبہ کرنا چاہیے یہ بات ٹھیک ہے کہ آپ رحمۃ اللعالمین ہیں ویسے تو اللہ بھی رحمٰن ہے جس کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ لیکن جو سنت سے کھیلتا اور منہ پھیرتا ہے تو پھر

Marfat.com

کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسے ہی زمین پر اکڑتا اور من مانیاں کرتا پھرے اور اسکو کوئی پوچھنے والا نہ ہو۔

۴:- چوتھی وہ چیز جو یہاں قابل غور ہے۔ کہ نبی کی ہر بات حق اور حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ جس میں ذرہ سی بھی افراط و تفریط اور مبالغہ نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اپنی قوم کو فاسق کہا تو وہ یقیناً فاسق ہی تھی۔ اس میں ذرہ سا بھی مبالغہ نہیں تھا۔ کیونکہ خود اللہ تعالےٰ نے بھی انکو فاسق ہی کہا ہے۔

ارشادِ باری ہے۔

فَلَا تَأْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ

پس تم اب فاسق قوم پر افسوس مت کرو۔

کتاب ہذا کا خلاصہ

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اس کتاب میں ذکر ہوگا اس کا پہلے ہی مختصر سا خلاصہ ذکر کر دیا جائے تاکہ قاری شروع کرتے وقت ہی اس کتاب کے خدوخال، عنوان، اور مضامین نافعہ سے آگاہ ہو سکے تو جاننا چاہیے کہ کتاب ہذا جو انشاءاللہ آپ کے مطالعہ میں آئے گی۔ سولہ ۱۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ جس کے ہر باب میں آپ کو وہ حدیث ملے گی۔ جسمیں غَفَرَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ کے واضح الفاظ ہونگے تو اب وہ سب روایات با ترتیب حسب ذیل ہیں۔

پہلی حدیث

پہلی حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اس میں آدمی کو ڈانٹ ڈپٹ اور کچھ قدرے تنبیہ کی گئی ہے کہ خواہ سردی ہی کیوں نہ ہو۔ پھر بھی تم وضوء اور طہارت کے معاملہ میں جلدی اور لاپرواہی سے کام نہ لو بلکہ بے حد ادب ووقار اور عمدہ طریقے سے وضو کرو کیونکہ یہ کوئی معمولی عمل نہیں بلکہ یہ تو ایسا

Marfat.com

عمل ہے کہ جس کے کرنے سے تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

دوسری حدیث

دوسری حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ جب اذان ہو تو اس وقت تم شور اور باتیں نہ کرو۔ بلکہ سنو اور اسکا جواب دو کیونکہ جو شخص اذان سنتا اور اسکا جواب دیتا ہے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

تیسری حدیث

تیسری حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اسمیں صلاۃ التسبیح کا ذکر ہوا ہے جو کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پڑھائی اور سکھائی تھی۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو آدمی ایک ہی دفعہ اپنی زندگی میں یہ نماز پڑھ لیتا ہے تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں تفصیل انشاء اللہ آگے آئے گی۔

چوتھی حدیث

چوتھی حدیث کا پس منظر یہ ہے۔ کہ اس میں آمین بالجہر کہنے کا حکم ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو کیونکہ اسوقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں، اگر کہیں تمہاری آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی۔ تو پھر تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے تو اب یہ کوئی عقلمندی اور سمجھ داری کی بات نہیں کہ زبان کو تھوڑی سی حرکت دینے پر جو اس کو اتنا بہت بڑا اعزاز ملے تو وہ اس سے محروم رہ جائے اب آپ خود غور کریں کہ دنیا کے کسی معمولی عہدے اور اعزاز کی خاطر لوگ کٹ مرتے ہیں اور اپنی جانوں پر کھیل جاتے ہیں۔ لیکن یہ جو معمولی سے عمل پر اتنا بہت بڑا اعزاز اور مقام ملتا ہے۔ اسکی طرف کوئی توجہ نہیں۔

پانچویں حدیث

پانچویں حدیث کا پس منظر یہ ہے۔ کہ اس میں (نمازِ ضحیٰ) کی فضیلت ذکر

Marfat.com

ہوئی ہے۔ جس کا مفہوم اور سادہ ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اسکو ایمان و یقین سے ادا کرے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

چھٹی حدیث

چھٹی حدیث کا پس منظر یہ ہے۔ کہ جو آدمی جمعہ کے دو فرض پڑھ لینے کے بعد انہیں پاؤں پر بیٹھا ہوا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ سات سات مرتبہ پڑھ لے تو اسکے بھی اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ بلکہ اسے اور بھی بہت سا قیمتی خزانہ ہاتھ آجاتا ہے۔

ساتویں حدیث

ساتویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اس میں لیلۃ القدر اور قیام رمضان کی فضیلت ذکر ہوئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ قیام رمضان اور لیلۃ القدر کی گھڑیاں کوئی معمولی گھڑیاں نہیں جو تمہیں شب و روز میسر ہو سکیں، بلکہ یہ تو ایسی گھڑیاں ہیں جو سال بھر میں صرف ایک دفعہ تمہیں نصیب ہوتی ہیں پھر بھی اگر تم نے غفلت اور لاابالی سے کام لیا اور غفلت کی نیند سوتے رہے تو پھر اس سے بڑھ کر شقاوت اور بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے کیونکہ یہ گھڑیاں تو اسقدر بابرکت اور قیمتی ہیں کہ جو ان میں قیام کرتا اور نفل پڑھتا ہے۔ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ گناہوں سے ایسا صاف ستھرا اور پاک ہو جاتا ہے۔ گویا کہ اس کے جسم پر ایک بھی گناہ باقی نہیں رہا۔

آٹھویں حدیث

آٹھویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اس میں یوم عرفہ کی فضیلت ذکر ہوئی ہے جس کا مفہوم اور سادہ ترجمہ یہ ہے کہ جو شخص اس دن کا روزہ

Marfat.com

پڑھتا ہے۔ تو اس کے بھی اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

نویں حدیث

نویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اس میں حج اور عمرہ کا ذکر ہوا ہے کہ جو آدمی مسجد اقصیٰ یا دنیا کے کسی کونے سے حج وعمرہ کی نیت سے مکہ پہنچتا ہے۔ اور پھر سنت کے مطابق حج اور عمرہ ادا کرتا ہے۔ کسی کو گالی گلوچ اور کوئی تکلیف تک نہیں دیتا تو یہ شخص بھی گناہوں سے ایسا صاف ستھرا اور پاک ہو جاتا ہے۔ گویا کہ کوئی گناہ آج تک اس کے بدن کے قریب تک نہیں آیا۔

دسویں حدیث

دسویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اس میں سورہ حشر کی آخری تین آیتوں کی فضیلت ذکر ہوئی ہے۔ کہ جو شخص انکو پڑھتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف نہ ہوں۔ پھر اس کے بعد اس شخص کا ذکر ہوا ہے جو کہ اپنے بیٹے کو محنت اور پوری جدوجہد سے قرآن پڑھاتا اور سکھاتا ہے۔ اور ہمیشہ اسی چیز کے پیش نظر رہتا ہے کہ کہیں میرا بیٹا عالم باعمل بن جائے تو اس شخص کے بھی اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

گیارہویں حدیث

گیارہویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اس میں ایک ایسے وظیفے کا ذکر ہوا ہے۔ جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کو سکھایا تھا کہ اگر تو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ سو مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھ لیا کرے تو تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

بارہویں حدیث

بارہویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ جس آدمی کی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ ہو۔ تو یہ آدمی بھی اپنے اگلے اور پچھلے گناہوں سے چھوٹ

Marfat.com

جاتا ہے۔

تیرھویں حدیث

تیرھویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کمزور یا نابینا آدمی کا صرف چالیس قدم تک قائد بن جائے تو اس کے بھی اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

چودھویں حدیث

چودھویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کا کام اور اسکی ضرورت کو پورا کرنے میں پیش پیش رہتا ہے۔ خواہ وہ اس کے اس کام یا ضرورت کو پورا کرنے میں کامیاب ہو یا نہ ہو، تو اللہ تعالےٰ اس کو بھی اسکی مخلصانہ کوشش اور نیت کا ضرور صلہ دیتا ہے، اور وہ اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

پندرھویں حدیث

پندرھویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ جو دو مسلمان صرف اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کے لئے ایک دوسرے سے ملتے جلتے اور محبت کرتے ہیں۔ انہیں دنیا کا کوئی طمع یا لالچ نہیں جس کی وجہ سے وہ ایک دوسرے سے ملتے یا مصافحہ کرتے ہیں تو ان دو آدمیوں کے بھی اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

سولھویں حدیث

سولھویں حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ جو آدمی کھانا کھانے کے بعد نیچے لکھی ہوئی دعاءِ مسنونہ پڑھ لیتا ہے تو اسکے بھی اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

دعاء یہ ہے۔

Marfat.com

"الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ"۔ اللہ تعالٰی کا شکر ہے جس نے یہ مجھے کھانا کھلایا اور میری کسی محنت اور کوشش کے بغیر مجھے رزق دیا۔

فوائد عظیمہ

اب آپ بخوبی پڑھ اور سمجھ چکے ہیں کہ یہاں تک سولہ روایات ذکر ہوئی ہیں۔ جن کا خلاصہ اور مفہوم بیان ہو چکا ہے۔

اب انشاء اللہ چند ایسی روایات ذکر ہونگی جن کا خلاصہ اور پس منظر یہ ہی ہے کہ وہ مسلمان جس کی عمر نیکی اور اچھے کاموں میں چالیس برس گزر جائے تو تین بیماریوں سے اللہ تعالٰی اسے بچا لیتا ہے۔

(۱) جذام

(۲) دیوانگی

(۳) برص

پھر جب اس کی عمر پچاس برس کی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالٰی اس کا حساب بھی آسان کر دیتا ہے۔ جب ساٹھ برس کا ہوتا ہے تو یک سو ہو کر اللہ کو یاد کرنا اس کے لیے آسان کر دیا جاتا ہے۔ جب ستر برس کا ہوتا ہے تو پھر خود فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب اسی برس کا ہوتا ہے۔ تو پھر اس کی صرف نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں چھوڑ دی جاتی ہیں۔ جب نوے برس کا ہوتا ہے۔ تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ اور وہ اللہ کا ایک اسیر ہوتا ہے۔ جو نہ اس وقت اس پر کوئی قلم چلتی ہے۔ اور نہ ہی اس کا نوٹس لیا جاتا ہے جب وہ سو برس کا ہوتا ہے تو اس وقت اس کا نام اللہ کا حبیب رکھ دیا جاتا ہے اور یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ پھر اللہ تعالٰی اپنے حبیب کو عذاب کرے۔

Marfat.com

استدعا

اگر میں کوئی ایسا جملہ جو اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیماتِ عالیہ کے خلاف ہو لکھ دوں تو اس سے میں خود بھی بیزار ہوں اور معذرت چاہتا ہوں۔ کہ وہ ہماری اس لغزش کو معاف فرمائے۔ مجھے اور اس کے پڑھنے والوں کو بھی اس کے ضرر و نقصان سے محفوظ رکھے۔ اور یہ بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ ہمیں نام و نمود اور کفر و شرک کی مہلک بیماریوں سے بچائے۔ اور اس ادنیٰ سی محنت کو قبول کرکے ہمارے اور ہمارے والدین اور تمام اقرباء اور احباب کے لئے اسکو ذریعہ نجات بنائے۔ آمین۔

وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللهِ بِعَزِيز

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ط

وَصَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَهْلِ بَيْتِهٖ اَجْمَعِيْنَ آمِيْنَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

امید مغفرت:۔

محمد منشاء عرف عبد اللہ بن جمال الدین شہید

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی

ولادت

حافظ ابنِ حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت جو کہ امتِ محمدیہ کے لئے موجب سعادت ہے سات سو تہتر ۷۷۳ ہجری اور شعبان کی بیس ۲۰ تاریخ کو مصر قدیمہ میں ہوئی۔ آپ نے اپنی ساری زندگی وقف کر کے امتِ مرحومہ پر ایک عظیم احسان کیا۔ جس کا بدلہ آنے والی نسلیں قیامت تک نہیں دے سکتیں۔

آپکا اسم گرامی

آپ کا نام گرامی احمد بن علی بن محمد بن حجر العسقلانی المصری الشافعی ہے۔ آپ کو عسقلانی کہنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ عسقلان ملک شام میں ایک بستی تھی جہاں آپ کے جد امجد رہائش پزیر تھے اسی تعلق اور آبائی مناسبت سے آپ بھی عسقلانی مشہور ہو گئے۔ آپ کے جد امجد بھی کوئی معمولی اور کم لکھے پڑھے ہوئے انسان نہیں تھے۔ بلکہ وہ بھی علم و فضل اور سلفی اعتقاد کے ایک عظیم انسان تھے۔ اور آپ کو ابن حجر کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی۔ کہ آپ کے آباؤ اجداد میں سے یہ کسی کا لقب تھا۔ جس وجہ سے آپ بھی اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔ اسی طرح آپ کے شہاب الدین اور قاضی القضاۃ بھی دو القاب تھے۔ جو کہ آپ کو کتاب و سنت اور اسماء الرجال پر گہری نظر رکھنے کی وجہ سے دیئے گئے اور آپ کی کنیت ابو الفضل تھی۔

آپکا بچپن

آپ ابھی بچے ہی تھے کہ والدہ فوت ہو گئی اور ابھی چار سال مکمل بھی نہیں ہوئے تھے کہ والد کا بھی انتقال ہو گیا۔ چنانچہ آپ بچپن میں ہی اپنے والدین کے سایہ سے محروم ہو گئے تھے یہاں ایک بات اور جملہ معترضہ کے طور پہ آ گئی کہ یہ

Marfat.com

چیز کسی شخص پر ڈھکی چھپی اور مخفی نہیں ہے کہ جو چراغ اور دیتے ہوتے ہیں۔ انکا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح وہ لوگ جو اپنی علمی اور عملی شعاعوں سے دنیا کو جگمگاتے اور منور کرتے ہیں عموماً وہ بھی ظاہری سہاروں اور سایوں کے ممنون احسان نہیں ہوتے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس وجہ سے یہاں اکثر لوگ ایک غلط فہمی اور ڈبل غلطی کا شکار ہوئے ہیں۔ کہ انہوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر کا سایہ نہیں تھا حالانکہ یہ نہیں بلکہ اصل اس مسئلہ کی حقیقت اور نوعیت یہ ہے کہ آپ کے سر پر آپ کے والدین کا سایہ نہیں تھا۔ جیساکہ آپ ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے۔ کہ بچپن میں ہی اللہ تعالے نے انہیں اٹھالیا اور وہ دونوں آخرت کو سدھار گئے۔ تو اب آپ اس مسئلہ پر جتنا بھی غور کریں۔ آپ کو اس کی دو ہی صورتیں نظر آئیں گی۔ پہلی یہ ہے کہ۔

(۱) یا تو بچپن میں ہی اللہ تعالے نے انبیاء کے والدین کو اٹھا لیا اور وہ آخرت کو سدھار گئے۔

(۲) اور اگر زندہ رہے تو حقیقت ہے کہ انبیاء انکے پیار و محبت اور شفقت سے محروم رہے۔ جیساکہ حضرت ابراہیم جو جد انبیاء ہیں جنہیں اللہ تعالے کے خلیل ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ لیکن جس قدر ان کا باپ ان کا مخالف اور باغی تھا ہو سکتا ہے ایسا کوئی اور نہ ہوگا۔

ارشادِ باری ہے۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰٓاِبْرٰهِيْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا

سورہ مریم آیت ۴٦

Marfat.com

آزر نے کہا اے ابراہیم کیا تو نے ہمارے معبودوں سے اعراض کر رکھا ہے۔ اگر تو اس سے باز نہ آیا تو میں تمہیں سنگسار کر دوں گا۔ اور جا مجھ سے ہمیشہ کیلئے جدا ہو جا۔

تو آخر جب ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ اب یہاں کوئی شخص میرا ساتھ دینے کو تیار نہیں ہے۔ حتیٰ کہ عزیز رشتے دار اور باپ بھی مجھے سنگسار کرنے اور قتل کرنے کے درپے ہو چکا ہے۔ اور حکومت کے دستے بھی مجھے پکڑنے اور گرفتار کرنے کے لئے گھوم رہے ہیں تو پھر آپ اور آپ کی بیوی حضرت سارہ اور حضرت لوط جو آپ کا بھتیجا تھا وہاں سے نکلے اور ملکِ شام کو روانہ ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ اسوقت جو آپ پر ایمان لایا تھا۔ وہ صرف اور صرف حضرت لوط علیہ السلام اور یا آپ کی بیوی حضرت سارہ تھی تیسرا کوئی اور بشر نہ تھا۔ جو آپ پر ایمان لایا ہو۔ اور اس کٹھن موقع پر وہ آپ کے ساتھ چل پڑا ہو۔

ارشاد باری ہے۔

فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّیْ مُهَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ جَعَلْنَا فِیْ ذُرِّیَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَ الْكِتٰبَ وَ اٰتَیْنٰهُ اَجْرَهٗ فِی الدُّنْیَا ۚ وَ اِنَّهٗ فِی الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ [1]

پس جب ان پر حضرت لوط علیہ السلام ایمان لایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں تو اب یہاں سے اپنے رب کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں اور یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

---

[1] سورہ العنکبوت آیت ۲۶ تا ۲۷

Marfat.com

تو اور ہم نے انکو اسحاق اور یعقوب علیہما السلام دیئے اور پھر انہی کی اولاد میں سے کتاب اور نبوت کا عطا کرنا بھی مقرر کر دیا۔ تو ہم نے انکو دنیا میں بھی اجرِ حسنہ سے نوازا اور وہ آخرت میں بھی ضرور نیکو کاروں سے ہو گا۔

صلہ بھی بقدرِ قربانی ہوتا ہے

تو جب اس کٹھن موقع پر حضرت لوط علیہ السلام ایمان لائے جب کہ کوئی شخص بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ساتھ نہ دیتا تھا بلکہ پولیس کے سپاہی اور فوجی دستے بھی اس موحد کو پکڑنے کے لئے ہر گلی کوچے میں گشت کر رہے تھے۔ تو ظاہر ہے کہ اسوقت حضرت لوط علیہ السلام کا ایمان لانا انکی یہ بہت بڑی قربانی اور مجاہدانہ کردار تھا۔ تو پھر صلہ اور اجر بھی اللہ تعالےٰ نے انکو یہ دیا کہ انکو بھی مقام نبوت پر فائز کر دیا کہ جسکے آگے کوئی اور مقام ہی نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنے والدین سے جدا ہونا

پھر اسکے بعد اگر ہم دیکھیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی بچپن میں ہی اپنے والدین کی گود سے بچھڑ گئے تھے۔ صرف دودھ کی مدت تک اپنی ماں کی گود میں رہے پھر اس کے بعد فرعون کے گھر چلے گئے جو سب لوگوں سے بڑھ کر اللہ کا نافرمان اور باغی تھا اور کسی اسرائیلی کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا تھا۔ چنانچہ ہوش سنبھلنے تک آپ اسی کے گھر رہے اور پھر اسکے بعد مدین کو روانہ ہو گئے۔

ارشادِ باری ہے۔

قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّ لَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ وَ فَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِيْ فَعَلْتَ وَ اَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ قَالَ فَعَلْتُهَا

Marfat.com

اِذً وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَ تِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ [1]

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب واپس مصر آئے تو فرعون نے کہا کیا بچپن میں ہم نے آپ کو اپنے گھر نہیں پالا حالانکہ ظاہر ہے کہ تو ہمارے گھر اپنی عمر کے کئی برس ٹھہرا ہے۔ اور پھر تو نے اپنی وہ حرکت کی جو ایک ناقابل دید ہے اب تو بڑا ہی ناشکرا ہے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ واقعی قبطی کے مارنے کا جو میں نے کام کیا تھا۔ وہ صحیح نہیں تھا۔ کیونکہ میں اسوقت ناواقفوں سے تھا۔ جب میں ڈرا تو پھر میں یونہی بھاگ نکلا تو میرے رب نے حکم عطا کر کے مجھے بھی اپنے رسولوں میں سے ایک رسول بنا لیا اور یہ بھی کوئی احسان تھا۔ جسکا تو مجھ پر چرچا کر رہا ہے۔ حالانکہ تو نے میری پوری قوم بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے والدین سے جدا ہونا

پھر ان کے بعد ہم آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھیں تو آپ ابھی تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے کہ آپ کے والد پہلے ہی انتقال کر چکے تھے۔ چنانچہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا عبدالمطلب ہی نے نام رکھا اور ایک جانور ذبح کر کے تمام قریش کی دعوت کی جب آپ آٹھ دن کے ہوئے تو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیئے گئے۔ دو برس تک آپ اسی کی گود میں رہے۔ دو برس بعد جب وہ دودھ چھڑا کر آپ کو آپ کی والدہ کے پاس لائی تو والدہ نے سمجھا کہ ہو سکتا ہے۔ میرے بچے کو ابھی تک مکہ کی آب وہوا موافق نہ آئے چنانچہ پھر حضرت حلیمہ کو دوبارہ دے دیا جب آپ کی

---

[1] سورہ الشعراء آیت ١٨ تا ٢٢

Marfat.com

عمر چار برس کی ہوئی تو پھر والدہ نے آپکو اپنے پاس رکھ لیا۔ جب آپکی عمر چھ۶ سال کی ہوئی تو والدہ کا بھی انتقال ہو گیا پھر آپ کی پرورش اور نگرانی عبد المطلب نے اپنے ذمہ لے لی۔ جب آپ کی عمر آٹھ سال دس دن کی ہوئی تو آپ کے دادا بھی بیاسی ۸۲ برس کی عمر میں فوت ہو گئے۔ پھر آپ اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں آ گئے۔ جو کہ آپکے والد حضرت عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے۔

تو خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم بھی بچپن میں ہی اپنے والدین کی شفقت اور سہارے سے محروم ہو گئے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا جدا ہونا

پھر ہم اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام کا بچپن دیکھیں تو اور زیادہ حیرانی ہوتی ہے کہ وہ بھی بچپن میں ہی اپنے والدین سے جدا ہو گئے تھے۔ اور صرف جدا ہی نہیں ہوئے۔ بلکہ ابتداً ہی تکلیفیں اور آزمائشیں ان پر بادلوں کی طرح امنڈ آئی تھیں۔ اور وطن دبے وطن ہو گئے اور پھر جنہوں نے ستایا اور دکھ دیا۔ وہ غیر نہیں تھے بلکہ خود اپنے ہی بھائی تھے جو مکر کر کے گھر سے لے گئے اور بے دردی سے پکڑ کر کنوئیں میں پھینک ڈالا۔ پھر یہ ہی نہیں کہ کنوئیں سے نکل کر سب دکھ رفع ہو گئے۔ اور امن وسکون سے گھر آ گئے، بلکہ وہاں سے نکلے تو ایک قافلہ کے ہاتھ آ گئے۔ جس نے آپ کو ساتھ لیا اور مصر پہنچ کر عزیز مصر کے ہاتھ بیچ ڈالا، پھر یہ ہی نہیں کہ عزیز مصر کے گھر پہنچے تو آرام مل گیا۔ اور امن وسکون سے رہنے لگے بلکہ ایک اور آزمائش امنڈ آئی وہ عورت کہ جس نے خود انکو بیٹا بنایا اور گھر رکھا تھا وہ ہی آپ پر فریفتہ ہو گئی۔ اور برائی پہ مجبور کرنے لگی، آخر اللہ نے آپ

Marfat.com

کی مدد کی اوران سب عورتوں کے مکر سے بچا لیا، پھر ایک اور مرحلہ پیش آیا کہ آپ کو جیل جانا پڑا جو تقریباً سات سال تک وہاں ٹھہرے تو آخر اسی طرح آپ کا آزمائشی دور ختم ہوا۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا اپنے والد سے جدا ہونا

اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دور دیکھیں تو وہ بھی اس سے کم نہیں کیونکہ وہ جب پیدا ہوئے تو باپ نے اسی وقت انکو اور انکی والدہ حضرت ہاجرہ کو ساتھ لیا اور ملک شام سے نکل کر عرب کا وہ علاقہ جو سنگلاخ اور غیر ذی زرع تھا۔ جہاں دور دراز تک انسانوں کے رہنے سہنے اور زندگی گزارنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا وہاں اپنی بیوی اور اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اُن پہاڑوں کے پاس جو فاران کے نام سے مشہور تھے چھوڑ کر پھر واپس انہی قدموں پر ملکِ شام لوٹ آئے

اب ذرا غور کریں کہ ایسی جگہ میں اپنے اکلوتے بیٹے اور بیوی کو چھوڑنا یہ صرف حضرت ابراہیم ہی کی آزمائش نہیں بلکہ ان دو ممتاز ہستیوں کی بھی تھی۔ جو وہاں صرف اللہ کے بھروسے اور اسکے توکل پر رہ رہے تھے پھر جب حضرت اسماعیل کچھ چلنے پھرنے کے قابل ہوئے[1] حضرت خلیل نے آکر یہ پیغام دیا کہ اے بیٹے اللہ یہ چاہتا ہے کہ میں آپ کو اسی کے نام پر ذبح کروں چنانچہ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے۔ حقیقت ہے اگر کوئی اور ہوتا تو بعید نہ تھا کہ کہہ دیتا کہ آپ تو میرے وہ باپ ہیں جو کہ بچپن میں ہی مجھے اور میری ماں کو ایسی جگہ پر چھوڑ گئے تھے۔ جہاں کوئی رہنے کا امکان ہی نہ تھا۔ اور اب آکر اسقدر حقوقِ پدری کا زور ڈالتے ہو کہ مجھے ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے ہو لیکن وہ سمجھتے تھے کہ

---

[1] ابن کثیر تقریباً پانچ چھ سال کا بچہ چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

میرے باپ نے جو میرے اور میری والدہ کے ساتھ کیا ہے۔ یہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس اللہ کے حکم سے کیا ہے جس کے سامنے ہر آدمی عاجز اور بے بس ہے اور اسے وہ ہی کرنا پڑتا ہے جو اسکا رب چاہتا اور پسند کرتا ہے۔ چنانچہ اسی وجہ سے انہوں نے اس کام کی نسبت اپنے باپ کی طرف نہیں کی بلکہ اللہ کی طرف کی ہے فرمایا:

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

کہ اے ابا جی آپ وہ کام کریں جسکا آپ حکم دیئے گئے ہیں۔

تو اب اس جملہ سے یہ چیز بھی سامنے آتی ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ضمیر بچپن میں ہی اللہ تعالےٰ کی محبتوں اور اسکی رضا کا مرکز و محور بنا ہوا تھا ورنہ یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ پانچ چھ سال کا بچہ ایسی بات کہے جو مدرسہ اور یونیورسٹیوں کے تعلیم یافتہ لوگوں کی فہم سے بھی بالاتر اور ان کی دسترس سے باہر تو ظاہر ہے کہ یہ صرف ان پر اللہ تعالےٰ کا کرم اور اسی کا فیضانِ خاص تھا کسی مدرسہ یا ادارہ کا کوئی فیض نہ تھا چنانچہ یہ ہی نعمت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی عطا ہوئی تھی جبکہ وہ بچپن میں ہی لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا تھا۔

اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْكِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّا

کہ میں اس اللہ کا بندہ ہوں جس نے مجھے نبی بنایا اور کتاب بھی دی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ ہر نبی کا یہ ہی مقام ہوتا ہے کہ بچپن میں ہی اسکی زندگی محفوظ کر لی جاتی ہے۔ کوئی اس کا قول و فعل ایسا نہیں ہوتا جو اصل توحید اور فطرۃِ سلیمہ سے ٹکراتا ہو چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کا یہ قول (قال معاذ اللہ) بھی اسی کی تعبیر کر رہا ہے تو یہ چند باتیں ضمنی طور پر درمیان میں آگئیں جس وجہ سے اصل موضوع چھوٹ گیا اب ان شاء اللہ اسی کو شروع کرتا ہوں۔

Marfat.com

آپ کے شیوخ

آپ کے شیوخ جن سے آپ نے فیض حاصل کیا ہے۔ انکی تعداد تو کافی زیادہ تھی لیکن زیادہ تر آپ جس کے پاس ٹھہرے اور اپنی علمی پیاس کو بجھایا وہ حافظ زین الدین عراقی تھے چونکہ یہ شیخ علم حدیث کے بہت بڑے محدث اور استاذ تھے۔ اور اس کی سند و متن اور علل پر بھی کافی گہری نظر رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے حافظ ابن حجرؒ نے انکی خدمت میں اپنی زندگی کے دس سال گذار دیئے۔

دوسرے شیخ

دوسرے شیخ جن سے آپ نے علم حاصل کیا (تنوخی) تھے، یہ بھی اپنے زمانہ میں علم قرأت کے بہت بڑے شیخ اور استاذ مانے جاتے تھے تو یہ بھی ایسے شیخ تھے کہ جن کے پاس حافظ ابن حجر کافی عرصہ ٹھہرے۔ اور اپنی علمی پیاس بجھائی۔

تیسرے شیخ

تیسرے شیخ "بلقینی" تھے جو کہ حدیث تفسیر اور علم نحو پر کافی عبور رکھتے تھے اپنے وقت کے فقیہہ اور مجتہد تھے مذہب شافعی پر انکی وسیع نظر تھی جیسا کہ ابن حجرؒ کا خود اپنا بیان ہے۔ (کان احفظ الناس لمذہب الشافعی)

چوتھے شیخ

چوتھے شیخ (ابن الملقن) تھے۔ حدیث اور تاریخ میں ید طولیٰ رکھتے تھے مطالعہ اور تصنیف کا اسقدر ذوق تھا کہ تقریباً تین سو کتابوں کے مصنف تھے۔

پانچویں شیخ

پانچویں شیخ (المجد) تھے یہ لغت کے بہت بڑے امام تھے قاموس بھی انہی کی کتاب ہے جو کہ لغت کے موضوع پر ہے۔

Marfat.com

چھٹے شیخ

آپ کے چھٹے شیخ (العز بن جماعۃ) تھے یہ بھی اپنے زمانہ میں علم کے بحر اور پہاڑ تھے۔ حافظہ اسقدر تھا کہ جس علم کو شروع کرتے وہی انکی طرف سمٹتا ہوا چلا آتا تھا ان کا خود اپنا بیان ہے۔ کہ میں نے کچھ ایسے علوم پڑھے ہیں کہ ان کا نام میرے وقت کے علماء بھی نہیں جانتے انکے علاوہ آپ کے اور بھی بہت سے شیوخ تھے جنکو اگر ذکر کردوں تو انکا مختصر ذکر بھی ایک طویل مضمون بن جائے۔

اب وہ کتب جو آپ نے اپنی زندگی میں لکھیں ان کا مختصر سا ذکر کرتا ہوں۔

آپکی تصنیفات

آپ کی تصنیفات تقریبًا ایک سو پچاس ہیں۔ جو کہ دنیا کے شرق و غرب اور ہر افق پر پہنچ کر کفر و شرک اور الحاد کے سیلابوں کو بڑی تیزی سے روکنے میں کامیاب ہوئی ہیں۔

اسوقت بے دینی اور جہالت کا یہ بھی سیلاب تھا کہ لوگ صحیح اور غلط حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے تو پھر اس وقت کسی ایسے آلہ اور امتیازی ترازو کا ہونا ضروری تھا جس پر حدیث کو رکھ کر اس کے صحیح اور ضعیف ہونے کا پتہ چل سکے اور یہ صرف راویوں پر منحصر تھا چنانچہ اس فن میں بھی کتابیں لکھیں جو کہ (لسان المیزان) اور تہذیب التہذیب کے نام سے مشہور ہیں۔

یہ کتب بہت بڑی اور کئی جلدوں میں ہیں جن میں ہر راوی کے صدق و کذب پر خوب بحث کر کے لوگوں کو خبردار اور متنبہ کر دیا گیا ہے کہ یہ راوی نیکی و پرہیزگاری کا پتلہ اور صدق و سچائی کا مینار ہے لہذا اس کی ہر بات کو مانا اور سنا جائے اور یہ راوی جھوٹا اور ناقابل اعتبار ہے۔ لہذا جتنا ہو سکے اس سے اجتناب کیا جائے۔

اسی طرح آپ کی اور بھی کتب ہیں جن میں سے بعض کا اندراج ذیل ہیں

Marfat.com

کیا گیا ہے۔

- الاصابۃ فی تمییز الصحابہ
- تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافعی الکبیر
- تعجیل المنفعۃ برجال الاربعۃ
- مشتبہ النسبۃ
- التقریب
- تخریج المصابیح
- ابن الحاجب
- تخریج الکشاف
- اتحاف المہرۃ
- المقدمۃ
- نخبۃ الفکر و شرحہا
- الخصال المکفرۃ۔
- القول المسدد فی الذب عن مسند احمدؒ
- بلوغ المرام من ادلۃ الاحکام۔
- دیوان شعرؔ
- ملخص مایقال فی الصباح والمساء۔
- الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ
- دیوان خطبہ
- فتح الباری شرح صحیح بخاری

تو اب یہ جمیع کتب اپنے اپنے موضوع اور مضامین میں بے مثال اور بے نظیر ہیں۔

Marfat.com

فتح الباری کا تعارف :-

فتح الباری تو اسقدر مقبول اور دین کے ہر مسئلہ پر حاوی ہے کہ اگر اسے قاموسِ سنّت کے نام سے ذکر کیا جائے تو یہ مبالغہ نہ ہوگا بلکہ حقیقت پر مبنی ہوگا۔ اور یہ کہنا بھی کوئی عجیب نہیں کہ اگر حافظ ابن حجرؒ کی صرف یہی کتاب فتح الباری ہوتی تو پھر بھی انکے قدوۃ الاسلام اور امام الحفاظ ہونے میں کسی کو کلام تک نہ تھی کیونکہ فتح الباری کا لکھنا، پھر ہر مسئلہ پر خوب بحث کرنا یہ ہر شخص کا مقدر اور اس کے بس کا کام نہیں بلکہ یہ تو وہی کر سکتا ہے جس پر خاص کر اللہ تعالٰے کا فیضان نظر ہو اور اسکا سینہ کھل چکا ہو تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ حافظ ابن حجرؒ کو اس کتاب کے اختتام پر جس قدر خوشی اور مسرت ہوئی تھی اس بارہ میں اللہ ہی جانتا ہے کہ وہ کسقدر خوشی تھی ہمارے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں ہے کہ جس پر رکھ کر ہم اسکا کوئی صحیح اندازہ لگا سکیں۔ جس کی واضح دلیل یہ ہے۔

کہ جب فتح الباری مکمل ہوئی تو اس کے اختتام پر بہت سے لوگوں کو مدعو اور جمع کیا اور ایک عام دعوت کی جس پر تقریباً پانچ سو دینار خرچ کر دیئے گئے۔

اسکے لکھنے کی کل مدت :-

تو یہ لکھنا بھی یہاں ضروری سمجھتا ہوں کہ فتح الباری کی تالیف آٹھ سو سترہ [۸۱۷] ہجری میں شروع ہوئی تھی اور آٹھ سو بیالیس [۸۴۲] میں مکمل ہوئی تو کل مدت پچیس [۲۵] سال کی ہے مقدمہ اس سے قبل آٹھ سو تیرہ [۸۱۳] میں ہی مکمل ہو چکا تھا۔

اسکی قبولیت :

فتح الباری کی شہرت اور اسکی قبولیت کا یہ عالم تھا کہ مکمل ہوتے ہی بڑے بڑے بادشاہوں اور وزراء نے اسے طلب کیا اسکا ایک ایک جزو دیکھا پڑھا اور تین سو دینار تک خرید کر ہر ایک نے اپنے پاس رکھا اسوقت مصر

Marfat.com

کا جو سکہ تھا دینار تھا اور یہ بڑا قیمتی سکہ تھا۔ لیکن پھر بھی لوگ اس کتاب کے اتنے مشتاق اور دلدادہ تھے کہ تین سو دینار تک اس کے نسخے بکے اور لوگوں نے ہاتھوں ہاتھ لئے۔ تو اب اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حافظ ابن حجر بے حد متقی اور سلیم الطبع انسان تھے۔ ورنہ اگر آدمی کا دل خوف الہی اور پرہیزگاری کا پیکر نہ ہو تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اسکی تقریر و تحریر میں کوئی قوت یا کشش ہو کیونکہ ظاہر ہے کہ آدمی کی تقریر و تحریر اسی وقت ناکام اور بے اثر ہوتی ہے۔ جبکہ اسکا دل غفلت کی نیند اور نیکی و پرہیزگاری سے کوسوں دور ہو اور کبھی بھی اس کے دل میں اللہ تعالٰے کی محبت اور اس کے عشق کا ولولہ نہ اٹھا ہو۔

دلِ بیدار فاروقی دلِ بیدار کرّاری
مسِ آدم کے حق میں کیمیا ہے دل کی بیداری
دلِ بیدار پیدا کر کہ دل خوابیدہ ہے جب تک
نہ تیری ضرب ہے کاری نہ میری ضرب ہے کاری

آپکا زہد و تقویٰ اور علمی وسعت

جب آپ نے بڑے شوق سے کتاب و سنت کا عمیق مطالعہ شروع کیا تو بہت ہی کم وقت میں آپ نے کثیر کتب لکھ ڈالیں حافظہ اسقدر قوی اور مضبوط تھا۔ کہ جو چیز ایک دفعہ دیکھ لیتے فورًا ازبر ہو جاتی تھی۔ تحریر بھی موثر اور پرکشش تھی کہ آپ کے قرب و جوار دوست و یار اور مخالفین لوگوں نے بھی آپ کی کتب اور فتویٰ نویسی کو سراہا چھوٹے بڑے اور ہر شخص نے آپ کی امامت اور علمی قابلیت کا بھی اعتراف کیا تو جب آپ کی کتب دنیا کے شرق و غرب اور ہر کونے میں پہنچیں تو لوگ آپ کی زیارت اور استفادہ کے لئے ہر طرف سے امنڈ آئے اور آپ کی نیک سیرت اور اسکام سے بے حد

Marfat.com

متأثر ہوئے آپ کی شہرت اور علمی قابلیت کا یہ عالم تھا کہ بادشاہوں نے بھی آپ کی طرف خطوط لکھے جن میں انہوں نے آپ کی عظمت بزرگی اور علمی قابلیت کا خیر مقدم کیا اور آپکو اس کار خیر کی بے حد داد دی۔

شیخ زین الدین عراقی کا بیان

وَقَدْ سُئِلَ الْعِرَاقِیُّ مَنْ تَخَلَّفَ بَعْدَكَ

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ ثُمَّ ابْنِیْ اَبُوْزُرْعَةَ ثُمَّ الْهَیْثَمِیْ۔

آپ کے شیخ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد آپ کا خلاء کون پر کرے گا۔ تو انہوں نے فرمایا ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ پھر میرا بیٹا ابوزرعہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر اسکے بعد ھیثمی رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ ابن فہد کا بیان

کان حسن الاخلاق لطیف المعاشرۃ حسن التعبیر عدیم النظیر لم تر العیون مثلہ ولا رای ھو مثل نفسہ۔

وہ بہترین اخلاق اور معاملات میں انتہائی سنجیدہ تھے کسی چیز کی توضیح و تشریح اور اسکی صحیح مراد لینے میں بھی خود آپ ہی اپنا جواب تھے نہ تو کسی آنکھ نے انکی مثل دیکھا ہے اور نہ ہی خود انھوں نے اپنے مثل کسی کو دیکھ پایا ہے۔

شیخ صافی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان

کان رحمہ اللہ حافظ العصر حافظ المشرق والمغرب امیر المومنین فی الحدیث انتھت الیہ ریاسۃ علم الحدیث من ایام شبیبتہ بلا مدافعۃ

اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے وہ تو مشرق و مغرب بلکہ زمانہ کے حافظ اور علم حدیث میں مومنوں کے امیر تھے علم حدیث میں تو انہیں اسقدر

Marfat.com

گویا کہ علمِ حدیث کا خزانہ انہیں کی طرف سمٹ کر چلا گیا ہے اور وہ بغیر مقابلہ کے ہی اس میدان میں آگے نکل گئے ہیں۔

شیخ ابن المناوی کا بیان

قال ابن المناوی حامل لواء السنة فی اوانه ذهبی فی عصره و نضارة وجوهره مرجع الناس فی التضعیف والصحیح

ابن المناوی رح نے کہا کہ وہ تو اپنے زمانہ میں سنت کے علمبردار تھے بلکہ یوں سمجھیں کہ وہ اپنی علمی لیاقت اور ترو تازگی کے اعتبار سے اپنے زمانہ کے ذہبی تھے صحیح اور ضعیف حدیث میں بھی لوگوں کا مرجع بنے ہوئے تھے۔

شیخ نبہانی کا بیان

هو الامام الذی اتفقت الامة باسرها علی جلالة قدره وغزارة علمه و تبحره فی علم الکتاب والسنة وانه خاتمة الحفاظ لم یات بعده مثله

باوجود اس کے کہ امت میں مختلف الاراء اور ناخوش لوگ بھی جنم لیتے ہیں لیکن پھر بھی وہ ایسے امام اور پیشوا تھے کہ پوری امت نے بڑی تیزی سے انکی قدر و منزلت اور کتاب و سنت کے بے کراں ہونے پر اتفاق کر لیا تھا اور یہ بھی اتفاق تھا کہ بس آخری یہ ہی حافظ ہیں اب انکے بعد کوئی اور انکی مثل نہیں آئے گا۔

اب یہاں ان چند اشعار کا ترجمہ کیا جاتا ہے جو خود حافظ ابن حجر رح کے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں صرف نثر پر ہی کمال نہیں بلکہ نظم پر بھی تھا اور جب چاہتے بوقت ضرورت کئی کئی اشعار پڑھ جاتے تھے

Marfat.com

خاص العواذل فی حدیث مدامعی
لما رأوا کالسیل سرعۃ سیرۃ

میرے آنسوؤں کے نکلنے اور جاری ہونے کے معاملہ میں ملامت کرنے والوں نے اسوقت بحث کی جب کہ انہوں نے ان کا نکلنا سیلاب کی تیزی کی طرح دیکھا تھا۔

فحبستہ لاصون سر ھواکم
حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ

تو میں نے فوراً ان آنسوؤں کو اسی وقت روک لیا کہ کہیں وہ تم کو جو عشق و محبت کی لگن لگی ہوئی ہے وہ فاش نہ ہو جائے اور وہ ادھر سے ہٹ کر کسی اور ہی بحث میں شروع ہو جائیں۔

خلیلی ولی العمر ولم نتب
و ننوی فعال الصالحات ولکنا

اے میرے دوست عمر گزر گئی عمر تو تمام بیت گئی اور ہم نے توبہ ہی نہیں کی اور ہم نیک عملوں کی نیت تو کرتے ہیں لیکن افسوس کہ کہ عملی قدم نہیں اٹھاتے۔

فمتی نبنی بیوتاً مشیدۃ
و اعمارنا منھا تھد وما تبنی

پس جب ہم مضبوط گھروں کی تعمیر کرتے ہیں تو ہماری عمریں تو بوسیدہ ہو جاتی ہیں گویا کہ ان میں مضبوطی کا نشان تک نہیں

اتی من احبائی رسول فقال
لی ترفق وھن واخضع نفز برضانا

میرے محبوبوں سے ایک ایلچی آیا اور اس نے مجھے کہا عاجزی و انکساری اور نرمی کو اختیار کر تم ہماری خوشنودی کو پا جاؤ گے

Marfat.com

فَكَمْ مِنْ عَاشِقٍ قَاسَى الهوان بحُبِّنَا
فَصَارَ عزيزًا حين ذاق هوانا

پس کتنے ہی صحیح عاشق ہماری محبت کی خاطر مصیبتوں کو جھیلتے ہیں
جب ایسا ہوتا ہے تو وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ وہ ہمارا محبوب
بن جاتا ہے تو پھر وہ ہماری محبت کے مزے لوٹتا ہے۔

حقیقت ہے کہ اگر ان اشعار کو وہ شخص پڑھے جس کا دل اللہ تعالے کی لگن اور اسکی محبت کا نشیمن ہو۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ اس پر وجد طاری نہ ہو ایسے ہی بہت سے اشعار اور عبارتیں ہوتی ہیں کہ اگر کسی اہل دل کی زبان سے نکل جائیں تو آسمان لرز جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اہل دل لوگوں کے رکوع اور سجدے بھی ایسے ہوتے ہیں کہ وہ آسمانوں کو چیرتے ہوئے عرش تک جا پہنچتے ہیں اور بعض لوگ ایسے نا اہل اور مردہ دل ہوتے ہیں کہ ان کا رکوع اور سجدہ سر کے اوپر تک نہیں جا سکتا اسی طرح بعض لوگ بیت اللہ میں ہوتے ہیں لیکن وہ بیت اللہ سے کوسوں دور ہوتے ہیں بعض عاشق بیت اللہ سے ہزاروں میل دور ہوتے ہیں لیکن انکی نشست اور مسند بیت اللہ میں ہوتی ہے۔

نواب انکے علاوہ اور بھی بہت سے علماء ہیں جو آپکی علمی وسعت اور حسن سیرت میں رطب اللسان ہیں آپ کا حلم آپ کا صبر اور صوم وصلوٰۃ بھی آپ کے مثالی اعمال تھے آپ کی تواضع انکساری اور استقلال بھی لاجواب تھا اسی طرح، آپ کا ایثار ذکر و اذکار اور حسن اخلاق بھی لاثانی اوصاف تھے جنہیں دیکھ کر جو شخص بھی آپ کو ایک نظر دیکھ پاتا فوراً آپ کا گرویدہ ہو جاتا آخر یہ علم کا چراغ ذوالحجہ کی اٹھائیس ۲۸ تاریخ ہفتہ کی رات آٹھ سو باون ۸۵۲ ہجری میں دنیا سے غروب ہو گیا۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ نَوَّرَ اللّٰهُ مَرْقَدَهٗ وَمَثْوَاهُ فِي الْعِلِّيِّيْنَ آمین

Marfat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

خطبہ

الحمد لله الذی له ما فی السمٰوٰت و ما فی
الارض و له الحمد فی الاخرة وهو الحکیم
الخبیر[1] لا اله الا الله عدة للقائه محمد
رسول سید انبیائه الحمد لله غافر الذنوب
و ان عظمت، کاشف الکروب و لو استحکمت
احمده والحمد له من اوثق عری الایمان واشکره والشکر له
سبب مزید الامتنان واشهد ان لا اله الا
الله وحده لا شریک له واشهد ان محمدًا عبده
و رسوله ارسله الی الناس رحمة شاملة وبرکةً
کاملة صلی الله علیه وعلی اٰله وصحبه الذین
هاجروا معه والذین نصروه والذین اتبعوا
ما انزل الیه من ربه فوازروه ووقروه وعلی
الذین اتبعوهم باحسانٍ والذین جاءوا من
بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین
سبقونا بالایمان صلاة وسلامًا دائمین

[1] سورہ سبا آیت ۱

Marfat.com

دنیا اور آخرت میں تمام تعریفوں کے لائق صرف اللہ ہے جو کہ علی الاطلاق اُن تمام چیزوں کا مالک وصانع ہے جو کچھ آسمان وزمین میں موجود ہے اور وہی دانا ہر چیز سے باخبر ہے۔ اللہ کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں بس یہ ہی اس کی ملاقات کی تیاری ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے اور جمیع انبیاء کے سردار ہیں۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو گناہوں کا مٹانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اگرچہ وہ بڑے کیوں نہ ہوں پھر دکھ درد اور مصیبتوں کا بھی وہی دور کرنے والا ہے اگرچہ وہ بھاری کیوں نہ ہوں اور میں اسی کی حمد کرتا ہوں جو ایمان کی مضبوط ترین کڑی ہے۔ اور شکر بھی اسی کا کرتا ہوں جو کہ مزید اسکے انعامات کا سبب ہے شہادت بھی دیتا ہوں کہ معبود برحق صرف ایک اللہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں جن کو تمام لوگوں کی طرف رحمت عامہ اور برکت کاملہ بناکر بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان پر بھی اپنی ہزارہا رحمتیں فرمائے کہ جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور پھر آخری دم تک آپ کا ساتھ دیا اور ان پر بھی کہ جنہوں نے کتاب اللہ کی پیروی کی اور آپ کی آواز پر جمع ہوگئے نیز ان پر بھی کہ جو ان کے بعد آئے اور انہوں نے اپنے سابقہ بھائیوں کے لئے مغفرت کی دعائیں کیں اور پھر انکے پیچھے نیکی کے راستے کو اختیار کیا۔

پس اس مختصر خطبہ کے بعد میں نے (کتب غریبہ) نایاب ونادر احادیث کی مشہور ومعروف اور مستند کتب سے ان روایات کو تلاش کیا جو علی الاطلاق صادق المصدوق صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں

Marfat.com

اور پھر جن کا معنیٰ اور مفہوم بھی ایک ہی ہے چنانچہ میں اپنے اس مقصد میں کامیاب ہوا اور اسی طرح اس چیز کا بھی خیال رکھا کہ قارئین کی آسانی کے لئے ان سب روایات کو جُدا جُدا انکے موضوع کے لحاظ سے ابواب میں مرتب کر دیا تاکہ ہر آدمی باب دیکھتے ہی اس حدیث کا معنیٰ اور مفہوم باسانی سے حاصل کر سکے چنانچہ اس میں بھی توفیق الٰہی حاصل ہوئی اور اسکا نام

"الخصال المکفرۃ للذنوب المتقدمۃ و المتاخرۃ"

رکھ دیا۔

اب قبل اس کے کہ میں کسی باب کی حدیث شروع کروں مناسب یہ ہے کہ وہ لوگ جو مقام بدر پر اترے تھے اور پھر اللہ تعالےٰ کے دین کو اونچا کرنے کے لئے انہوں نے اپنی جانوں کو پیش کر دیا تھا ان کے بارے میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے جو الفاظ نکلے انکے متعلق بعض ائمّہ کے اقوال ذکر کر دوں تاکہ انکا صحیح مفہوم واضح ہو سکے۔

سب سے بڑا اعزاز

اہل بدر جو دنیا میں بہت بڑے اور معزز لوگ تھے بڑے جزم سے ان کے متعلق ذکر ہوا ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ [۱]

یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر اپنی نظر رحمت سے جھانک لیا ہے اور یہ کہہ دیا ہے کہ اب تم جو چاہو عمل کرو یقیناً میں نے تمہیں بخش دیا ہے

لَعَلَّ اللّٰہَ اِطَّلَعَ عَلٰی اَھْلِ بَدْرٍ فَقَالَ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ [۲]

ان روایات کا حل

۱؎ احمد، ابوداود، حاکم ۲؎ بخاری

Marfat.com

اس مقام پر بعض کا خیال ہے کہ لفظ (اعملوا) عزت و تکریم کے لئے بولا گیا ہے جس کا مفہوم اور معنی یہ ہے۔

(۱) کہ ہر وہ غلطی جو اگر کبھی اہل بدر سے ہوئی تو اسکا کوئی حساب اور مواخذہ نہیں ہو گا۔

(۲) بعض کا خیال ہے کہ اسکا یہ مطلب ہے کہ اگر کبھی بدر والوں سے خطا ہوئی تو وہ اسی وقت ہی بدر میں شمولیت کیوجہ سے معاف کر دی گئی۔

(۳) تیسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ انکا جنگ بدر میں شریک ہونا ہی اتنا عظیم اور اونچا عمل تھا کہ بس اسی عمل کی برکت اور عظمت کی بناء پر انکی مستقبل کی زندگی محفوظ کر لی گئی چنانچہ اب انکا ہر قدم خیر اور بھلائی کی طرف ہی اٹھے گا۔

(۴) اب ان تین مفہوم مراد لینے کے بعد ایک چوتھا بھی لیا جا سکتا ہے کہ وہ جو اہل بدر کی مستقبل کی زندگی کے گناہ اللہ تعالےٰ کے علم میں آ چکے تھے اور وہ لوح محفوظ میں بھی تحریر شدہ تھے کہ فلاں شخص فلاں وقت گناہ کرے گا اور فلاں شخص فلاں وقت تو ان تمام پر ہی اللہ تعالےٰ نے بیک وقت قلم پھیر دی ہے اور وہ جمیع دفتر صاف و شفاف کر دیئے گئے ہیں تو اب اگر وہ انہیں کریں یا نہ کریں انکا قطعاً کوئی انحصار اور شمار نہیں ہو گا۔ تو اب ان روایات سے معلوم ہوا کہ یہ کوئی معمولی مقام اور اعزاز نہیں بلکہ اتنا عظیم اور بھاری اعزاز ہے کہ یقیناً اگر وہ پہاڑ جو اپنی فطری توانائی کے حامل اور اپنے حجم و ضخامت میں کامل ہیں آ جائیں اور اٹھانے کی کوشش کریں تو وہ بھی نہیں اٹھا سکیں گے اور پھر یہ کوئی تعجب اور اچنبھے کی چیز نہیں کیونکہ اللہ اپنے اولیاء اور موحد بندوں کو اکثر ایسی رعایتیں اور سہولتیں دیا کرتا ہے اور دیتا رہے گا جو کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آ سکتیں

Marfat.com

قانون کی اہمیت

بدر والوں کے گناہوں کے مٹنے اور معاف ہونے کا اب یہ مطلب بھی نہیں کہ اگر کسی بدری سے کوئی ایسا قصور ہو گیا جس پر کوئی حد قائم ہوتی ہو تو اسکو چھوڑ دیا جائے گا نہیں بلکہ وہ حد اس بدری صحابی پر بھی قائم کی جائے گی جیسا کہ سننِ ابی داؤد میں ہے۔

عَنْ عائشۃَ رضی اللہُ عَنْہا قالَتْ لَمَّا نَزَلَ عُذْرِیْ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَذَکَرَ ذٰلِکَ وَتَلَا الْقُرْآنَ فَلَمَّا نَزَلَ مِنَ الْمِنْبَرِ اَمَرَ بِرَجُلَیْنِ وَامْرَأَۃٍ فَضُرِبُوْا حَدَّھُمْ وَسَمَّاھُمْ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ وَمِسْطَحَ وَحَمْنَۃَ بِنْتَ جَحْشٍ [1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری برئیت کی آیتیں اتریں تو انحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور ان آیات کو پڑھا جب منبر سے اترے تو دو آدمی حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت مسطح بن اثاثہ اور ایک عورت حضرت حمنہ بنت جحش پر حد قائم کی۔

حضرت مسطح بن اثاثہ یہ حضرت ابوبکر کے بھانجے اور بدری صحابی تھے حضرت حسان بن ثابت بھی وہ صحابی تھے جو اسلام کے عظیم شاعر اور حضور کے جان نثار تھے جب شعر پڑھتے تو انکی نظم اور اشعار اسقدر کفار پر بھاری اور گراں ہوتے تھے گویا کہ ان پر تیر برس رہے ہیں باوجود اس کے پھر بھی انہیں دنیا میں چھوڑا اور معاف نہیں کیا بلکہ حد قائم کی گئی اسی طرح قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت چوری میں پکڑی گئی پتہ چلا کہ یہ تو ایک بہت

---

[1] بحوالہ تفسیر فتح القدیر ج ۴

Marfat.com

بڑے گھرانے کی خاتون ہے تو قریشی اور اسکے عزیز حضرت اسامہ رضؓ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ بارگاہ رسالت میں جائیں اور سفارش کریں کہ حضور اسے چھوڑ دیں۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم آپ سے والہانہ محبت اور پیار رکھتے ہیں جب سفارش کی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم غصے سے بھر گئے چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور تمام لوگوں کو جمع کرکے ایک بہت بڑا موثر اور پُر زور خطاب کیا فرمایا :۔

اِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَکُمْ اِنَّھُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْہُ وَ اِذَا سَرَقَ الضَّعِیْفُ فِیْھِمْ اَقَامُوْا عَلَیْہِ الْحَدَّ وَ اَیْمُ اللّٰہِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَۃَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ یَدَھَا [1]

صرف اسی لئے تم سے پہلی قومیں تباہ اور ہلاک ہوئی تھیں کہ جب ان سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور اگر ایک عام آدمی کرتا تو اس پر حد قائم کرتے مجھے اللہ کی قسم ہے اگر میری بیٹی فاطمہ رضؓ بھی چوری کرتی تو محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکا بھی ہاتھ کاٹ دیتا اسی طرح اور بھی صحیح روایات اور واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قانون کسی کو بھی معاف اور اسکی رعایت نہیں کرتا۔

یوم عرفہ کی فضیلت

متعدد روایات صحیحہ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ذوالحج کی نو تاریخ بہت بڑی فضیلت اور درجات کی گھڑی ہے اس دن کے روزے کا یہ درجہ ہے کہ آدمی کے پورے دو برس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں ایک برس جو گزر چکا ہے اور ایک برس جو ابھی شروع ہونے والا ہے

[1] صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی

Marfat.com

جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے۔

"صِیَامُ یَوْمَ عَرَفَۃَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ وَالسَّنَۃَ الَّتِیْ قَبْلَہٗ"[۱]

مجھے امید ہے کہ عرفہ کا روزہ آدمی کے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

اَب اس مقام پر جو آدمی کے ذہن پر بوجھ پڑتا ہے کہ وہ گناہ جن کا ابھی تک کوئی وجود تک نہیں انکے مٹنے اور معاف ہونے کا کیا حل ہوگا تو اس کی تفصیل انشاءاللہ صوم عرفہ کے باب میں ذکر ہوگی۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے۔ جو حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔

قالت رایت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یومًا طیب النفس فقلت یا رسول اللہ ادع اللہ فقال اللھم اغفر لعائشۃ ما تقدم من ذنبھا وما تاخر وما اسرت وما اعلنت فضحکت عائشۃ حتی سقط راسھا فی حجرھا من الضحک فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیسرک دعائی فقالت ومالی لا یسرنی دعاءک فقال واللہ انھا لدعوتی لامتی فی کل صلاۃ[۲]

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک دن آنحضرت کو تروتازہ اور کھلے ہوئے پایا میں سمجھ گئی اور وقت کی اہمیت کو بھانپ گئی کہ یہ گھڑی نہایت انمول اور قیمتی ہے کہیں چھوٹ نہ جائے، تو فورًا عرض کی اے اللہ کے رسول آج میرے لئے کوئی دعا فرمائیں آپ نے دعا کی اے اللہ حضرت عائشہ کے ظاہر، مخفی، اگلے

---

[۱] مسلم، ابوداود، ترمذی، نسائی [۲] ابن حبان وبزار اور سوائے احمد بن منصور رمادی کے اسکے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔ حافظ ھیثمی نے تو اسکو بھی ثقہ کہا ہے۔

Marfat.com

پچھلے سب گناہ بخش دے اس وقت حضرت عائشہؓ کی خوشی اور مسرت کا یہ عالم تھا کہ مارے ہنسی اور خوشی کے ان کا چہرہ اپنی گود میں گر گیا۔ آپ نے تعجب سے کہا کہ میری یہ دعا تمہیں بہت اچھی لگی ہے کہا میرے لئے یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اسطرح کی دعا آپ کی مجھے خوش نہ کرے آپ نے کہا مجھے اللہ کی قسم ہے جس دعا سے تو اتنا خوش ہو رہی ہے میں تو یہ ہر نماز میں اپنی امت کے لئے کرتا ہوں۔

آپ کی شفقت کی ایک جھلک

تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کس قدر اپنی امت سے شفقت اور والہانہ محبت تھی اسکا اندازہ اور تصور کرنا یہ کسی شخص کا بس اور اس کے دل کا روگ نہیں اگر یہ کہہ دیں تو مبالغہ نہ ہو گا کہ وہ دل اور گروہ کسی ماں کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کے بارے میں میسّر ہوا تھا۔

ارشادِ باری ہے۔

"لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ" [1]

البتہ تم میں سے ہی تمہارے پاس ایک ایسا رسول آچکا ہے اگر تم کسی تکلیف یا ایذا میں مبتلا ہو جاؤ تو وہ اس پر بے حد شاق اور کٹھن گزرتی ہے تمہارے لئے ہر بھلائی کی حرص کرنے والا مومنوں سے بے حد شفقت اور پیار کرنے والا ہے۔

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" [2]

---

[1] سورہ توبہ آیت ۱۲۸ [2] سورہ الانبیا آیت ۱۰۷

Marfat.com

ہم نے پوری نوعِ انسانی کے لئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے "
خواہ وہ پانی میں ہو خشکی میں ہو اور خواہ وہ فضا میں اڑتی اور پرواز کرتی ہو۔

یہ باب اسقدر وسیع اور لمبا ہے کہ اس پر اور بھی بہت سی روایات اور آیات ذکر کی جا سکتی ہیں اب اس معنیٰ اور مفہوم کی ایک اور روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا۔

غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ مَا قَدَّمْتَ وَمَا اَخَّرْتَ وَمَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ [1]

اللہ تعالےٰ نے آپ کے اگلے پچھلے حتیٰ کہ قیامت تک جو ہونے والے ہیں سب گناہ معاف کر دیئے۔

اس حدیث سے ایک یہ چیز بھی واضح ہوتی ہے کہ نبی ایسی دعا اپنی امت کے کسی ایک شخص کے لئے بھی کر سکتا ہے اور یہ چیز بھی قابلِ غور ہے کہ جو کچھ زمین و آسمان اور تحت الثریٰ میں ہے وہ سب اسی کا ہے اور وہ ہی مالک الملک ہے جو چاہے کسی کو دے جتنا چاہے دے اُسے کوئی پوچھنے اور سوال کرنے والا نہیں۔

اللہ تعالےٰ کا بے نیاز ہونا

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ هُمْ یُسْئَلُوْنَ [2]

وہ جو کرتا ہے اس سے پوچھا نہیں جاتا لیکن وہ جو کریں گے پوچھے جائیں گے۔

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا ج وَ یَهَبُ

[1] دار امور میں ہے کہ یہ خوشخبری آپ نے حضرت عثمانؓ کو دی تھی [2] سورہ الانبیاء آیت ۲۳

Marfat.com

لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا ط اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ [1]

زمین و آسمان کی بادشاہت صرف اللہ کی ہے وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے جسے چاہے لڑکیاں اور جسے چاہے وہ لڑکے دیتا ہے۔ وہ اس طرح بھی ہوتا ہے، کہ کسی کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں دیتا ہے۔ اور کسی کو بانجھ کر دیتا ہے اور وہ ان تمام معاملات پر قادر اور انکا علم رکھتا ہے۔

یہ چیز بھی جاننا کہ وہ اسقدر قوی اور جبار ہونے کے باوجود عدل و انصاف اور مساوات میں اسقدر قوی اور مستحکم ہے کہ کسی پر بقدر ایک رائی کے بھی ظلم نہیں کرتا۔

ارشادِ باری ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا [2]

یقیناً اللہ تعالےٰ تو کسی پر ایک رائی کے برابر بھی ظلم نہیں کرتا ہے اسکی رحمت کا تو یہ عالم ہے کہ اگر کوئی ایک نیکی بھی کرتا ہے تو کئی گنا اسکو زیادہ کرکے اسے بہت بڑا ثواب دیتا ہے۔

اب ہم ان احادیث کا بیان شروع کرتے ہیں۔ جن کا شروع شروع میں وعدہ کیا تھا۔ اللہ تعالےٰ سے درخواست ہے کہ اسے نفع بخش بنائے بلاشبہ وہ قریب ہے اور دعائیں قبول کرنے والا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی معبودِ برحق نہیں۔ اس پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسکی طرف ہی رجوع کرتا ہوں۔

---

[1] سورہ الشوریٰ آیت ۴۹ تا ۵۰ [2] سورہ النساء آیت ۴۰

Marfat.com

پہلا باب

کتاب الطہارۃ

وضو کی فضیلت

قَالَ اَبُوْبَکْرِ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَۃَ فِیْ مُصَنَّفِہٖ وَ مُسْنَدِہٖ مَعًا

مِنْ رِوَایَۃِ حُمْرَانَ مَوْلٰی عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رضی اللہ عنہ قَالَ دَعَا عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لِوُضُوْءٍ فِیْ لَیْلَۃٍ بَارِدَۃٍ وَھُوَ یُرِیْدُ الْخُرُوْجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَجِئْتُہٗ بِمَآءٍ فَاَکْثَرَ تَرْدَادَ الْمَآءِ عَلٰی وَجْھِہٖ وَیَدَیْہِ فَقُلْتُ حَسْبُکَ قَدْ اَسْبَغْتَ الْوُضُوْءَ وَاللَّیْلَۃُ شَدِیْدَۃُ الْبَرْدِ فَقَالَ صُبَّ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یُسْبِغُ الْوُضُوْءَ عَبْدٌ اِلَّا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَاَخْرَجَہٗ اَیْضًا اَبُوْبَکْرٍ اَحْمَدُ عَلِیُّ الْمَرْوَزِیُّ ۔ شَیْخُ النَّسَائِیِّ، وَالْبَزَّارُ، فِیْ مُسْنَدِہٖ وَاَصْلُ الْحَدِیْثِ فِی الصَّحِیْحِ لٰکِنْ لَیْسَ فِیْھَا وَمَا تَاَخَّرَ

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف اور مسند میں حضرت حمران بن ابان جو کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے غلام تھے۔ انکی روایت ذکر کی ہے کہ ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رات کی سخت سردی میں وضوء کرنے کے لیئے پانی منگوایا کیونکہ آپ کا نماز پڑھنے کا ارادہ تھا جب میں پانی لایا تو کیا دیکھا کہ چہرے اور ہاتھوں پر پانی کثرت سے ڈال رہے ہیں۔ آخر

Marfat.com

میں بول اٹھا۔ کہ آپ کو کیا ہوا سخت سردی پڑ رہی ہے اور آپ نے وضو تو اچھا کر ہی لیا ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ اور پانی ڈالنے کا حکم کر رہے ہو۔ کہا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہ جو بندہ عمدہ اور اچھا وضو بناتا ہے تو اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس کو احمد بن مروزی نے بھی ذکر کیا ہے جو کہ امام النسائی کے شیخ ہیں اور بزار نے بھی اپنی مسند میں اسکا خلاصہ صحیحین میں بھی ہے لیکن وہاں پر (وما تاخر) کے الفاظ نہیں ہیں۔

حدیث کی سند

اس حدیث کے بارے میں شیخ الحفاظ "علامہ ھیثمی رح" نے کہا ہے کہ اس کو علامہ بزار نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں انشاءاللہ ظاہر ہے کہ حدیث حسن کے درجہ سے کم نہیں
کیونکہ (شیخ منذری) نے بھی کہا ہے کہ (شیخ بزار) نے حسن سند سے ذکر کیا ہے۔ اگر فرض محال کوئی (شیخ بزار) اور دوسرے علماء کی شہادت کو مسترد کر دے اور درجہ حسن تک نہ پہنچنے دے تو پھر بھی اس کے شواہد و ثبوت موجود ہیں جو درجۂ حسن تک لے جاتے ہیں کیونکہ صحاح ستہ میں بھی ایسے ہی الفاظ موجود ہیں اگرچہ کچھ قدر ان میں اختلاف ہے۔ یعنی (ما تاخر) کا لفظ نہیں ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

حدیث کے اس جملہ فاکثر ترداد الماء علی وجهه ویدیه[له] سے کوئی شخص یہ نہ سمجھ لے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پانی میں اسراف کرتے ہوئے اس حد تک پہنچ گئے۔ کہ وہ تین تین بار دھونے سے بھی آگے نکل گئے۔ حاشا و کلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ جس سے فرشتے بھی شرم و حیا

[له] اپنے ہاتھوں اور چہرے پر پانی کثرت سے ڈال رہے تھے۔

Marfat.com

کرتے ہوں اور اسے جنت کی خوشخبریاں دی گئی ہوں۔ وہ ایسا کام کرے جس سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بڑی سختی سے منع کیا اور اس کے مرتکب پر شدید غصے اور خفگی کا اظہار کیا ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنا ہاتھ، منہ، ناک، کلی وغیرہ دھوتے وقت تین مرتبہ سے تجاوز کر جاتا ہے۔ تو پھر اسکا یہ عمل اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کے حصولِ قرب کا سبب نہیں بنتا بلکہ اس کے غصے اور عتاب کا سبب بنتا ہے۔ تو ایسی وجہ سے حدیث میں بھی تین الفاظ اس بارے میں وعید کے استعمال ہوتے ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن عمر سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے فرمایا:-

وضو سوچ سمجھ کر کیا جائے

جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یَسْاَلُہٗ عَنِ الْوُضُوْءِ فَارَاہُ ثَلٰثًا ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ ھٰکَذَا الْوُضُوْءُ فَمَنْ زَادَ عَلٰی ھٰذَا فَقَدْ اَسَاءَ وَ تَعَدّٰی وَ ظَلَمَ[1]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی شخص آیا جو وضوء کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ کیسے کرنا چاہیے تو آپ نے تمام اعضاء تین تین دفعہ دھوکر دکھائے پھر فرمایا یہ صحیح وضوء ہے۔ جس نے اس سے زیادہ کیا اس نے برا کیا۔ ظلم کیا، اور حد سے بڑھ کر کیا۔

مقامِ غور

آپ خود غور کریں کہ وہ آدمی کتنا بے ذوق اور کم فہم ہے کہ جو ایک معمولی سی سستی اور لاابالی پر اتنا عظیم عمل جو پہاڑوں سے بھی ثقیل اور وزنی ہے ضائع کر بیٹھتا ہے۔ تو دوستو یہ تو وہ عمل ہے کہ جس کے صحیح اور پائیدار ہونے

---

[1] نسائی، ابن ماجہ اور ابوداود میں بھی ہے جسکا معنیٰ اور مفہوم یہی ہے لیکن الفاظ میں قدرے تبدیلی ہے

Marfat.com

سے آدمی کے مدت کے گناہ اور اسکی سیاہ کاریاں دھل جاتی ہیں اور وہ ایسا صاف ستھرا اور ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے گویا کہ اب کوئی بھی گناہ اس کے پشت پر ایسا نہیں رہا جو کہ بارگاہ الٰہی میں اسکی ذلت اور رسوائی کا سبب بن سکے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔

صحیح وضو بنانے کا طریقہ

ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

قال اذا توضأ العبد المسلم او المومن فغسل وجهه خرج من وجهه كل خطيئة نظر اليها بعينيه مع الماء او مع آخر قطر الماء فاذا غسل يديه خرج من يديه كل خطيئة كان بطشتها يداه مع الماء او مع اخر قطر الماء فاذا غسل رجليه خرجت كل خطيئة مشتها رجلاه مع الماء او اخر قطر الماء حتى يخرج نقيا من الذنوب ؎

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان آدمی یا مومن وضوء کرتا ہے تو جب چہرہ دھوتا ہے تو اس پانی سے؎ یا پانی کے آخری قطرہ سے چہرے کے گناہ نکل جاتے ہیں جو کہ اس نے خلاف شریعت پکڑا تھا جب پاؤں دھوتا ہے۔ تو اس پانی یا پانی کے آخری قطرہ سے پاؤں کے گناہ نکل جاتے ہیں جو کہ وہ خلاف شریعت چلا تھا۔ تو آخر یوں ہوتا ہے کہ وہ سب گناہوں سے صاف ستھرا ہو کر نکل جاتا ہے۔

؎ صحیح مسلم ؎ یہاں راوی کو شک ہے کہ سارا پانی کہا یا پانی کا آخری قطرہ کہا۔

Marfat.com

اسی طرح حضرت عثمان سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم من توضا فاحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ وفی روایۃ ان عثمان رضی اللہ عنہ توضأ ثم قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توضاء مثل وضوئی ھذا ثم قال من توضا ھکذا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ وکانت صلاتہ ومشیہ الی الصلوٰۃ نافلۃ[لے]

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے عمدہ طریقہ سے وضوء بنایا تو اس کے جسم سے سب گناہ نکل جاتے ہیں حتی کہ جو اس کے ناخنوں کے نیچے تھے وہ بھی نکل جاتے ہیں ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وضوء کیا پھر کہا یہ میرا وضوء اسی وضوء کی طرح ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔ پھر کہا جو اس طرح وضوء کرتا ہے۔ تو اسکے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسکا مسجد کی طرف جانا اور نماز ادا کرنا درجات کی بلندی کا سبب بن جاتا ہے تو اس معنیٰ اور مفہوم کی اور بھی بہت سی روایات آتی ہیں۔ جنہیں اگر ذکر کروں تو مضمون کافی لمبا ہو جائے گا۔ اور اصل مقصد فوت ہو جائے گا، تو جو چیز یہاں سمجھنے اور یاد رکھنے کی ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی اور مخفی نہیں بلکہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ یہ سب رعایتیں اور سہولتیں صرف موحد کے لئے ہیں کہ جسکے ایک چھوٹے اور معمولی سے عمل کی اللہ کے ہاں یہ قدر و توقیر

لے صحیح مسلم

Marfat.com

ہے ورنہ اور کے لئے کہاں مزید سوچیں اور غور کریں تو آدمی اور زیادہ حیران ہوتا ہے کہ وہ آدمی جسکے ننانویں دفتر گناہوں کے تھے اور ایک اتنا لمبا اور طویل تھا کہ جہاں تک اسکی نظر جاتی تھی وہ ہی نظر آتا تھا تو عین اسی وقت جب کہ وہ خوف وہراس اور غموں کے گھونٹ پی رہا ہوگا۔ حکم ہوگا۔

لاظلم علیك الیوم فتخرج لہ بطاقۃ فیھا اشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمدا عبدہٗ ورسولہ قال فیقول یارب ماھذہ البطاقۃ مع ھذہ السجلات فیقول انك لا تظلم فتوضع السجلات فی کفۃ والبطاقۃ فی کفۃ فطاشت السجلات وثقلت البطاقۃ [1]

آج تم پر کچھ ظلم نہیں ہوگا تو اچانک اس کی وہ چھوٹی سی چٹ نکال کر رکھ دی جائے گی جس پر کہ اسکا اللہ تعالےٰ کے معبود اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے کا پختہ ایمان و یقین تھا جب اس کو ایک طرف رکھ دیا گیا تو تعجب کرتا ہوا پوچھے گا کہ اے اللہ یہ ایک معمولی سی چٹ اسقدر لمبے چوڑے دفاتر کے سامنے کیا حیثیت رکھتی ہے حکم ہوگا آج تم پر کچھ ظلم نہیں ہوگا چنانچہ وہ اسکی چٹ ایک طرف رکھ دی جائے گی۔ اور دوسری طرف وہ سب دفتر جب وزن ہوگا۔ تو وہ سب دفتر اوپر اٹھ جائیں گے اور وہ چٹ زمین سے ہی نہیں اٹھے گی۔

---

[1] ابن ماجہ کتاب الزھد و ترمذی۔

Marfat.com

مقامِ غور

اس حدیث پر مزید غور کریں تو یہ بات بھی ذہن میں ابھرتی ہے کہ

آخر وہ ننانوے دفتر اور پھر ایک اتنا لمبا کہ جہاں تک اسکی نظر جاتی ہے وہی نظر آتا تھا یہ فیصلہ تو نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سب کے سب صغیرہ گناہ ہی ہوں ہو سکتا ہے کہ ان میں کبیرہ بھی ہوں۔

تو پھر یہ فکر کرنا بھی ضروری ہے کہ کوئی شخص صرف اسی شخص کے گناہوں کو دیکھ کر ہی حیران نہ ہو کہ وہ کونسا شخص ہوگا جسکے اسقدر گناہ ہونگے بلکہ ہر شخص یہی گمان کرے کہ جب میرے گناہوں کے دفاتر وہاں میرے سامنے بکھیر دیئے گئے تو یقینا میرے گناہ بھی ان سے کم نہیں ہونگے بلکہ ہو سکتا ہے کہ میرے ان سے بھی بڑھ جائیں تو اللہ کرے اسوقت میری بھی کوئی ایسی چٹ نکل آئے جو ان میرے گناہوں پر بھی بھاری ہو جائے (آمین)

تو غور کرنا کہ اللہ تعالےٰ کی اسقدر آسانیاں اور سہولتیں صرف اور صرف موحد کے لیئے ہیں ورنہ اگر کوئی موحد نہ ہوا اور شرک و بدعت کی سیاہ کاریوں میں پڑ گیا تو بجائے سہولت اور آسانیوں کے اتنا ہی کٹھن معاملہ ہو جائے گا تو پھر خواہ اس کے جہاد و صدقات اور دیگر اعمال بقدر ریت کے ذرات کے بھی موجود ہوئے تو یقیناً ان کا وزن ایک رائی کے برابر بھی نہیں ہوگا۔

ارشادِ باری ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۚ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ۗ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ
وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۚ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۚ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ

Marfat.com

وَ زَكَرِيَّا وَ يَحْيٰى وَ عِيْسٰى وَ اِلْيَاسَ ط كُلٌّ مِّنَ
الصّٰلِحِيْنَ ہ وَ اِسْمٰعِيْلَ وَ الْيَسَعَ وَ يُوْنُسَ
وَ لُوْطًا وَ كُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ہ وَ مِنْ
اٰبَآئِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ وَ اِخْوَانِهِمْ وَ
اجْتَبَيْنٰهُمْ وَ هَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ
مِنْ عِبَادِهٖ وَ لَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا
هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ
اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ
اقْتَدِهْ ط قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ هُوَ
اِلَّا ذِكْرٰى لِلْعٰلَمِيْنَ [1]

یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو انکی قوم پر غلبہ عطا کرنے کے لئے دی۔ اور یہ ہمارا ایک قاعدہ اور طریقہ ازل سے ہی مقرر ہو چکا ہے۔ کہ جس کو ہم چاہتے ہیں اسی کے درجات بلند کرتے ہیں۔ کیونکہ آپ کا رب اس بارے میں دانا اور بخوبی علم رکھنے والا ہے۔ اور ہم نے انکو حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب علیہ السلام دیئے جو سب کے سب ہمارے ہاں ہدایت یافتہ تھے۔ ان سے پہلے حضرت نوح علیہ السلام اور انکی اولاد سے حضرت داود حضرت سلیمان حضرت ایوب ،

[1] سورہ انعام آیت ۸۳ تا ۹۰

Marfat.com

حضرت یوسف حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام کو بھی ہم نے ہدایت دی، اسی طرح حضرتِ زکریا حضرت یحییٰ حضرتِ عیسیٰ اور حضرت الیاس علیہم السلام کو بھی ہم نے ہدایت دی جو کہ وہ ہر ایک نیک لوگوں سے تھا۔ اسی طرح ہم نے حضرتِ اسماعیل حضرت یسع حضرت یونس اور حضرت لوط علیہ السلام کو بھی ہدایت دی اور ہر ایک کو سب لوگوں پر بزرگی و برتری عطا کی اور پھر کچھ انکے آباؤ اجداد سے اولاد سے بھائیوں سے جنکو ہم نے چن لیا، اور انہیں سیدھی راہ کی ہدایت دی تو اصل یہ ہی ہدایت اور سیدھی راہ ہے جس پر کہ وہ لوگ تھے، اور اللہ اپنے بندوں سے جسکو چاہتا ہے یہ راہ دکھا دیتا ہے، تو اگر بالفرض یہ انبیاء بھی شرک کر بیٹھتے تو انکے بھی تمام اعمال غارت ہو جاتے سنو یہ وہ لوگ تھے کہ جنکو ہم نے کتاب حکم اور نبوت عطا کی تواب جو لوگ ان کا انکار کرتے ہیں (پرواہ نہیں) ہم نے کسی قوم کو یہ نعمت دینے کا ارادہ کر لیا۔ جو اسکی منکر نہیں ہوگی۔ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ تھے۔ جن کو ہیں نے کامل ہدایت دی لہذا آپ بھی انہی کے راستے پر چلیں اور کہہ دیں کہ میں تم سے اس راستہ کی دعوت و تبلیغ کا کوئی صلہ نہیں مانگتا کیونکہ یہ تو ایک عام نصیحت ہے جو کہ تمام دنیا والوں کے لیئے ہے) ذرا غور کرنا کہ یہاں اللہ تعالیٰ اولوالعزم پیغمبروں کے متعلق بھی کہہ رہا ہے اگر بالفرض محال انکے نامہ اعمال میں بھی معمولی سا شرک پایا گیا تو میں ان کا بھی تمام نامۂ اعمال غارت کر دونگا۔

تو دوستو اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کا وہی شخص مستحق ہو سکتا ہے۔ جو شرک و بدعت کے کانٹے اور خار دار جھاڑیوں سے دامن سمیٹ

Marfat.com

کر دیا اور اپنے آپ کو بچا کر رکھا ورنہ اگر کوئی الجھ گیا تو یقیناً وہ مارا گیا اور اس میدان میں ناکام ہو کر رہ گیا۔ تو دوستو جب اس باب میں انبیاء کا یہ حال اور معاملہ ہے تو میں اور آپ کیا ہیں کہ شرک و بدعت بھی کرتے رہیں اور پھر مومن اور موحد بھی رہیں اور اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کو بھی حاصل کر پائیں۔ ذرا غور کریں کہ ان دونوں میں تو بہت بڑا فرق ہے جن کو ہم نے ملا رکھا ہے۔ اور اتنا فرق ہے کہ یقین جانیئے اتنا تو عرش و فرش کا آپس میں نہیں ہوگا۔

مولینا حالیؒ فرماتے ہیں۔

مولانا حالی رحمۃ اللہ کے چند اشعار

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر
جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا، تو کافر
کو اکب میں مانے کرشمہ تو کافر
جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر، دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

Marfat.com

سورہ زمر کی آیت پر غور کریں تو آدمی اور زیادہ حیران ہوتا ہے۔ جس کا مفہوم اور خلاصہ یہ ہے کہ اسے نبی ہم نے آپ اور آپ سے قبل جتنے انبیاء بھیجے ان سب کو یہ ہی حکم دیا کہ تم نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرنا۔ ورنہ میں آپ اور ان سب کے اعمال کو غارت کر دونگا۔ اور مجھے کوئی پوچھنے والا نہ ہوگا۔ لہذا تم اپنی عزت و عظمت کو سمجھنا اور اسکا دھیان رکھنا کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ رفعت اور مقام ہاتھ سے نکل جائے کیونکہ ظاہر ہے کہ تم سے کوئی ایسا نبی ہے جسکو معراج ہوا اور سدرۃ المنتہی پر پہنچا تو وہاں انوار قدسیہ اور تجلیات الہیہ کے وہ شعلے دیکھ پائے جو آجتک کسی کو نصیب نہیں ہوئے اگر ہوئے تو کسی اور میں یہ طاقت اور قوت ہی نہ تھی کہ وہ انکی تاب جھیل سکتا۔ لیکن آپ نے خوب دیکھا نظر بھر کر دیکھا اور ایسا دیکھا کہ آنکھ کی اسقدر ٹکٹکی لگی ہوئی تھی کہ نہ حد سے آگے بڑھی اور نہ ہی ادھر ادھر جھانکی۔

حسن ادب کا صلہ

تو اس سورہ نجم کی آیت نے ایسی اللہ تعالیٰ آپکا شوق دیدار اور مراعات حسن ادب کے مفہوم کو بخوبی واضح کیا ہے کیونکہ جب انوار قدسیہ اور تجلیات الہیہ بھرپور آپ کی ذات گرامی پر وارد ہوئیں تو آپ کی نظر نہ دائیں بائیں پھری اور نہ ہی حدود سے متجاوز ہو کر آگے نکلی یعنی جو دکھانا مقصود تھا اسی کو ہی دیکھا اور دل بھر کر دیکھا اور نہ دائیں بائیں جھانکا تو یہ آپ کا کمال ادب تھا اسی لئے امام قشیری نے بھی باب الادب کا آغاز اسی آیت کریمہ سے کیا ہے۔ تو معلوم ہوا کہ جو آپ کو معراج ہوا وہ بھی آپ کے اسی حسن ادب کا صلہ تھا پھر آپ کی عبادت کا ادب دیکھیے کہ جو حافظ ابن قیمؒ نے مدارج السالکین میں (ما کذب الفؤاد) کی توضیح کرتے ہوئے بیان کیا ہے کہ جو نظر نے دیکھا دل نے اس کی تکذیب نہیں کی بلکہ تصدیق کی یعنی قلب اور نظر میں ہم آہنگی

Marfat.com

ہوئی، روح اور جسم میں ہم آہنگی ہوئی، بصیرت اور بصارت میں ہم آہنگی ہوئی۔ مطلب یہ کہ جیسے نظر باادب تھی دل بھی باادب رہا۔ یعنی جو دکھانا مقصود تھا دل نے وہی دیکھا نہ تکذیب کی اور نہ زیادہ کی آرزو کی کیونکہ عام دیکھا گیا ہے کہ اخص الخاص آدمی کی بھی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ جب اس کو کوئی بڑا مقام دیا جاتا ہے تو وہ اس سے بھی زیادہ کی آرزو کرنے لگ جاتا ہے۔ سیدنا حضرتِ کلیم اللہ علیہ السلام کو دیکھیں جب انکو اللہ تعالیٰ سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا تو انہوں نے دیدار کی بھی آرزو کر دی تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا سات آسمانوں پر جانا اور اللہ تعالیٰ سے ہمکلام ہونا یہ آپ کے اسی حسن ادب کا صلہ تھا اور یہ وہ مقام تھا کہ جس کو کوئی نبی اور ولی نہیں پاسکا اسی وجہ سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم خلوت میں بھی برہنہ نہیں ہوتے تھے۔ کیونکہ خلوت میں برہنہ ہونا بھی ادب کے خلاف ہے۔ صرف ایک دفعہ نبوت سے قبل آپ کے ساتھ ایسا واقعہ پیش آیا جب کہ بیت اللہ کی تعمیر شروع تھی اور آپ پتھر لئے جا رہے تھے تو آپ اسی وقت بے ہوش ہو گئے لیکن حضرت موسٰی علیہ السلام کے ساتھ اس طرح نہیں ہوا جس وقت کہ انہوں نے دریائے نیل میں غسل کیا تھا اور اپنے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر رکھ دیئے تھے۔ تو اب یہاں یہ چیز بھی ضروری اور قابلِ غور ہے۔

نماز میں حصولِ زینت کا حکم

نماز میں ستر کا ڈھانپنا اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر کھڑے ہونا یہ بھی ادب کا ایک اہم باب ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

یٰبَنِیْ آدَمَ خُذُوْا زِیْنَتَکُمْ عِنْدَ کُلِّ مَسْجِدٍ [1]

---

[1] سورہ اعراف آیت ۳۱

Marfat.com

اس جگہ مسجد ظرف مکان کے علاوہ ظرف زمان بھی ہو سکتی ہے جسکا معنیٰ یہ ہوگا کہ ہر نماز کے وقت تم اپنے آپ کو آراستہ کر لیا کرو تو یہ کیسا المیہ ہے کہ اگر تم کسی دنیا دار افسر کے پاس جاؤ تو بن سنور کر جاؤ اور جب اپنے رب کے حضور جو پوری کائنات کا خالق و مالک ہے اسکے پاس جاؤ تو گندی بنیان اور غلیظ چادر پہن کر چلے جاؤ تو یہ چیز بھی قابل غور ہے۔ کہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن مجید پڑھنا منع ہے جس کی بھی یہ ہی وجہ ہے کہ یہ تذلل کی حالت ہے لہذا ایسی حالت میں قرآن مجید پڑھنا خلاف ادب ہے اور یہ بھی کہ آدمی اپنی عبادت کو حقیر جانے اور کہے کہ میں نے کچھ بھی نہیں کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کا بیشتر حصہ عبادت کیا کرتے تھے۔ پھر بھی آپ کہتے کہ کوئی شخص بسبب اپنے عملوں کے جنت میں نہیں جائے گا۔ پوچھا حضور آپ بھی فرمایا ہاں میں بھی سبحان اللہ کتنا ادب ہے ایک ہی آیت پڑھتے پڑھتے تمام رات بیت گئی پھر بھی آرڈر ہے کہ بغیر اسکی رحمت کے کوئی بھی جنت میں نہیں جا سکتا۔ بعض مشائخ سے جو اس کے برعکس کلمات نکلے ہیں وہ غلبۂ حال کی وجہ سے ہو سکتا ہے لہذا انکے اسطرح کے فقرات اور کلمات حجت نہیں ہو سکتے جیسا کہ شیخ محی الدین ابن عربی نے کہا تھا۔

Marfat.com

ہم نے اپنی مالوہیت سے تمہیں خدا بنایا اور اپنی عبادت سے تمہیں معبود بنایا ہے۔ اے ہمارے پروردگار کیا تو ہمارا زیادہ شکر گزار نہیں تو یہ بات ان سے غلبۂ حال میں کہی گئی جو راہ صواب سے ہٹی ہوئی تھی لہذا قابل تقلید نہیں بات صرف اللہ تعالےٰ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ جو قابل عمل اور قابل حجت ہے، محدثین کرام، امام مشائخ واجب الاحترام ہیں کہ انکا احترام کیا جائے لیکن واجب التقلید نہیں کہ انکی ہر بات مانی جائے یہ مقام صرف اور صرف اسی کے شایانِ شان ہے جو وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ، ہے کہ وہ دین کی کوئی بات اپنی طرف سے نہیں کرتا جب تک کہ اس پر وحی نہ کیجائے۔

سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات سے لے کر غفور الرحیم تک غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جسقدر اللہ تعالےٰ نے ادب ملحوظ رکھنے کا حکم دیا ہے آدمی حیران رہ جاتا ہے وہ اللہ جو پوری کائنات کا مالک اور منعم ہے وہ تو اس سے بھی اولیٰ ہے کہ اسکا ادب ملحوظ رکھا جائے۔

گستاخِ الٰہی کی سزا

سب سے پہلے جس نے آدابِ الٰہی پر حملہ کیا وہ ابلیس تھا۔ جب حکم ہوا کہ تو حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کر تو وہ نہ مانا اور انکار کر دیا تو چاہیئے یہ تھا کہ جب خود سجدہ نہیں کیا تو اپنی اس غلطی اور قصور کو اپنا ہی قصور سمجھتا لیکن اسکے برعکس اللہ تعالےٰ کو یوں کہنا شروع کیا۔

Marfat.com

(قَالَ فَبِمَا اَغْوَیْتَنِیْ) کہا مجھے قسم ہے کہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے سجدہ خود نہیں کیا قصور اللہ پر عائد کیا حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسا بے ادب اور گستاخ نہ ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ بارگاہِ الٰہی سے خروج ہوتا اور ہمیشہ کے لیے اس کے غضب و غصے اور لعنت کا پھندا گلے میں پڑ جاتا حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھیں تو انکی بھی یہ خطا پہلے لکھی جا چکی تھی لیکن اس کے برعکس انہوں نے اعتراف کیا ایک بار نہیں کئی بار کیا، کہ یہ ظلم اور گناہ میں نے کیا ہے تو آخر معترف ہونے کی وجہ سے جو کچھ چھن چکا تھا وہ بھی مل گیا۔

حضرت خضر علیہ السلام کا مثالی ادب

پھر آپ حضرت خضر علیہ السلام کا ادب دیکھیں کہ جب انہوں نے کشتی کو توڑا تو کہا " فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِیْبَهَا "، کہ اسکو ناقص کرنے کا ارادہ میں نے کیا ہے تو کشتی کا توڑنا کوئی ظاہری اچھا نہیں ہے اس لیئے انہوں نے اس فعل کو عیب سے تعبیر کیا اور اسکی نسبت اپنی طرف کی حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام نے یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا تھا بلکہ وہ ہی کیا تھا جو انکو اللہ تعالے نے حکم دیا تھا۔ جیسا کہ اسی رکوع کے آخر میں اسکی تصریح موجود ہے لیکن اس کے برعکس جب دیوار بنائی تو وہ بھی اللہ تعالے کے حکم سے بنائی لیکن اس فعل کی نسبت اپنی طرف نہیں بلکہ اللہ تعالے کی طرف کی کیونکہ ہر شخص جانتا ہے کہ گری ہوئی دیوار کا بنانا بہتر اور مستحسن ہی ہوتا ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

" فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَاۤ اَشُدَّهُمَا وَ یَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا "[1]

---

[1] سورہ الکہف آیت: ۸۲،

Marfat.com

"پس تیرے رب نے چاہا اور ارادہ کیا ہے"
کہ جب وہ یتیم بچے جوان ہو جائیں تو وہ دونوں اپنا خزانہ نکال لیں گے۔ تو اب اس مقام کو پڑھنے اور اس پر غور کرنے کے بعد ایک معمولی سی سوجھ بوجھ رکھنے والا آدمی بھی ضرور حیران ہو گا کہ حضرت خضر علیہ السلام کس قدر اللہ تعالےٰ کے مطیع فرمانبردار اور با ادب انسان ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مثالی ادب

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ادب دیکھیں فرمایا

الَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ [1]

وہ ہی اللہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور میری رہنمائی کرتا اور مجھے کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں کہیں بیمار ہو جاتا ہوں تو شفا بھی وہی دیتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ ہی ہے جو مجھے مارتا ہے اور پھر قیامت کو بھی زندہ کرے گا۔

ان آیات میں یہ چیزیں مثلاً ہدایت، پیدائش، کھانا، پینا، زندگی موت، اور شفا یہ بہت بڑی نعمتیں اور قابل فخر چیزیں ہیں اور قدرتی طور پر ہی ہر مومن کا دل انکی طرف لپکتا اور اچھلتا ہے موت بھی مومن اور مسلمان کے لئے ایک انمول تحفہ ہے ورنہ اگر یہ تحفہ نہ ہو تو پھر اور کیا چیز ہے جس سے انسان ایک نئی دنیا اور اپنے محسن حقیقی تک پہنچ سکے۔ چنانچہ اسی وجہ سے ان ہر ایک کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف کی ہے مرض چونکہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس سے ہر آدمی بھاگتا اور اسے ناپسند کرتا ہے اس لئے اسکی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف نہیں بلکہ اپنی طرف کی ہے کہ بیمار میں ہوتا ہوں شفا وہ دیتا ہے۔

---

[1] سورۃ الشعراء آیت ۷۸ تا ۸۱

Marfat.com

سورۃ ابراہیم میں ہے

وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ ؎

اے اللہ مجھے اور میرے بیٹوں کو بچا تا کہ کہیں ہم بتوں کی عبادت نہ کر بیٹھیں کیونکہ انہوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔
غور کیجیے یہاں گمراہی کا فاعل بھی بتوں کو قرار دیا ہے اور اللہ تعالےٰ کی طرف اس کا معمولی سا اشارہ بھی نہیں کیا لیکن اس کے برعکس شیطان کی بات سنیں کہتا ہے " فَبِمَا أَغْوَيْتَنِي "، قسم ہے کہ گمراہ مجھے تو نے کیا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور ہے اگر تو چاہتا تو میں ایسے نہ کرتا تو اس کے ساتھیوں کی بھی یہی روش ہوگی۔ جب کہ وہ قیامت کو پیش ہونگے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ ؎

مشرک لوگ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالےٰ چاہتا تو نہ ہم اور نہ ہمارے آباؤ اجداد اللہ کے سوا کسی اور چیز کی عبادت کرتے اور نہ ہی ہم بغیر اسکی چاہت اور مرضی کے خود اپنی چاہت اور مرضی کے کسی چیز کو حرام کرتے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مثالی ادب

پھر آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ادب دیکھیں۔

سورہ مائدہ میں ہے۔

؎ سورہ ابراہیم آیت نمبر ۳۶

؎ سورہ نحل آیت ۳۵

Marfat.com

اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ط اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَآ اَمَرْتَنِيْ بِهٖٓ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ وَاَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ [1]

جب اللہ تعالےٰ حضرت عیسیٰ بن مریم سے پوچھیں گے کیا تم نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ تم مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالےٰ کے سوا معبود بنا لو تو ابن مریم جواب دیں گے اے اللہ تو اپنے شرکاء سے پاک ہے لہذا میرے لئے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے کوئی حق نہیں پہنچتا اگر میں نے ایسی بات کہی ہے تو آپ کو معلوم ہے کیونکہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے لیکن میں نہیں جانتا کہ جو تیرے دل میں ہے تیرا علم تو اسقدر ہے کہ کوئی ایسی چیز ہی نہیں جو تیری نظر اور علم سے باہر ہو۔ تو میں نے تو اس کے سوا کچھ نہیں کہا کہ تم صرف اللہ تعالےٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے

[1] سورۃ مائدۃ آیت ۱۱۶ تا ۱۱۸

Marfat.com

اور میں اسکا شاہد بھی ہوں۔ جب تک میں ان میں رہا ہوں لیکن جب تو نے مجھے اٹھالیا تو پھر تو ہی ان کا شاہد اور نگہبان تھا۔ کہ جو کچھ وہ کہتے اور کرتے رہے اب اگر تو انہیں عذاب کرے تو کوئی زیادتی نہیں کیونکہ وہ تیرے بندے ہیں لیکن اگر چھوڑ دے تو اس پر بھی تیرا حکیمانہ غلبہ ہے۔

توضیح

ان آیات میں خاص کر ما لیس لی بحق اور انک انت علام الغیوب کے جملوں پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مقام عبودیت کی آخری منزل اور کڑی کو بڑے کھلے اور زور دار الفاظ سے واضح کیا ہے کہ ایک بندہ جسے اپنے نفع و نقصان اور موت وحیات کا بھی کچھ اختیار نہیں تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ وہ اپنے دائرہ عبودیت سے نکل کر الوہیت پر ہاتھ مارے اور اسکا دعویٰ کرے جب کہ وہ اس کا اہل اور حق دار ہی نہیں اور نہ ہی یہ اسکی اتھارٹی اور حیثیت ہے کہ وہ اسے سنبھال سکے، ہاں اگر میں نے یہ دعویٰ کیا ہے۔

تو پھر اس میں کیا مشکل ہے کیونکہ تیرا علم تو ہر ڈھکی چھپی اور مخفی چیزوں پر حاوی ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جو آپ کے کنٹرول اور احاطہ علم سے باہر ہو۔

حسن ادب کا آخری درجہ

بعض وقعہ اللہ تعالےٰ کے انبیاء اور اولیاء پر ادب کی ایسی حالت بھی طاری ہوتی ہے کہ وہ دعا کرتے وقت امر و نہی کے صیغوں سے اجتناب کرتے ہیں اور یہ حسن ادب کی آخری منزل ہے اور وہ لیسے بہت ہی کم لوگ ہیں جن کو اس منزل تک رسائی حاصل ہے جیسا معلوم ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مصر سے نکل کر مدین کے کنویں کے قریب کسی درخت کے نیچے

Marfat.com

آرام کے لئے بیٹھ گئے۔ تاکہ جسم میں کچھ جان آجائے تو اسوقت جو انکی حالت اور کیفیت تھی یقیناً اسی حسن ادب کے آخری درجے پر تھی کیونکہ انکی دعا ہی کے الفاظ ایسے ہیں جو اسکی تعبیر کر رہے ہیں۔ جیسکہ ارشاد باری ہے

رَبِّ اِنِّیْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ [1]

اے اللہ جو تو نے میری قسمت میں خیر لکھی ہے میں اسکا محتاج ہوں

ظاہر ہے کہ اس خیر سے مراد کھانا ہے جس کی اسوقت انہیں سخت حاجت اور ضرورت تھی جیساکہ بعض نے لکھا ہے کہ اس سفر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس حالت میں طے کیا کہ جب بھوک کی وجہ سے سخت نڈھال ہو جاتے تو درختوں کے پات کھا کر قدرے طاقت فراہم کر لیا کرتے تھے۔ پھر سفر شروع کر دیتے اسی حالت میں مدین کے کنوئیں پر پہنچے تو بیٹھ گئے۔ پھر دعا کی لیکن غور کریں کہ یوں نہیں کہا کہ میں بھوکا ہوں مجھے کھانا چاہیے مقصد تو یہ ہی تھا۔ لیکن امر کے صیغے سے اجتناب کیا۔

دوسری اس دعا سے جو چیز معلوم ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت کلیم اللہ نے وہ چیز مانگی جس کی اشد ضرورت تھی دوسری نہیں تو معلوم ہوا کہ یہ چیز بھی دعا کے حسنِ ادب سے ہے اسی طرح آپ حضرت ایوب علیہ السلام کا حسنِ ادب دیکھیں جب کہ وہ مرض کی صورت میں اللہ تعالےٰ کی سخت آزمائش میں آئے ہوئے تھے تو اسوقت جو اُن کی حالت تھی اسقدر کمزور تھی کہ مال و متاع اور اولاد کے چھن جانے کے بعد مرض نے بھی انکے جسم کو چور کر دیا تھا تو اس وقت انکی بھی یہی حالت اور کیفیت تھی کہ دعا کرتے وقت امر کے صیغے سے اجتناب کیا اور اپنی اس بے چینی اور تکلیف کی نسبت اللہ کی طرف نہیں بلکہ شیطان کی طرف کی۔ تمام

---

[1] سورہ القصص آیت ۲۴

Marfat.com

جیسا کہ فرمایا :-

وَ اَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ [1]

اور جب حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا کہا اے اللہ اب تو مرض جسم کو چاٹ چکا ہے۔ اور میں بخوبی جان چکا ہوں کہ تیرے پایۂ کا کوئی مہربان نہیں۔ سورہ ص میں فرمایا

وَاذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ؕ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ [2]

آپ ہمارے بندے ایوب علیہ السلام کی پاک سیرت کا وہ نادر پہلو بھی یاد کریں جب کہ انہوں نے اپنے رب کو پکارا کہ اللہ یہ دکھ، درد اور تکلیف مجھے شیطان کی طرف سے لگی ہوئی ہے۔ اور میں اسکو بخوبی سمجھ چکا ہوں کہ تیری مثل کوئی مہربان نہیں ہے کہ جس طرف امید کی نظروں سے دیکھا جا سکے تو اسی وقت حکم ہوا کہ اب آپ اپنی ایڑی زمین پر ماریں تو دیکھو یہ ایک ٹھنڈا چشمہ آپ کے نہانے اور پینے کا ہے تو پھر ہم نے انہیں صرف صحت و عافیت ہی نہیں دی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پہلے سے کہیں زیادہ اپنی رحمت سے بیوی بچے اور مال و اسباب سے بھی بھرپور کر دیا اور اسمیں عقلمندوں کے لئے نصیحت بھی ہے۔ مزید ان آیات پر غور کرنے سے جو ہمیں چیز ظاہر ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ انبیاء پر بے حد بھاری قسم کے مصائب اور مشکلات کے دور آئے مگر حسنِ ادب

---

[1] سورہ الانبیاء آیت ۸۳ [2] سورہ ص آیت ۴۱ تا ۴۳

Marfat.com

کا پہلو کبھی ان سے چھوٹنے نہیں پایا تو یہی وجہ تھی کہ پھر انکو نبوت جیسے مقاماتِ عالیہ سے نوازا گیا ورنہ اگر یہ چیز نہ ہوتی تو ممکن ہی نہ تھا کہ وہ ایسے درجات عالیہ سے ہمکنار ہوتے اور اس پایہ کو پہنچ جاتے تو ایک شاعر نے اسی موضوع کی یوں لب کشائی کی ہے۔

از ادب زندیق صدیقے بود ——— بے ادب صدیق زندیقے شود

تنبیہ

یا ادب ہونے کی وجہ سے کافر اور بے دین صدیق بن جاتا ہے اسی طرح صدیق بے ادب ہونے کیوجہ سے کافر و زندیق بن جاتا ہے بہت سے شاعر بھی اپنی شاعری میں آکر حسنِ ادب سے نکل جاتے ہیں اور وہ وادی جہاں انہیں قریب تک نہیں جانا چاہیئے تھا اُس سے بھی آگے نکل جاتے ہیں۔

ارشاد باری ہے

فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ

وہ ہر وادی میں گھومتے ہیں۔ مگر کچھ ایسے شاعر بھی ہیں جو ایمان وتقویٰ سے آراستہ اور مؤدب ہوتے ہیں اور وہ حقیقت سے کبھی آگے نہیں نکلتے بلکہ وہ ہی بیان کرتے ہیں جو حق وصوابیت پر مبنی ہوتا ہے۔ جیسا کہ مولینا روم ایک عظیم شاعر تھے تو وہ اسی ادب کے بارے میں لکھتے ہیں۔

مولینا روم کے چند اشعار

از خدا خواہیم توفیق ادب ——— بے ادب محروم ماند از لطفِ رب

ہم اللہ تعالےٰ سے حسنِ ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب اللہ تعالےٰ کے لطف وکرم سے محروم رہتا ہے۔

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد ——— بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

بے ادب تنہا ہی بُرا اور بد حال نہیں ہوتا، بلکہ اُس کی

Marfat.com

نحوست کی آگ پوری دنیا کو اپنی زد میں لے لیتی ہے۔

درمیانِ قومِ موسیٰ چند کس   بے ادب گفتند کو سیر و عدس

آپ جانتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں وہ چند آدمی بے ادب تھے جو بول اٹھے کہ ہم ایک کھانا نہیں کھا سکتے ہمیں تو ساگ پات ککڑیاں اور مولیاں چاہئیں

منقطع شد خوان و نان از آسمان   ماند رنج و زرع و بیل و داسماں

اُن چند بے ادب آدمیوں کی وجہ سے آسمان سے رزق آنا بند ہو گیا اور وہ کھیتی، باڑی، بیل اور پھاوڑے کی مصیبت میں پھنس گئے۔

باز عیسیٰ چوں شفاعت کرد حق   خوان فرستادہ غنیمت بر طبق

پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں سفارش کی چنانچہ پھر اللہ تعالےٰ کی جانب سے طبق میں رکھا ہوا کھانا آنا شروع ہوا۔

باز گستاخاں ادب بگذاشتند   چوں گدایاں زلھا برداشتند

گستاخوں نے پھر ادب کا دامن چھوڑ دیا کہ بچا ہوا کھانا گداؤں کی طرح دوسرے دن کے لیئے رکھنے لگے جس کی کہ انہیں ممانعت کی گئی تھی۔

نان و خواں از آسمان شد منقطع   بعد زاں خوانے نشد کس منتفع

ان گداؤں کی حرص اور بے ادبی کی وجہ سے رزق آنا موقوف ہو گیا اور ایسا موقوف ہوا کہ بعد میں کوئی آنے والی قوم بھی اس سے مستفید نہ ہو سکی۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں موحد ہونے کے ساتھ ساتھ مودب بھی بنائے (آمین)

Marfat.com

[illegible]

ارشاد ہے

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ
لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ
الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ارشاد ربانی ہے

إِنْ تَجْتَنِبُوا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ
سَيِّئَاتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُدْخَلًا كَرِيمًا ۝

[illegible]

Marfat.com

یہ امر واقع ہے کہ جن کبیرہ گناہوں سے تم منع کیے جاتے ہو اگر تم
رک گئے تو ہم تمہاری برائیوں کو معاف کر کے بے حد عزت و توقیر
اور شاہانہ طریقہ سے تمہیں داخل کریں گے۔

اب اگر نماز، روزہ، حج، زکواۃ اور وہ عمل جو کتاب و سنت کی روشنی
میں مستحب ہیں اخلاص پر مبنی ہوئے تو ممکن ہے کہ ان سے بھی کبیرہ گناہ
دھل جائیں لیکن اصل دیکھنا یہ ہے جو گناہوں کو مٹاتی اور اڑاتی ہے وہ توبہ ہی ہے
جو کہ اخلاص سے کی جائے۔

Marfat.com

دوسرا باب

اذان کا جواب دینے کی فضیلت کے بارے میں

قال ابو عوانۃ الاسفرایینی فی المستخرج الصحیح[۱] علی مسلم من روایۃ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من سمع المؤذن فقال (فی روایۃ محمد بن عامر) من قال حین یسمع المؤذن یقول اشہد ان لا الٰہ الا اللہ: قال) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دیناً و بمحمدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نبیاً (و فی روایۃ محمد بن عامر رسولاً) غفر اللہ لہٗ ما تقدم من ذنبہ قال رجلٌ یا سعد ما تقدم من ذنبہ و ما تاخر فقال ھکذا سمعتہٗ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھذا الحدیث اخرجہٗ مسلم وابوداؤد والترمذی و النسائی ولیس عندھم (وما تاخر)

---

[۱] علی مسلم کا مفہوم یہ ہے کہ جس حدیث کو امام مسلم نے بیان کیا ابوعوانہ نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے لیکن جس سند سے امام مسلم نے بیان کیا ابوعوانہ نے اس سے نہیں بلکہ اپنی سند سے بیان کیا ہے

Marfat.com

ابوعوانہ الاسفرائینی اپنی مستخرج الصحیح میں جو کہ صحیح مسلم کی روایت کے ہم پلہ ہے سعد بن ابی وقاص رضؓ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اذان سنتا ہے (محمد بن عامر کی روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص مؤذن کے یہ کلمات (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ)[1] سننے کے بعد جواباً یہ کہتا ہے۔ (اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم نَبِيًّا[2]

محمد بن عامر کی روایت میں (نبیًا) کی جگہ (رسولًا) بھی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس شخص کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ ایک شخص نے اس حدیث کے راوی سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا اگلے گناہ بھی اور پچھلے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا میں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے اور اس حدیث کو امام مسلمؒ ... امام ابوداؤدؒ امام ترمذی اور امام نسائیؒ بھی لائے ہیں لیکن انہوں نے پچھلے گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

---

[1] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں [2] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالےٰ کے رب اسلام کے صحیح دین اور محمدؐ کے سچے نبی ہونے پر راضی ہوگیا ہوں۔

Marfat.com

توضیح

مزید جو چیز ہمیں اس متخرج سے ملتی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ جو شخص مؤذن کے اشہد ان لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد یہ کلمات (اشہد ان لا الٰہ الا اللہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلے اللہ علیہ وسلم نبیا یا نبیًا کی جگہ رسولاً کہتا ہے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں لیکن صحیح مسلم، ابوداود، ترمذی اور نسائی میں اس مقام پر ان کلمات کی تصریح نہیں کی جو ان ہر دو کی تصریح ابوعوانہ نے کی ہے ۔ امام ترمذیؒ غفر اللہ زنوبہٗ اور امام مسلمؒ غفر لہٗ زنوبہٗ کے الفاظ لائے ہیں ۔ ابوداود میں ہے کہ جو شخص مؤذن کی طرح کلمات کہتا ہے مگر حیَّ علی الصلوٰۃ اور حیَّ علی الفلاح کی جگہ ” لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا ۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو شخص مؤذن کی طرح کلمات پڑھنے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام اور یہ دعا پڑھتا ہے ۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ (آخر تک تو حَلَّتْ عَلَیْہِ الشَّفَاعَۃُ) اس پر میری شفاعت جائز ہوگی ۔ حَلَّتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ کے بھی الفاظ ہیں یعنی قیامت کے دن جائز ہوگی ۔ کہ میں اس کی شفاعت کروں صحیح مسلم کی وہ روایت جس کے چند آخری کلمات ذکر ہو چکے ہیں اس کے پورے الفاظ یہ ہیں ۔

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ، من قال حین یسمع المؤذن اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ وان محمدًا عبدہٗ ورسولہ رضیت باللہ ربًا وبمحمدٍ رسولا وبالاسلام دینًا غفر لہ ذنبہٗ

Marfat.com

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اذان سننے کے وقت یہ کہتا ہے کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے۔ اسکا کوئی شریک نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں میں اللہ تعالےٰ کے رب محمد صلے اللہ علیہ والہ وسلم کے رسول اور اسلام کے دین حق ہونے پر راضی ہوگیا ہوں تو اس شخص کے بھی گناہ بخش دیئے جاتے ہیں صحیح بخاری کے الفاظ یہ ہیں

اذا سمعتم النداء فقولوا مثل ما یقول المؤذن لہ حیعلتین کا جواب بھی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے الفاظ میں ہے پھر اسی طرح یہ الفاظ بھی ہیں کہ جو شخص اذان سنتا ہے اور پھر یہ !۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ آخر (وعدتہ) تک دعا پڑھتا ہے۔ (حلت لہٗ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ) تو قیامت کے دن اسکے لئے میری شفاعت ضروری ہوگی۔

اب ان روایات میں جن جن مقامات پر جو جو کلمات پڑھنے کی تصریح آ چکی ہے وہ مقامات اور کلمات چھوٹنے نہ پائیں کیونکہ یہ چیز پایہ ثبوت اور یقین کے اعلیٰ درجے کو پہنچ چکی ہے کہ جو شخص ان مقامات کو ملحوظ رکھتا ہے اور پھر انہی کلمات کو اخلاص سے پڑھتا ہے تو یقیناً اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ شفاعت جس کی طرف ہر شخص کی قیامت کے دن گردنیں اٹھیں گی۔ اس سے کبھی محروم نہیں رہے گا، تو اب اگر کسی شخص کے ذہن میں یہ اشکال پیدا ہو کہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ ان چند کلمات کہنے سے آدمی کے گناہ دھل جائیں اور پھر اسے آپ کی شفاعت کا بھی اعزاز حاصل ہو تو دراصل یہ اشکال آدمی کی بے علمی اور کم فہمی کا نتیجہ ہے کیونکہ کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ یہ کلمات توحید کے کس قدر وسیع اور کشادہ مفہوم کو گھیرے ہوتے ہیں۔

لہ جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جسطرح مؤذن کہتا ہے۔

Marfat.com

آذان کے کلمات کی اہمیت

چنانچہ کوئی ایسا کلمہ نہیں ہے جس میں توحید کی شعائیں اور کرنیں آپ کو چمکتی ہوئی نظر نہ آئیں، آیت الکرسی کو دیکھیں تو اسکا بھی ایک ایک لفظ توحید پر مشتمل ہے۔ جس کی بنا پر ایک ہی دفعہ پڑھنے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔

آیت الکرسی کی فضیلت

جیسا کہ فرمایا :۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ مَّکْتُوْبَۃٍ اٰیَۃَ الْکُرْسِیِّ لَمْ یَمْنَعْہُ مِنْ دَخُوْلِ الْجَنَّۃِ اِلَّا الْمَوْتُ [۱]

جو آدمی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لیتا ہے تو اب اس کے جنت میں داخل ہونے میں صرف موت ہی حائل ہے حدیث میں یہ بھی ہے کہ آیت الکرسی کی پہلی آیت اسم اعظم ہے جسکو پڑھ کر جو آدمی دعا کرتا ہے تو اسکی دعا رد نہیں ہوتی، اسی طرح آل عمران کی پہلی آیت اور سورہ بقرہ کی آیت وَ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ [۲] بھی اسم اعظم ہیں اسی طرح آیت کریمہ اور سورہ طٰہٰ کی آیت وَعَنَتِ الْوُجُوْہُ لِلْحَیِّ الْقَیُّوْمِ یہ بھی دو آیتیں اسم اعظم ہیں تو خلاصہ یہ ہے کہ اسم اعظم بھی انہیں اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ ان کا ایک ایک لفظ توحید

---

[۱] صحیح ابن حبان ونسائی ابن کثیر زیر تفسیر آیت الکرسی [۲] آیت ۱۶۳ تمہارا معبود صرف اور صرف ایک ہی معبود ہے ایسا کہ جو بے حد مہربان اور بخشنے والا ہے۔

Marfat.com

پر مشتمل ہے اسی طرح اور بھی قرآن و حدیث میں اسم اعظم ہیں جو تمام کے تمام وہ بھی اہم درجہ پر توحید کی تعبیر کرتے ہیں تو ظاہر ہوا کہ توحید ہی دین کا سر اور مغز ہے جس پر کہ پوری شریعت گھوم رہی ہے اگر توحید نہ ہو تو حقیقت ہے کہ دین پورے کا پورا بے جان اور بے کار ہے تو بات واضح ہوئی کہ جب اذان کے تمام کلمات توحید پر مشتمل ہیں جسکا یہ درجہ اور مقام ہے تو پھر اس میں حیران ہونے کی کیا چیز ہے کہ جو ان کلمات کو اخلاص سے پڑھتا ہے اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کبریٰ کا بھی اسے شرف حاصل ہو جاتا ہے پھر دیکھیں تو اس میں تفویض بھی کمال درجہ کی ہے جب مؤذن (حی علی الصلاۃ) اور (حی علی الفلاح) کہتا ہے، تو جواباً (لاحول ولاقوۃ الا باللہ) کہا جاتا ہے جس کے مفہوم پر غور کریں تو یہ بات واضح ہے کہ اب آدمی نے کلی طور پر اپنی بڑائی اور ہستی کو مٹا دیا ہے اور اب اسکا یہ ذہن اور اعتقاد بھی ہو چکا ہے کہ نیکی کا کرنا اور برائی سے بچنا یہ بھی اسی کی توفیق اور نوازش سے ہے، میرا اس میں کوئی کمال نہیں تو جب آدمی کا یہ ذھن بنا اور یقین پختہ ہوا تو اللہ تعالےٰ کی رحمت اس زور سے اٹھی کہ جو ایک ہی لہر سے سب گناہوں کو بہا کر لے گئی۔

درود شریف کی فضیلت کیوجہ

پھر آپ درود شریف کو دیکھیں جو اذان کے بعد پڑھا جاتا ہے جس کے بغیر دعا ہی قبول نہیں ہوتی اس کا بھی ایک ایک لفظ توحید کو گھیرے ہوئے ہے۔ ذرا غور کریں کہ جس کے لئے رحمتوں اور برکتوں کی دعائیں کی جاتیں ہیں کہ اے اللہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں اور برکتیں فرما جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نازل کیں۔ تو وہ اگر مختار کل اور مشکل کشا ہوتے تو پھر انکے لئے رحمتوں اور برکتوں کی دعائیں مانگنے کی کیا ضرورت تھی تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ کے ہاں بے بس اور محتاج ہیں ورنہ اگر یہ وجہ نہ سمجھیں

Marfat.com

تو ان کلمات کا مفہوم ہی بے معنیٰ ہو کر رہ جائے گا، دوسری یہ چیز کہ وہ ملک الملک ہے، غنی ہے، رحمان ہے، جوّاد ہے، اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں ہر لمحہ خزانوں کو بانٹتا اور تقسیم کرتا ہے کوئی ایسا وقت نہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں کو بند کر لے یا اس کے خزانوں میں کمی آجائے اسکا تو کام ہی تبدیل و عطا ہے، اگر تمام جن و انسان بلکہ پوری کائنات ایک ہی میدان میں اکٹھی ہو جائے اور ہر وہ چیز جو اسکی چاہت اور پسند ہو مانگ لے اور اس کو مل جائے تو اس کے خزانوں میں اتنی کمی واقعہ بھی نہیں ہوتی جتنی کہ سوئی سمندر میں ڈوب کر باہر آتے وقت اپنے ساتھ ایک معمولی سی بوند کھینچ لاتی ہے۔ اس کی رحمت اور نوازشوں کا تو یہ عالم ہے کہ حرا پر گھومتے اور راہ چلتے ہوئے مسافروں کو ہی پکڑ کر ان مقامات عالیہ اور درجاتِ کاملہ سے نوازتا ہے جو آج تک کسی عقل کی گرفت میں بھی نہیں آسکے جسطرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ارادہ یہ تھا کہ چند قدم جا کر آگ لے آؤں لیکن معاملہ یوں کہ کہ وہاں پہنچتے ہی اس کی رحمت نے اس تیزی سے پکڑا کہ اب وہ واپس ہوتے وقت ایک کلیم اللہ کی حیثیت سے لوٹتے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا غارِ حرا میں بیٹھنا، گھومنا، اور بار بار وہاں آنا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کو کسی چیز کی تلاش تھی جس نے سب آپ کا آرام و سکون ختم کر دیا تھا۔ ورنہ کوئی کون چاہتا اور پسند کرتا ہے کہ وہ گھر کے بارونق اور خوشگوار ماحول کو چھوڑ کر غاروں میں جا بسے اور وہاں اپنی ساری توانائیاں اور قوتیں صرف کر دے تو پھر یہ آپ کا معمول اور مشغلہ صرف چند دن ہی نہ تھا بلکہ تقریبًا ایک ماہ تک رہا آخر اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اسکا فضل اس تیزی سے بڑھا کہ آپ کو پوری دنیا کا امام اور پیشوا منتخب کر دیا گیا۔

Marfat.com

قابلِ غور پہلو

غور کرنا چاہیئے کہ ناپنے اور پیمائش کرنے کے پیمانے ہمارے کچھ اور نوعیت کے ہیں لیکن اللہ تعالےٰ کے کچھ اور انداز کے، ہمارے اور اس کے پیمانوں میں اگر ہم یہ فرق بھی سمجھ لیں جتنا کہ زمین و آسمان کا ہے تو یہ بھی ہماری ڈبل غلطی ہے کیونکہ اس کے پیمانے تو اس سے بھی کہیں زیادہ فرق اور بلندی پر ہیں۔

ارشادِ باری ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَ اَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَ یُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَیْہِ حَقًّا فِی التَّوْرٰۃِ وَ الْاِنْجِیْلِ وَ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰی بِعَھْدِہٖ مِنَ اللّٰہِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ وَ ذٰلِکَ ھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ[1]

اللہ تعالےٰ نے مومنوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے وہ اس راستہ میں لڑتے ہیں، قتل بھی کرتے ہیں اور کٹے بھی جاتے ہیں ان جانوں اور مالوں کے عوض میں جنت دینے کا سچا وعدہ صرف قرآن میں ہی نہیں بلکہ توراۃ اور انجیل میں بھی کیا گیا ہے۔ تو اب جس نے اس اللہ تعالےٰ کی طرف سے اعلان کئے ہوئے وعدہ کو اپنی طرف سے نبھا دیا، صرف نبھانا ہی نہیں بلکہ اس لین دین کے ساتھ جو تم نے اپنے رب سے کر لیا ہے خوش بھی ہو جاؤ کیونکہ یہ سعادت اور کامیابی ہے

---

[1] سورہ التوبہ آیت ۱۱۱

Marfat.com

کہ جس سے بڑھ کر کوئی اور ہے ہی نہیں۔

توضیح

اب یہاں یہ چیز زیر بحث اور قابل غور ہے کہ جن اشیاء کے عوض اللہ تعالے نے مومنوں کے ساتھ جنت دینے کا سودا کیا ہے کیا وہ اشیاء آدمی کی خود اپنی بنائی اور پیدا کی ہوئی ہیں اور یا وہ بھی صرف اسی کی بنائی اور عطا کردہ ہیں تو وحی کے ساتھ ساتھ عقل بھی ہمیں اس بات پر ابھارتی ہے کہ یہ سب چیزیں تو کیا بلکہ پوری کائنات اسی کی بنائی اور ایجاد کی ہوئی ہے۔ جیسکہ

ارشادِ باری تعالے ہے۔

وَاٰتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ الَّذِیْۤ اٰتٰىكُمْ [1]

اور تم اس مال سے دو جو اللہ تعالے نے تمہیں دیا ہے۔

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ [2]

جب میں اس کو درست کرنے کے بعد اپنی روح اس میں پھونک دوں تو فوراً تم نے اس کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی الْاٰخِرَةِ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْخَبِیْرُ [3]

دنیا اور آخرت میں سب تعریفیں صرف اللہ تعالے کے لئے ہیں جو زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک و خالق ہے اور وہ دانا باخبر بھی ہے۔

---

[1] سورہ نور آیت ۳۳ [2] سورہ الحجر آیت ۲۹ [3] سورہ سبا آیت ۱

Marfat.com

توان آیات کا ایک ایک جملہ اس چیز پر دلالت کرتا ہے کہ یہ پوری کائنات جو آدمی کے گرد گھوم رہی ہے یہ اسی کی بنائی اور عطا کی ہوئی ہے آدمی کا اس میں کوئی دخل اور حصہ نہیں ذرا غور کرنا کہ جو آدمی صرف اپنے وجود کا مالک نہیں وہ کسی اور کا مالک کیسے ہو سکتا ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ بعض دفعہ آدمی کی پرواز اتنی اونچی اور بلند ہوتی ہے کہ اسے آنکھیں بھی نہیں دیکھ سکتیں لیکن بعض دفعہ تنزل اور پستی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اس کا زمین پر چلنا کٹھن اور مشکل ہو جاتا ہے۔ تو اسکی مثال ایک نہیں بلکہ آپ کو ہزاروں ملیں گی تو اب وہ لوگ جو اللہ تعالےٰ کے سوا غیروں کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے ہیں ذرا غور کریں کہ جو چیز اپنے وجود، اپنی عزت اپنی ذلت اور اپنی صحت و عافیت کی بھی مالک نہیں وہ کسی غیر کا داتا اور مشکل کشا کیسے ہو سکتی ہے۔ تو میں عرض کر رہا تھا کہ یہ جو اشیاء آدمی کھاتا پیتا اور استعمال کرتا ہے جب اسی کی ہوئیں تو پھر سودا کس طرح ہوا کیونکہ سودا تو اس چیز سے ہوتا ہے جو وہ چیز کسی آدمی کی اپنی ذاتی اور مالکانہ ہو، اور اس میں کسی اور آدمی کا کوئی حصہ اور شرکت نہ ہو تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالےٰ کا یہ کہنا کہ میں نے اس جنت کے عوض اپنے بندوں کے مال اور انکی جانوں کو خرید لیا ہے یہ اسکا اپنے بندوں کے ساتھ ایک رحیمانہ اور مشفقانہ انداز ہے اور یہی وہ اس کا پیمانہ ہے جس سے وہ اپنے بندوں کے عملوں کی پیمائش کرتا ہے۔

ذرا سوچو اور غور کرو کہ وہ عورت جس نے اپنی زندگی کا اکثر حصہ بڑے بڑے گناہوں اور مشرکانہ عقائد میں کھپا دیا تھا ایک دن یوں ہوا کہ کسی کتے کو دیکھا جو پیاس کی شدت سے قریب تھا کہ مر جائے تو فوراً اٹھی اور ایک کنوئیں سے پانی نکال کر اس کے منہ میں ڈالنے لگی تاکہ یہ بچ جائے تو اب اسکی زندگی کی سیاہ کاریاں جو اس نے کیں ایک طرف رکھیں اور دوسرا وہ عمل

Marfat.com

جو چلتے چلتے اضافی طور پر طے پایا ایک طرف رکھیں تو ان دونوں کا کوئی توازن معلوم نہیں ہوتا تو جب اس نے اس کا یہ ہی عمل اپنے اس پیمانہ پر رکھا جو خاص اسکا رحیمانہ اور مشفقانہ ہے تو اتنا وزنی اور ثقیل ہوا کہ اگر کچھ اور گناہ بھی ہوتے تو قریب تھا کہ یقیناً ان پر بھی بھاری ہو جاتا اسی طرح صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

راستہ صاف کرنے کا ثواب

بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِیْ بِطَرِیْقٍ وَجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ فَاَخَّرَهٗ فَشَکَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ [1]

ایک آدمی کہیں جا رہا تھا راستہ میں اس نے ایک خاردار ٹہنی دیکھی جو راستہ کی طرف جھکی ہوئی تھی تو اس نے اس کو راستہ سے پیچھے ہٹا دیا تاکہ مسافروں کی تکلیف نہ ہو۔ پس یہ کرنا ہی تھا کہ اللہ تعالے کو یہ عمل اتنا پسند آیا کہ اسکو معاف کر دیا۔ صحیح مسلم کی ایک روایت ہے۔

لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِیْقِ كَانَتْ تُؤْذِی الْمُسْلِمِیْنَ [2]

یقیناً میں نے ایک ایسا آدمی دیکھا جو جنت میں گھوم رہا تھا عمل صرف یہ تھا کہ راستہ چلتے ہوئے ایک خاردار ٹہنی کو دیکھ کر کاٹ دیا جو مسلمانوں کے لئے تکلیف کا باعث بنی ہوئی تھی۔

ابو داود میں ہے کہ :۔

---

[1] صحیح بخاری و مسلم بحوالہ ترہیب و ترغیب

[2] صحیح مسلم بحوالہ ترہیب و ترغیب۔

Marfat.com

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَعَ رَجُلٌ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ غُصْنَ شَوْكٍ عَنِ الطَّرِیْقِ : اِمَّا قَالَ کَانَ فِیْ شَجَرَۃٍ قَطَعَہٗ وَ اِمَّا کَانَ مَوْضُوْعًا فَاَمَاطَہٗ عَنِ الطَّرِیْقِ فَشَکَرَ اللّٰہُ ذٰلِكَ لَہٗ فَاَدْخَلَہُ الْجَنَّۃَ ۔

اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک ایسا آدمی تھا جس نے کبھی ایک بھی اچھا عمل نہیں کیا تھا۔ سوائے اس کے کہ ایک دن چلتے ہوئے راستہ میں کسی خاردار ٹہنی کو کاٹ دیا یا ویسے پڑی ہوئی تھی اسے راستہ سے دور کر دیا تو اللہ تعالےٰ کو اس کا عمل اتنا پسند آیا کہ اسی کے بدلے اس کو جنت میں داخل کر دیا ابویعلی، اور مسند احمد میں ہے کہ

فَلَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَتَقَلَّبُ فِیْ ظِلِّھَا فِی الْجَنَّۃِ [1]

یقیناً میں نے اس کو جنت میں اسی ٹہنی کے سایہ میں گھومتے ہوئے دیکھا، جس کو اس نے راستہ سے ہٹایا تھا۔

جمعہ پڑھنے کی فضیلت

جمعہ پڑھنے کی فضیلت میں حضرت اوس بن اوس الثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ :۔

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ غَسَّلَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ وَاغْتَسَلَ وَبَکَّرَ وَابْتَکَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْکَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ فَاسْتَمَعَ وَلَمْ یَلْغُ کَانَ لَہٗ بِکُلِّ خُطْوَۃٍ عَمَلُ سَنَۃٍ اَجْرُ صِیَامِھَا

---

[1] بحوالہ ترغیب وترہیب

Marfat.com

وَقِيَامِهَا [1]

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس شخص نے جمعہ کے دن عمدہ طریقہ سے غسل کیا۔ اور صبح سویرے ہی تیار ہو کر بغیر کسی سواری کے مسجد میں پہنچ گیا اور امام کے قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر اسقدر توجہ اور شوق سے خطبہ سنا کہ درمیان میں کسی سے بات تک نہ کی تو اس شخص کو ایک ایک قدم کے بدلے ایک ایک سال کے روزے اور ایک ایک سال کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما، ان دونوں سے روی ہے کہ۔

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ كُفِّرَتْ عَنْهُ ذُنُوبُهُ وَخَطَايَاهُ فَإِذَا أَخَذَ فِي الْمَشْيِ كُتِبَ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ عِشْرُونَ سَنَةً فَإِذَا انْصَرَفَ مِنَ الصَّلٰوةِ أُجِيزَ بِعَمَلِ مِائَتَيْ سَنَةٍ [2]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کے دن عمدہ طریقے سے غسل کیا تو اس کے اسی وقت گناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں، پھر جب مسجد کی طرف چلا تو ایک ایک قدم کے بدلے بیس بیس سالوں کی نیکیوں کا ثواب پاتا ہے، جب جمعہ پڑھنے کے بعد واپس ہوا۔ تو دو سو سالوں کے نیک عملوں کا ثواب اسے دیا جاتا ہے۔

---

[1] الطبرانی فی الکبیر والاوسط [2] رواہ الطبرانی فی الاوسط بحوالہ ترغیب و ترہیب

Marfat.com

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ سے ان الفاظ سے بھی مروی ہے

كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ عَمَلُ عِشْرِيْنَ سَنَةً - [1]

اسکو ایک ایک قدم کے بدلے میں بیس بیس سالوں کی نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، مساجد کے بارہ میں ہے -

مسجد کو صاف رکھنے کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخْرَجَ اَذًی مِنَ الْمَسْجِدِ بَنَی اللّٰهُ لَهٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّةِ [2]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد سے کوئی تکلیف دہ چیز کو نکال دیا تو اسکا بدلہ یہ ہے کہ اللہ تعالے اسکا گھر جنت میں بنا دیتا ہے ۔

وضو کے بعد دعا پڑھنے کی فضیلت

وضو کے عمدہ بنانے اور بعد میں دعا پڑھنے کے متعلق مروی ہے ۔

رُوِیَ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ یَتَوَضَّأُ فَیُبْلِغُ اَوْ فَیُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ یَقُوْلُ اَشْهَدُ

---

[1] رواہ الطبرانی فی الاوسط بحوالہ ترہیب وترغیب

[2] ابن ماجہ اسکی سند میں احتمال یہ ہی ہے کہ حسن ہے ۔

Marfat.com

اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْكَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اِلَّا فُتِحَتْ لَہٗ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِیَةُ یَدْخُلُ مِنْ اَیِّھَا شَآءَ[۱]

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے عمدہ طریقہ سے وضوء بناتا ہے پھر (اشھد) سے لیکر (ورسولہ) تک مذکورہ دعا پڑھتا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ ہی کوئی اسکا شریک ہے اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بندے اور رسول ہیں تو یہ کہنے پر اس شخص کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اب جس دروازے سے وہ چاہیے جنت میں داخل ہو جائے۔

اللہ کے لئے محبت کرنا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان من عباد اللہ ناسًا ماھم بانبیاءَ ولا شھداء یغبطھم الانبیاءُ والشھداء یوم القیمۃ بمکانھم من اللہ قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فخبرنا من ھم قال ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر ارحام بینھم ولا اموال یتعاطونھا فواللہ ان وجوھھم لنور وانھم لعلی نورٍ ولا یخافون اذا خاف الناس ولا یحزنون اذا حزن الناس وقرء ھذہ الاٰیۃ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ ؀[۲]

[۱] صحیح مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کچھ لوگ اللہ تعالے کے ایسے بندے ہیں نہ تو وہ نبی ہیں اور نہ ہی شہید لیکن انکا شان اتنا عظیم ہے کہ نبی اور شہید بھی ان پر رشک کریں گے، صحابہ نے عرض کی حضور آپ بتایئں وہ ایسے خوش نصیب کون ہیں آپ نے فرمایا وہ لوگ جو بغیر کسی رشتے داری اور تعلق کے محض اللہ تعالے کے دین کی وجہ سے ایک دوسرے سے میل جول اور محبت رکھتے ہیں، وہ نور کے منبروں پر ہونگیں اور نورانی چہرے ہونگیں جب تمام لوگوں پر خوف وحراس چھایا ہو گا۔ اس وقت انکو کوئی غم اور ڈر نہیں ہوگا۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی (سنو یقیناً اللہ تعالے کے دوستوں کو کوئی غم اور ڈر نہیں ہو گا۔)

دوسری حدیث

عن ابی مالک الاشعری رضی اللہ عنہ عن

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا یہا الناس اسمعوا اعقلوا واعلموا ان اللہ عز وجل عبادًا لیسوا بانبیاء ولا شہدآء یغبطہم النبیون و الشہداء علی مناز لہم وقربہم من اللہ فجثا رجل من الاعراب من قاصیۃ الناس والوی بیدہ إلی النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقال یارسول ناس من الناس لیسوا بانبیاء ولا شہداء یغبطہم الانبیاء والشہداء علی مجالسہم وقربہم من اللہ انعتہم لنا حلہم لنا یعنی صفہم لنا فسر وجہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم لسوال الاعرابی فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم ناس

Marfat.com

من افناء الناس و نوازع القبائل لم تصل بينهم ارحام متقاربة تحابوا فی اللہ و تصافوا یضع اللہ یوم القیمة منابر من نور فیجلسون علیها فیجعل وجوههم نورًا و ثیابهم نورًا یفزع الناس یوم القیمة و لا یفزعون وهم اولیاء اللہ لاخوف علیهم ولا هم یحزنون ؎

حضرت مالک الاشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اے لوگو! اس بات کو عقل و غور سے سنو اور جان لو کہ کچھ اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے ہیں کہ نہ تو وہ نبی ہیں اور نہ شہید، لیکن انکا مقام اللہ تعالےٰ کے ہاں اسقدر بلند ہوگا کہ نبی اور شہید بھی دیکھ کر رشک کریں گے، جب یہ بات ہوئی تو ایک اعرابی زانوں کے بل لوگوں کے ایک طرف ہو کر اپنے ہاتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لمبا کر کے اشارہ کیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو نہ نبی اور نہ شہید ہیں لیکن انکا اللہ تعالےٰ کے ہاں اسقدر قریب ہو کر بیٹھنا کہ نبی اور شہید بھی دیکھ کر رشک کریں گے۔

ذرا آپ انکے اوصاف تو بیان کریں تاکہ ہمیں پتہ چلے۔ تو اعرابی کے اس سوال کرنے پر آپ بے حد خوش ہوئے اور اس کا شرح صدر بھی کیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قوموں اور قبیلوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کی آپس میں معمولی سی بھی کوئی رشتے داری نہیں ہے وہ صرف اللہ تعالےٰ کے لیئے ہی ایک دوسرے سے محبت اور میل جول رکھتے ہیں کوئی اور دنیاوی غرض نہیں ہوتی انہیں کیلئے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن نور کے منبر رکھے گا جن پر وہ بیٹھیں گے نور انکے چہرے ہونگے اور لباس بھی سراپا نور ہوگا جو انہوں نے پہنا ہوگا قیامت کے دن لوگ پریشان ہونگے لیکن انہیں کوئی غم نہیں ہوگا اور وہ اللہ تعالےٰ کے دوست ہیں جنکے قریب کوئی غم اور فکر نہیں آئے گا۔

؎ احمد، ابو یعلی نے حسن سند کے ساتھ حاکم نے کہا کہ اسکی سند صحیح ہے

Marfat.com

تیسری حدیث

عن ابی هریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجنۃ لعمدًا من یاقوت علیہا غرف من زبرجد لہا ابواب مفتحۃ تضئُ کما یضئُ الکوکب الدرئُ قال، قلنا یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم من یسکنہا قال المتحابّون فی اللہ والمتباذلون فی اللہ والمتلاقون فی اللہ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جنت میں یاقوت کے ایسے ستون ہونگے جن کے اوپر زمرد کے چبارے ہونگے انکے دروازے کھلے اور اسقدر چمکدار ہونگے جیسا کہ دری ستارہ چمکتا ہے، ہم نے سوال کیا اللہ کے رسول ان میں کون ٹھہریں گے، فرمایا وہ جو ایک دوسرے کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے لئے محبت اور میل جول رکھتے ہیں اور اسی کے لئے ایک دوسرے پر ایثار کرتے ہیں۔

ایک دوسرے سے ملاقات کرنا

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَہُمَا قَبْلَ اَنْ یَّتَفَرَّقَا[2]

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان ناراض ہونے کے بعد یا ویسے ہی ایک

---

[1] البزار [2] ابوداؤد ترمذی

Marfat.com

دوسرے سے ملتے جلتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی انکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا لَقِیَ الْمُؤْمِنَ فَسَلَّمَ عَلَیْہِ وَاَخَذَ بِیَدِہٖ فَصَافَحَہٗ تَنَاثَرَتْ خَطَایَاھُمَا کَمَا یَتَنَاثَرُ وَرَقُ الشَّجَرَۃِ [۱]

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا، جب ایک مومن اپنے دوسرے مومن بھائی کو سلام کہتا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح گرتے ہیں جس طرح درخت کے پتے

طبرانی کی دوسری روایت جو سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے یوں الفاظ ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا لَقِیَ اَخَاہُ فَاَخَذَ بِیَدِہٖ تَحَاتَّتْ عَنْھُمَا ذُنُوْبُھُمَا کَمَا یَتَحَاتُّ الْوَرَقُ عَنِ الشَّجَرَۃِ الْیَابِسَۃِ فِیْ یَوْمِ رِیْحٍ عَاصِفٍ وَاِلَّا غُفِرَلَھُمَا وَلَوْ کَانَتْ ذُنُوْبُھُمَا مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ [۲]

آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑ کر ملتا ہے تو ان دونوں کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح سخت آندھی کے دن خشک ٹہنیوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں اور اگر ان دونوں کے گناہ سمندر کی جھاگ کی مانند ہوئے تو بھی معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

دل کے اخلاص اور پختہ ارادے کی اہمیت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی

[۱] رواہ الطبرانی فی الاوسط [۲] رواہ الطبرانی باسناد حسن

Marfat.com

اللہ علیہ وسلم یقول ان عبدًا اصاب ذنبا فقال یارب
انی اذنبت ذنبا فاغفرہٗ فقال لہ ربّہٗ علم عبدی
ان لہ ربا یغفر الذنب و یاخذ بہ فغفرلہٗ ثم
مکث ماشاء اللہ ثم اصاب ذنبا اخر و ربما
قال ثم اذنب ذنباً آخر، فقال! یارب انی
اذنبت ذنبا آخر فاغفرہٗ لی۔ قال ربّہ علم عبدی
ان لہ ربًا یغفر الذنب و یاخذ بہ نغفرلہ۔ ثم
مکث ماشاء اللہ ثم اصاب ذنبا اخر و ربما
قال ثم اذنب ذنبا اخر فقال یا رب انی اذنبت ذنبا
فاغفرہٗ لی فقال ربہ علم عبدی ان لہ ربا یغفر
الذنب ویاخذ بہ فقال ربہ علم عبدی ان لہ ربا
یغفر الذنب و یاخذ بہ، فقال ربہ غفرت لعبدی
فلیفعل ماشاء [1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب کوئی بندہ گناہ کرنے کے بعد فورًا اللہ کی طرف پلٹ کر اپنے گناہ کا اقرار کر کے معافی مانگتا ہے کہ اے اللہ میں نے گناہ کر لیا مجھے معاف کر دے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ دیکھو میرا بندہ یہ جانتا ہے کہ اسکا کوئی رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اگر اپنے گناہ سے تائب نہ ہو تو پکڑتا بھی ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اسکا گناہ معاف کر دیتا ہے پھر کچھ وقت جتنا کہ اللہ چاہتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے، پھر کوئی اور گناہ کر بیٹھتا ہے۔ پھر یہی کہتا ہے۔ اے اللہ میں نے گناہ کر لیا مجھے معاف کر دے تو اللہ تعالےٰ پھر کہتا ہے دیکھو میرا بندہ یہ جانتا

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اگر اپنے گناہ سے تائب نہ ہو تو پکڑتا بھی ہے تو پھر اب اللہ تعالےٰ اس طرح فرماتا ہے کہ دیکھو اب میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے تو اب وہ جو چاہے کرے۔

تنبیہ

اس حدیث کے آخری جملے (فلیفعل ماشآء) سے کوئی آدمی اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو کہ اب اس کے لئے کھلی چھٹی ہے لہذا وہ جو چاہے کرے اور اب اسکو ڈرنے اور اللہ تعالےٰ سے معافی مانگنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے، حاشا وکلا اس کا مطلب ہر گز نہیں بلکہ اس حدیث اور اسی باب کی دوسری روایات کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص گناہ کرنے کے بعد اسکی معافی اور بخشش مانگنے میں مخلص ہوا اور مصمم ارادہ ہوا کہ اب آئندہ کے لئے میں اس گناہ کے قریب تک نہیں جاؤنگا تو پھر وہ گناہ اس کا اسی وقت ہی معاف کر دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ پہاڑوں سے بھی زیادہ ثقیل اور وزنی کیوں نہ ہوا۔ بلکہ عین ممکن ہے کہ وہ نیکی سے بدل جائے چنانچہ ہر گناہ کرنے کے بعد اگر وہ اسی طرح مصمم ارادے اور اخلاص سے معافی مانگنے کا مظاہرہ کرتا رہا تو پھر گناہ کرتا کرتا وہ ہی تھک جائے گا لیکن اللہ تعالےٰ اسکے گناہ بخشنے اور معاف کرنے میں ذرہ بھر بھی تاخیر نہیں کرے گا۔ غور کرنا کہ وہ لوگ جو نہ گناہ کرتے ہیں اور نہ ہی وہ توبہ کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو ان لوگوں پر اللہ تعالےٰ اسقدر راضی اور خوش نہیں ہے کہ انہیں زمین پر بسایا جائے جیسکہ وہ ان لوگوں پر راضی ہے جو گناہ کرنے کے بعد فوراً اللہ تعالیٰ کی طرف لپکتے اور معافی مانگتے ہیں اور انکی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ روتے روتے انکی داڑھیاں بھی بھیگ جاتی ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

استغفار کی اہمیت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوْا لَذَهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِکُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ یُذْنِبُوْنَ فَیَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ فَیَغْفِرُ لَهُمْ ؎۱

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو تو عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو لے جائے اور تمہاری جگہ وہ قوم لے آئے جو گناہ بھی کرتی رہے اور استغفار بھی اور اللہ تعالےٰ بھی انہیں معاف کرتا رہے۔

ایک دعا ہے کہ جس کا نام ہی سید الاستغفار ہے اس کی اہمیت اور منزلت یہ ہے کہ جو کوئی اس پر دوام کرتا ہوا ہر روز صبح شام ایک مرتبہ پڑھ لیتا ہے اس پر اللہ کی رحمت اس طرح برسنی ہے کہ وہ یقیناً جنتی لوگوں میں سے ہو جاتا ہے۔ اور وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ ؎۲

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں اور میں تیرے وعدے اور عہد پر بحسب تیری دی ہوئی طاقت کے قائم ہوں، جو میں نے گناہ کر لیا ہے اس کے شر سے بچنے کے لیئے بس تیری ہی پناہ چاہتا ہوں، تیری نعمتیں جو مجھ پر ہیں ان کا اعتراف کرتا ہوں اور گناہوں کا اقرار کرتا ہوں۔ مجھے معاف کرنا کیونکہ تیرے سوا کوئی نہیں جو

؎۲ صحیح بخاری بحوالہ مشکوٰۃ ص ۲۰۴ ؎۱ صحیح مسلم

Marfat.com

کسی کو بخش سکے۔

سب لوگوں سے کمتر پر اللہ تعالےٰ کے انعامات

عن ابن مسعودٍ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم اخر اھل النار خروجا منھا و اخر اھل الجنۃ دخول الجنۃ رجل خرج من النار حبوًا فیقول اللہ عزوجل اذھب فادخل الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملأی فیرجع فیقول یارب وجدتھا ملأی فیقول اللہ عزوجل لہ اذھب فادخل الجنۃ فیاتیھا فیخیل الیہ انھا ملأی فیرجع فیقول یارب وجدتھا ملأی فیقول اللہ عزوجل لہ اذھب فادخل الجنۃ فانّ لک مثل الدنیا وعشرۃ امثالھا او انّ لک مثل عشرۃ امثال الدنیا فیقول أتسخر بی او تضحک بی وانت الملک قال فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہٗ فکان یقول ذلک ادنیٰ اھل الجنۃ منزلۃ [1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اس آدمی کو ضرور جانتا ہوں جو جہنم سے نکلنے والے اور جنت میں داخل ہونے والے لوگوں میں سے اسکا خروج اور دخول سب سے آخر میں ہوگا۔ چنانچہ جب نکلے گا تو چوتڑوں کے بل ہوگا۔ اللہ تعالےٰ حکم کرے گا کہ جا تو اب

---

[1] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

میری جنت میں داخل ہو جا جب وہاں پہنچے گا تو یوں معلوم ہوگا کہ وہ بھری پڑی ہے واپس آجائے گا اور کہے گا۔ اے اللہ وہ وہ تو لوگوں سے بھری پڑی ہے رہیں کہاں داخل ہوں) پھر اللہ تعالیٰ کہے گا جا تو میری جنت میں داخل ہو جا۔ پھر جائے گا۔ اور یوں معلوم ہوگا۔ کہ وہ بھری پڑی ہے پھر واپس آجائے گا اور کہے گا اے اللہ وہ تو لوگوں سے بھری پڑی ہے رہیں کہاں داخل ہوں) پھر اللہ تعالیٰ کہے گا۔ جا تو میری جنت میں داخل ہو جا اور تیری لیے اتنی وسیع اور کھلی جنت ہے کہ جتنی پوری دنیا وسیع اور کھلی تھی اور اس کے ساتھ اتنی دس گنا۔ اور بھی تو وہ سن کر کہے گا۔ اے اللہ تو تو بادشاہ ہے کیا تو پھر میرے ساتھ ہنستا اور مذاق کرتا ہے، راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حدیث بیان کرتے ہوئے یہاں پہنچے، تو میں نے دیکھا کہ آپ اتنا ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارک نظر آگئیں، پھر آپ نے فرمایا کہ یہ آدمی سب اہل جنت والوں سے کم تر درجہ میں ہوگا۔

دوسری روایت

صحیح مسلم کی دوسری روایت جو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لاعلم آخر اھل الجنۃ دخولاً الجنۃ واخر اھل النار خروجاً منہا رجل یوتی یوم القیمۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وارفعوا عنہ کبارہا فتعرض علیہ صغار ذنوبہ فیقال عملت یوم کذا وکذا وکذا وکذا عملت یوم کذا وکذا وکذا وکذا

Marfat.com

فيقول نعم لا يستطيع ان ينكر وهو مشفق من كبار ذنوبه أن تعرض عليه فيقال له فان لك مكان كل سيئة حسنة فيقول رب قد عملت اشياء لا اراها ههنا ولقد رايت رسول الله علیه وسلم ضحك حتی بدت نواجذه.

ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضرور جانتا ہوں اُس آدمی کو جو جنت میں داخل ہونے والے اور جہنم سے نکلنے والے لوگوں میں سے سب سے آخر میں اسکا جہنم سے خروج ہوگا تو قیامت کے دن لاکر کہا جائے گا کہ اس کے جتنے کبیرہ گناہ ہیں انکو اٹھالو لیکن صغیرہ جتنے بھی ہیں وہ سب کے سب لاکر اس کے سامنے رکھ دو رجب رکھ دیئے گئے تو کہا جائے گا تم نے فلاں دن اس طرح کیا اس طرح کیا، اس طرح کیا، اس طرح کیا، تو وہ بھی ان تمام کا اقرار کرے گا۔ اور یہ طاقت ہی نہیں ہوگی کہ ان میں سے کسی ایک کا انکار کر سکے کبیرہ گناہوں کا بھی ڈر ہوگا۔ کہیں وہ بھی نہ لاکر سامنے رکھ دیئے جائیں (اسی غم اور فکر میں ڈوبا ہوا ہوگا) کہ اچانک یہ حکم ہوگا کہ اس کے سب گناہوں کو نیکیوں سے تبدیل کردو تو یہ سنتے ہی پھر یوں ہوگا) کہ وہ خود ہی پھر اپنے گناہوں کی تلاش شروع کر دے گا اور کہے گا اے اللہ میں نے تو کچھ اور بھی گناہ کیے تھے۔ رجنہیں میں اب نہیں دیکھ رہا) راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب حدیث بیان کرتے ہوئے یہاں پہنچے تو آپ اتنا ہنسے کہ آپ کی داڑھیں مبارک نظر آگئیں۔

صحیح مسلم کی ایک روایت جو مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے

Marfat.com

رب سے پوچھا اے اللہ سب لوگوں سے کم درجہ جنت میں کس شخص کا ہوگا۔ فرمایا وہ آدمی کہ جب اسے لایا جائے گا۔ تو حکم ہوگا کہ تو بھی جنت میں داخل ہو جا۔ تو وہ کہے گا اے اللہ اب کس طرح کیونکہ لوگ تو جنت میں اپنے اپنے مکانوں اور ٹھکانوں پر اتر چکے ہیں اب میں کہاں داخل ہوں تو حکم ہوگا۔

أترضى ان يكون لك مثل ملك ملك من ملوك الدنيا فيقول رضيت رب، فيقول: لك ذلك ومثله ومثله ومثله فيقول في الخامسة رضيت رب، فيقول هذا لك وعشرة امثاله ولك ما اشتهت نفسك ولذت عينك فيقول رضيت رب قال: رب فاعلاهم منزلة قال اولئك الذين اردت غرست كرامتهم وختمت عليها فلم ترعين ولم تسمع اذن ولم يخطر على قلب بشر۔

کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیری جنت اتنی وسیع اور کھلی ہو کہ دنیا کے بڑے بڑے بادشاہوں میں سے جتنی کسی ایک بڑے بادشاہ کی مملکت وسیع اور کھلی تھی۔ تو وہ کہے گا اے اللہ میں راضی ہوں حکم ہوگا تیرے لئے وہ بھی اور اسکی مانند اور بھی، اور بھی اور بھی تو جواباً وہ شخص بھی پانچ مرتبہ یہ کہے گا۔

اے اللہ میں راضی ہو گیا ہوں اللہ تعالٰی پھر کہے گا کہ جتنا میں نے کہہ دیا یہ بھی آپ کا اور اسکی مانند دس گنا اور بھی اب تیرے لئے وہی ہے جو تیرا دل چاہے اور تیری آنکھیں سرور حاصل کریں۔ پھر کہے گا۔ اے اللہ میں راضی ہو گیا ہوں پھر حضرت موسٰی علیہ السلام نے پوچھا اے اللہ آپ کے بندوں میں سے وہ لوگ جو زیادہ اونچے اور بلند مقامات کے حامل ہیں وہ کون ہیں

Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ لوگ ہیں جن کی عزت اور کرامت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے خود انکے لئے جنت میں پودے لگائے اور اپنی تمام کا ان پر اختتام کر دیا وہ نعمتیں جو کہ نہ انکو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ہی کسی دل میں ان کا خیال تک آیا ہے۔

جامع ترمذی میں ہے۔

قال ان رجلین ممن دخل النار اشتد صیاحهما فقال الرب تعالیٰ اخرجوهما فقال لای شیء اشتد صیاحکما قالا فعلنا لترحمنا قال فان رحمتی ان تنطلقا فتلقیا انفسکما حیث کنتم من النار فیلقی احدهما نفسه فیجعلها بردا وسلاما ویقوم الاخر فلا یلقی نفسه فیقول له الرب تعالیٰ ما منعک ان تلقی نفسک کما القی صاحبک فیقول رب انی لا رجوا ان لا تعیدنی فیها بعد ما اخرجتنی منها فیقول الرب تعالیٰ لک رجاؤک فیدخلان جمیعا الجنة برحمة اللہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں داخل ہونے والوں میں سے دو آدمی ایسے ہونگے جن کا مارے عذاب اور تکلیف کیوجہ سے سخت رونا اور چیخنا ہوگا حکم ہوگا انکو باہر لاؤ تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا وجہ ہے کہ تم اتنا رو اور چلا کیوں رہے ہو۔ تو وہ کہیں گے اے اللہ تو جانتا ہے کہ ہمارا کوئی اور ارادہ نہیں صرف یہ کہ تو ہم پر رحم کر دے، تو اللہ تعالےٰ فرمائے گا، اچھا میری رحمت کا تقاضا یہ ہی ہے کہ تم جاؤ اور جس آگ میں تھے اسی میں کود پڑو۔ ایک تو سنتے ہی کود پڑے گا۔

Marfat.com

لیکن دوسرا کھڑا رہے گا جو کود پڑا اس پر تو اللہ تعالے آگ کو ٹھنڈا اور سلامت کر دے گا۔ دوسرے سے پوچھے گا کہ تم نے ایسا کیوں نہیں کیا تو وہ جواب دے گا کہ اے اللہ مجھے یہ امید تھی کہ جہل سے ایک مرتبہ تو نے مجھے نکال دیا پھر دوبارہ تو وہاں مجھے نہیں لوٹائے گا۔ تو اللہ تعالے فرمائے گا ہاں اسی طرح ہے تو اب پھر تم دونوں ہی میری رحمت کیساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

فائدہ :- تو اب ان روایات میں اللہ تعالے کی رحمت اور اسی کے عطیات کو بڑے زور سے ثابت کیا گیا ہے کہ اسکے عطیات اتنے بڑے اور لامحدود ہیں کہ جنہیں عقل سوچ بھی نہیں سکتی یہی وجہ ہے کہ جب اسے کہا جائے گا کہ تیری اتنی وسیع اور کھلی جنت ہے کہ جتنی پوری دنیا تھی اور اس کی مانند دس گنا اور بھی تو وہ سنتے ہی ہکا بکا ہو جائے گا اور دل نہیں مانے گا آخر بڑے ادب اور احترام سے کہے گا اے اللہ کیا وجہ ہے کہ تو مالک الملک ہے پھر تو میرے ساتھ ہنستا اور مذاق کرتا ہے تو اللہ تعالے کہے گا نہیں میں (رب العالمین) ہوں (قدیر) ہوں جو کہتا ہوں وہی کرتا ہوں اور میں تیرے ساتھ کوئی ٹھٹھا اور مذاق نہیں کرتا۔

دوسری وہ چیز جو ان روایات سے واضح ہوتی ہے کہ جب پوری نوع انسانی سے وہ شخص جو سب سے کم درجہ ہے اس کی اتنی وسیع اور کھلی جنت ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے اسلام اور دین حقہ کی خاطر اپنی جانوں کو نچھاور کیا۔ اپنا تن من سب اپنے اللہ کی نذر کر دیا اور وہ لوگ کہ جنکا حساب و کتاب ہی نہیں ہوگا تو سبحان اللہ پھر انکی جنت کس قدر وسیع اور کھلی ہو گی۔

Marfat.com

اللہ کے خاص بندوں کی علامات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عرضت علی الامم فرایت النبی ومعہ رھط والنبی ومعہ الرجل والرجلان والنبی لیس معہ احد اذ رفع لی سواد عظیم فقیل لی ھذا موسٰی وقومہٗ ولکن انظروالی الافق فنظرت فانا سوادٌ عظیم فقیل لی انظر الی الافق الاخر فاذا سوادٌ عظیم فقیل لی ھذا امتك ومعھم سبعون الفًا یدخلون الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب ثم فدخل منزلہ فخاض الناس فی اولٰٓئك الذین یدخلون الجنۃ بغیر حساب ولا عذاب فقال بعضھم فلعلھم الذین صحبوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال بعضھم فلعلھم الذین ولدوا فی الاسلام فلم یشرکوا باللہ وذکروا اشیاء فخرج علیھم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال " ما الذین تخوضون فیہ "، فاخبروہ فقال " ھم الذین لا یرقون ولا یسترقون ولا یتطیرون وعلی ربھم یتوکلون "

فقام عکاشۃ بن محصنٍ فقال: ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال انت منھم ثم قام رجل آخر فقال ادع اللہ ان یجعلنی منھم فقال سبقك بھا عکاشۃ

لہ صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دن مجھ پر تمام
امتیں پیش کی گئیں ان میں سے میں نے ایک ایسا نبی دیکھا
جس کے ساتھ صرف چند آدمی تھے پھر دو ایسے نبی دیکھے کہ ایک
کے ساتھ صرف ایک اور دوسرے کے ساتھ صرف دو آدمی تھے
پھر ایک ایسا نبی دیکھا جس کے ساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا
(جو اس پر ایمان لایا ہو) اچانک انکے بعد ایک بڑی جماعت
آئی (میں سمجھا کہ یہ میری امت ہوگی) مجھے کہا گیا یہ آپ کی
امت نہیں بلکہ یہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم ہے لیکن
آپ ان کناروں کی طرف دیکھیں جب میں نے دیکھا تو اچانک
مجھے ایک بہت بڑا لشکر نظر آیا تب مجھے کہا گیا کہ یہ آپ کی
امت ہے تو کیا دیکھا کہ ان میں ستر ہزار ایسے آدمی ہیں جو بغیر
کسی حساب وکتاب اور عذاب کے جنت میں داخل ہونگے
تو اسکے بعد آپ اٹھے اور گھر میں داخل ہو گئے صحابہؓ میں بحث
شروع ہوئی کہ وہ ایسے خوش نصیب کون ہیں جو بغیر حساب
وکتاب اور کسی عذاب کے جنت میں داخل ہونگے بعض نے
کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں
بعض نے کہا نہیں بلکہ یہ وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے
اور انہوں نے اللہ کے ساتھ شرک نہیں کیا انکے علاوہ دوسروں
نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا اچانک رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے پوچھا تم کس چیز میں بحث کر
رہے ہو جب آپ کو خبر دی گئی تو آپ نے فرمایا یہ تو وہ لوگ
ہیں جو نہ خود اپنے آپ کو دم کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سے کرواتے
ہیں اور نہ ہی بدشگون لیتے ہیں بلکہ وہ صرف اپنے رب پر ہی

Marfat.com

بھروسہ کرتے ہیں، عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی حضور آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں کر دے۔ آپ نے فرمایا تو انہیں میں ہے پھر ایک اور آدمی کھڑا ہوا اور عرض کی حضور آپ میرے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں کر دیجئے تو آپ نے فرمایا عکاشہ تم سے سبقت لے گیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت میں (ایکتوون) کے بھی الفاظ آئے ہیں جسکا معنی ہے کہ نہ وہ اپنے جسموں کو داغ دیتے ہیں۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ اس طرح ہیں۔

أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُمِائَةِ أَلْفٍ لَا يَدْرِيْ أَبُوْ حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ [۱]

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور میری امت میں ستر ہزار یا سات لاکھ ایسے آدمی ہوں گے یہ راوی ابو حازم کو شک ہے کہ پتہ نہیں ان دونوں میں سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کونسا عدد کہا ہے۔ جو جنت میں اس حالت میں داخل ہونگیں کہ بعض انکا بعض کے ہاتھوں کو اسطرح پکڑے ہوئے ہوگا کہ انکا پہلا اسوقت تک داخل نہیں ہوگا۔ جہاں

---

[۱] صحیح مسلم

Marfat.com

تک کہ پچھلا بھی اگلا انکے ساتھ برابر داخل نہ ہو جائے۔ چہرے انکے اس چاند کی مانند ہوں گے۔ جس رات کہ وہ چاند اپنے پورے شباب میں ہوتا ہے۔

توضیح :-

(متماسکون) کے لفظ سے بظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر اور ایک دوسرے کے ہاتھوں کو پکڑ کر یکدم ہی سب کے سب جنت کے دروازے سے گزر جائیں گے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ (سبحان اللہ) جنت کا دروازہ کسقدر کشادہ ہوگا۔ ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ اتنی لمبی قطار عرض کی صورت میں یکدم ہی گزر جائے۔

ایک صحیح روایت کے الفاظ یوں ہیں۔

سَبْعُوْنَ اَلْفًا مَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا ۔[1]

ان ستر ہزار کے ایک ایک آدمی کے ساتھ ستر ستر ہزار اور ہونگے اب اگر ستر ہزار کو ستر ہزار سے ضرب دیں تو خود اندازہ کریں کہ وہ کتنی لمبی قطار ہو گی۔ دوسرا یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انکا ایک دوسرے کے ہاتھوں کو تھام کر یکدم داخل ہونا یہ انکا اس چیز کی تعبیر کر رہا ہے کہ وہ دنیا میں اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل جل کر رہنے کے عادی تھے اور یہ انکی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

---

[1] صحیح مسلم کی شرح

Marfat.com

مثالی آدمیوں کے کام بھی مثالی ہوتے ہیں

تو اب ان روایات میں یہ مسئلہ بھی واضح الفاظ میں بیان ہوا ہے کہ جس آدمی کا دل غیر اللہ سے ہٹ کر اپنے ایک ہی خالق کا ہو کر رہ گیا کسی اور کی مدد اور سہارے کا خیال تک نہ آیا حتی کہ علاج معالجہ اور ظاہری اسباب سے بھی اپنا دامن جھٹک لیا تو یہ بڑے اونچے درجے کے موحد اور خواص بندوں کا نشان ہے جو سوائے دعا اور اعمال صالح کے کسی اور چیز کو نظر میں نہیں لاتے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کی حضرت اللہ تعالے نے مجھے بہت بڑی طاقت سے نوازا ہے اگر میں ایک ہی اپنا پر سمندر میں ماروں تو عین ممکن ہے کہ اسکا سارا پانی باہر نکل آئے قوم لوط کی پوری بستی میں نے اپنے ایک ہی پر پر اٹھائی تھی اور آسمان کے قریب لے گیا تھا اور اسطرح کے چھ سو پر اللہ تعالے نے مجھے عطا کئے ہیں لہذا میں حاضر ہوں اگر حکم ہو تو مدد کروں جب آپ نے سنا تو انکار کر دیا اور کہا حسبی اللہ نعم الوکیل [1] مجھے میرا اللہ ہی کافی ہے اور وہ اچھا محافظ ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب جنگ احد سے فارغ ہوئے تو مدینے کی راہ لی دوسری طرف ابوسفیان نے مکہ کا رخ کیا جب چند میل چلا تو دل میں خیال آیا کہ ابھی تک مسلمانوں کا اچھی طرح صفایا نہیں ہوا لہذا پھر دوبارہ حملہ کیا جائے تاکہ انکی طاقت کلی طور پر مدفون ہو کر رہ جائے۔ یہ سوچ کر پھر پلٹا کسی شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳

Marfat.com

کو بھی خبر دی کہ ابوسفیان پھر دوبارہ حملے کی نیت سے آرہا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اسوقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ زخموں سے چور ہو چکے تھے پھر بھی آپ نے یہ اعلان کر دیا کہ چلو ابوسفیان کو جلدی پکڑنا چاہیے تو آپ نے بھی اسوقت یہ ہی آیت پڑھی۔

حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ [1]

کہ بس ہم کو ہمارا اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا محافظ ہے۔

تو جب آپ واپس ہوئے تو اسوقت کامیابی کا کوئی ظاہری سہارا نہ تھا صرف اسی پر بھروسہ کرتے ہوئے چل پڑے تو یوں ہوا کہ کافروں کے دلوں میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کا رعب اسقدر ڈالا کہ جب اس نے سنا کہ مسلمان بھی بڑی دلیری اور غصے سے آرہے ہیں تو فوراً وہ پچھلے پاؤں پلٹا اور مکہ میں پہنچ کر سانس لیا۔ اسی طرح ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس آرہے تھے۔ راستہ میں پڑاؤ ڈالا تو آپ کچھ وقت آرام کرنے کے لئے ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے اور اپنی تلوار کو اس کی ایک ٹہنی سے لٹکا دیا صحابہ بھی اپنی اپنی جگہ پر لیٹ گئے۔ کسی کافر کو موقعہ ملا جو اسی گھات میں تھا وہ آیا اور آپ کی تلوار اٹھا کر آپ سے یوں مخاطب ہوا۔

فَمَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ

اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟

آپ کے ارد گرد صحابہ موجود تھے اگر آپ معمولی سی بھی آواز دیتے تو وہ فوراً پروانوں کی طرح بھاگتے اور کافر پر اس طرح جھپٹتے جس طرح کوئی چیز اپنے شکار پر جھپٹتی ہے۔ لیکن نہیں۔ مگر براہ راست ہی اپنے اللہ کو

---

[1] سورہ ال عمران آیت ۱۷۳

Marfat.com

پکارا اور کہا کہ مجھے میرا اللہ بچا سکتا ہے تو کافر یہ سنتے ہی حواس باختہ ہو گیا اور اسکے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ پھر آپ اٹھے اور تلوار پکڑ کر فرمانے لگے

فمن یمنعك منی،، فقال کن خیرا خذ فقال تشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله،، قال لا ولکن اعاهدك ان لا اقاتلك ولا اکون مع قوم یقاتلونك فخلی سبیله فاتی اصحابه فقال جئتکم من عند خیر الناس [1]

اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے تو اس نے کہا آپ بہتر پکڑنے والے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا پھر آپ شہادت دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اسکا سچا رسول ہوں۔ تو اس نے انکار کیا کہ یہ تو نہیں ہو سکتا ہے البتہ آپ سے یہ عہد ضرور کرتا ہوں کہ نہ براہ راست آپ سے لڑوں گا اور نہ کسی قوم کے ساتھ مل کر جو آپ سے لڑنا چاہتی ہو تو پھر آپ نے چھوڑ دیا جب وہ گھر پہنچا تو کہا لوگوں میں تو اس شخص کے پاس سے آیا ہوں جو تمام لوگوں سے بہتر ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ جب اس نے کہا کہ اب آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ تو آپ نے تین مرتبہ کہا :۔ : اللہ۔

تو اب یہ واضح طور پر معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کا نشان ہے کہ جب انہیں کوئی حاجت یا ضرورت پیش آتی ہے تو وہ براہ راست ہی اپنے اللہ کو پکارتے ہیں کسی دوسرے ہاتھ سے وہ لینا کبھی گوارہ نہیں کرتے۔

---

[1] بخاری و مسلم

Marfat.com

غور طلب پہلو:- غور کرنا کہ جب ایک اللہ کا بندہ کسی زندہ ہاتھ سے پینا گوارہ نہیں کرتا تو وہ مردہ جو سینکڑوں من مٹی کے نیچے پڑا ہوا ہے اس سے مانگنا وہ کیسے گوارہ کرسکتا ہے اب ہم اللہ تعالےٰ سے بھیک مانگتے ہیں کہ وہ ہمیں بھی اپنی رحمت اور کرم سے اپنے ان موحدوں میں شامل فرمائے جن کا ذکر ابھی ہوا ہے آمین۔ ورنہ ہمارے اعمال تو ایسے ہیں کہ انہیں دیکھ کر ہمیں بھی شرم آتی ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں اب وہ لوگ جن کا ان روایات میں ذکر ہوا ہے کہ وہ بغیر کسی حساب وکتاب اور عذاب کے جنت میں داخل ہونگے خاص کر انکے تین اوصاف نمایاں طور پر ذکر ہوئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) پہلا یہ ہے کہ وہ نہ خود اپنے آپ کا دم جھاڑا کرتے ہیں اور نہ ہی وہ خود اپنے آپ کو داغتے ہیں۔

(۲) دوسرا یہ ہے کہ وہ نہ کسی دوسرے کو کہتے ہیں کہ آپ ہمیں دم جھاڑا کریں یا آپ ہمیں داغیں خواہ وہ شرعی الفاظ سے ہی کیوں نہ ہو۔

(۳) تیسرا یہ ہے کہ وہ بدشگون نہیں لیتے۔ جس طرح کہ جاہلیت میں یہ عام تھا کہ اگر کسی کام کے متعلق پتہ کرنا ہوتا تو تیروں کو نکالتے اگر وہ نکل آتا۔ جس پر یہ لکھا ہوتا کہ (کر) تو پھر وہ کام کرتے اگر وہ تیر نکل آتا کہ (نہ کر) تو وہ کام نہ کرتے اس طرح صبح درخت پر بیٹھے ہوئے پرندوں کو اڑاتے اگر دائیں طرف اڑ جاتے تو کہتے کام ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف اڑ جاتے تو کہتے نہیں ہوگا۔ آج بھی بعض مسلمان ایسا ہی کرتے ہیں مثلاً اگر کوئی کسی کام جا رہا ہے پیچھے سے کسی نے آواز دی تو کہہ اٹھا اوہو اب یہ میرا کام نہیں ہوگا۔ اگر مکان کے ایک کونے پر بیٹھ کر کوا بول رہا ہے تو کہا اب ہمارے گھر مہمان آئے گا تو اس تیسری قسم کو تو شریعت نے بالکل ہی حرام قرار دیا ہے۔

Marfat.com

فائدہ :- اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی صاحب عزیمت اس طاقت یقین سے معمور ہو کہ جب اسے اور کوئی اس طرح کا ذریعہ نظر نہ آئے بجز صرف توکل اور دعا کو اپنی کامیابی اور نجات کا ذریعہ بنائے تو یہ بھی اس قاعدہ کلیہ سے ہے جس کا بھی ذکر ہو چکا ہے۔ تو ایسے بعض اوقات نبی علیہ السلام نے بھی ایسے سے وعدہ اس کے ہیں جیسی اگر کوئی درجہ اور مدارج معجزہ کے بشرطیکہ وہ شامل ہوں تو اس میں بھی کوئی قباحت وگناہ نہیں کیونکہ یہ بھی نبی علیہ السلام سے ثابت ہے ورنہ اگر نبی علیہ السلام یہ ذکر نہ کرتے تو امت اس کے جواز کا علم کس طرح پا سکتی تھی۔

اسباب کا اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔

لیکن کچھ ایسے مقامات اور امور بھی ہیں کہ جہاں ان کا اختیار کرنا بھی ضروری قرار دیا ہے۔ مثلاً جنگ کے متعلق ذکر ہو رہا ہے کہ تم کفار سے مقابلہ کے لئے پوری پوری تیاری کرو اور زرہ بند اور گھوڑے اور ہتھیار خرید کر ہر وقت مسلح اور تیار رہو اگر کہیں جنگ چھڑ جائے تو سختی بھی مقدر ہو کہ تم اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ اور ان کو چھوڑ کر نہ بھاگو۔

بلکہ جنگ میں تمہاری سپاہ سخت جری ہو کر جان کی پرواہ نہ کرے لیکن حسن سیاست کا یہ تقاضا ہے کہ تمہاری جاسوسی بھی پوری ہونی چاہئے اور دیکھ بھال کر اپنے ہوش و حواس ٹھکانے رکھیں کیونکہ مومن کی یہ بھی صفت ہے کہ وہ ہر وقت ہوشیار اور باخبر رہتا ہے کہ کس جگہ سے اور دشمن کہاں سے آ سکتا ہے تاکہ جب تم سامنے ہو کہ ایک جانب تمہاری صفیں اور دوسری جانب کفار کی ہوں تو تمہاری صفیں اتنی پر ہوں کہ کفار کی طرف سے کرتے اور متفق ہوتے دیکھ کر وہ تمہیں دیکھ کر ہی مرعوب ہو جائیں۔ کیونکہ یہ ان پر شدت کر

Marfat.com

دوران جنگ بے حد پسند ہوتی ہے۔ جیسا کہ جب کفار نے اپنے ساتھیوں کو یہ تاثر دیا کہ مسلمانوں کو مدینے کی ہوا بے حد مخالف پڑی ہے جس وجہ سے یہ کافی حد تک کمزور ہو چکے ہیں لہذا اب موقعہ ہے کہ ان پر ایک دم حملہ کر کے انہیں ختم کر دیا جائے جب سالار انبیاء کو خبر پہنچی تو فوراً آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جب تم بیت اللہ کا طواف کرو تو پہلے تین چکر اکڑتے کاندھوں کو ہلاتے اور کچھ قدرے ابھرتے ہوئے تیزی سے چلو تاکہ کفار کو معلوم ہو کہ یہ لوگ کمزور نہیں بلکہ اپنے بالمقابل حریف کو بآسانی سے گرا سکتے ہیں۔

اسی طرح کاروبار کے معاملات میں کاشت اور تجارت کے معاملات میں بشرطیکہ وہ سچائی اور صفائی کے ساتھ ہوں ارادہ بھی صحیح ہو۔ کوئی ریاکاری تکبر اور بڑا بننے کی نیت نہ ہو بلکہ اپنے بیوی بچوں کو کھلانا فقراء اور اپنے ہمسائوں کی مدد کرنا مقصود ہو۔ تو حقیقت سے پھر یہ بھی بڑے اونچے پایہ کے عمل ہیں۔ جو انسانی زندگی میں انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

التَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ [۱]

بہت سچا امانت دار تاجر نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کیساتھ ہوگا۔

حضرت مقداد بن معدیکرب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

---

[۱] بخاری

Marfat.com

ما اکل احدٌ طعاماً قط خیراً من ان یاکل من عمل یدہٖ و ان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہٖ [1]

کسی آدمی نے اس کھانے سے بہتر کبھی کوئی کھانا نہیں کھایا۔ جو وہ اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتا ہے۔ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا یہی معمول تھا کہ وہ اپنے ہاتھ کے عمل سے کھاتے تھے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک قول نقل کیا ہے کہ

اِنَّ اِدْرِیْس کَانَ خَیَّاطًا وَ کَانَ لَا یَغْرِزُ اِبْرَۃً اِلَّا قَالَ سُبْحَانَ اللہ

حضرت ادریس علیہ السلام سلائی کا کام کرتے تھے اور ہر ٹانکے پر سبحان اللہ پڑھتے تھے۔

البدایہ والنہایہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اِنَّ اللہ حِیْنَ اَھْبَطَ اٰدم من الجنۃ الی الارض علمہٗ صنعۃ کل شیٔ

جب اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین کیطرف اُتارا تو انہیں ہر چیز کی صنعت سکھا دی تھی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لان یحتطب احدکم حزمۃ علی ظھرہٖ خیر من ان یسال احداً فیعطیہ او یمنعہٗ [2]

---

[1] صحیح بخاری [2] صحیح بخاری

Marfat.com

اگر تم میں سے کوئی ایک جنگل میں جاکر لکڑیوں کی گٹھڑی کاٹ کر اپنی پیٹھ پر لائے تو یہ کسی سے سوال کرنے سے بہتر ہے ممکن ہے کہ وہ اسے دے یا نہ دے۔

انہی سے مروی ہے کہ

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ زَكَرِيَّا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَجَّارًا [1]

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت زکریا علیہ السلام لکڑی کا کام کرتے تھے۔

اسی طرح آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے۔

مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا اِسْتِعْفَافًا عَنِ الْمَسْئَلَةِ وَسَعْيًا عَلٰى عِيَالِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَوَجْهُهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ [2]

جس شخص نے تین چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حلال روزی کو طلب کیا پہلی یہ کہ سوال سے بچنے کے لیئے۔ دوسری اپنے بیوی بچوں پر خرچ کرنے کے لئے۔ تیسری اپنے پڑوسی پر ایثار کرنے کیلئے تو یہ وہ آدمی ہے جس کی اللہ تعالے سے قیامت کے دن اس حال میں ملاقات ہو گی کہ اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہو گا۔ اسی طرح قَالَ اِذَا نَفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ يَحْتَسِبُهَا فَهُوَ لَهٗ صَدَقَةٌ [3]

آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ثواب کی نیت سے اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتا ہے۔ تو یہ بھی اسکا صدقہ ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم [2] بیہقی بسند ضعیف [3] بخاری ومسلم

Marfat.com

تو اب یہ واضح طور پر ثابت ہوا کہ آدمی ہمت ہار کر نہ بیٹھ جائے بلکہ دین کی ترقی اور اسکی فلاح کے لئے ہر وقت سرگرم رہے لوگوں پر ایثار کرے دعوت و تبلیغ جو اسکا ایک اہم فریضہ ہے اسکو پوری محنت اور جانفشانی سے سرانجام دے کیا آپ نے دیکھا نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی مکہ کی گلیوں میں تبلیغ کر رہے ہیں کبھی طائف جا رہے ہیں کبھی بدر کی تیاری کر رہے ہیں کبھی میدان احد میں کھڑے ہیں کبھی خیبر کو جا رہے ہیں کبھی حنین کی تیاری ہو رہی ہے اور کبھی خندق کھود رہے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ پیٹ میں کچھ نہیں پتھر بندھا ہوا ہے لیکن پھر بھی آپ اپنے مشن میں سرگرم اور گامزن ہیں اور اپنی فوجوں کی کمان کر رہے ہیں۔

سالارِ انبیاء کی پیش گوئی

دورانِ خندق ایک ایسا پتھر آیا جو ٹوٹتا نہیں تھا۔ آپ اس کے قریب آئے اور بسم اللہ پڑھکر ایک ایسی ضرب لگائی کہ وہ تہائی ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا اور ساتھ ہی آپ نے یہ الفاظ پڑھے۔

اللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْفَارِسِ وَاللّٰہِ لَاُبْصِرُ قُصُرَ الْمَدَائِنِ الْاَبْیَضَ

اللہ سب سے بڑا ہے میں ملک فارس کی چابیاں دیا گیا ہوں مجھے اللہ کی قسم! میں ان شہروں کے سفید محل دیکھ رہا ہوں۔

پھر دوسری ضرب لگائی ایک تہائی پتھر اور ٹوٹ گیا اور فرمایا!

اللّٰہُ اَکْبَرُ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الشَّامِ

اللہ سب سے بڑا ہے میں اب ملک شام کی بھی چابیاں دیا گیا ہوں

پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی تو پتھر کو چور کر دیا اور فرمایا!۔

Marfat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اِنِّیْ اُعْطِیْتُ مَفَاتِیْحَ الْیَمَنِ وَاللّٰہِ لَاُبْصِرُ اَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَکَانِیْ السَّاعَۃَ [1]

اللہ سب سے بڑا ہے میں اب ملک یمن کی چابیاں بھی دیا گیا ہوں اور اللہ کی قسم میں یہاں اسوقت صنعاء شہر کے دروازوں کو بھی دیکھ رہا ہوں۔

ضرب لگاتے وقت جب آگ کے شعلے نکلتے تھے تو یہ سب ممالک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی وقت میں دکھا دیئے تھے اور پھر آپ کی یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری ہوئی کوئی ایسا علاقہ نہیں تھا جس کو آپ نے اسوقت دیکھا ہو اور وہ فتح نہ ہوا ہو۔ تو غور کرنا کہ ایسے ناساز اور نازک حالات میں جبکہ مدینہ ہر طرف سے گھرا ہوا ہے ایسے عظیم ممالک کی فتوحات کی اطلاع دینا یہ اللہ کے نبی کا ہی کام ہو سکتا ہے اور بس، اب مریض کی عیادت کے بارے میں پڑھیں کہ اس بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کیا خوشخبری دی ہے۔

مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ، مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَہٗ عَشِیَّۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ [2]

---

[1] ترمذی حدیث حسن

[2] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جو مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی صبح کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اگر اسکی شام کے وقت بیمار پرسی کرتا ہے تو صبح تک اسکے لیئے ستر ہزار فرشتے مغفرت کی دعائیں کرتے ہیں اور جنت میں اسکے لئے عمدہ باغ ہوگا۔[1]

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا خُرْفَۃُ الْجَنَّۃِ قَالَ جَنَاھَا

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان اپنے کسی مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کرتا ہے۔ تو جتنا عرصہ وہاں بیٹھتا ہے وہ جنت کے عمدہ پھلوں میں ہوتا ہے آپ سے پوچھا گیا اللہ کے رسول خرفۃ الجنۃ سے کیا مراد ہے تو آپ نے فرمایا جنت کا پھل۔

والدین کی طرف دیکھنے کی فضیلت

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ[2]

---

[1] صحیح مسلم [2] مشکوٰۃ شریف

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جو کوئی نیک لڑکا اپنے والدین کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے تو اس کو ایک ایک مرتبہ دیکھنے پر اللہ تعالے اسکا ایک ایک حج لکھ دیتا ہے تو صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول اگر کوئی والدین کو ایک دن میں سو مرتبہ دیکھ لے تو کیا اس کے سو حج لکھے جائیں گے تو آپ نے فرمایا ہاں! اور اس میں تعجب کیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالے کی شان تو اس سے بھی بالاتر ہے کہ اگر وہ ان سے بھی بڑے بڑے اور عمدہ عطیوں سے اپنے بندوں کو نواز دے! تو کیا اسکے خزانوں میں کوئی کمی آجائے گی!

قابل غور پہلو ذرا غور کریں کہ جب والدین کو محبت کی نظر سے دیکھنے کا یہ اجر و ثواب ہے تو جو انکی ہر وقت دیکھ بھال اور خدمت کرتا ہے اپنی عاجزی اور انکساری کا پہلو جھکائے رکھتا ہے اور انہیں اُف تک نہیں کہتا اس کا اللہ تعالے کے ہاں کتنا اجر ہوگا پھر وہ آدمی جو ازواج مطہرات اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جو ہمارے روحانی والدین ہیں انکی اطاعت اور فرمانبرداری کرتا ہے اور انکے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتا ہے تو اسکا اللہ تعالے کے ہاں کتنا مقام ہوگا۔

تنبیہ یاد رکھنا کہ وہ لوگ جو ان اپنے روحانی والدین پر عیب لگاتے اور ان پر زبانیں کستے ہیں۔ قریب ہے کہ اچانک ان پر اللہ تعالے کا غصہ اور قہر آپڑے کہ وہ اٹھنے بھی نہ پائیں۔

ایثار کا ایک عجیب واقعہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ

Marfat.com

رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی مجھود فارسل الی بعض نسائہ فقالت والذی بعثک بالحق ما عندی الا ماء ثم ارسل الی اخری فقالت مثل ذلک حتی قلن کلھن مثل ذلک لا والذی بعثک بالحق ما عندی الا ماء فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یضیف ھذا اللیلۃ، فقال رجل من الانصار انا یا رسول اللہ فانطلق بہ الی رحلہ فقال لامرأتہ اکرمی ضیف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی روایۃ قال لامرأتہ ھل عندک شیٔ قالت لا الا قوت صبیانی قال فعللیھم بشیٔ واذا ارادوا العشاء فنومیھم واذا دخل ضیفنا فاطفیٔ السراج واریہ انا ناکل فقعدوا واکل الضیف وباتا طاویین فلما اصبح غدا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال "لقد عجب اللہ من صنعکما اللیلۃ"[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں ایک غریب آدمی ہوں (مجھے کھانا چاہیے) تو آپ نے بعض بیویوں کی طرف پیغام بھیجا۔ جواب آیا کہ ہم کو اس اللہ کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں پھر آپ نے کسی اور بیوی کی طرف پیغام بھیجا اس نے بھی یہ ہی کہا حتی کہ تمام بیویوں کی طرف سے یہی جواب آیا کہ ہم کو اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ ہمارے پاس سوائے پانی کے اور کچھ نہیں۔ پھر آپ نے کہا کوئی اور ہے جو

---

[1] صحیح مسلم و بخاری

Marfat.com

آج رات اس آدمی کی مہمان نوازی کرے۔ تو انصار سے ایک آدمی کھڑا ہوا جس نے کہا میں کروں گا چنانچہ وہ اپنے گھر لے گیا اور بیوی کو کہا کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مہمان ہے اسکی مہمان نوازی احسن طریقہ سے کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ اپنی بیوی کو کہا کہ کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے تو اس نے کہا سوائے بچوں کی خوراک کے اور کچھ نہیں تو اس نے کہا جب بچے کھانا طلب کریں تو انکو کسی اور چیز سے بہلانا اور سلا دینا اور جب مہمان کھانے کے لیئے بیٹھ جائے تو دیئے کو صحیح کرنے کے بہانے بجھا دینا اور دکھانا کہ ہم بھی اس کے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں جب سب کے سب بیٹھ گئے مہمان تو سیر ہو گیا لیکن ان دونوں نے رات خالی پیٹ بسر کی جب وہ صبح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے کہا کہ تمہارے ان دونوں کے معاملہ پر اللہ تعالے نے بھی تعجب کیا ہے جو اس رات تم دونوں نے اپنے مہمان سے کیا ہے۔

آپ ذرا غور کریں کہ جس شخص کے کسی اچھے عمل پر اللہ تعالے بھی اظہار تعجب کرے تو وہ عمل کتنا بڑا ہوگا۔ اور پھر اس کے کرنے والے کا بھی کیا مقام اور شان ہوگا۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ایک عجیب واقعہ

عن انس رضی اللہ عنہ قال کان ابنٌ لابی طلحۃ رضی اللہ عنہ یشتکی فخرج ابو طلحۃ فقبض الصبی فلما رجع ابو طلحۃ قال! ما فعل ابنی قالت ام سلیم وھی ام الصبی ھو اسکن ما کان فقربت لہ العشاء

Marfat.com

فتغشٰی ثم اصاب منہا فلما فرغ قالت: واروا
الصبی فلما اصبح ابو طلحۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہٗ فقال اعرستم
اللیلۃ قال نعم قال "اللّٰہم بارک لہما فولدت غلاما
فقال لی ابو طلحۃ احملہ حتی تاتی بہ النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وبعث معہ بتمرات فقال أمعہ شیٔ" قال
نعم تمرات فاخذ ہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمضغہا
ثم اخذہا من فیہ فجعلہا فی الصبی ثم حنکہ
وسماہ عبد اللہ وفی روایۃ للبخاری قال ابن عیینۃ
فقال رجل من الانصار فرایت تسعۃ اولاد کلہم
قد قرءوا القرآن ریعنی من اولاد عبد اللہ المولود[1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ
کا ایک بیٹا تھا جو بیمار تھا ایک دن ایسا ہوا کہ حضرت ابو طلحہ
رضی اللہ عنہ باہر کسی کام کے لئے نکلے تو بعد میں بیٹا فوت ہو گیا جب
واپس آئے تو اپنی بیوی ام سلیم رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اب بچے کا
کیا حال ہے۔ کہا آپ کھانا کھالیں وہ بہت سکون میں ہے۔ جب
کھانا پیش کیا تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کھالیا اور بعد میں اپنی
بیوی سے ہمبستر بھی ہوا۔ جب فارغ ہوا تو ام سلیم نے کہا کہ بچے کو
دفن کر دو وہ فوت ہو چکا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور خبر دی کہ آج رات
میری بیوی نے میرے ساتھ یوں کیا ہے تو آپ نے پوچھا کیا تم اس رات

---

[1] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

ہمبستر بھی ہوئے ہو۔ کہا ہاں۔ تو آپ نے دعا کی! اے اللہ ان دونوں کی اس رات میں برکت کر۔ تو اللہ تعالےٰ نے لڑکا دیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے چند کھجوریں دیں اور کہا کہ اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جاؤ۔ جب آپؐ کے پاس آئے پوچھا کوئی چیز بھی لائے ہو۔ کہا ہاں کھجوریں ہیں۔ تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے پکڑیں اور انکو منہ میں چبا کر بچے کے تالو کے ساتھ لگا دیں اور نام عبداللہ رکھ دیا۔ صحیح بخاری کی ایک روایت ہے جس میں ابن عیینہ کا بیان ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا کہ اس عبداللہ کو جس کے لئے آپ نے برکت کی دعا کی اور تحنیک دی تھی۔ اللہ تعالےٰ نے نو لڑکے دیئے اور نو ہی قرآن کے قاری و حافظ تھے۔

صحیح مسلم میں یہ بھی الفاظ ہیں۔

مات ابن لابی طلحۃ من ام سلیم فقالت لاھلھا لا تحدثوا لابی طلحۃ بابنہ حتی اکون اَنَا احدثہ: فجاء فقربت الیہ عشاء فاکل وشرب ثم تصنعت لہ احسن ما کانت تصنع قبل ذلک فوقع بھا فلما رأت انہ قد شبع واصاب منھا قالت یا ابا طلحۃ ارأیت لو ان قومًا اعاروا عاریتھم اھل بیت فطلبوا عاریتھم ألھم ان یمنعوھم قال لا فقالت فاحتسب ابنک قال فغضب ثم قال ترکتنی حتی تلطخت ثم اخبرتنی بابنی: فانطلق حتی أتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ بما کان فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارک اللہ فی لیلتکما فحملت۔

Marfat.com

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیٹا جو ام سلیم رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے تھا فوت ہو گیا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے اقرباء اور ہمسائیوں کو کہا کہ تم کسی نے بھی ابوطلحہ کو اس کے بیٹے کے فوت ہونے کی خبر نہیں دینی۔ میں خود ہی خبر دونگی۔ جب ابوطلحہ رضی اللہ عنہ شام کو آئے تو کھانا پیش کیا۔ پس کھانا کھایا پانی بھی پیا پھر وہ آراستہ ہوئیں (جیسے عورت اپنے خاوند کے لئے ہوا کرتی ہے) پھر ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ہمبستری کی جب ام سلیم رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ اب وہ فارغ ہو گئے ہیں پھر کہا اے ابوطلحہ رضؓ کیا آپ خبر دیتے ہیں کہ اگر کوئی قوم کسی کو ادھار چیز دے پھر وہ قوم اسکا مطالبہ کرے تو جنہوں نے وہ چیز لی ہے وہ واپس کرتے وقت روئیں یا انکار کریں تو کیا یہ جائز ہے۔ کہا نہیں! کہا پھر آپ کا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ آپ صبر کریں۔ ابوطلحہ نے سنا تو کچھ قدر غصے بھی ہوا۔ کہا جب ہم نے ہمبستری کی اسکے بعد تو نے خبر دی اس سے قبل کیوں نہیں بتایا کہ میرا بیٹا فوت ہو گیا ہے۔ جب صبح ہوئی تو ابوطلحہ رضؓ حضور علیہ السلام کے پاس آئے۔ اور رات کو جو ہوا اسکی اطلاع دی آپ نے سنا تو دعا کی کہ اے اللہ ان دونوں کی اس رات میں برکت فرما۔ تو ایسے ہوا کہ حضرت ام سلیمؓ اسی رات ہی حاملہ ہو گئیں۔

فائدہ

ذرا غور کریں کہ یہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا جو ایک مثالی عمل تھا۔ اس کا میاں بیوی کو دنیا میں یہ صلہ ملا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے بھی ایک ایسا مثالی لڑکا دیا جس کے آگے نو لڑکے تھے جو سب کے سب قرآن کے ماہر اور قاری تھے یہ تو ایک دنیا میں صلہ تھا پتہ نہیں آخرت میں کتنا عظیم ہوگا۔ تو یاد رکھنا جسکا عمل مثالی ہو اسکا صلہ بھی مثالی ہوتا ہے۔

Marfat.com

استرجاع کا صلہ

عَنْ اَبِی مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لِمَلَائِکَتِہٖ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِیْ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیَقُوْلُ قَبَضْتُمْ ثَمَرَۃَ فُؤَادِہٖ فَیَقُوْلُوْنَ: نَعَمْ فَیَقُوْلُ فَمَاذَا قَالَ عَبْدِیْ، فَیَقُوْلُوْنَ: حَمِدَكَ وَاسْتَرْجَعَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِبْنُوْا لِعَبْدِیْ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَسَمُّوْہُ بَیْتَ الْحَمْدِ [1]

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ کے کسی بندے کا لڑکا فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے کہتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے لڑکے کی جان قبض کی ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں ہاں۔ پھر اللہ تعالےٰ کہتا ہے کہ تم نے میرے بندے کے دل کا پھل توڑ لیا ہے۔ تو فرشتے کہتے ہیں ہاں پھر اللہ تعالےٰ پوچھتا ہے جب تم نے ایسا کیا تو پھر میرے بندے نے کیا کہا۔ فرشتے کہتے ہیں اس نے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"، پڑھا اور تیری تعریف کی۔ تو اللہ تعالےٰ کہتا ہے اچھا اگر ایسا ہے تو پھر میرے اس بندے کا جنت میں ایسا گھر بنا دو کہ اس کا نام بھی بیت الحمد ہو (یعنی تعریف کا گھر) یاد رکھنا کہ (انا للّٰہ) کے پڑھنے اور اللہ تعالےٰ کی تعریف کرنے کی قیمت جو کسی مصیبت اور صدمے

---

[1] رواہ الترمذی حدیث حسن

Marfat.com

کے وقت ہوا کرتی ہے وہ کسی اور وقت نہیں خواہ وہ اسوقت ایک ہی مرتبہ کیوں نہ ہو گیا دیکھا نہیں کہ جس نے اسوقت ایک ہی مرتبہ پڑھ لیا تو اسکا اسی وقت بیت الحمد تعمیر ہو گیا۔

ایک صحابی کا یقین قلبی

عن انس رضی اللہ عنہ قال انطلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحابہ حتی سبقوا المشرکین الی بدر و جاء المشرکون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "لا یقدمن احد منکم الی شیٔ حتی اکون انا دونہ" فدنا المشرکون فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "قوموا الی جنۃ عرضھا السموٰت والارض" قال عمیر بن الحمام الانصاری رضی اللہ عنہ یارسول اللہ جنۃ عرضھا السموٰت والارض قال نعم قال بخ بخ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ما یحملک علی قولک بخ بخ، قال لا واللہ یا رسول اللہ الا رجاء ان اکون من اھلھا! قال فانک من اھلھا فاخرج تمرات من قربہ فجعل یاکل منھن ثم قال لئن انا حییت حتی اکل تمراتی ھذہ انھا لحیاۃ طویلۃ فرمی بما کان معہ من التمر ثم قاتلھم حتی قتل [1]

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اسقدر تیزی سے چلے کہ مشرکوں سے پہلے ہی مقام بدر پر پہنچ گئے۔ مشرک بھی آگئے تو آپ نے فرمایا کہ تم سے کوئی آدمی بھی آگے نہ ہو یہاں تک کہ میں آگے نہ ہوں جب مشرک بالکل ہی قریب آگئے۔ پھر آپ نے کہا کہ اب تم اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی ہی زمین و آسمان کی مانند ہے۔ جب عمیر بن الحمام الانصاری رضی اللہ عنہ نے سنا تو تیزی سے اٹھا اور کہا کہ اس جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمان و زمین کی مانند ہے تو آپ نے کہا ہاں، کہا واہ واہ آفریں (ایسی جنت) حضور نے سنا تو پوچھا کہ یہ آفریں اور واہ واہ کہتے پر آپ کو کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے۔ کہا اللہ کی قسم یہ سنتے ہی میرے دل میں امید کی یہ لہر اٹھی کہ میں بھی اسکے اہل سے ہوں گا۔ تو آپ نے فرمایا تو اسکے اہل سے ہے (جب سنا تو اور جوش میں آگیا۔ اپنے ترکش سے کھجوریں لیں اور کھانی شروع کیں پھر سوچا کہ اگر میں اتنا عرصہ زندہ رہا جب تک کھجوریں ختم نہ ہوئیں تو یہ تو بے حد لمبی زندگی ہے۔ (اتنا عرصہ کون صبر کرے گا) تو انہیں فوراً پھینک دیا اور دشمنوں پر وار کرتا ہوا شہید ہوگیا۔

توضیح

(۱) حقیقت ہے کہ جب کوئی ذوقِ یقین جیسی نعمت سے مالا مال ہو جائے تو پھر کوئی ایسی الجھن نہیں رہتی جو درمیان میں حائل ہو سکے اور اسکو اسکے محسنِ حقیقی تک پہنچنے نہ دے۔

(۲) یہ بھی جان لیں کہ جب یہ نعمت کسی کو میسر ہو جاتی ہے تو سمت میں بھی اپنے گھوڑوں کو دوڑا دیتا ہے اور جہاں پہنچنے کا ارادہ ہو وہاں پہنچ جاتا ہے۔

(۳) یہ بھی یاد رکھنا کہ مجاہدانہ وار بھی آدمی اُسی وقت کرتا اور لڑ

Marfat.com

جب کوئی چیز اسے نظر آئے اور وہ دل میں ثبت ہو جائے ورنہ اگر یہ نہ ہو تو کون موت کے منہ میں جانا اور اپنا مُثلہ ہونا پسند کرتا ہے۔

ایسا ہی ایک اور واقعہ ہے غور کریں۔

ایک صحابی کا شوقِ شہادت

وعنہ رضی اللہ عنہ قال غاب عمی انس بن النضر رضی اللہ عنہ عن قتال بدرٍ فقال یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غبت عن اول قتال قاتلت المشرکین، لئن اللہ اشھدنی قتال المشرکین لیرین اللہ ما اصنع۔ فلما کان یوم احدٍ انکشف المسلمون۔ فقال۔ اللھم انی اعتذر الیک مما صنع ھؤلاءِ (یعنی اصحابہ) وابرأ الیک مما صنع ھؤلاءِ (یعنی المشرکین) ثم تقدم فاستقبلہٗ سعد بن معاذٍ فقال یا سعد بن معاذٍ الجنۃ ورب النضر انی اجد ریحھا من دون احدٍ قال سعد۔ فما استطعت یا رسول اللہ ما صنع قال انسؓ: فوجدنا بہ بضعًا وثمانین ضربۃ بالسیف أو طعنۃ برمح او رمیۃً بسھم ووجدناہٗ قد قتل ومثل بہ المشرکون فما عرفہ احدٌ الا اختہٗ ببنانہ۔ قال انس: کنا نری او نظن أن ھذہ الآیۃ نزلت فیہ وفی اشباھہ ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا

Marfat.com

اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ؎

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرا چچا انس بن النضر رضی اللہ عنہ کسی عذر کی بنا پر جنگِ بدر میں حاضر نہیں ہوسکا تھا ایک دن کہا کہ اے اللہ کے رسول آپ نے جو پہلی جنگ مشرکوں سے لڑی ہے اسوقت تو میں حاضر نہ تھا پھر اگر موقع ملا تو یقیناً اللہ دیکھ لیگا جس قدر میں اپنے بالمقابل حریفوں سے لڑائی کرونگا۔ جب اُحد کا دن آگیا صحابہ باہر نکلے تو یہ مجاہد بھی اٹھا اور کہا اے اللہ جنگ بدر جو حضور کے صحابہ نے لڑی میں اسکا تیرے ہاں عذر پیش کرتا ہوں کہ میں اس میں حاضر نہیں ہوسکا اور مشرکوں نے جو اسوقت حضور کے ساتھ کیا اس کی بھی براءت چاہتا ہوں۔ تو یہ کہہ کر آگے بڑھا۔ سامنے سے حضرت سعد بن معاذ نظر آیا کہا اے سعد مجھے نضر کے رب کی قسم ہے اُحد کی طرف سے مجھے جنت کی خوشبو مہکتی ہوئی آرہی ہے۔ حضرت سعد کا بیان ہے کہ جب ہم جنگ اُحد سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے بات کی کہا اے اللہ کے رسول آج جس قدر حضرت نضر نے کفار پر چھپنے اور ان پر حملہ کرنے کے جوہر دکھائے تھے میں طاقت نہیں رکھتا کہ اس طرح لڑ سکوں۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے انکے جسمِ اطہر پر تلواروں، نیزوں یا تیروں کے اسّی سے کچھ زیادہ زخم پائے اور انکا یہ بھی بیان ہے کہ کفار نے انکا مثلہ بھی کر دیا تھا جس وجہ سے سوائے اسکی بہن کے اسے کوئی نہیں پہچان سکا۔ وہ بھی اس نے اس اپنے بھائی کی ایک انگلی کے پور سے

؎ سورہ احزاب آیت: ۲۳

Marfat.com

پہچانا تھا اور ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آیت انہی اور دوسرے انکی مانند مجاہدوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

"مومنوں سے کچھ ایسے آدمی بھی ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے جو عہد کیا تھا اسے سچ کر دکھایا۔ بعض ان میں سے جنہوں نے اس باری اور نذر کو پورا کر دیا۔ اور بعض اسکی انتظار کر رہے ہیں کہ (کہیں ہمکو بھی ایسا موقع فراہم ہو) اور وہ اپنے اس عہد میں ذرہ بھر بھی تبدیلی نہیں لائے۔

فائدہ

یقین جانیں کہ جب آدمی یقین اور عشق کی نعمت سے مالا مال ہو جاتا ہے تو پھر وہ اس چیز کی ٹوہ اور تلاش میں رہتا ہے کہ کہیں مجھے ایسا موقع فراہم ہو کہ میں اس اپنے خالق حقیقی کی خاطر کٹ مروں اور اس پر سب کچھ فنا کر دوں۔ یہی وجہ تھی کہ جب حضرت نضر رضی اللہ عنہ کو یہ نعمت میسر ہوئی تو وہ منتظر رہتا تھا کہ کب وہ وقت آئے کہ میں اس کی راہ میں کٹ مروں اور اپنی خواہش اور تمنا کو پورا کر دوں۔ یہ بھی جان لیں کہ جب کوئی آدمی اپنے اللہ کی خاطر لڑتا اور مرتا ہے تو اسوقت جو اسکا مقام بنتا ہے یقین جانیں کہ وہ جنت میں پہنچ کر بھی اسکی مزید خواہش اور آرزو کرے گا۔ حالانکہ معلوم ہے کہ جنت میں وہ سرور اور انعاماتِ عالیہ ہیں جو کسی کے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آسکتے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

جنت میں ایک تمنا کا بھڑک اٹھنا

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا

Marfat.com

وَلَهٗ مَا عَلَى الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّھِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّھَادَۃِ [۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو جنت میں داخل ہونے کے بعد پھر دنیا کی طرف لوٹنے کی تمنا کرے۔ اور یہ خواہش کرے۔ کہ فلاں دنیا کی چیز میرے لیئے ہو اور وہ صرف شہادت ہے جس کی بزرگی دیکھ کر آرزو کرے گا۔ کہ میں دنیا کی طرف لوٹوں اور اللہ تعالےٰ کے راستہ میں دس مرتبہ قتل کیا جاؤں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ صرف اسی وجہ سے کہ جب اس نے شہادت کی فضیلت کو دیکھ پایا۔

وہ لوگ جو بغیر لڑائی کے بھی شہید ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَعُدُّوْنَ الشُّھَدَآءَ فِیْکُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ قَالَ اِنَّ شُھَدَاءَ اُمَّتِیْ اِذًا قَلِیْلٌ قَالُوْا فَمَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ مَنْ قُتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ، وَمَنْ مَّاتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِی الطَّاعُوْنِ فَھُوَ شَھِیْدٌ وَمَنْ مَّاتَ فِی الْبَطْنِ فَھُوَ

---

[۱] صحیح مسلم و بخاری

Marfat.com

شَہِیْدٌ ، وَالْغَرِیْقُ شَہِیْدٌ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے میں سے کن لوگوں کو شہید سمجھتے ہو، فرمایا اے اللہ کے رسول شہید وہ ہے جو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں قتل کیا جائے تو آپ نے فرمایا۔ پھر تو میری امت میں بہت کم لوگ شہید ہونگے۔ یاد رکھنا جو کافروں سے لڑ کر مرا وہ بھی شہید۔ جو راستہ میں فوت ہوا وہ بھی شہید ہے۔ جو پیچیس کیوجہ سے فوت ہوا وہ بھی شہید ہے اور جو ڈوب کر مرا وہ بھی شہید ہے۔

ابوداود اور ترمذی میں ہے۔

مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِیْنِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَھْلِہٖ فَھُوَ شَہِیْدٌ[2]

جو اپنا مال بچانے کیوجہ سے قتل ہو گیا وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے آپ کو بچانے کیوجہ سے قتل کیا گیا۔ وہ بھی شہید ہے جو اپنے دین کیوجہ سے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے اہل کو بچانے کیوجہ سے قتل کیا گیا وہ بھی شہید ہے۔ صحیح بخاری اور مسلم کے یہی الفاظ ہیں (وصاحب الھدم) اور جو گر کر فوت ہو گیا وہ بھی شہید ہے۔

---

[1] صحیح مسلم

[2] قال الترمذی حدیثٌ حسنٌ صحیحٌ

Marfat.com

یہ اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا فضل اور کرم ہے کہ ان لوگوں کو بھی درجہ شہادت دے چھوڑا جنہوں نے ایک حملہ بھی کافروں پر نہیں کیا بلکہ یہاں تک ہے کہ اگر کوئی آدمی صرف شہادت کی دعا کرے بشرطیکہ وہ اپنی اس دعا اور آرزو میں مخلص ہو تو وہ بھی درجہ شہادت کو پا جاتا ہے۔ خواہ وہ اپنے بستر پر ہی فوت کیوں نہ ہو۔ تو یہ اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اس کے فضل کے چھینٹے ہیں جس قدر آدمی کی تمنا اور آرزو ہو اسی قدر وہ اس پر پڑتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اسکی رحمت ہماری پیاس پر منحصر ہے اگر کسی کو زیادہ ہے تو یقیناً اسے زیادہ ہی ملے گا۔ اگر کم ہے تو اسے کم ہی ملے گا۔

وہ آتش آج بھی تیرا نشیمن پھونک سکتی ہے
طلب صادق نہ ہو تیری تو پھر شکوہ نساقی

غور طلب پہلو

پیچھے جو روایات گزریں اور آپ نے پڑھیں ہیں ان سے کوئی آدمی یہ دھوکہ مت کھائے کہ بس اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اسکا فضل اتنا وسیع اور کھلا ہے کہ کائنات کی کوئی ایسی چیز نہیں جس کا اس نے احاطہ نہ کیا ہوا ہو۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ اسکی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور وہ ہر وقت اچھلتی اور ابھرتی رہتی ہے کوئی ایسا وقت نہیں کہ اس کے جوش و خروش میں کمی واقعہ ہو جائے اور اسکی آب و تاب ماند پڑ جائے۔ بلکہ حقیقت ہے کہ اسکی رحمت کا ایک ہی چھینٹا پوری کائنات کو سیراب کر سکتا ہے کوئی ایسی علوی سفلی دنیا نہیں جہاں اسکی رحمت کا دریا نہ بہہ رہا ہو۔ اس کے رحم و کرم کا تو یہ حال ہے کہ وہ سمندروں کو بھی مات کر جاتا ہے۔ اور اگر کہیں اسکی رحمت

Marfat.com

اور سخاوت کا ایک قطرہ زمین پر
آپڑے۔ تو پوری دنیا کی قسمتوں کو بدل سکتا ہے یہ سب کچھ صحیح اور درست
ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی شک کی گنجائش نہیں۔ لیکن اس پر بھی غور کرنا
کہ ہر وہ آدمی جو اللہ تعالےٰ کی نافرمانی اور شرک و بدعت کی سیاہ کاریوں
میں ہر وقت ڈوبا رہے اور کبھی اسکو ان کا احساس تک نہ آئے کہ آخر مجھے
ایک دن مرنا ہے۔ اس کے سامنے پیش ہونا ہے۔ حساب و کتاب ہونا
ہے۔ بلکہ دن بدن اپنی خود بینی اور انانیت میں بڑھتا چلا جائے۔ اور
اس سے رکنے اور توبہ کرنے کا کبھی نام تک نہ آئے تو اللہ تعالےٰ کی رحمت
اور اسکا فضل اسقدر گھٹیا اور ارزاں بھی نہیں کہ خواہ مخواہ اس پر اچھل پڑے
اور اس کے کفر و شرک اور فسق و فجور کے جراثیم کو ختم کردے بلکہ اللہ تعالےٰ
کا فضل اور اسکی رحمت کی چھینٹیں اسی شخص پر پڑتی ہیں۔ جو انکی شدت محسوس
کرتا ہوا اسکی طرف لپکتا ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ جب پیاسا آدمی
پانی کو دیکھتا ہے تو دیکھتے ہی بیتاب اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اور بعض
دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر پیاس کی شدت زیادہ تیز ہو جائے تو اسے
دیکھتے ہی وجد میں آجاتا ہے تو اسی طرح کا آدمی جو اس راستہ کا صحیح طالب
اور ذوق رکھتا ہو۔ تو یقیناً وہ اسکو حاصل کر لیتا ہے کیا آپ دیکھتے نہیں
ہیں کہ جو اللہ تعالےٰ کی طرف ایک قدم بڑھتا ہے اللہ تعالےٰ اس کی طرف
دس قدم بڑھتا ہے جو چل کر آتا ہے اللہ تعالےٰ اسکی طرف دوڑ کر آتا
ہے۔ جس قدر اسکی تمنا تیز ہوگی۔ رحمت اس سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔
حتیٰ کہ اس تک پہنچ کر دل میں ایمان کا ایک ایسا پودہ قائم کر دے گی کہ
جوں جوں اسے پانی ملا بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ آخر اسکی وسعت اور کشادگی
کا یہ عالم ہوگا کہ اس کی شاخیں مشرق و مغرب اور جنوب و شمال تک پھیل

Marfat.com

جائیں گی۔ اور چوٹی آسمان کو جا لگے گی، تو معلوم ہوا کہ جس قدر اس کے دل کی جنت وسیع ہوگی، اسی قدر یہ اس کی آخرت میں ہوگی تو ذرا غور کرنا کہ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہیں کہ آٹھوں جنتیں انکے دلوں میں مہک رہی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ایک عاشق نے کہا۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی مرشد من میرے وچ لائی ہو،
اندر بوٹی مشک مچایا جان پھلن پر آئی ہو؟

یہ ہی جنت دنیا کی ہے تو جسکو یہ نصیب نہیں اس کو آخرت میں کیسے نصیب ہوگی یہ نہیں ہوگا کہ دل کی جنت تو اس کی ویران پڑی ہوئی ہو اور اس میں ایک شجر تک نہ ہو اور آخرت میں اسے مشرق و مغرب اور جنوب و شمال تک پھیلی ہوئی جنت مل جائے تو اب آخری خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اسکی رحمت انہیں لوگوں کے قریب تر ہے جو اس کے صحیح طالب ہیں اور وہ اسکی اپنے دل میں تڑپ رکھتے ہیں۔ جیسکہ ارشادِ باری ہے۔

نزولِ رحمت کے مقامات

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ
یقین جانو کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت نیک لوگوں کے قریب تر ہے۔[1]

وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُهَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ هُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ[2]

میری رحمت تو ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے لیکن میں اسے ان لوگوں

---

[1] سورہ الاعراف آیت ۵۶ [2] سورہ الاعراف آیت ۱۵۶

Marfat.com

کے لئے ہی لکھوں گا جو پرہیز گار ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں کے ساتھ ایمان لاتے ہیں، تو معلوم ہوا کہ رحمت اسی وقت برستی ہے جب کہ دل میں ایمان ہو اور پھر اسکی تصدیق عمل کے ساتھ ہو۔

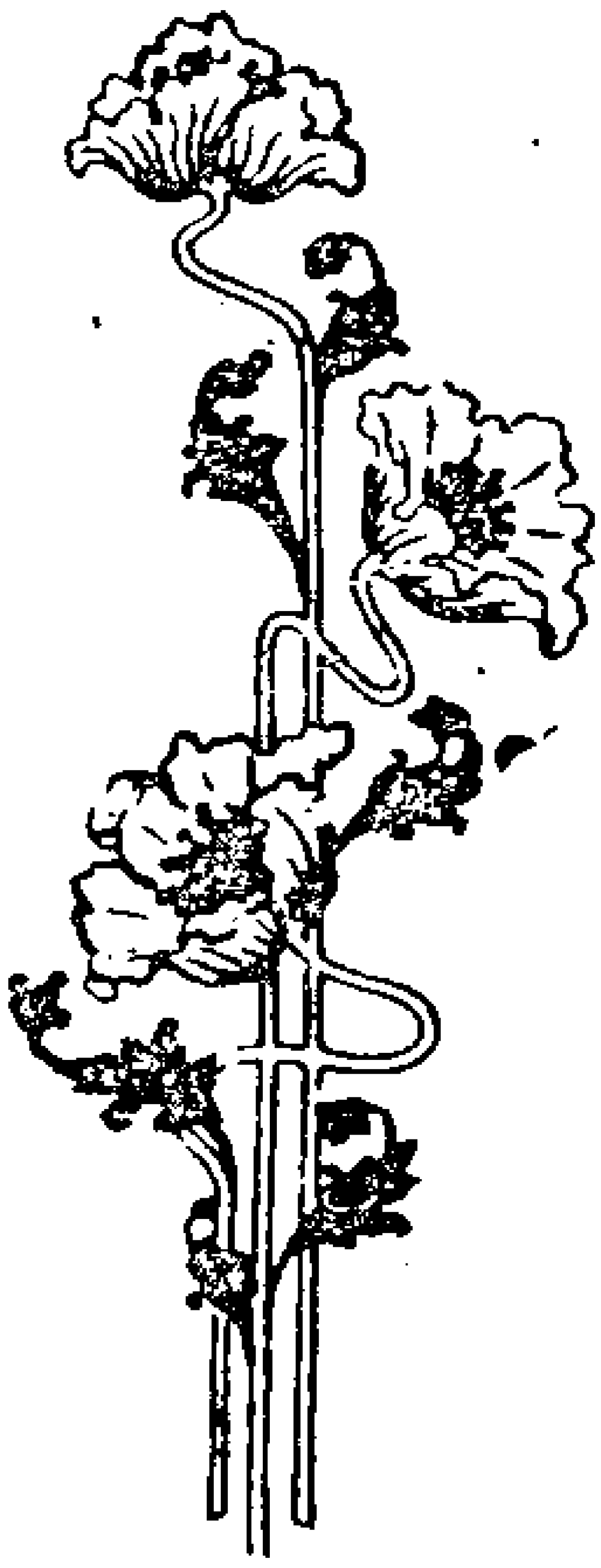

Marfat.com

تیسرا باب

نمازِ تسبیح

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال للعباس بن عبد المطلب یاعماہ الا اعطیک الا امنحک الا احبوک الا افعل بک عشر خصال اذا انت فعلت ذلک غفر اللہ لک ذنبک اولہ و اخرہ قدیمہ وحدیثہ خطأہ وعمدہ صغیرہ وکبیرہ سرہ وعلانیتہ ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب وسورۃ۔ فاذا فرغت من القراءۃ فی اول رکعۃ وانت قائم قلت سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر خمس عشرۃ مرۃ ثم ترکع فتقول لھا وانت راکع عشرًا۔ ثم ترفع رأسک من الرکوع فتقولھا عشرا۔ ثم تھوی ساجدًا فتقولھا وانت ساجد عشرًا ثم ترفع راسک من السجود فتقولھا عشرًا ثم تسجد فتقولھا عشرًا ثم ترفع راسک من السجود فتقولھا عشرًا فذلک خمس وسبعون فی کل رکعۃ تفعل ذلک فی اربع رکعات، ان استطعت ان تصلیھا فی کل یوم مرۃ فافعل فان لم تستطع ففی کل جمعۃ مرۃ فان لم تفعل ففی کل شھر مرۃ فان لم تفعل ففی عمرک مرۃ [1]

---

[1] ابوداؤد) واشار الیہ الترمذی وابن خزیمہ) ولہ شواہد آخر

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس بن عبد المطلب کو کہا کہ اے چچا کیا میں تمہیں ایک ایسا مثالی عطیہ پیش نہ کروں اگر تو نے اسکو کر لیا تو تیرے اگلے پچھلے۔ نئے پرانے۔ چھوٹے بڑے ظاہر خفیہ عمداً ہوا تمام گناہوں کو صاف کر دے گا۔ عطیہ یہ ہے کہ تو ایسی چار رکعتیں پڑھ کہ جس کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورۃ ہو جب قراءت سے فارغ ہو تو رکوع سے پہلے ہی کھڑے کھڑے ان کلمات

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

کو پندرہ مرتبہ پڑھ لے پھر جب رکوع جائے تو دس مرتبہ پھر جب رکوع سے اٹھے تو دس مرتبہ پھر جب سجدہ کرے تو دس مرتبہ پھر جب سجدہ سے اٹھے تو دس مرتبہ پھر جب سجدہ کرے تو دس مرتبہ پھر جب سجدہ سے اٹھے تو دس مرتبہ تو اب ایک رکعت میں یہ کل کلمات پچھتر ۷۵ مرتبہ ہوئے تو اگر ہر روز اس نماز کی طاقت نہیں رکھتا تو ہر جمعہ کے دن، ہر جمعہ نہ تو ہر مہینے، ہر مہینے نہ تو کم از کم اپنی عمر میں ایک مرتبہ ہی پڑھ لے۔

توضیح

حافظ منذری ترغیب میں ابن عباس کی حدیث پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ حدیث متعدد طرق سے ثابت ہے صحابہ کی ایک جماعت نے بھی اس کو روایت کیا ہے اسی طرح حفاظ کی ایک جماعت بھی اسکو لائی ہے جن میں سے حافظ ابوبکر الآجری اور ہمارے شیخ ابو محمد عبد الرحیم المصری اور حافظ ابو الحسن المقدسی بھی ہیں ابوبکر بن ابی داؤد کا بیان ہے کہ میں نے اس حدیث کو اپنے باپ سے سنا اور میں نے اس سے بڑھ کر صلاۃ تسبیح کی روایات میں سے کسی اور روایت کو

Marfat.com

زیادہ صحیح نہیں پایا اسی طرح مسلم بن حجاج رحمۃ اللہ جو کہ صحیح مسلم کے مؤلف ہیں انکا بیان ہے کہ صلاۃ تسبیح کی جتنی روایات ہیں ان میں سے وہ روایت جو حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ہے اسکی سند جس قدر عمدہ اور صحیح ہے ایسی اس باب میں کسی اور روایت کی سند نہیں ہے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ کا میلان بھی اسی طرف ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جو عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے مروی ہے حسن کے درجہ سے نہیں گرتی تحفۃ الاحوذی کے مؤلف شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری بھی اس حدیث پر بحث کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں۔

والظاھر عندی انہ لا ینحط عن درجۃ الحسن

میرے نزدیک تو یہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث حسن کے درجہ سے کم نہیں ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

اس مقام پر اگر کوئی آدمی یہ اعتراض کرے کہ یہ حدیث فضائل کے باب سے نہیں ہے۔ جو اس پر عمل کیا جا سکے بلکہ یہ ایک جدا اور مستقل نماز ہے جو کسی بھی فرضی اور نفلی نماز سے میل نہیں کھاتی تو پھر اس کے ثبوت کے لئے ایک مستقل نص ہونی چاہیئے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جب کوئی چیز کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو پھر یہ کہنا کہ یہ اپنی دوسری ہم جنس اشیاء سے میل نہیں کھاتی یہ کہنا درست اور صحیح نہیں ہے۔

احسن طریقہ اب اس سلسلہ میں بہتر اور احسن طریقہ یہ ہی ہے کہ اگر کوئی آدمی نماز تسبیح نہیں پڑھتا تو یہ اسکا اپنا ذہن ہے لیکن جو اسے پڑھتا اور مسنون سمجھتا ہے اسے منع بھی نہ کیا جائے۔ اب اس

Marfat.com

کے پڑھنے کا جو وقت مسنون اور مستحب ہے۔ وہ زوال کے بعد کا ہے جیسا کہ سنن ابی داود میں ہے کہ ابن عباس فرماتے ہیں:

نمازِ تسبیح کا مسنون وقت

قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ائْتِنِیْ غَدًا أَحْبُوْکَ وَأُثِیْبُکَ وَأُعْطِیْکَ حَتّٰی ظَنَنْتُ أَنَّہٗ یُعْطِیْنِیْ قَالَ إِذَا زَالَ النَّہَارُ فَقُمْ فَصَلِّ أَرْبَعَ رَکَعَاتٍ[1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا کہ میرے پاس کل آنا تو میں تم کو ایک بہت بڑا قیمتی عطیہ دونگا۔ میں نے یقین کر لیا کہ آپ مجھے ضرور دیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب سورج ڈھل جائے تو آپ چار رکعتیں پڑھیں جس کی تفصیل ماقبل گزر چکی ہے۔

[1] امام منذری نے کہا ہے کہ زوال کے بعد نمازِ تسبیح پڑھنے کی یہ جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ ہیں

Marfat.com

چوتھا باب

بلند آواز سے آمین کہنے کی فضیلت

قَالَ ابْنُ وَهْبٍ فِي مُصَنَّفِهِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّ الْمَلٰئِكَةَ تُؤَمِّنُ فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِيْنُهُ تَاْمِيْنَ الْمَلٰئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ۔ هٰكَذَا روينا في المجلس الثاني من امالي عبد الله الجرجاني۔ وهذا الحديث اخرجه مسلمٌ وابن ماجة وليس فيه (وما تاخر)

ابن وہب نے اپنی کتاب میں حضرت ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے جس میں ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو کیونکہ اس وقت فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جس شخص کی آمین فرشتوں کی آمین کے ساتھ مل گئی تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

یہ حدیث عبد اللہ الجرجانی کی دوسری مجلس املاء میں ہم نے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور اس حدیث کو مسلم اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے لیکن انکی روایت میں "وما تاخر" کے الفاظ نہیں ہیں

Marfat.com

اس حدیث کی توضیح کرنے سے پہلے مزید یہ مسئلہ بھی ذہن نشین ہونا چاہیئے کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز روزہ ذکر و اذکار اور دیگر اعمال جو مستحبات کا مقام رکھتے ہیں یہ سب اسی وقت گناہوں کو مٹاتے ہیں جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے اور جو کبیرہ گناہ ہیں وہ توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے "اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَنُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا"[1] اگر تم کبیرہ گناہوں سے بچو جن سے تم منع کئے جاتے ہو تو پھر ہم تمہاری خطاؤں کو مٹا دیں گے اور تمہیں نہایت ہی عزت و تکریم سے داخل کریں گے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ[2]

اے نبی آپ دن کے دو کناروں اور رات کے کچھ حصوں کی نماز قائم کریں کیونکہ یہ نیکیاں ایسی ہیں جو برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں تو یہ ایک نصیحت ہے ذاکروں کے لئے صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اَتَى الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجُمُعَةِ وَزِيَادَةُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ وَمَنْ مَسَّ الْحَصٰى فَقَدْ لَغَا[3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے عمدہ طریقے سے وضو کیا پھر جمعہ پڑھنے آیا خطبہ سنا اور خاموش ہو کر بیٹھا رہا تو اس کے پچھلے جمعہ سے لے کر اس جمعہ تک کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں بلکہ اضافی طور پر تین دنوں

---

[1] سورہ نساء آیت ۳۱ [2] سورہ ہود آیت نمبر ۱۱۴ [3] مسلم شریف

Marfat.com

ہفتہ، اتوار اور سوموار کے بھی گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور جس نے دوران خطبہ کسی کنکری کو چھوا تو اس نے بہت بڑی حرکت کی دوسری روایت جو صحیح مسلم میں انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلصَّلَوٰاتُ الْخَمْسُ وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ وَرَمَضَانُ اِلَى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ

کہ پانچ نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک یہ اعمال بھی سب ایسے ہیں کہ اپنے اپنے درمیانی اوقات کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں بشرطیکہ جب کبیرہ گناہوں سے بچا جائے

فائدہ

ہو سکتا ہے کہ آدمی کی نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور دیگر اعمال جو استحباب کا درجہ رکھتے ہیں وہ بھی بعض کبیرہ گناہوں کو مٹا دیتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ اللہ تعالےٰ کی رضا جوئی کے لئے اور سنت کے مطابق ہوں۔ اور ان میں ریا اور عجب کی بو تک نہ ہو۔

ایک عجیب استنباط

تاج سبکی رحمۃ اللہ نے ایک عجیب استنباط کیا ہے کہ گناہوں کو مٹانے والی آمین نہیں بلکہ وہ بندوں اور فرشتوں کی موافقت ہے کہ جب ان دونوں کی آواز میں موافقت ہوتی ہے۔ تو اسی موافقت کی برکت اور فضیلت کی وجہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔

نظم و نسق کی برکت

تو اب اس سے معلوم ہوا کہ نظم و نسق اور تنظیم سے جو نیک کام ہوتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کو بے حد محبوب ہیں اور پھر اس کا جماعت پر بھلا اثر ہوتا ہے۔ امیر کی اطاعت بھی اسی وجہ سے ضروری قرار دی ہے تاکہ جماعت نہ ٹوٹے اور لوگ

Marfat.com

بکھر کر کہیں اپنے دشمنوں سے ہلاک نہ ہوں کیونکہ یہ مسلمہ ہے کہ جب تک جماعت نہ ہوگی اور وہ ایسے لوگوں کی نہ ہوگی جو آپس میں نیک مخلص اور ہمدرد ہوں تو پھر بھی کامیابی نہیں کیونکہ کامران اور کامیاب ہوتے اور دشمن کا سر کچلنے کے لئے آپس میں متحد، مخلص اور ایک دوسرے کا ہمدرد ہونا بھی ضروری ہے۔

فائدہ یہ ٹھیک ہے کہ جماعت پر اللہ تعالےٰ کا ہاتھ ہوتا ہے اور متحد ہو کر ہی لوگ زمین پر ابھرتے اور اپنے موقف میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور وہ جو اپنے امیر کی اطاعت اور موافقت کرتے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں کامیاب کرتا ہے۔ لیکن یہاں یہ کہنا کہ آمین کہنے کی بجائے صرف موافقت کی وجہ سے انکے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔

دوسرا استنباط مزید اس باب کی حدیث پر غور کریں تو اس سے سورہ فاتحہ کا وجوب بھی ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ آمین سورہ فاتحہ کے بعد ہی پڑھی جاتی ہے تو جس نے سورہ فاتحہ ہی نہیں پڑھی وہ آمین کہنے کا کس طرح مجاز ہو سکتا ہے۔

بلند آواز سے آمین کہنے کے دلائل

جب آدمی (اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا) پر ذرا سا غور کرے تو ظاہر ہے کہ آمین بلند آواز سے کہی جائے کیونکہ حکم ہے کہ جب امام آمین کہے تو اسوقت تم بھی کہو تو اگر امام دل میں ہی کہے تو مقتدیوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ اب امام آمین کہہ رہا ہے ہمیں بھی ساتھ کہنی چاہئیے کیونکہ ایک کی آواز دوسرے کی آواز سے اسی وقت مل سکتی ہے جبکہ دونوں کی آواز ظاہر ہو۔ تو اگر دو آدمی دل میں ہی کوئی بات کہہ لیں اور زبان سے کوئی لفظ ظاہر نہ کریں تو کون کہے گا۔ کہ ان دونوں کی آواز ملی ہوئی ہے جب کہ کوئی لفظ ان دونوں

Marfat.com

کا اس نے سنا ہی نہیں۔ حضرت عطاء کا بیان ہے۔

آمِينُ دُعَاءٌ اَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَّرَاءَهُ حَتّٰى اِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلُجَّةً [1]

کہ آمین دعا ہے اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور انکے جو پیچھے تھے انہوں نے اتنی اونچی آمین کہی کہ مسجد گونج اٹھی انکے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل ہیں جن سے آدمی مطمئن ہوجاتا ہے جیساکہ فتح الباری میں ہے

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَءَ وَلَا الضَّالِّيْنَ جَهَرَ بِآمِيْنَ۔ اَخْرَجَهُ السِّرَاجُ۔

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا الضالین پڑھتے تو آمین کو ظاہر کرتے ہیں۔ ابن حبان میں ہے کہ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ اُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ وَقَالَ آمِيْنَ [2]

جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سورہ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو آمین اونچی آواز سے کہتے۔

امام بیہقی نے حضرت عطاء سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ

اَدْرَكْتُ مِائَتَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ هٰذَا الْمَسْجِدِ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ سَمِعْتُ لَهُمْ رَجَّةً بِآمِيْنَ [3]

میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسو صحابہ کو اس مسجد میں پایا کہ جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہتا تو میں نے ان تمام کی گونجتی ہوئی آمین سنی۔ پھر یہ بات بھی صحیح نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اونچی آمین کہتی

---

[1] صحیح بخاری کتاب الاذان باب جھر الامام بالتامین

[2] فتح الباری کتاب الاذان [3] فتح الباری کتاب الاذان۔

Marfat.com

شروع شروع اسلام میں تھی۔ بعد میں منسوخ ہو گئی۔ کیونکہ وہ راوی جو آپ کی اونچی آمین کہنی بیان کرتا ہے وہ تو وائل بن حجر ہے اور یہ آٹھ ہجری میں مسلمان ہوا تو اب منسوخ کیسے ہوئی کیونکہ یہ تو آخری زمانہ ہے ہاں اگر کوئی یوں کہے کہ شروع شروع اسلام میں آہستہ آمین کہنا مشروع تھی لیکن آٹھ ہجری میں حضرت وائل بن حجر کی بیان کردہ روایت سے آہستہ کہنا منسوخ ہو گئی تو مناسب تھا۔

فرشتوں کی موافقت

دوسرا اس باب کی روایات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتوں کی موافقت اہل زمین والوں کے ساتھ اخلاص اور خشوع میں نہیں بلکہ قول اور زمان میں ہے اور یہ بھی کہ ان سے مراد صرف وہی فرشتے نہیں جو زمین پر اترتے اور پھر اوپر چڑھتے ہیں اور یا وہ جو آدمی کے محافظ اور نمازوں پر بدلتے رہتے ہیں بلکہ ان سے مراد وہ فرشتے بھی ہیں جو آسمان پر ہیں اور وہاں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور عبادت ہر لمحہ صفوں کی صورت میں کر رہے ہیں جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے۔

اِذَا قَالَ اَحَدُکُمْ اٰمِیْنَ قَالَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ فِی السَّمَآءِ اٰمِیْنَ [۲]

جب تمہارا کوئی ایک آمین کہتا ہے تو آسمان میں فرشتے آمین کہتے ہیں۔

رَوٰی عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عِکْرِمَۃَ قَالَ صُفُوْفُ اَھْلِ الْاَرْضِ عَلٰی صُفُوْفِ اَھْلِ السَّمَآءِ فَاِذَا وَافَقَ اٰمِیْنُ فِی الْاَرْضِ اٰمِیْنَ فِی السَّمَآءِ غُفِرَ لِلْعَبْدِ [۳]

---

[۱] فتح الباری کتاب الاذان میں یہ روایت صحیح ہے۔ [۲] کتاب الاذان باب فضل التامین [۳] فتح الباری ج ۲ ص ۲۲۰

Marfat.com

عبدالرزاق نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ اہل زمین والوں کی صفیں اہل آسمان والوں کی صفوں پر ہوتی ہیں تو جب زمین کی آمین آسمان کی آمین سے ملتی ہے تو پھر اسکی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

آمین کہنے کا وقت

اس باب کی روایات پر غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام اور مقتدی کی آمین میں مقارنت ہونی چاہئیے تاکہ ایک ہی وقت میں دونوں اللہ تعالےٰ کی رحمت اور بخشش سے اپنے گناہوں کا ازالہ کر سکیں حافظ ابن حجر رحنے اسی کو ترجیح دی ہے احمد، نسائی اور سراج میں جو روایت ہے وہ بھی اسی موقف کو مضبوط کرتی ہے جسکے الفاظ یہ ہیں۔

اِذَا قَالَ الْاِمَامُ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّالِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَقُوْلُ اٰمِیْنَ وَالْاِمَامُ یَقُوْلُ اٰمِیْنَ فَمَنْ وَافَقَ تَاْمِیْنُهٗ تَاْمِیْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

جب امام غیر المغضوب علیہم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو کیونکہ امام اور فرشتے بھی آمین کہتے ہیں تو جسکی آمین فرشتوں کی آمین سے مل گئی اسکے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں" جمہور کا بھی یہ ہی موقف ہے۔ (فانہ یستحب فیہ المقارنہ) کہ امام اور مقتدی کی آمین میں مقارنت کا ہونا مستحب ہے مزید اگر کوئی اس مسئلہ کی تہہ تک پہنچنا چاہے تو وہ مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب القراءۃ فی الصلوٰۃ کا مطالعہ کرے۔

Marfat.com

پانچواں باب

نمازِ ضحیٰ کی فضیلت

قَالَ آدَمُ بْنُ اِیَاسٍ فِی کِتَابِ الثَّوَابِ عَنْ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الضُّحٰی رَکْعَتَیْنِ اِیْمَانًا وَاحْتِسَابًا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ مِائَتَیْ حَسَنَۃٍ وَمَحٰی عَنْہُ مِائَتَیْ سَیِّئَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ مِائَتَیْ دَرَجَۃٍ وَّغُفِرَ لَہٗ ذُنُوْبُہٗ کُلُّھَا مَا تَقَدَّمَ مِنْھَا وَمَا تَاَخَّرَ اِلَّا الْقِصَاصَ لٰکِنَّ اِسْنَادَہٗ ضَعِیْفٌ جِدًّا

آدم بن ایاس کتاب الثواب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس پر ایمان رکھتے ہوئے صرف ثواب کی نیت سے دو رکعتیں ضحٰی کی پڑھیں تو اللہ تعالےٰ اسکی دو سو نیکیاں لکھ دیتا ہے دو سو برائیاں مٹا دیتا ہے اور دو سو درجات بلند کرتا ہے ۔ ماسوائے قصاص کے اس کے سب اگلے پچھلے تمام گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں لیکن آدم بن ایاس کا بیان ہے کہ اس کی سند بیحد ضعیف ہے ۔

فائدہ یہ ضروری نہیں کہ اسی باب کی روایت سے ہی نمازِ ضحٰی کی فضیلت کو واضح کیا جائے جو کہ اکثر علماء کے نزدیک ضعیف ہے بلکہ اس کے علاوہ اور بھی صحیح روایات ہیں جو اس نماز کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ،

Marfat.com

کا بیان ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّی الضُّحٰی اِثْنَتَیْ عَشْرَۃَ رَکْعَۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرًا مِنْ ذَھَبٍ فِی الْجَنَّۃِ [1]

انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے ضحیٰ کی بارہ رکعتیں پڑھیں تو اللہ تعالےٰ اس کے لئے جنت میں ایک محل تیار کر دیتا ہے

ضحیٰ کی چار رکعتیں

وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا وَیَزِیْدُ مَا شَاءَ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحیٰ کی چار رکعتیں پڑھتے اور اگر چاہتے تو زیادہ بھی پڑھ لیتے۔

ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں

حضرت ام ھانی رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ۔

ذَھَبْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّہٗ یَغْتَسِلُ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِہٖ صَلّٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ وَذٰلِکَ ضُحًی [3]

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف فتح مکہ کے دن گئی تو کیا دیکھا کہ آپ غسل فرما رہے ہیں جب فارغ ہوئے تو آٹھ رکعتیں پڑھیں اور یہ ضحیٰ کی آٹھ رکعتیں تھیں۔

---

[1] ترمذی، ابن ماجہ، بحوالہ مشکوٰۃ [2] صحیح مسلم [3] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

ضحیٰ کی دو رکعتیں

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِیْ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِصِیَامِ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ وَرَکْعَتَیِ الضُّحٰی وَاَنْ اُوْتِرَ قَبْلَ اَنْ اَرْقُدَ[۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میرے خلیل نے مجھے ہر مہینے کے تین روزے رکھنے[۲] اور ضحی کی دو رکعتیں پڑھنے اور سونے سے پہلے ہی وتر پڑھنے کی وصیت فرمائی۔

اب ان روایات سے معلوم ہوا کہ ضحی کی کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں

نمازِ ضحی کا وقت

نمازِ اشراق کا وقت اسوقت ہوتا ہے جبکہ سورج اپنے مطلع سے بقدر ایک نیزہ کے اوپر آجائے اور اسکا آخری وقت دو نیزہ تک ہے جتنا کہ سورج مغرب کی جانب عصر کے وقت ہوتا ہے پھر اس کے بعد ضحی کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔ جیسکہ حدیث میں ہے۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنْ مَطْلَعِهَا مَا قِیْدَ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَیْنِ کَقَدْرِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مِنْ مَغْرِبِهَا صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ اَمْهَلَ حَتّٰی اِذَا ارْتَفَعَ الضُّحٰی صَلّٰی اَرْبَعًا[۳]

---

[۱] صحیح بخاری و مسلم

[۲] اس سے مراد ہر ماہ کی تیرویں چودھویں اور پندرویں کا روزہ رکھنا ہے۔

[۳] مرعاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب سورج اپنے مطلع سے بقدر ایک یا دو نیزے اوپر آجاتا ہے مانند عصر کے جب کہ سورج مشرقی سمت ہو تو آپ دو رکعتیں پڑھتے پھر کچھ وقت ٹھہرتے جب سورج اور اونچا ہوتا تو ضحیٰ کی چار رکعتیں پڑھتے۔

فائدہ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ اشراق نمازِ ضحیٰ اور ان دونوں کے اوقات جدا جدا ہیں ایک نہیں ہے جیسا کہ بعض نے سمجھ رکھا ہے،، واللہ اعلم،،

Marfat.com

چھٹا باب

نمازِ جمعہ کے بعد ذکر کرنے کی فضیلت

عن عبد الرحمٰن السلمی عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرء اذا سلم الامام من صلاۃ الجمعۃ قبل ان یثنی رجلہ فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللہ احدٌ وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس سبعًا سبعًا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر واعطی من الاجر بعدد من آمن باللہ والیوم الآخر ھکذا رواہ ابو الاسعد القشیری وفیہ ضعفٌ وفی مصنف ابن ابی شیبۃ عن اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما ومن قرء بعد

Marfat.com

صلاة الجمعة فاتحة الكتاب وقل هو الله احد وقل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس حفظ ما بينه وبين الجمعة الاخریٰ) وذکر ابو عبید مثلہ من غیر ذکر الفاتحۃ وقال حفظ وکفی من مجلسہ ذالك الى مثلہ۔

حضرت عبدالرحمن السلمی کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نمازِ جمعہ کے متصل جب امام سلام پھیرتا ہے اپنا پاؤں بچھانے سے پہلے ہی سورہ فاتحہ، قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس سات سات مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ اجر اس تعداد سے دیا جاتا ہے کہ جیسے کوئی شخص اللہ تعالےٰ اور یوم آخرت پر ایمان لایا ہو۔

اسی طرح اسکو ابو الاسعد القیشری نے بھی بیان کیا ہے لیکن اس میں ضعف ہے مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جس نے جمعہ کی نماز کے بعد سورۃ فاتحہ، قل ہو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق، قل اعوذ برب الناس کو پڑھا تو سمجھو وہ اس اور آنے والے جمعہ کے درمیانی دنوں میں ہر گناہ اور برائی سے محفوظ کر لیا گیا۔ ابو عبید نے بھی سورہ فاتحہ کے علاوہ اسی طرح ذکر کیا ہے اور حُفِظَ کے ساتھ کُفی بھی ذکر کیا ہے

Marfat.com

توضیح

اس حدیث کی سند پر بحث کی جائے تو واضح ہے کہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی حسن بلخی جو یزید بن ہارون سے بیان کرتا ہے ضعیف ہے حضرت حاکم کا بیان ہے کہ وہ اکثر منکر روایات بیان کرتا ہے اور ایسے لوگوں سے بیان کرتا ہے کہ جن کے متعلق احتمال ہی نہیں ہو سکتا کہ اس نے ان سے سماع کیا ہو خطیب کا بیان ہے کہ اکثر انکے نسخے یزید بن ہارون سے موضوع ہیں۔ لیکن اس روایت کے علاوہ اور بہت سی روایات صحیحہ ہیں جن میں سورہ فاتحہ قل ھو اللہ احد، قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کے پڑھنے کی فضیلت بڑے ہائی پیمانے پر ثابت ہوتی ہے۔

سورۃ فاتحہ کی فضیلت

سورہ فاتحہ کے متعلق ہے کہ یہ وہ سورۃ ہے کہ ایسی کوئی سورۃ نہ تورات میں ہے اور نہ انجیل میں ہے اور یہی سورۃ ہے جو میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کی گئی ہے [۱] پھر آپ نے فرمایا کہ ایک دن میرے پاس جبریل تھے اچانک اوپر سے آواز سنی جبریل نے دیکھا تو اچانک ایک ایسا دروازہ کھلا پایا جو پہلے کبھی نہیں کھلا تھا۔ وہاں سے ایک فرشتہ اتر کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ دو نوروں کے ساتھ خوش ہو جائیں ایک تو سورۃ فاتحہ اور دوسرا سورہ بقرہ کی آخری آیات آپ انکا ایک ایک حرف پڑھیں۔ تو یہ کبھی نہیں ہوگا۔ کہ جو آپ مانگیں اس سے محروم رہ جائیں [۲] صحیح بخاری و مسلم و ابوداود میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جن کا مفہوم یہ ہے کہ ہم چند صحابہ کسی مقام پر جا رہے تھے۔ راستہ میں ہم ایک بستی میں ٹھہرے بھوک لگی ہوئی تھی۔ خیال تھا

---

[۱] ترمذی ونسائی) (۲ صحیح مسلم)

Marfat.com

کہ یہ لوگ ہماری میزبانی کریں گے لیکن کسی نے ہمارا خیال تک نہ کیا آخر یوں ہوا کہ انہیں لوگوں میں سے کسی ایک آدمی کو سانپ نے کاٹ لیا کافی کوشش کی کہ اسکو کسی دوائی سے آرام آجائے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا آخر ان سے ایک آدمی دوڑتا ہوا ہمارے پاس آیا اور پوچھا کیا آپ میں سے کوئی ایسا آدمی ہے جو دم کرتا ہے۔ کیونکہ ہمارا ایک ایسا آدمی ہے جسے سانپ نے کاٹ لیا ہے۔ تو ہم نے کہا ہاں لیکن یاد رکھنا کہ ہم مفت دم نہیں کریں گے اسکا کوئی عوض طے ہونا چاہیئے آخر تیس بکریاں طے ہوئیں۔ تو ہم میں سے ایک شخص نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اسے دم کیا تو وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا اور جو تکلیف تھی وہ سب رفع ہو گئی ہم واپس ہوئے تو وہ تیس بکریاں اسی طرح محفوظ تھیں کوئی ایک بھی انکو اپنی ضرورت میں نہیں لایا تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے حلال ہونے میں ہمیں شبہ تھا اسلئے ہم نے فیصلہ کیا کہ جب تک ان بکریوں کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ پوچھ لیں اس وقت تک کوئی ان کو اپنے استعمال میں نہ لائے چنانچہ جب پوچھا تو آپ نے حلال ہونے کا فتویٰ دیا اور مزید کہا کہ (اقسموا واضربوا لی سہم) اسے تقسیم کر لو اور میرا بھی اس سے حصہ نکالو۔

تنبیہ

ذرا غور کرنا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کھانے پینے کے معاملہ میں بھی کسقدر احتیاط کرتے تھے جوان کے پاس مال آتا وہ اس وقت تک استعمال نہیں کرتے تھے۔ جب تک کہ انہیں اسکے حلال ہونے کا شرح صدر نہیں ہو جاتا تھا۔ اسی لئے تو انکی دعائیں قبول ہوتیں اور آسمانوں کو چیرتی ہوئیں عرش تک پہنچتی تھیں اور وہ دنیا میں معزز اور اپنے دشمنوں پر غالب تھے اگر آج بھی ہم اسے اپنائیں اور اس معاملہ میں پوری احتیاط سے کام لیں تو آج بھی دعائیں قبول ہونگی اور ہم اپنے دشمنوں پر غالب رہیں گے۔

Marfat.com

ایک ضمنی بات تھی جو درمیان میں آگئی اصل بات سورۃ فاتحہ کی ہو رہی تھی کہ اگر مردِ مومن اسے یقین کامل سے پڑھے تو ایسی کوئی روحانی اور جسمانی مرض نہیں جو اس کے سامنے ٹھہر سکے کیونکہ دواؤں میں اسقدر تاثیر ہے کہ بعض دفعہ ایک ہی گولی اور پڑیا سے آدمی اچھا ہو جاتا ہے تو جو اللہ تعالیٰ کی اپنی کلام ہے اس میں تاثیر کیسے نہ ہو گی بلکہ اس کو تو اگر پہاڑوں پر نازل کر دیا جاتا تو وہ بھی پاش پاش ہو کر رہ جاتے۔

مترجم کا خود اپنا ایک واقعہ

میرا خود ایک واقعہ ہے کہ بندہ گوجرانوالہ مدرسہ جامعہ محمدیہ میں پڑھا کرتا تھا۔ اچانک بخار ہونا شروع ہو گیا اور کئی دن تک رہا گولیاں کھائیں اور انجکشن لگوائے لیکن افاقہ نہ ہوا آخر ارادہ ہوا کہ کسی یونانی حکیم سے علاج کیا جائے شاید افاقہ ہو جائے تو بندہ ایک یونانی حکیم کے پاس گیا۔ اس نے نبض دیکھی تو چند پڑیاں اور ایک یا دو تعویذ دیئے جو کہ شرکیہ تھے۔ جن پر بزرگوں کا نام لکھا ہوا تھا۔ جب میں نے پڑھا تو دل بہت تنگ ہوا اور فیصلہ کیا کہ اسکے تعویذ تو کیا پڑیاں بھی استعمال نہیں کرونگا۔ تعویذ تو اسی وقت اسکو واپس کر دیئے اور وہ پڑیاں جو پہلے لے چکا تھا وہ بھی واپس آکر اپنے کمرے سے باہر پھینک دیں اور سورۃ فاتحہ سے علاج کرنا شروع کیا سورۃ فاتحہ پڑھتا اور پانی پہ دم کر کے پی لیتا۔ چھ سات دن بھی نہیں گزرے تھے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے مکمل شفا دے دی۔ اور پھر کبھی بھی اس بخار کی حرارت محسوس نہ کی اور یہی نہیں کہ یہ صرف سورۃ فاتحہ میں تاثیر ہے بلکہ قرآن مجید تمام کا تمام ہی شفائے تامہ اور رحمتِ کاملہ ہے۔

جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

Marfat.com

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ [1]

اور ہم نے قرآن مجید کو اتارا جو پورے کا پورہ مومنوں کے لئے رحمت وشفائے تامہ ہے۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ [2]

اے نبی آپ کہہ دیں کہ یہ قرآن ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں ہدایت اور شفاء ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ [3]

اے لوگو تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس ایک نصیحت آچکی ہے جس میں مومنوں کے لئے رحمت، ہدایت اور سینے کی تمام بیماریوں کی شفا ہے۔ چنانچہ اے نبی تم اعلان کر دو کہ تم اس اللہ تعالےٰ کی رحمت اور فضل سے خوش ہو جاؤ کیونکہ یہ ان تمام اشیاء سے بہتر ہے جو تم اپنے لئے جمع کرتے ہو۔

فائدہ

یہ بھی ضروری نہیں کہ کوئی آدمی سورہ فاتحہ اور قرآن مجید کی دوسری آیات پڑھ کر ہی اپنی مرض کا علاج کرے بلکہ اگر کوئی مردِ مومن صرف اللہ پر بھروسہ رکھتا ہوا براہ راست ہی اپنے اللہ کو پکارے تو پھر بھی اس کے تمام روگ ختم ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ شعراء میں اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک مردِ مومن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کیا ہے کہ وہ جب بیمار ہوتے تو میرے سوا کسی اور طرف انکی نظر نہیں اٹھتی تھی بلکہ یوں کہتے تھے۔

---

[1] سورہ الاسراء آیت ۸۲ [2] سورہ حٰم سجدہ آیت ۴۴ [3] سورہ یونس آیت ۵۷، ۵۸

Marfat.com

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ [1]

اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو شفا وہ دیتا ہے۔

سورۃ اخلاص کی فضیلت

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ حَتّٰى يَخْتِمَهَا عَشْرَ مَرَّاتٍ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ قَصْرًا فِى الْجَنَّةِ فَقَالَ عُمَرُ اِذًا نَسْتَكْثِرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُ اَكْثَرُ وَ اَطْيَبُ [2]

کہ جس شخص نے سورہ اخلاص آخر تک دس مرتبہ پڑھی تو اس کے لئے اللہ تعالےٰ جنت میں ایک محل تیار کر دیتا ہے تو عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ، بولے کہ اے اللہ کے رسول ہم تو پھر بہت سے محل تیار کر لیں گے تو آپ نے فرمایا یہ کیا ہے اللہ تو اس سے بھی زیادہ اور پاکیزہ محلات دینے پر قادر ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ، سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

مَنْ قَرَءَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَكَاَنَّمَا قَرَءَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ [3]

کہ جس شخص نے سورہ اخلاص پڑھی تو گویا کہ اس نے قرآن مجید کے دس پارے پڑھے۔

غربت کا دور ہونا

وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ

---

[1] سورۃ الشعراء: ۸۰ [2] احمد، دارمی [3] ابن کثیر حدیث صحیح ہے

Marfat.com

اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَشَکَا اِلَیْہِ الْفَقْرَ فَقَالَ اِذَا دَخَلْتَ بَیْتَکَ فَسَلِّمْ اِنْ کَانَ فِیْہِ اَحَدٌ وَاِنْ لَمْ یَکُنْ فِیْہِ اَحَدٌ فَسَلِّمْ عَلٰی نَفْسِکَ وَاقْرَأْ (قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ) مَرَّۃً وَاحِدَۃً فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَاَدَرَّ اللّٰہُ عَلَیْہِ رِزْقًا حَتّٰی اَفَاضَ عَلٰی جِیْرَانِہٖ[1]

سہل بن سہل رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر غربت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ جب تو اپنے گھر میں داخل ہو تو اگر کوئی گھر میں ہو تو سلام کہہ اگر نہیں تو خود اپنے نفس پر ہی کہہ لے اور پوری سورہ اخلاص ایک مرتبہ پڑھ جب آدمی نے ایسے ہی کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اسقدر عام رزق دیا کہ پھر وہ اپنے ہمسایوں پر خرچ کیا کرتا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

سورۂ اخلاص سے محبت کرنیکا صلہ

اِنَّ رَجُلًا کَانَ یَقْرَءُ فِیْ جَمِیْعِ صَلَاتِہٖ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" فَسَألَہُ الرَّسُوْلُ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّھَا فَقَالَ حُبُّکَ اِیَّاھَا یُدْخِلُکَ الْجَنَّۃَ[2]

ایک آدمی اپنی تمام نمازوں میں سورہ اخلاص پڑھا کرتا تھا آپ نے وجہ پوچھی تو کہا کہ اے اللہ کے رسول میں اس سے محبت کرتا

---

[1] بحوالہ تفسیر کبیر [2] روایت صحیح ہے بحوالہ تفسیر کبیر

Marfat.com

ہوں تو آپ نے کہا آپ کی یہ محبت جو سورہ اخلاص سے ہے جنت میں پہنچا کر رہے گی۔

سورۃ اخلاص اور معوذتین سے دم کرنا

قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكَى شَيْئًا مِنْ جَسَدِهٖ قَرَءَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ) وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ فِيْ كَفِّهِ الْيُمْنٰى وَمَسَحَ بِهَا الْمَكَانَ الَّذِيْ يَشْتَكِيْ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ مَنَعَ مِنَ الرُّقٰى لِمَا رُوِيَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّقٰى وَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ لِلّٰهِ عِبَادًا لَا يَكْتَوُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ مَنِ اكْتَوٰى وَاسْتَرْقٰى وَأُجِيْبَ بِأَنَّهٗ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُوْنَ النَّهْيُ عَنِ الرُّقَى الْمَجْهُوْلَةِ الَّتِيْ لَا تُعْرَفُ حَقَائِقُهَا فَأَمَّا مَا كَانَ لَهٗ أَصْلٌ مَوْثُوْقٌ فَلَا نَهْيَ عَنْهُ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب جسم میں کوئی تکلیف ہوتی تو آپ سورہ اخلاص اور معوذتین اپنے دائیں ہاتھ پر پڑھتے اور پھر اسے اس جگہ ملتے جہاں تکلیف ہوتی تھی اور بعض لوگ جو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ آپ نے دم کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی

---

[1] تفسیر کبیر شرح معوذتین

Marfat.com

کہ بعض اللہ تعالےٰ کے ایسے بندے ہیں۔ جو نہ داغتے ہیں اور نہ ہی دم کرواتے ہیں اور صرف وہ اپنے اللہ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں اور یہ کہ آپ نے فرمایا جس نے داغا اور دم کروایا اس نے اللہ پر توکل نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دم جھاڑے سے منع کیا گیا ہے جو مجہول ہو اس کے الفاظ قرآن و حدیث سے نہ ہوں ورنہ اگر اس کے الفاظ قرآن و حدیث سے ہوں جن کے حقائق واضح طور پر ہیں۔ تو پھر اگر کوئی ان سے دم جھاڑا کرے تو کوئی گناہ نہیں۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا اَنَّہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْفُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ اِذَا اشْتَکٰی بِالْمُعَوِّذَاتِ وَیَمْسَحُ بِیَدِہٖ فَلَمَّا اشْتَکٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجَعَہُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ طَفِقْتُ اَنْفُثُ عَلَیْہِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِیْ کَانَ یَنْفُثُ بِہَا عَلٰی نَفْسِہٖ (وَعَنْہَا اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ نَفَثَ فِیْ یَدَیْہِ وَقَرَءَ فِیْہِمَا بِالْمُعَوِّذَاتِ ثُمَّ مَسَحَ بِہِمَا جَسَدَہٗ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تکلیف ہوتی تو آپ معوذات پڑھ کر ہاتھوں پر پھونک مار کر اپنے تمام جسم پر پھیر لیتے۔ پھر جب آپ نے اس بیماری کی تکلیف محسوس کی جس میں فوت کئے گئے تھے تو میں نے بھی معوذات پڑھ کر اسی طرح پھونکیں مارنی شروع

---

[1] صحیح بخاری

Marfat.com

کیں جسطرح آپ خود اپنے اوپر مارا کرتے تھے ۔ اور انہیں سے ہے کہ جب آپ لیٹنے بستر پر جگہ پکڑتے تو معوذات پڑھ کر ہاتھوں پر پھونکتے ۔ اور پھر ہاتھ اپنے جسم پر پھیر لیتے ۔ لہ

لہ صحیح بخاری میں معوذات سے مراد (قل ھو اللہ احد) قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس یہ تینوں سورتیں مراد ہیں ۔

Marfat.com

ساتواں باب

ماہِ رمضان اور لیلۃ القدر میں قیام کرنے کی فضیلت

۱- قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَاْمُرُ بِقِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ اَنْ یَّاْمُرَنَا فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ وَیَقُوْلُ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ"، هٰکذا اخرجہ الامام احمد فی مسندہ رواہ مسلم وغیرہ من طرق کثیرۃ من غیر وما تاخر

مسند احمد میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں رمضان میں قیام کا حکم دیا کرتے تھے اور یہ آپ کا حکم فرضیت کا حامل نہیں تھا بلکہ استحبابی تھا کہا کرتے تھے جس شخص نے ایمان اور اخلاص سے رمضان میں قیام کیا تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں - اسی طرح اسکو امام احمد نے اپنی "مسند" میں نکالا ہے مسلم کے علاوہ اوروں نے بھی اسکو کثیر طرق سے ذکر کیا ہے جن میں (وما تاخر) کے الفاظ نہیں ہیں -

۲:- قال النسائی فی السنن الکبری لہ عن ابی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ "مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا

Marfat.com

تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَفِیْ رِوَایَةِ قُتَیْبَةَ غُفِرَ لَهٗ وَمَا تَاَخَّرَ وَعَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ، وَفِیْ حَدِیْثِ قُتَیْبَةَ وَمَا تَاَخَّرَ کَذَا رَوَاهُ النَّسَائِیُّ عَنْ قُتَیْبَةَ وَتَابَعَهٗ حَامِدُ بْنُ یَحْیٰی

امام نسائی رحمۃ اللہ کی سنن الکبریٰ میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے ایمان اور اخلاص سے رمضان میں قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ قتیبہ کی روایت میں ہے کہ اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان اور اخلاص سے لیلۃ القدر کا قیام کیا تو اسکے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور قتیبہ کی حدیث میں ہے کہ اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اسی طرح نسائی نے بھی قتیبہ سے ذکر کیا ہے اور انکی متابعت حامد بن یحییٰ نے بھی کی ہے۔

۲:- قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْلَةُ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْبَوَاقِیْ مَنْ قَامَهُنَّ اِبْتِغَاءَ حِسْبَتِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَغْفِرُ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَهِیَ لَیْلَةُ وِتْرٍ تِسْعٍ اَوْ سَبْعٍ اَوْ خَامِسَةٍ اَوْ ثَالِثَةٍ اَوْ اٰخِرِ لَیْلَةٍ هٰذَا حَدِیْثٌ رِجَالُهٗ ثِقَاتٌ

امام احمد رحمۃ اللہ نے اپنی مسند میں حضرت عبادہ بن الصامت

Marfat.com

سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لیلۃ القدر آخری دس دنوں میں ہے اور جس شخص نے ان راتوں میں ایک نمایاں فضیلت کو حاصل کرنے کی نیت سے انکا قیام کیا تو اللہ تعالٰے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور یہ لیلۃ القدر طاق راتوں میں ہوتی ہے اور وہ انتیسویں یا ستائیسویں یا پچیسویں یا تئیسویں یا آخری رات میں ہے۔

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخری تیسویں رات میں بھی لیلۃ القدر کے آنے کا احتمال ہے۔

۴ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم ہِیَ فِیْ رَمَضَانَ فَالْتَمِسُوْہَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فَاِنَّہَا فِیْ وِتْرٍ اِحْدٰی وَّعِشْرِیْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْ خَمْسٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْ سَبْعٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْ تِسْعٍ وَّعِشْرِیْنَ اَوْ فِیْ اٰخِرِ لَیْلَۃٍ فَمَنْ قَامَہَا اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا ثُمَّ وُفِّقَتْ لَہٗ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَکَذَا الطَّبْرَانِیُّ فِی الْمُعْجَمِ نَحْوَہٗ

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے لیلۃ القدر کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ رمضان میں ہے اور اسے آخری دس راتوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو اور وہ اکیس یا تئیس یا پچیس یا ستائیس یا انتیس اور یا آخری تیسویں رات ہے۔ پس

Marfat.com

جس شخص نے ایمان اور اخلاص سے ان دنوں کا قیام کیا اور پھر اسے لیلۃ القدر بھی مل گئی تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسی طرح طبرانی نے معجم میں ذکر کیا ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان اور اخلاص سے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے اگلے گناہ بخش دیے جاتے ہیں

توضیح ان سابقہ روایات سے پتہ چلتا ہے کہ جن اعمال کے کرنے کی وجہ سے گناہوں کے مٹنے اور معاف ہونے کی خوشخبریاں دی گئی ہیں وہ تین طرح کے ہیں تو اب ان میں سے ہر ایک کی کچھ قدرے تفصیل کی جائیگی۔

لیلۃ القدر کا قیام کرنا

مَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّ احْتِسَابًا کہ جس نے ایمان اور اخلاص کے ساتھ لیلۃ القدر کا قیام کیا) اس لیئے آدمی کو چاہیئے کہ طاق راتوں میں اسکی تلاش اور جستجو میں پوری پوری کوشش کرے جیسا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ [1]

تم لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری دس دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاوِرُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کیا کرتے تھے

تو اسی وجہ سے ان دنوں میں آپ کی عبادت اور ریاضت اس قدر ہوا کرتی تھی کہ ایسی کسی اور دنوں میں نہیں پائی گئی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے۔ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي رَمَضَانَ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ وَفِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ [3]

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان میں اسقدر عبادت کرتے کہ اتنی کسی اور مہینے میں نہیں کرتے تھے اور پھر اس مہینے کے آخری دس دنوں میں اسقدر عبادت کرتے کہ اتنی کسی اور مہینے کے آخری دس دنوں میں نہیں کرتے تھے۔

وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ أَحْيَا اللَّيْلَ وَأَيْقَظَ أَهْلَهُ وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ [4]

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح بخاری ومسلم [3] صحیح مسلم [4] صحیح بخاری

Marfat.com

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو آپؐ رات کو جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور اسقدر کوشش کرتے کہ آپ اپنا ازار بند کس لیتے [۱]

لیلۃ القدر کی دعاء

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَيَّ لَيْلَةٍ لَيْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُولُ فِيْهَا قَالَ قُولِي :- اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي [۲]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اگر میں لیلۃ القدر کی رات معلوم کر لوں تو اسی وقت کیا پڑھوں تو آپ نے فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ وَاعْفُ عَنِّي

اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے اور مجھے معاف کر دے ۔

لفظِ قدر کے معانی

لیلۃ القدر کے لفظ (قدر) پر غور کریں تو اس سے تین مفہوم لیئے جا سکتے ہیں

پہلا :- پہلا اسکا معنی عزت و وقار اور عظمت کا پایا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ [۳] جس طرح اللہ تعالےٰ کی عزت و عظمت ملحوظ رکھنے کا حق تھا اس طرح انہوں نے

---

[۱] اس سے مراد عورتوں سے علیحدہ ہونا ہے [۲] ترمذی [۳] سورہ الزمر آیت ۶۷

Marfat.com

اسے ملحوظ نہیں رکھا اس معنیٰ کے اعتبار سے لیلۃ القدر کا یہ مفہوم ہوگا۔ کہ یہ رات اسقدر عزت وعظمت کی رات ہے کہ اسکی عزت وعظمت کو کوئی اور رات نہیں پہنچ سکتی چنانچہ اسی وجہ سے اس کی تلاش میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم بے حد ریاضت کیا کرتے تھے۔

دوسرا :- دوسرا اسکا معنیٰ تقدیر کا پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

اِنَّا كُلَّ شَیْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ [1] بے شک ہم نے ہر چیز کو اس کی تقدیر کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اب اس معنیٰ کے اعتبار سے اسکا یہ معنیٰ ہوا کہ اس سال میں جو کچھ ہونے والا ہوتا ہے وہ سب کچھ لکھ لیا جاتا ہے یعنی انسان کے ایک سال کا پہلے ہی اس کا پورا ریکارڈ جمع کر لیا جاتا ہے۔

تیسرا :- تیسرا اسکا معنیٰ مخفی اور تنگی کا پایا جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے۔ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ [2] اور جس پر اسکا رزق تنگ کر دیا گیا ہو۔

تو اب اس معنیٰ کے اعتبار سے اسکا معنیٰ یہ ہوا کہ یہ رات اسقدر مخفی اور پوشیدہ ہے کہ جو بغیر کوشش اور جستجو کے نہیں ملتی اسلیے اسکی تلاش میں بے حد تگ و دو اور کوشش کرنی پڑتی ہے تو تب جا کر یہ کسی کو میسر ہوتی ہے۔

لیلۃ القدر کی علامات

عن عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان امارۃ لیلۃ القدر انھا صافیۃ بلجۃ کان فیھا قمرا ساطعا ساکنۃ شاھیۃ لا برد فیھا ولا حر ولا یحل لکوکب یرمی بہ فیھا حتی یصبح وان امارتھا ان الشمس صبیحتھا تخرج مستویۃ لیس فیھا شعاع مثل القمر

---

[1] سورۃ القمر آیت ۴۹ [2] سورہ الطلاق آیت : ۷

Marfat.com

البدر لا یحل للشیطان ان یخرج معہا [1]

عبادہ بن صامتؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لیلۃ القدر کی علامات یہ ہیں کہ وہ رات اپنی پہلی حالت بدل کر اس قدر پُرسکون معتدل اور کشادہ ہوتی ہے گویا کہ اس میں چاند سرِ اُفق پر پھیلا ہوا ہے صبح تک نہ کوئی ستارہ ٹوٹتا ہے اور نہ ہی اس میں گرمی سردی ہوتی ہے اور اسکی علامات یہ بھی ہیں کہ جب صبح سورج طلوع ہوتا ہے تو اسمیں شعاعیں نہیں ہوتیں بلکہ وہ بدر کی طرح صاف اور کامل ہوتا ہے۔ اور نہ ہی اس رات شیطان کے لئے ہوسکتا ہے کہ وہ اس رات کی صبح کو سورج کے ساتھ نکلے۔

دوسرا ماہِ رمضان کا روزہ

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ [2]

کہ جس شخص نے ایمان اور اخلاص سے رمضان کا روزہ رکھا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَہٗ اِلَّا الصِّیَامُ فَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ

---

[1] رواہ احمد حافظ ھیثمی نے زوائد میں کہا ہے کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔

[2] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

فَاِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ، وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ سے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے بنی آدم کے تمام عمل جو وہ کرتے ہیں انکا انہیں صلہ اور اجر بتا دیا گیا ہے مگر روزے کا نہیں وہ محض میرے لیے ہی ہے اور میں ہی اسکا صلہ دوں گا۔ اور روزہ دوزخ سے بچنے کی ایک ڈھال ہے۔ تو جب تمہارے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ نہ فحش گوئی اور شور و غل کرے اور اگر کوئی اسے مارے یا گالی دے تو صاف کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں، اور مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ روزے دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے ہاں کستوری سے بھی زیادہ معطر ہے اور روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک تو جب روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری کہ جب اللہ تعالےٰ سے ملاقات ہوگی تو وہ اپنے روزے سے خوش ہوگا) بخاری کی ایک دوسری روایت میں ہے۔

---

[۱] صحیح بخاری

Marfat.com

يَتْرُكُ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَشَهْوَتَهُ مِنْ اَجْلِي، اَلصِّيَامُ لِي وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔

وہ صرف میری وجہ سے اپنا کھانا پینا اور دیگر خواہشات کو ترک کر دیتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اسکا بدلہ دوں گا اور ہر نیکی میں اضافہ دس مثل تک ضرور ہے

فرائض کو ادا کرنے کا اجر

وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ دُلَّنِيْ عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُهُ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ لَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَتُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمُ رَمَضَانَ، قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جس کو کرنے کی وجہ سے میں جنت میں پہنچ جاؤں تو آپ نے کہا کہ تو اللہ تعالےٰ کی اسطرح

---

[1] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

عبادت کر کہ اس میں کسی اور کی شرکت نہ ہو۔ اور فرضی زکوٰۃ دے اور رمضان کے روزے رکھ تو اس نے کہا کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے اتنا ضرور کرونگا مگر زیادہ نہیں۔ جب واپس ہوا تو آپ ؐ نے صحابہ کو کہا اگر کوئی چاہتا ہے کہ دنیا میں جنتی دیکھ لے تو وہ اس آدمی کو دیکھ لے۔

فائدہ اگر فرضی روزوں کے ساتھ ساتھ آدمی نفلی روزے بھی کثرت سے رکھے بشرطیکہ وہ سنت سے ثابت ہوں تو پھر تو اس کو وہ مقاماتِ عالیہ ملیں گے جو کسی اور کو نصیب نہیں ہونگے جیسا کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

اِنَّ فِی الْجَنَّةِ بَابًا یُقَالُ لَهُ الرَّیَّانُ یَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ یُقَالُ اَیْنَ الصَّائِمُوْنَ فَیَقُوْمُوْنَ لَا یَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَیْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ یَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ [۱]

جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریّان ہے اور قیامت کے دن روزے داروں کے علاوہ اس دروازے سے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوگا آواز ہوگی۔ روزے دار کہاں ہیں اور وہ داخل ہوں جب وہ اٹھیں گے تو کوئی دوسرا انکے ساتھ نہیں ہوگا جب داخل ہو گئے تو اسی وقت دروازے کو بند کر دیا جائیگا۔ تاکہ بعد میں کوئی اور داخل نہ ہو۔

---

[۱] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

دو پیاری چیزوں کے خرچ کرنے کا صلہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ نُوْدِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ فَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوۃِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوۃِ، وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ وَمَنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَۃِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَۃِ قَالَ اَبُوْبَکْرٍؓ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰی مَنْ دُعِیَ مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَۃٍ فَهَلْ یُدْعٰی اَحَدٌ مِنْ تِلْکَ الْاَبْوَابِ کُلِّهَا فَقَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے اللہ تعالے کے راستہ میں دو پیاری چیزیں خرچ کیں تو اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائیگا اور حکم ہوگا کہ اے اللہ کے بندے یہ بھلائی ہے اس طرح جو اہل نماز سے ہوگا اسے نماز کے دروازے سے اور جو اہل جہاد سے ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے اور جو اہل صیام سے ہوگا

[1] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

اسے دروازہ ریّان سے اور جو اہل صدقہ سے ہوگا اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائیگا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے رسول آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔ (مقصود تو جنّت میں داخل ہونا ہے۔ لہٰذا ہر آدمی کو جدا جدا ان دروازوں سے بلانے کی کیا ضرورت ہے اور پھر کوئی ایسا بھی ہے جسے ان تمام دروازوں سے آواز آئے تو آپ نے فرمایا ہاں مجھے امید ہے کہ ابوبکر تو ان لوگوں سے ہوگا۔

فائدہ اس حدیث میں جن اعمال کا ذکر ہوا ہے وہ صرف فرض نہیں ہیں بلکہ انکے ساتھ ساتھ نفلی بھی ہیں تو جس نوع کا اسکا فرضی اور نفلی عمل نمایاں ہوا تو بس اسی کو اسی دروازے سے آواز آئے گی۔

صرف ایک روزے کا ثواب

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ عَبْدٍ یَصُوْمُ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰہُ بِذٰلِکَ الْیَوْمِ وَجْہَہٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا ؎۱

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے اللہ تعالےٰ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالےٰ اس ایک روزے کی وجہ سے ستّر سال کی مسافت پر اسکا چہرہ آگ سے دور رکھے گا۔

؎۱ صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

تیسرا ماہِ رمضان کا قیام کرنا

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے ایمان اور اخلاص کے ساتھ رمضان کا قیام کیا تو اس کے پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

تنبیہ اب یہاں اس باب کی روایات شروع کرنے سے پہلے یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ کا قیام کوئی جدا نہیں تھا۔ بلکہ وہ ایک ہی تھا اور وہ قیام اللیل تھا جسے ہم نماز تہجد کہتے ہیں صرف فرق یہ تھا کہ رمضان کی راتوں میں بانسبت دوسری راتوں کے زیادہ ریاضت اور عبادت کیا کرتے تھے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا تو خیال ہے کہ آپ رکعتوں میں کبھی کمی بیشی نہیں کرتے تھے بلکہ جتنی آپ کی رکعتیں رمضان میں ہوتی تھیں اتنی ہی غیر رمضان میں جیسا کہ فرمایا:۔

مَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِهٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَةَ رَکْعَةً یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ

---

[1] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ ” يَا عَائِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي [1]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے جب پہلی چار رکعتیں پڑھتے (تو وہ ایسی ہوتی تھیں) کہ انکے حسن اور طول کے بارے میں نہ پوچھو پھر چار اور پڑھتے تو وہ بھی ایسی ہی ہوتی تھیں۔ پھر تین پڑھتے تو میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو آپ نے فرمایا اے عائشہؓ میری دونوں آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔

فائدہ یہی وجہ ہے کہ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے ورنہ اگر نبی کا بھی دل سو جائے تو پھر نبی اور غیر نبی کے خواب میں امتیاز نہیں رہتا۔

آپکی کثرت عبادت

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهُ لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ اَفَلَا اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا [2]

---

[1] باب ما جاء في الوتر بروایت ابن عباس
[2] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو کھڑے ہوتے تو اس قدر لمبا قیام کرتے کہ آپ کے قدم سوج جاتے ہیں ۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کے پہلے اور پچھلے گناہ تو سب معاف ہو چکے ہیں لہذا پھر آپ اتنی ریاضت کیوں کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا کیا میں اپنے اللہ کا شکر گزار بندہ نہ ہوں۔

(۲) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَلَمْ یَزَلْ قَائِمًا حَتّٰی هَمَمْتُ بِأَمْرِ سُوْءٍ قِیْلَ: مَا هَمَمْتَ بِہٖ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَہٗ [1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک دفعہ آپ کے پیچھے تہجد کی نماز پڑھی تو آپ نے اتنا لمبا قیام کیا کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کیا جب پوچھا گیا کہ وہ کونسا برا کام تھا جس کا آپ نے ارادہ کیا تھا۔ کہا کہ آپ کو چھوڑ کر بیٹھ جاؤں۔

۳: وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَۃَ، فَقُلْتُ یَرْکَعُ عِنْدَ الْمِائَۃِ ثُمَّ مَضٰی فَقُلْتُ یُصَلِّیْ بِہَا فِیْ رَکْعَۃٍ فَمَضٰی فَقُلْتُ یَرْکَعُ بِہَا ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا یَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا اِذَا مَرَّ بِاٰیَۃٍ فِیْهَا تَسْبِیْحٌ سَبَّحَ وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ

---

[1] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

ثُمَّ رَکَعَ فَجَعَلَ یَقُوْلُ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ فَکَانَ رُکُوْعُہٗ نَحْوًا مِنْ قِیَامِہٖ ثُمَّ قَالَ سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ثُمَّ قَامَ طَوِیْلًا قَرِیْبًا مِمَّا رَکَعَ ثُمَّ سَجَدَ فَقَالَ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی فَکَانَ سُجُوْدُہٗ قَرِیْبًا مِنْ قِیَامِہٖ [1]

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات آپ کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھی آپ نے سورہ بقرہ کی تلاوت شروع کی میں سمجھا کہ جب سو آیتیں پڑھیں گے تو آپ رکوع کرلیں گے۔ پھر آپ پڑھتے چلے گئے میں نے سمجھا کہ اب پوری سورت ایک رکعت میں پڑھیں گے پھر آپ پڑھتے رہے جب سورہ بقرہ ختم ہوئی تو میں نے سمجھا اب رکوع کریں گے پھر سورہ نساء شروع کی اور وہ پوری پڑھی پھر آل عمران وہ بھی پوری پڑھی پھر یہ کہ آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے اور جہاں کوئی ایسی آیت آتی کہ اس میں اللہ تعالےٰ کی تسبیح و تقدیس کا ذکر ہوتا تو وہاں اسکی تسبیح کرتے اور جہاں کوئی سوال کی آیت ہوتی وہاں اللہ تعالےٰ سے سوال کرتے اور جہاں کوئی پناہ مانگنے کا مقام آتا تو وہاں پناہ مانگتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا اور کہا کہ پاک ہے میرا رب عظمت والا آپ کا رکوع بھی اس قدر لمبا تھا جسقدر کہ آپ کا قیام تھا پھر آپ نے کہا اللہ تعالےٰ نے ہر اس شخص کی تعریف کو سن لیا جس نے اسکی تعریف کی ہمارے پروردگار تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں پھر آپ نے اتنا لمبا قیام کیا جو کہ آپ کے رکوع کے قریب قریب تھا پھر سجدہ کیا

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

اور کہا ر پاک ہے میرا رب بلند) پھر آپ کا سجدہ بھی اتنا لمبا تھا جو کہ آپ کے قیام کے قریب قریب تھا۔

فائدہ اس حدیث پر غور کریں تو آدمی حیران ہو کر رہ جاتا ہے کہ ایک رکعت میں آپ نے سوا پانچ پارے پڑھے پھر آپ کا ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا اور ہر مقام کے مطابق اور اسکی مناسبت سے وہی مانگنا اور کہنا اور پھر آپ کے رکوع و سجود کا اسقدر لمبا ہونا تو حقیقت ہے اسی کا نام عبودیت ہے جو آدمی کو ہر مخلوق سے بالاتر کرتی ہے اور اسکو ان مقامات عالیہ پر لے جاتی ہے۔ کہ جہاں کسی ستارے کی کرن بھی نہیں پہنچ سکتی اسی طرح ایک اور حدیث میں اسی عبودیت کا یوں بیان ہوا ہے

قربت کی راہیں

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ: فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[۱] صحیح بخاری بحوالہ ریاض الصالحین

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی تو میں اسے معلوم کراتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ لڑائی کے لیئے نکل آئے۔ اور وہ چیز جس سے میرا بندہ میرے قریب تر ہوتا ہے وہ میری عبادت ہے جو مجھے زیادہ پسند ہے اور میں نے اس پہ فرض کی ہے خاص کر وہ جس سے یہ ہر وقت میرے قریب تر ہوتا رہتا ہے نفل ہیں حتیٰ کہ میں اسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے یہ سنتا ہے اور آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے یہ دیکھتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے یہ پکڑتا ہے اور پاؤں ہو جاتا ہوں جن سے یہ چلتا ہے پھر اگر مجھ سے کوئی چیز مانگے تو دے دیتا ہوں اگر پناہ مانگے تو وہ بھی دے دیتا ہوں۔

فائدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں آنکھیں اور کان بننے کا یہ مطلب ہے کہ پھر اسکا مقصود صرف اللہ تعالیٰ ہی ہو جاتا ہے اسی کے لئے سنتا، دیکھتا چلتا اور پکڑتا ہے اور اسکا کوئی جذبہ اسکی رضا اور خوشنودی کے خلاف نہیں اٹھتا۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْہِ عَنْ رَبِّہٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ:- اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا وَاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا وَاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً[1]

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح بخاری بحوالہ ریاض الصالحین

Marfat.com

نے اللہ تعالٰے سے بیان کیا کہ اللہ تعالٰے فرماتا ہے جب میرا بندہ میرے قریب ایک بالشت ہوتا ہے تو میں اسکے قریب ایک ہاتھ ہوتا ہوں اور وہ جب میرے قریب ایک ہاتھ ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ ہوتا ہوں۔ اگر میری طرف چل کر آئے تو میں بھاگ کر آتا ہوں۔

فائدہ جس قدر آدمی کے دل میں اللہ تعالٰے کی طلب ہو گی اللہ تعالٰے کے ہاں اسکی دو گنا ہو گی چنانچہ اسی طرح قدر و وقار عزت و احترام محبت و پیار اور دیگر اشیاء میں بھی سمجھ لیں۔

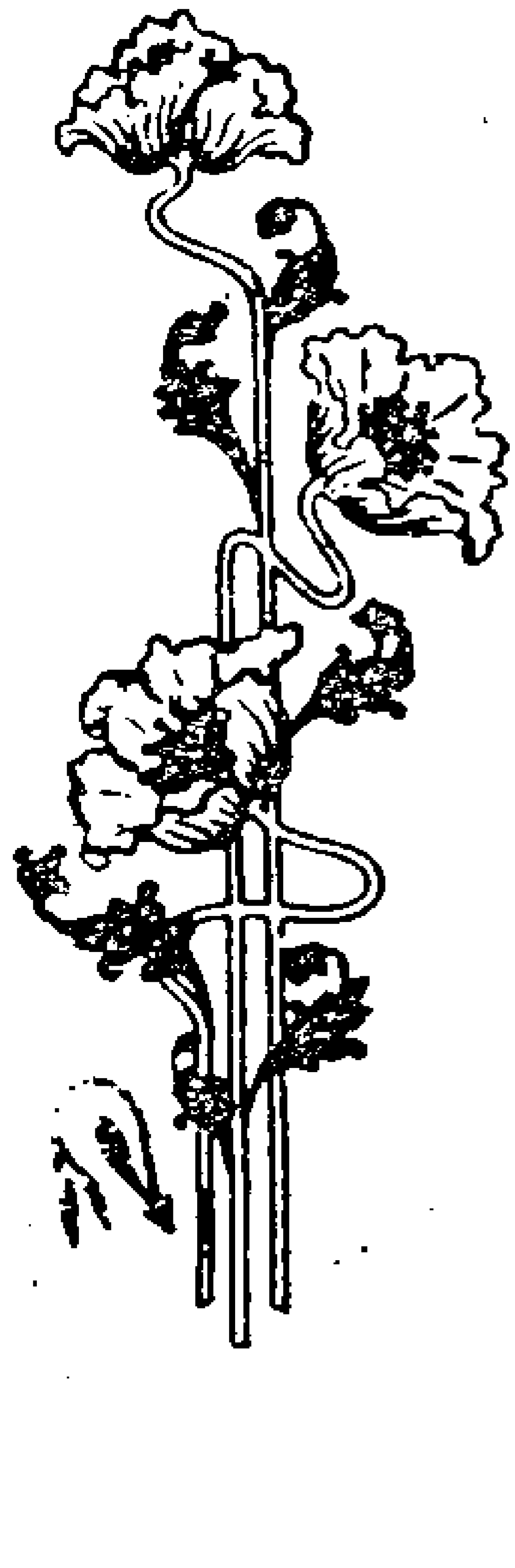

Marfat.com

آٹھواں باب

عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی فضیلت

قَالَ اَبُوْ سَعِیْدِ النَّقَّاشُ الْحَافِظُ فِیْ اَمَالِیْهِ عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ یَوْمَ عَرَفَۃَ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ، وَقَدْ ثَبَتَ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ اَنَّہٗ یُکَفِّرُ السَّنَۃَ الْمَاضِیَۃَ وَالْمُسْتَقْبِلَۃَ فَلَعَلَّ ذٰلِکَ الْمُرَادُ مِنْ قَوْلِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ۔

الوسعید النقاش الحافظ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب امالی میں ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے یوم عرفہ کا روزہ رکھا اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور صحیح مسلم میں یہ ثابت ہے کہ یہ روزہ ایک گزرے ہوئے سال اور ایک آنے والے سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

ہوسکتا ہے جو مفہوم (ماتاخر) کا ہو وہ ہی مفہوم صحیح مسلم کے لفظ (المستقبلۃ) کا ہو۔

توضیح

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صِیَامُ یَوْمِ عَرَفَۃَ اِنِّیْ اَحْتَسِبُ عَلَی اللّٰہِ اَنْ یُّکَفِّرَ السَّنَۃَ الَّتِیْ بَعْدَہٗ

Marfat.com

وَالسَّنَةِ الَّتِي قَبْلَهُ [1]

حضرت ابو قتادہ، رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالےٰ پر امید ہے کہ جو یوم عرفہ کا روزہ رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اسکے ایک گزرے ہوئے اور ایک بعد میں آنیوالے سال کے گناہ مٹا دیتا ہے۔

ایک سوال اور اسکا جواب

اب یہاں خود بخود آدمی کے ذہن میں ایک سوال اٹھتا ہے کہ جو آدمی گناہ کر چکا ہے تو ان کے مٹنے اور معاف ہونے میں تو کوئی مشکل نہیں لیکن جو ابھی تک اس نے گناہ کئے ہی نہیں اور نہ ہی انکا کوئی وجود ہے تو پھر انکے مٹنے اور معاف ہونے کا کیا مفہوم ہو گا۔ تو علماء نے اسکے دو جواب دیئے ہیں۔

(۱) پہلا یہ کہ آنے والے سال کے گناہوں کے مٹنے اور معاف ہونے کا جو مژدہ سنایا گیا ہے اسکا یہ مفہوم ہے کہ اس سال میں اس سے جو گناہ ہونے تھے۔ تو اللہ تعالےٰ اس روزے کی برکت اور عظمت کی وجہ سے ان گناہوں سے اسکو محفوظ کر لیتا ہے پہلے تو یہ کہ وہ کوئی گناہ کرتا ہی نہیں اگر کوئی ہو گیا تو وہ اسی وقت معاف کر دیا جاتا ہے۔

۲:۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالےٰ اس روزے کے عوض اسکو اتنا اجر و ثواب دیتا ہے کہ آنے والے سال میں جو اس سے گناہ ہونے تھے۔ یہ ان تمام گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اب یہاں ایک اور چیز بھی سامنے آتی ہے کہ اگر آدمی کا بچپن اور جوانی کے جو لمحات اللہ تعالےٰ کی رضا اور اسکی مخلصانہ عبادت میں گذریں تو پھر اگر اس پر کوئی پر خطر مقام آجائے جو اسکی تباہی و ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو اس سے بھی بال بال بچا لیتا ہے کیونکہ اللہ تعالےٰ کے ہاں اسکی عبادت اور ریاضت کی جو قدر و قیمت

[1] جامع ترمذی

Marfat.com

اور مانگ ہوتی ہے اسکا بلاں وہی اندازہ لگا سکتا ہے کسی اور کی طاقت نہیں کہ وہ اسکا کوئی اندازہ لگا سکے۔

اب آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت پڑھیں اور انکی زندگی کا ایک ایک دن ٹٹولیں تو انکی سیرت میں آپ کو کوئی ایسا سیاہ دھبہ نہیں ملے گا کہ جس نے انکی سیرت کے کسی پہلو کو ناقص کر دیا ہو چنانچہ یہی وجہ تھی جوان پر ایک بہت بڑی کٹھن منزل آئی کہ زلیخا نے پوری ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ کسی طرح میں اس کی اس اعلیٰ سیرت کو ناقص کر ڈالوں لیکن وہ نہ کر سکی اور ناکام ہو کر رہ گئی جیسا کہ ارشاد باری تعالےٰ ہے۔

فائدہ

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ

بے شک وہ ہمارے مخلص بندوں سے تھا

ورنہ کب تھا کہ وہ ایسی مشکل ترین منزل سے نکل جاتا اب اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نیکی نیکی کو پیدا کرتی ہے۔ یعنی نیکی دوسری کا سبب ہوتی ہے اور ایسے ہی برائی برائی کو پیدا کرتی ہے یعنی پہلی برائی دوسری برائی کا سبب بنتی ہے

Marfat.com

نواں باب (۹)

حج اور عمرہ کرنے کی فضیلت

قَالَ اَبُوْدَاوُدَ فِي السُّنَنِ لَهٗ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اِنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ اَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰى اِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ اَوْ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ شَكَّ عَبْدُاللّٰهِ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَقَالَ فِيْهِ " غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَوَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ هٰكَذَا النُّسْخَةُ بِوَاوٍ وَلَيْسَ قَبْلَهَا اَلِفٌ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهِ الْكَبِيْرِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ (وَمَا تَاَخَّرَ)

ابو داود نے اپنی سنن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی ام سلمۃ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا ہے: انہوں نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد اقصیٰ سے بیت اللہ کی طرف حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور یا یہ کہ اسکے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ عبداللہ کو شک ہے کہ ان دونوں میں سے آپ نے کونسے الفاظ کہے، امام بیہقی نے بھی اپنی شعب الایمان میں اسی طرح ذکر کیا ہے کہ اسکے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

Marfat.com

اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ یہ انکا نسخہ اسی طرح واؤ کے ساتھ یعنی (ووجبت ہے (واو) کے ساتھ نہیں جیساکہ پہلی روایت میں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ نے بھی اس کو اپنی تاریخ کبیر میں ذکر کیا ہے لیکن اس میں (وما تاخر) کے الفاظ نہیں ہیں۔

دوسری حدیث

قَالَ اَبُوْنُعَیْم فِی الْحِلْیَۃِ مِنْ رِوَایَۃِ عَبْدِ اللّٰہِ

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ جَاءَ حَاجًّا یُرِیْدُ وَجْہَ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَدْ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَشُفِّعَ فِیْمَنْ دَعَا لَہٗ۔

ابو نعیم رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب حلیۃ الاولیاء میں عبداللہ کی روایت ذکر کی ہے انکا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ کہ جس آدمی نے محض اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے بیت اللہ کا حج کیا تو اللہ تعالےٰ اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیتا ہے۔ اور جس آدمی کے بارے میں اس نے دعا کی تو وہ اسکی دعا بھی قبول کرتا ہے۔

تیسری حدیث

حَدِیْثٌ فِیْ ذٰلِکَ قَالَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَنْدَہْ

فِیْ اَمَالِیْہِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الْحَاجُّ مِنْ بَیْتِہٖ کَانَ فِیْ حِرْزِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنْ مَاتَ قَبْلَ اَنْ یَقْضِیَ نُسُکَہٗ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنْ بَقِیَ حَتّٰی یَقْضِیَ نُسُکَہٗ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ

Marfat.com

وَ اِنْفَاقُ دِرْهَمٍ فِیْ ذَالِكَ الْوَجْهِ يَعْدِلُ اَلْفَ اَلْفٍ فِیْمَا سِوَاهُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ،، وَرَوَیْنَاهُ فِی الْجُزْءِ السَّابِعِ مِنْ كِتَابِ التَّرْغِیْبِ لِاَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ شَاهِیْنَ ۔

اسی حج کی فضیلت کے بارے میں ابو عبداللہ بن مندہ نے اپنی کتاب امالی میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حدیث بیان کی ہے ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حج کرنے کے لئے اپنے گھر سے نکلتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اگر وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہوگیا تو اللہ کے ہاں اسکا ثواب لکھ لیا جاتا ہے اور اگر اس نے حج کر لیا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور اسی راستہ میں جو اس نے صرف اللہ کے لئے کیا اسمیں ایک درہم خرچ کرنا ایک ہزار درہم خرچ کرنے کے برابر ہے اور ہم نے کتاب الترغیب کی جز ساتویں جو ابی حفص عمر بن شاہین کی ہے وہاں بھی اسکو روایت کیا ہے ۔

چوتھی حدیث

قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ مَنِیْعٍ فِیْ مُسْنَدِهٖ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰی وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَاَخْرَجَهٗ اَبُوْ یَعْلٰی فِیْ مُسْنَدِهِ الْكَبِیْرِ كَذَالِكَ ۔

امام احمد بن منیع اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

جس آدمی نے حج کے احکامات پورے کئے اور اسکی زبان اور ہاتھ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچی تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابویعلی نے بھی اپنی مسند کبیر میں اسکو اسی طرح ذکر کیا ہے۔

پانچویں حدیث

ذَكَرَ الْقَاضِي عِيَاضٌ فِي الشِّفَا اَنَّ مَنْ صَلَّى خَلْفَ مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ رَكْعَتَيْنِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَحُشِرَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْاٰمِنِيْنَ۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ نے کتاب الشفا میں ذکر کیا ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور وہ قیامت کے دن ہر قسم کے خوف و ہراس کے بغیر اٹھے گا۔

توضیح

ان پانچ روایات پر غور کرنے سے آٹھ چیزیں سامنے آتی ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جس آدمی نے حج یا عمرہ کا احرام باندھا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۲) اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

(۳) اگر وہ کسی کے بارے میں دعا کرے تو اسکی دعا کو قبول کیا جاتا ہے۔

(۴) جب وہ سفر حج کی نیت سے نکلتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

(۵) اگر وہ حج کرنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تو اس نے گویا کہ حج کر لیا اور اسکے ثواب کو پہنچ گیا۔

(۶) ادائیگی حج کے لئے ایک درہم کا خرچ کرنا ایک ایک ہزار درہم کا حامل ہوتا ہے۔

(۷) مقام ابراہیم کے پیچھے دو نفل پڑھنے سے بھی آدمی کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

(۸) قیامت کے دن اسکا اٹھنا باامن ہوگا۔

ثواب اس باب کی پانچ روایات کے علاوہ اور بھی روایات ہیں جن میں حج اور عمرہ کرنے والوں کے لئے اور بھی خصوصی انعامات کا ذکر ہوا ہے مثلاً

پہلی روایت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس آدمی نے اس طریقے سے حج کیا کہ دوران حج کوئی گناہ اور فحش گوئی کا ارتکاب نہ کیا تو وہ گناہوں سے اسطرح چھوٹ جاتا ہے گویا کہ وہ آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔

دوسری روایت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ

---

[۱] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَهٗ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ [1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عمرہ کے کرنے کے بعد جب دوسرا عمرہ کیا جاتا ہے تو یہ درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے خواہ وہ جس وقت بھی ہو اور حج مبرور کا تو جنت کے سوا کوئی اور بدلہ ہے ہی نہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں حج مبرور کی یوں تعریف ہوئی ہے۔

اِنَّ بِرَّ الْحَجِّ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَطِیْبُ الْکَلَامِ۔ وَعِنْدَ بَعْضٍ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ [2]

بے شک مبرور حج یہ ہے کہ کھانا کھلایا جائے اور اچھی کلام کی جائے۔ بعض کے نزدیک یوں بھی ہے۔ کہ کھانا کھلایا جائے اور سلام عام کہا جائے۔

تیسری حدیث

وَمَا سَبَّحَ الْحَاجُّ مِنْ تَسْبِیْحَةٍ وَلَا هَلَّلَ مِنْ تَهْلِیْلَةٍ وَلَا کَبَّرَ مِنْ تَکْبِیْرَةٍ اِلَّا بُشِّرَ بِهَا تَبْشِیْرَةً [3]

جب آدمی (سُبْحَانَ اللہِ) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ، اَللہُ اَکْبَرُ ان میں سے جو بھی کلمہ کہتا ہے تو وہ اسی وقت اس کی خوشخبری دیا جاتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری و مسلم، نسائی، ابن ماجہ [2] ترغیب و ترہیب کتاب الحج
[3] ترغیب و ترہیب

Marfat.com

چوتھی حدیث

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ جَبَانٌ وَّاِنِّیْ ضَعِیْفٌ فَقَالَ هَلُمَّ اِلٰی جِهَادٍ لَا شَوْکَۃَ فِیْهِ اَلْحَجُّ [1]

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے کہا کہ میں ایک کمزور اور کم دل آدمی ہوں تو آپ نے فرمایا تم پھر ایسے جہاد کی طرف آؤ کہ جس میں کوئی نیزہ بازی نہیں اور نہ ہی زخم ہوتا ہے اور وہ حج ہے۔

پانچویں حدیث

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ دَعَاهُمْ فَاَجَابُوْهُ فَسَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالےٰ کے مہمان ہوتے ہیں۔ ان سے دعا کراؤ کیونکہ جب وہ دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالےٰ انکی دعا قبول کرتا ہے۔ اور جو وہ مانگتے ہیں تو اللہ تعالےٰ انہیں دے دیتا ہے

چھٹی حدیث

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعاء

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ [3]

---

[1] اسکو طبرانی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکے راوی ثقہ ہیں [2] اسکو بزاز نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اسکے راوی ثقہ ہیں [3] ترغیب وترہیب حاکم نے کہا ہے کہ اسکی سند مسلم کی شرط

Marfat.com

اے اللہ حاجیوں کو بخش دے اور اسکو بھی کہ جسکے لئے حاجی دعا کرے۔

ساتویں حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل افضل ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول پر ایمان لانا۔ پھر پوچھا کہ اسکے بعد تو آپ نے فرمایا اللہ تعالےٰ کے رستہ میں جہاد کرنا۔ پھر پوچھا کہ اسکے بعد تو آپ نے فرمایا کہ مبرور حج کرنا۔ مبرور حج کی توضیح پہلے ہو چکی ہے

آٹھویں حدیث

عَنِ ابْنِ شَمَاسَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَضَرْنَا عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ فِیْ سِیَاقَةِ الْمَوْتِ فَبَکٰی طَوِیْلًا وَقَالَ فَلَمَّا جَعَلَ اللّٰهُ الْاِسْلَامَ فِیْ قَلْبِیْ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُبْسُطْ یَدَكَ لِاُبَایِعَكَ فَبَسَطَ یَدَهٗ فَقَبَضْتُ یَدِیْ فَقَالَ مَالَكَ یَا عَمْرُو قَالَ اَرَدْتُ اَنْ

---

[۱] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

اَشْتَرِطُ قَالَ تَشْتَرِطُ مَاذَا قَالَ اَنْ يُّغْفَرَلِیْ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ یَا عَمْرُو اَنَّ الْاِسْلَامَ یَہْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ وَاَنَّ الْہِجْرَۃَ تَہْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہَا وَاَنَّ الْحَجَّ یَہْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ [۱]

ابن شماسہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فوت ہونے کے قریب تھے تو ہم انکی بیمار پرسی کرنے کے لئے گئے (تو کیا دیکھا) کہ وہ کافی دیر روتے رہے۔ پھر کہا کہ جب اللہ تعالٰی نے میرے دل میں اسلام کی محبت بٹھا دی تو میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ اللہ کے رسول آپ اپنا دایاں ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کروں جب آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا تو میں نے پیچھے کھینچ لیا۔ پھر آپ نے کہا کہ اے عمرو تو نے ایسا کیوں کیا میں نے کہا اللہ کے رسول مجھے یاد آگیا کہ آپ کے ساتھ کوئی شرط طے کرلوں تو آپ نے فرمایا ہاں طے کرلو تو میں نے عرض کیا اگر میں مسلمان ہوگیا تو میرے سابقہ گناہ بخش دیئے جائیں گے تو آپ نے فرمایا ہاں کیونکہ اسلام پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اسی طرح ہجرت اور حج بھی پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

آخری عمل کی اہمیت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَۃَ اِذْ وَقَعَ عَنْ رَاحِلَتِہٖ فَاَقْصَعَتْہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اغْسِلُوْہُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَکَفِّنُوْہُ بِثَوْبَیْہِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَہٗ

---

[۱] صحیح بخاری ومسلم وصحیح ابن خزیمہ

Marfat.com

وَلَا تُخَنِّطُوْہُ فَاِنَّہٗ یُبْعَثُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ مُلَبِّیًا [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ میدان عرفات میں ہمارے درمیان ایک آدمی تھا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑا ہوا تھا وہ اچانک اونٹنی سے گرا اور فوت ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ اسکو پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو اور اس کے انہیں دو کپڑوں میں کفن دے کر دفن کر دو لیکن سر کو نہ ڈھانپنا اور نہ خوشبو لگانا کیونکہ یہ اسی طرح قیامت کے دن لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔

۲: عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَامَاتَ عَلَیْہِ [2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر آدمی کا اٹھنا اسی حالت میں ہوگا۔ جس حالت میں وہ فوت ہوا۔

شہداء کا اٹھنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مَکْلُوْمٍ یُکْلَمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَکَلْمُہٗ یَدْمِیْ اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّیْحُ رِیْحُ مِسْکٍ [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی اللہ تعالےٰ کے راستے میں زخمی کیا گیا تو وہ قیامت کے دن اسی حالت میں اٹھے گا۔ اور اس کے

---

[1] صحیح بخاری و مسلم و صحیح ابن خزیمہ [2] صحیح مسلم [3] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

زخم سے خون بہتا ہوگا جس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور خوشبو کستوری کی مانند ہوگی۔

۴:۔ عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ فَوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَإِنَّهَا تَجِيءُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ لَوْنُهَا الزَّعْفَرَانُ وَرِيْحُهَا كَالْمِسْكِ[1]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان اللہ تعالےٰ کے راستہ میں صرف اتنا وقت لڑا جتنا کہ ایک آدمی اونٹنی کا دودھ دھونے کے بعد دوبارہ اسی وقت دھونے کے لئے درمیانی وقفہ ہوتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے اور جو مسلمان اللہ تعالےٰ کے راستہ میں زخمی کر دیا گیا اور یا کوئی معمولی سا زخم آیا تو وہ قیامت کے دن اس طرح خون بہتا ہوا آئے گا جیسے کسی بہت دودھ دینے والی اونٹنی کا دودھ بہتا ہے جس کا رنگ زعفران سا اور معطر کستوری کی مانند ہوگا

۵:۔ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيْلِي وَإِيْمَانٌ بِي وَتَصْدِيْقٌ بِرُسُلِي فَهُوَ ضَامِنٌ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أَرْجِعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيْمَةٍ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ

---

[1] ابو داؤد و ترمذی حدیث صحیح ہے

Marfat.com

فِي سَبِيْلِ اللهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ
لَوْنُهٗ لَوْنُ دَمٍ وَرِيْحُهٗ رِيْحُ مِسْكٍ وَالَّذِيْ نَفْسُ
مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ مَا قَعَدْتُ
خِلَافَ سَرِيَّةٍ تَغْدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اَبَدًا وَلٰكِنْ
لَا اَجِدُ سَعَةً فَاَحْمِلَهُمْ وَلَا يَجِدُوْنَ سَعَةً وَيَشُقُّ
عَلَيْهِمْ اَنْ يَتَخَلَّفُوْا عَنِّيْ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ
بِيَدِهٖ لَوَدِدْتُ اَنْ اَغْزُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَاُقْتَلَ
ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ثُمَّ اَغْزُوَ فَاُقْتَلَ ۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے اس آدمی کے بارے میں ضمانت
دیتا ہے جو اس کے راستے میں نکلتا ہے اور اسکا نکلنا صرف
مجھ پر ایمان لانا اور میرے رسولوں کو ماننا اور میری راہ میں
جہاد کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا تو ایسے شخص کا اللہ تعالے
خود ضامن ہے کہ یا تو اسے جنت میں داخل کرے گا اور اگر
زندہ بچ گیا تو گھر کی طرف بہت سے اجر و ثواب اور غنائم سے
واپس کرے گا اور مجھے اس اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میں محمد
صلے اللہ علیہ وسلم کی جان ہے
کہ جو آدمی اللہ تعالے کے راستہ میں زخمی کر دیا جاتا ہے تو وہ اسی
طرح قیامت کے دن زخموں سے چور اور خون سے بھرا ہوا آئے گا کہ
اس کے خون کا رنگ اسی خون کی طرح ہوگا. مگر خوشبو کستوری کی مانند
ہوگی پھر مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح مسلم، صحیح بخاری میں بھی اسکا بعض حصہ ذکر ہوا ہے

Marfat.com

کی جان ہے اگر میرا ہر لڑائی میں جانا مسلمانوں پر شاق نہ ہوتا تو میں کسی لشکر سے پیچھے نہ رہتا جسکو کہ میں نے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں روانہ کر دیا ہو۔ اور وہ لوگ جو جانی اور مالی اعتبار سے کمزور ہیں اور اپنے لئے پیچھے رہنا بھی موت کے مترادف سمجھتے ہیں لیکن ان کے پاس زاد راہ اور کوئی سواری نہیں ہے جس پر وہ بیٹھ کر وہاں پہنچ جائیں اور نہ ہی میرے پاس کوئی سواری ہے کہ میں انہیں بٹھا کر وہاں لے جاؤں تو ایسے لوگوں کو بھی وہی اجر و ثواب ملے گا جو ایک میدان مارنے اور جیتنے والے غازی کو ملتا ہے اور مجھے اس ذات کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی جان ہے میں یہ تمنا اور آرزو رکھتا ہوں کہ میں اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لڑوں، اور پھر قتل کیا جاؤں پھر لڑوں پھر قتل کیا جاؤں پھر لڑوں اور قتل کیا جاؤں

دنیا کے لمحات کی قدر

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ یُحِبُّ اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا وَلَہٗ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّہِیْدُ، یَتَمَنّٰی اَنْ یَّرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْکَرَامَۃِ (وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّہَادَۃِ) لہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید کے علاوہ کوئی ایسا آدمی نہیں جو جنت میں داخل ہونے کے بعد پھر دنیا میں کسی چیز کی تمنا رکھتا ہو دوبارہ دنیا میں آنے کی خواہش کرے گا۔ تو وہ صرف شہید ہی ہے جو شہادت کی عظمت ایک روایت میں شہادت کی فضیلت

لہ صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

دیکھ کر تمنا کرے گا کہ میں دنیا کی طرف لوٹوں اور اس کی راہ میں دس مرتبہ پھر قتل کیا جاؤں۔

۱۷۔ عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ قَالَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِیْدِ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُقَاتِلُ اَوْ اُسْلِمُ فَقَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِیْلًا وَّ اُجِرَ کَثِیْرًا[1]

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ کے پاس ہتھیار پہنے ہوئے آیا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول کیا میں لڑوں یا پہلے مسلمان ہوؤں تو آپ نے فرمایا پہلے مسلمان ہو جاؤ پھر لڑو تو وہ سنتے ہی مسلمان ہو گیا پھر لڑا اور قتل ہو گیا آپ نے دیکھا تو فرمایا اس نے عمل بہت کم کیا مگر اجر بہت دیا گیا

صدق کی برکت

عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَیْفٍ رَضِیَ اللّٰہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَاَلَ اللّٰہَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ[2]

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے صدق دل سے اللہ تعالےٰ سے شہادت کا سوال کیا تو اللہ تعالےٰ اسے شہداء کا ضرور مقام دے دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے بستر پہ ہی کیوں نہ فوت ہوا ہو۔

---

[1] صحیح بخاری و مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

دسواں باب

سورۃ حشر کی آخری آیات اور اپنی اولاد کو قرآن پاک پڑھانے کی فضیلت

قَالَ اَبُوْ اِسْحَاقَ الثَّعْلَبِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ اٰخِرَ سُوْرَۃِ الْحَشْرِ غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ

حضرت ابو اسحاق الثعلبی اپنی تفسیر میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے سورہ حشر کی آخری آیات پڑھیں تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

وَقَالَ اَبُوْ بَکْرِ بْنُ لَالٍ فِیْ کِتَابِ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ عَنْ اَنَسٍ رضی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَلَّمَ ابْنَہٗ الْقُرْاٰنَ نَظَرًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ وَمَنْ عَلَّمَ ابْنَہٗ قُرْاٰنًا ذُکِّمَا قَرَءَ اٰیَۃً رَفَعَ اللّٰہُ بِھَا الْاَبَ دَرَجَۃً حَتّٰی یَنْتَھِیَ اِلٰی اٰخِرِ مَا مَعَہٗ مِنَ الْقُرْاٰنِ

حضرت ابو بکر بن لال رحمۃ اللہ نے اپنی کتاب مکارم الاخلاق میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے اپنے

Marfat.com

بیٹے کو اسقدر تعلیم دلائی کہ اسے دیکھ کر قرآن پڑھنا آگیا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس آدمی نے اپنے بیٹے کو قرآن پڑھایا تو جب وہ کوئی آیت پڑھتا ہے تو اللہ تعالے اس کی وجہ سے اسکے باپ کا ایک درجہ بلند کرتا ہے حتیٰ کہ آخری آیت تک اسکے اتنے درجے بلند ہونگے

توضیح اس باب کی دونوں روایات کی سند کو دیکھا جائے تو دونوں ضعیف ہیں حتیٰ کہ بعض اہل علم نے پہلی کو موضوع اور دوسری کو ضعیف قرار دیا ہے۔ اس مضمون کی ایک اور روایت ہے جو طبرانی میں ہے اسکا بھی تقریبًا یہی مفہوم ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

مَنْ عَلَّمَ ابْنَهُ الْقُرْآنَ نَظَرًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَمَنْ عَلَّمَهُ إِيَّاهُ ظَاهِرًا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، وَيُقَالُ لِابْنِهِ اقْرَأْ فَكُلَّمَا قَرَأَ آيَةً رَفَعَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلْأَبِ بِهَا دَرَجَةً حَتّٰى يَنْتَهِيَ إِلَى آخِرِ مَا مَعَهُ مِنَ الْقُرْآنِ [1]

جس آدمی نے اپنے بیٹے کو اس حد تک قرآن مجید پڑھایا کہ وہ ناظرہ پڑھ سکتا ہے تو اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے اس قرآن کا ظاہری مفہوم بھی پڑھایا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اسکو اس حالت میں اٹھائے گا کہ اسکا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اس کے بیٹے کو حکم ہوگا کہ تو پڑھ جب اس نے ایک ایک آیت کرکے پڑھا (جتنا کہ اسے یاد تھا) تو ہر آیت کے بدلے اللہ تعالےٰ اس کے باپ کا ایک ایک درجہ بلند کرے گا۔

---

[1] حضرت ہیثمی نے کہا ہے کہ اس میں ایک ایسا راوی ہے کہ جسے میں نہیں پہچانتا

Marfat.com

تنبیہ

ان روایات کے ضعیف ہونے کی بناء پر کوئی آدمی یوں بھی نہ سمجھ بیٹھے کہ کسی آدمی کا اپنے بیٹے کو قرآن مجید پڑھانا اور دوسرا سورہ حشر کی آخری آیات پڑھنے کا بھی اسے کوئی اجر و ثواب نہیں ہے۔ اگرچہ یہ ضعیف ہیں لیکن ان کے علاوہ اور بھی روایات صحیحہ ہیں جو قرآن مجید کی فضیلت اور اس کے پڑھنے والے کی برتری کو واضح کرتی ہیں

بہتر کون لوگ ہیں

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَہٗ [1]

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے بہتر وہ آدمی ہے جو قرآن مجید پڑھتا اور پڑھاتا ہے

آدمی کا بہتر سہارا

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّہٗ یَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ شَفِیْعًا لِاَصْحَابِہٖ [2]

حضرت امامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے تم قرآن پڑھو کیونکہ یہ پڑھنے والوں کا قیامت کے دن شفیع بن کر آئے گا۔

قرآن کے ماہر کا مقام

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَّذِیْ یَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَھُوَ مَاھِرٌ بِہٖ مَعَ السَّفَرَۃِ الْکِرَامِ

---

[1] صحیح بخاری [2] صحیح مسلم

Marfat.com

الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن کو اسطرح پڑھا کہ اس کے مفہوم کو بخوبی سمجھ گیا۔ تو وہ معزز و مکرم فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو قرآن کو اس حالت میں پڑھتا ہے کہ اس پر زبان اٹکنے اور لکنت کی وجہ سے مشکل ہو جاتا ہے۔ تو اسے دُگنا اجر ملتا ہے۔

وہ آدمی جو قابلِ رشک ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آناء الليل و آناء النهار [2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا میں رشک کے قابل صرف دو آدمی ہیں۔ ایک تو وہ جس کو اللہ تعالےٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ اسکی تلاوت میں رات اور دن کھڑا رہتا ہے دوسرا کہ جس کو مال دیا ہے اور وہ اس سے دن رات خرچ کرتا ہے۔

۵:۔ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ

---

[1] صحیح بخاری مسلم

[2] صحیح بخاری وسلم

Marfat.com

اِقْرَاْ وَارْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتَ تُرَتِّلُ فِي الدُّنْيَا فَاِنَّ مَنْزِلَتَكَ عِنْدَ اٰخِرِ اٰيَةٍ تَقْرَأُهَا [1]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن کے حافظ اور ماہر کو کہا جائے گا کہ اب پڑھ اور اوپر چڑھ اور اسی طرح پڑھ جس طرح کہ تو دنیا میں اطمینان اور سکون سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرتا تھا۔ تو اب تیرا اس جگہ مقام ہے کہ جہاں پہنچ کر تو آخری آیت پڑھے گا۔

فائدہ

خطابی کا کہنا ہے کہ اثر میں یہ چیز بھی آتی ہے کہ قرآن مجید کی آیات بھی بقدر جنت کے درجات کی ہیں تو بقدر کسی کی قرأت ہوگی اسی قدر وہ ان درجات تک پہنچ سکے گا۔ ہاں اگر کسی کی تلاوت تمام آیات کی مسلسل آخر تک ہوئی تو وہ اجر و ثواب اور درجات کی بھی آخری سیڑھی تک پہنچ جائے گا۔ [2]

مومن کے تاج اور لباس کا حسن

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْآنَ وَعَمِلَ بِهٖ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا [3]

---

[1] ابوداؤد و ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث صحیح حسن ہے [2] ترغیب و ترہیب۔ [3] ابوداؤد حاکم نے کہا ہے کہ اسکی سند صحیح مسلم کی سند جیسی ہے بحوالہ ترغیب و ترہیب

Marfat.com

حضرت سہل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے قرآن پاک پڑھا اور پھر اس پر عمل بھی کیا تو اسکے والدین کو قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی چمک سورج کی چمک سے بھی زیادہ ہوگی وہ چمک کہ جو دنیا کے گھروں میں ہوتی ہے تو اب وہ شخص جس نے اسے پڑھا اور پھر عمل کیا تو اس کے مقام کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔

عَنْ بُرَیْدَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَءَ الْقُرْآنَ وَتَعَلَّمَ وَعَمِلَ بِہٖ اُلْبِسَ وَالِدَاہُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ تَاجًا مِنْ نُوْرٍ ضَوْءُہٗ مِثْلُ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَیُکْسٰی وَالِدَاہُ حُلَّتَیْنِ لَا یَقُوْمُ لَہُمَا الدُّنْیَا فَیَقُوْلَانِ لِمَ کُسِیْنَا ھٰذَا فَیُقَالُ بِاَخْذِ وَلَدِکُمَا الْقُرْآنَ لہ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے قرآن پڑھا اور سکھایا اور اس پر عمل کیا تو اسکے والدین کو قیامت کے دن ایک ایسا نورانی تاج ملے گا۔ جس کی چمک سورج جیسی ہوگی اور دو جوڑے پہنائے جائیں گے جو اسقدر نفیس اور قیمتی ہونگے کہ پوری دنیا بھی انکی قیمت کو نہیں پہنچ سکتی۔ تو وہ کہیں گے اے اللہ ہم نے تو کوئی ایسا عمل ہی نہیں کیا۔ لہذا وہ کونسا عمل ہے جسکی وجہ سے ہم کو یہ دو کپڑوں کے جوڑے پہنائے گئے ہیں تو حکم ہوگا۔ کہ یہ وہ عمل ہے جو تمہارے لڑکے نے قرآن پڑھا تھا۔

لہ ترغیب و ترہیب حاکم نے کہا کہ یہ صحیح مسلم کی شرط پر ہے۔

Marfat.com

قوموں کی ترقی و تنزل کا ذریعہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِہٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَ یَضَعُ بِہٖ آخَرِیْنَ [1]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً اللہ تعالےٰ اس کتاب کو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی وجہ سے قوموں کو بلند کرتا ہے اور وہ قومیں جو اسکے برعکس چلتی ہیں۔ انہیں نیچا بھی اسی وجہ سے کرتا ہے۔

عالم کی عابد پر فضیلت

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِیْ عَلٰی اَدْنَاکُمْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ وَاَھْلَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی النَّمْلَۃَ فِیْ جُحْرِھَا وَ حَتَّی الْحُوْتَ لَیُصَلُّوْنَ عَلٰی مُعَلِّمِی النَّاسِ الْخَیْرَ [2]

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عالم کی فضیلت عابد پر اس طرح ہے جس طرح میری فضیلت تمہارے کسی ادنیٰ پر ہے پھر آپ نے کہا کہ وہ عالم جو لوگوں کو دین سکھاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے اپنی

---

[1] صحیح مسلم

[2] رواہ الترمذی اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

رحمت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ فرشتے اور زمین و آسمان کے رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹیاں بھی اپنی بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہیں۔

تنبیہ یہاں پر یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ یہ مقامات اور درجات آدمی کو اسی وقت ہی میسر ہو سکتے ہیں جب کہ وہ اس علم کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کے لئے پڑھے ورنہ اگر اس مقصد سے ہٹ کر کوئی اور مقصد ہوا تو پھر سوائے خسارے اور ندامت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے۔

(۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ لَا یَتَعَلَّمُہٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِہٖ عَرَضًا مِّنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَعْنِیْ رِیْحَھَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس علم کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے علاوہ کسی اور دنیا کی غرض سے پڑھا تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

عالم بے عمل کی سزا

عَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَۃَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُلْقٰی فِی النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِہٖ فَیَدُوْرُ بِھَا کَمَا یَدُوْرُ الْحِمَارُ فِی الرَّحٰی فَیَجْتَمِعُ اِلَیْہِ اَھْلُ النَّارِ فَیَقُوْلُوْنَ

لہ :۔ ابو داؤد اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔

Marfat.com

يَا فُلَانُ مَالَكَ اَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ : فَيَقُوْلُ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا آتِيْهِ وَ اَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَ آتِيْهِ [1]

ابی زید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ قیامت کے دن ایک ایسا شخص لایا جائے گا جب اسے جہنم میں ڈالا گیا۔ تو اس کے پیٹ کی تمام انتڑیاں نکل کر باہر آجائیں گی۔ اور وہ انکے گرد اس طرح گھومے گا جس طرح کہ چکی کے گرد گدھا گھومتا ہے تو تمام اہل نار اس کے گرد جمع ہو جائیں گے اور کہیں گے۔ اے فلاں کیا تو لوگوں کو نیکی کا حکم اور برائی سے نہیں روکتا تھا۔ تو وہ کہے گا۔ ہاں لیکن جس نیکی کا حکم کرتا تھا میں اسے خود نہیں کرتا تھا۔ اور جس برائی سے روکتا تھا اسے خود کرتا تھا۔

سورہ حشر کی آخری تین آیات کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ حَبِیْبِیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اِسْمِ اللّٰهِ الْاَعْظَمِ فَقَالَ عَلَیْكَ بِاٰخِرِ سُوْرَةِ الْحَشْرِ وَاَكْثِرْ قِرَاءَتَهَا فَاَعَدْتُ عَلَیْهِ فَاَعَادَ عَلَیَّ ؛۔

---

[1] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اسم اعظم کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے فرمایا سورۃ حشر کی آخری آیات نہ چھوڑنا بلکہ انہیں اکثر پڑھتے رہنا۔ پھر میں نے سوال کیا تو آپ نے یہ ہی کہا۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَءَ خَوَاتِیْمَ الْحَشْرِ مِنْ لَیْلٍ اَوْ نَھَارٍ فَقُبِضَ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ اَوِ اللَّیْلَۃِ فَقَدْ اَوْجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃَ۔

حضرت ابی امامۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے سورہ حشر کی آخری آیات رات یا دن کے کسی حصہ میں پڑھ لیں اور پھر وہ اسی رات یا دن کے کسی حصہ میں فوت ہو گیا تو اسکے لئے جنت واجب ہو گی۔

(۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَءَ (لَوْ اَنْزَلْنَا ھٰذَا الْقُرْاٰنَ اِلٰی اٰخِرِھَا فَاِنْ مَاتَ مِنْ لَیْلَتِہٖ مَاتَ شَہِیْدًا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے (لو انزلنا ھذا القرآن) سے لیکر آخر سورہ تک ان آیات کو پڑھا۔ تو اگر وہ پڑھنے کے بعد اسی رات فوت ہو گیا۔ تو وہ شہادت کی موت فوت ہوا۔

(۴) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

Marfat.com

وَقَرَأَ ثَلَاثَ آيَاتٍ مِنْ سُورَةِ الْحَشْرِ وَكَّلَ اللّٰهُ بِهِ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يُصَلُّونَ عَلَيْهِ حَتّٰى يُمْسِيَ وَإِنْ مَاتَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيدًا وَمَنْ قَالَهُ حِينَ يُمْسِي كَانَ كَذٰلِكَ[1]

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کے وقت اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم اور سورہ حشر کی تین آخری آیات پڑھ لیتا ہے تو شام تک اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس پر مقرر کر دیتا ہے جو اسکے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور اسی طرح اگر وہ شام کے وقت انکو پڑھ لیتا ہے تو صبح تک وہ دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں۔

تنبیہ

اگرچہ ان روایات میں کسی قدر ضعف ہے لیکن پھر بھی ان آیات کی برتری اور ایک نمایاں مقام اور شان ہونے کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔

گیارھواں باب

تسبیح تہلیل اور تکبیر کہنے کی فضیلت

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ حِبَّانَ فِي فَوَائِدِ الْأَصْفَهَانِيِّ عَنْ أُمِّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

[1] قال الترمذی حسن غریب بعض نسخوں میں صرف غریب ہے۔ ان روایات میں ایک راوی خالد بن طہمان ہے جو پہلے صدوق تھا مگر وفات سے دس سال قبل اسکے حافظے میں ضعف آگیا تھا۔

Marfat.com

وَكَانَتْ تُكْثِرُ الصِّيَامَ وَالصَّلٰوةَ وَالصَّدَقَةَ فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَكَتْ إِلَيْهِ ضُعْفَهَا فَقَالَ سَأُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ عِوَضٌ مِنْ ذٰلِكَ تُسَبِّحِيْنَ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ فَتِلْكَ مِائَةُ رَقَبَةٍ تُعْتِقِيْنَهَا مُتَقَبَّلَةً وَتَحْمَدِيْنَ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ فَذٰلِكَ مِائَةُ بَدَنَةٍ مُجَلَّلَةٍ تُهْدِيْنَهَا مُتَقَبَّلَةً وَتُكَبِّرِيْنَ اللّٰهَ مِائَةَ مَرَّةٍ وَهُنَاكَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكِ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكِ وَمَا تَأَخَّرَ۔

ابو عبداللہ محمد بن حبان فوائد اصفہانی میں حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ مائی تھی جو نماز، روزہ اور صدقہ کثرت سے کیا کرتی تھی ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسکے پاس آئے تو اس نے اپنی کمزوری کی شکایت کی کہ اللہ کے رسول اب میں کثرت سے نفلی نماز روزہ اور صدقہ تو نہیں کر سکتی لہذا آپ اسکا کوئی اور حل فرمائیں تو آپ نے کہا اچھا اسکے عوض میں تمہیں ایک اور وظیفہ بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ تو سو مرتبہ (سبحان اللہ) پڑھ لیا کر تو اسکا ثواب تم کو سو مقبول آزاد کردہ غلاموں کی مانند ہوگا۔ اور سو مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو تو اسکا ثواب تمکو سو مقبول اونٹ اللہ تعالیٰ کی راہ میں ذبح کرنے کی مانند ہوگا۔ اور سو مرتبہ (اللہ اکبر) پڑھ لیا کر تو اسوقت اللہ تعالے تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا۔

کھانا کھانے کے بعد کی دعا

قَالَ أَبُوْدَاوُدَ فِي السُّنَنِ عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَكَلَ

Marfat.com

طعامًا ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ اُغْفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ وَسَهْلُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ الْجُهَنِیْ الْمِصْرِیْ تَابِعِیٌ مَشْهُوْرٌ بِالصِّدْقِ [1]

ابوداود نے اپنی سنن میں سہل بن معاذ بن انس رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی نے کھانا کھانے کے بعد یہ حدیث میں ذکر کردہ دعا پڑھی تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں جس کا یہ ترجمہ ہے۔ (اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے یہ رزق یہ کھانا بغیر میری جدوجہد اور طاقت صرف کرنے کے مجھے کھلایا) اس حدیث کی سند حسن ہے۔ اور سہل بن معاذ بن انس الجہنی المصری تابعی ہیں اور سچے ہیں۔

توضیح

حضرت امام احمد اور نسائی نے اسی ام ہانی رضی اللہ عنہا کی روایت کو ان الفاظ سے ذکر کیا ہے۔

مَرَّ بِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ کَبِرَتْ سِنِّیْ وَضَعُفْتُ اَوْ کَمَا قَالَتْ فَمُرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهٗ وَاَنَا جَالِسَةٌ فَقَالَ سَبِّحِیْ اللّٰهَ مِائَةَ تَسْبِیْحَةٍ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ مِائَةَ رَقَبَةٍ تَعْتِقِیْنَهَا مِنْ وُلْدِ اِسْمَاعِیْلَ وَاحْمَدِیْ اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِیْدَةٍ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ لَكِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِیْنَ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکَبِّرِیْ اللّٰهَ مِائَةَ تَکْبِیْرَةٍ فَاِنَّهَا تَعْدِلُ مِائَةَ

---

[1] وایضًا رواہ ابن ماجہ ترمذی وقال حدیث حسن غریب

Marfat.com

بَدَنَةٌ مُقَلَّدَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ وَهَلِّلِي اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِيلَةٍ قَالَ اَبُوْخَلَفٍ اَحْسِبُهُ قَالَ لَا تَذَرُ تَمْلَأُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ وَلَا يَرْفَعُ يَوْمَئِذٍ عَمَلٌ اَفْضَلُ مِمَّا يَرْفَعُ لَكِ اِلَّا اَنْ يَاْتِيَ بِمِثْلِ مَا اَتَيْتِ [1]

کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو میں نے کہا اللہ کے رسول آپ دیکھتے ہیں کہ میں بے حد ضعیفی کو پہنچ چکی ہوں۔ اور یا ایسی کوئی اور بات کہی تو آپ مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں کہ جو میں بیٹھ کر ہی پڑھ لیا کروں۔ تو آپ نے فرمایا کہ سو مرتبہ (سُبْحَانَ اللّٰہ) پڑھ لیا کر تو تم کو اتنا ثواب ملے گا۔ گویا کہ تو نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ایک سو غلاموں کو آزاد کیا اور اسی طرح سو مرتبہ (الحمد للہ) پڑھ لیا کر تو اسکا ثواب اسقدر ہے کہ ایک سو گھوڑا بمع اپنی زین اور لگام کے ہو اور پھر تو ان تمام پر لوگوں کو بٹھا کر اللہ تعالےٰ کے راستہ میں لے جائے اور اسی طرح سو مرتبہ (اللہ اکبر) پڑھ لیا کر تو اسکا ثواب ایک سو قلادہ پہنائے گئے۔ اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول اونٹوں کی مانند ہوگا۔ اور اسی طرح سو مرتبہ (لا الہ الا اللہ) پڑھ لیا کر۔ تو ابوخلف کہتے ہیں۔ کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہا کہ یہ کلمہ زمین و آسمان کے درمیانی خلا کو بھر دیتا ہے اور جس دن تو نے یہ وظیفہ کر لیا تو تیرا کوئی عمل اس پایہ کا نہیں ہوگا جو وہ اللہ کی طرف اٹھایا جا سکے مگر اسی کا عمل کہ جس نے یہ ہی عمل تیری ہی مانند پڑھا۔

فائدہ ان کلمات کی فضیلت صحیحین کی روایات میں بھی کثرت سے ملتی ہے

[1] : اسی طرح امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو پورا ذکر کیا ہے ابن ماجہ اور طبرانی کبیر میں ہے لیکن الفاظ میں قدرے تبدیلی ہے

Marfat.com

نماز کے بعد پڑھنے کا وظیفہ :-

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ :-

ان فقراء المہاجرین اتوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا ذھب اھل الدثور بالدرجات العلی والنعیم المقیم یصلون کما نصلی و یصومون کما نصوم ولھم فضل من اموال یحجون و یعتمرون و یجاھدون و یتصدقون فقال :- الا اعلمکم شیئاً تدرکون بہ من سبقکم وتسبقون من بعدکم ولا یکون احدٌ افضل منکم الا من صنع مثل ما صنعتم : قالوا بلی یا رسول اللہ قال تسبحون و تحمدون و تکبرون خلف کل صلاۃٍ ثلاثا وثلاثین قال ابوصالح الراوی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ لما سئل عن کیفیۃ ذکرھن قال یقول سبحان اللہ والحمد للہ - واللہ اکبر، حتیٰ یکون منھن کلھن ثلاثاً و ثلاثین [1]

وزاد مسلم فی روایتہ فرجع فقراء المہاجرین الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا سمع اخواننا اھل الاموال بما فعلنا ففعلوا مثلہ :- فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء "

[1] صحیح بخاری

Marfat.com

بے شک فقراء مہاجرین کی ایک جماعت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور شکایت کی کہ اے اللہ کے رسول مالدار لوگ تو درجات اور ہمیشہ کی نعمتوں کے اعتبار سے ہم سے آگے نکل گئے ہیں کیونکہ جسطرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جسطرح ہم روزہ رکھتے ہیں۔ وہ بھی رکھتے ہیں لیکن اُنکی فوقیت ہم پر یہ ہے کہ انکے پاس مال ہے جس کی وجہ سے وہ حج، عمرہ، جہاد اور خیرات کرتے ہیں لیکن ہمارے پاس مال نہیں کہ ہم بھی یہ اعمال کرسکیں۔ تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا وظیفہ نہ بتاؤں اگر تم نے اس پر دوام کیا تو ان مالدار لوگوں سے بھی تم آگے نکل جاؤ گے۔ اور تمہارے مقام کو کوئی نہیں پہنچ سکے گا مگر وہی کہ جس نے اس وظیفے کو تمہاری ہی طرح پڑھا۔ تو صحابہ نے کہا ہاں ضرور تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم (سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر) ہر فرض نماز کے بعد تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ اس روایت کے راوی ابوصالح جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ ان کلمات کے پڑھنے کا طریق کار کیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ (سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ) یہ تینوں کلمات جدا جدا پڑھنے کے علاوہ ایک ہی مرتبہ تینوں ملا کر تینتیس ۳۳ مرتبہ پڑھ لئے جائیں تو پھر بھی یہ ہر کلمہ تینتیس ۳۳ تینتیس ۳۳ مرتبہ ہو جائے گا۔

مسلم کی روایت میں یہ بھی ذکر ہے کہ دوبارہ پھر وہی فقراء مہاجرین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اللہ کے رسول جب اس وظیفے کا علم ہمارے اُن مالدار بھائیوں کو ہوا تو اب انہوں نے بھی اسکو پڑھنا شروع کر دیا۔ تو پھر اب ہم کو کیا

Marfat.com

کرنا چاہیے) تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کا فضل ہے تو جس شخص کے بارے وہ چاہے اُسے زیادہ بھی دے دیتا ہے۔

سوتے وقت پڑھنے کا وظیفہ

وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ ولفاطمۃ رضی اللہ عنہما اذا اویتما الی فراشکما اواذا اخذتما مضاجعکما فکبّرا ثلاثا وثلاثین وسبحا ثلاثا وثلاثین واحمدا ثلاثا وثلاثین وفی روایۃ: التسبیح اربعًا وثلاثین وفی روایۃ التکبیر اربعًا وثلاثین [1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور اپنی بیٹی حضرت فاطمہ کو ایک وظیفہ بتایا فرمایا جب تم دونوں اپنی چارپائی پر سونے کا ارادہ کرو، تو تنتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر تنتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تنتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو ایک روایت میں ہے کہ (سبحان اللہ) چونتیس ۳۴ مرتبہ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اکبر چونتیس ۳۴ مرتبہ۔

عَنْ ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ احب الی مما طلعت علیہ الشمس [2] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا یہ کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اسقدر افضل ہے کہ میں اگر اسکو ایک مرتبہ پڑھ لوں تو یہ مجھے پوری دنیا سے بھی زیادہ پسند ہے جس پر کہ سورج طلوع ہوتا ہے۔

---

[1] صحیح بخاری مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

بہت اونچے درجے کا وظیفہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِیْنَ یُصْبِحُ وَحِیْنَ یُمْسِیْ: (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ) مِائَةَ مَرَّةٍ لَمْ یَأْتِ اَحَدٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَّا اَحَدٌ قَالَ مِثْلَ مَا قَالَ اَوْ زَادَ ؎

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہر صبح اور شام کرنے کے بعد (سبحان اللہ و بحمدہ) سو مرتبہ پڑھ لیتا ہے۔ تو قیامت کے دن کوئی شخص بھی اس شخص کی افضیت کو نہیں پہنچے گا۔ مگر وہی کہ جس نے ان کلمات کو سو مرتبہ پڑھا اور یا زیادہ

اسی طرح کا ایک اور وظیفہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فِیْ یوم مائة مرة كانت له عدل عشر رقاب وكتبت له مائة حسنة ومحيت عنه مائة سيئة وكانت له حرزا من الشيطان يومه ذلك حتى يمسى ولم يات احد بافضل مما جاء به الا رجل عمل اكثر منه وَقَالَ مَنْ قَالَ (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ) فِیْ یوم مائة مَرَّةٍ

؎ صحیح مسلم

حطت خطایاہ وان کان مثل زبد البحر[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ کلمہ (لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ) ایک دن میں سو مرتبہ پڑھ لیا تو گویا کہ اس نے دس غلام آزاد کئے سو نیکیاں لکھی گئی سو برائیاں مٹ گئیں اور اس دن شام تک وہ شیطان سے بھی محفوظ رہا اور کوئی آدمی اس کے اس عمل کو نہیں پہنچ سکے گا۔ مگر وہی کہ جس نے یہ ہی کلمہ سو مرتبہ پڑھا اور یا زیادہ یہ بھی آپ نے فرمایا (سبحان اللہ وبحمدہ) دن میں سو مرتبہ کہہ لینے سے آدمی کے سب گناہ مٹ جاتے ہیں اگرچہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ جو شخص یہ ہی کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ دس مرتبہ پڑھ لیتا ہے تو گویا کہ اس نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے چار غلام آزاد کئے[2]

مدینہ کی فضیلت

قال ابو الحسن الربعی فی کتاب فضائل الشام عن النبی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینۃ بین الجبلین یقال لہا عکا من دخلہا رغبۃ فیہا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر ومن خرج منہا رغبۃ عنہا لم یبارک لہ فی خروجہ وبہا عین تسمی عین البقر من شرب منہا ملا اللہ بطنہ

[1] صحیح بخاری ومسلم [2] صحیح بخاری

Marfat.com

نوراً ومن افاض علیہ منہا کان طاہراً الیٰ یوم القیمہ اسنادہٗ مجہولٌ

حضرت ابوالحسن الربعی نے اپنی کتاب فضائل الشام میں حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ دو پہاڑوں کے درمیان ہے اور اسکا نام عکّا ہے جو شخص اس میں داخل ہو گیا تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور جو اس سے اعراض کرتا ہوا نکل جاتا ہے تو اسکا نکلنا بابرکت نہیں ہوتا اور اس میں ایک چشمہ ہے جسکا نام عین البقر ہے جس نے اس سے ایک دفعہ پی لیا تو اللہ تعالےٰ اسکا پیٹ نور سے بھر دے گا۔ اور جس نے اس کا پانی اپنے جسم پر ڈالا تو وہ قیامت تک کے لئے پاک ہو گیا۔ اس روایت کی سند مجہول ہے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ اس روایت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو فضائل الشام میں تو پایا ہے لیکن اسکی سند کے راویوں کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اور نہ ہی میں نے اس روایت کو حدیث کی ان کتابوں میں پایا ہے جو میرے پاس موجود ہیں اور ان میں عکا کے فضائل ہیں سوا اس کے کہ میں نے معجم البلدان میں ایک حدیث پائی ہے جو یاقوت حموی کی ہے اس میں ذکر ہے "طُوبیٰ لِمَنْ رَأَی عَکَّا"،، خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جس نے عکا کو دیکھا۔

Marfat.com

بارھواں باب

جس شخص کی زبان اور ہاتھ سے کسی کو تکلیف نہ ہو۔

قَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَضٰى نُسُكَهٗ وَسَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ واخرجه ابو يعلى في مسنده الكبير كذلك

حضرت امام احمد بن منیع اپنی مسند میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے حج کے احکامات پورے کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ اور زبان سے بھی کسی مسلمان کو تکلیف نہ دی تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ابو یعلیٰ نے اپنی مسند کبیر میں بھی اس حدیث کو اسی طرح ذکر کیا ہے۔

توضیح و تنبیہ: اس مقام پر مسلمان آدمی کو خبردار کیا گیا ہے کہ نماز، روزہ، حج زکوٰۃ اور دیگر اعمال کرنے کے ساتھ ساتھ اس چیز کا بھی خاص کر خیال رکھا جائے کہ تیرے کسی اعضاء سے کسی مسلمان کو کوئی دکھ اور تکلیف نہ پہنچے ورنہ اگر کسی مسلمان کو کوئی ایذا یا کسی مظلوم پر ہاتھ لمبا کرکے تو نے اس پر آوازیں

Marfat.com

کسیں اور اسکو پریشان کیا تو پھر ہو سکتا ہے کہ اسکا ایک ہی ٹھنڈا سانس تیرے نامہ اعمال کو تباہ کر کے رکھ دے یاد رکھنا مومن مرد اور مومن عورتوں کو پریشان کرنا یہ کوئی معمولی گناہ نہیں بلکہ کبیرہ گناہ ہے اسی وجہ سے اس بارے میں اللہ تعالےٰ اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں کثرت سے ہدایات دی ہیں۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ۝ لہ

صرف مومن ہی تو آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جب کہیں ان کا آپس میں جھگڑا ہو جائے تو تم ان اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کروا دیا کرو۔ اور یہ بھی چاہیے کہ تم ہر وقت اللہ سے ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو۔ (تمہیں یہ بھی چاہیے) کہ کوئی قوم کسی قوم کو استہزا نہ کرے ہو سکتا ہے کہ جو قوم کسی کو استہزا کرتی ہے وہی اس سے بہتر ہو اور نہ ہی عورتیں

لہ سورہ حجرات آیت ۱۰ تا ۱۲

Marfat.com

عورتوں کو استہزا کریں ہو سکتا ہے کہ وہ عورتیں جن کو استہزا کرتی ہیں وہی ان سے بہتر ہوں اور یہ بھی چاہیئے، کہ تم خود اپنے ایک دوسرے پر عیب مت لگاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے کو بُرے لقب دو۔ کیونکہ کسی شخص کا ایمان لانے کے بعد پھر ایسے فسق کام کرنا یہ بہت بُری چیز ہے کہ جسکا نام بھی اچھا نہیں ہے، تو اگر اب بھی جن لوگوں نے توبہ نہ کی تو وہی لوگ ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اور یہ بھی چاہیئے، کہ تم بُرے گمانوں سے بچتے رہو۔ کیونکہ بعض گمان واضح طور پر گناہ ہوتا ہے (اور یہ بھی چاہیئے) کہ تم کسی مسلمان کے گناہ کی جاسوسی مت کرو اور نہ ہی کوئی بعض تمہارا کسی بعض مسلمان بھائی کی غیبت کرے کیونکہ کیا تم سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ وہ اپنے مرے ہوئے عینی بھائی کا گوشت کھائے بلکہ تم تو اس سے گھن جاؤ گے۔ (تو اب یہ بھی چاہیئے) کہ تم اللہ سے ڈرتے رہو۔ بے شک اللہ تعالے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

۲: وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ۵

وہ لوگ جو مومن مرد اور مومن عورتوں پر بغیر اس کے کہ کوئی ان پر جرم ثابت ہو زبانیں کستے ہیں تو وہ لوگ ایک بہت بڑے بہتان اور صریح بہتان کے متحمل ہوتے ہیں۔

سابقہ آیت کے ایک جزء کی توضیح

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ

پر غور کریں تو اس جملے کے دو ہی معانی ہو سکتے ہیں ایک تو وہ جو پہلے گذر چکا ہے جسکی تفصیل یہ ہے

---

۵ سورہ الاحزاب آیت ۵۸

کسی شخص کا ایمان لانے کے بعد پھر ایسے بُرے کام کرنا کہ اسکا نام ہی فاسق پڑ جائے تو یہ بہت برا نام ہے جو اس نے کثرت فسق کی وجہ سے حاصل کر لیا ہے۔

۲:- اگر کسی آدمی نے ایمان لانے کے بعد پھر کسی آدمی کو مذاق، عیب اور یا اس کے کسی بُرے کام کو دیکھ کر اس پر فوراً فاسق کا فتویٰ لگا دیا تو یہ اس نے بہت بُرا کیا کیونکہ کسی کو فاسق کہنا یہ کوئی معمولی سا نام نہیں ہے کہ وہ اسے برداشت کر جائے بلکہ یہ تو بہت بُرا نام ہے لہٰذا سوچ کر بات کرے کیونکہ اگر وہ ایسا نہ ہوا تو پھر یہ ہی پلٹ کر تمہاری طرف آجائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَرْمِیْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ اَوِ الْکُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَیْهِ اِنْ لَّمْ یَکُنْ صَاحِبُہٗ کَذٰلِکَ[1]

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ کوئی آدمی کسی آدمی کو فاسق یا کافر نہ کہے کیونکہ اگر وہ ایسا نہیں ہے تو پھر یہ ہی کلمہ اسکی طرف پلٹ آئے گا۔ اب انشاء اللہ یہاں چند ایسی روایات ذکر ہوں گی کہ جن میں مسلمانوں کو آپس میں لڑنا اور ایک دوسرے سے بات نہ کرنا اور ہر وقت بغض کینہ اور حسد سے بھرا رہنا بات بات پر ٹوکنا اور ایک دوسرے کو رسوا کرنے کی ہر ممکن کوشش کرنا تو یہ بھی کوئی اچھے کام نہیں ہیں کہ جن سے آدمی آخرت میں سرخرو ہو سکے۔ بلکہ یہ بھی تو اسکی رضا اور عطا سے کوسوں دور کر دینے والے کام ہیں۔ ان سے اجتناب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

---

[1] صحیح بخاری

Marfat.com

اس بارے میں ایک بہت بڑی جامع حدیث

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا کما امرکم المسلم اخو المسلم لا یظلمہ ولا یخذلہ ولا یحقرہ التقوی ھھنا۔ التقوی ھھنا ویشیر الی صدرہ بحسب امرئ من الشر ان یحقر اخاہ المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ ان اللہ لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم وفی روایۃ لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تحسسوا ولا تجسسوا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ لا تقاطعوا ولا تدابروا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا وفی روایۃ ولا تھاجروا ولا یبیع بعضکم علی بیع بعض [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم خاص کر بُرے گمانوں سے بچو کیونکہ بدگمان بڑی جھوٹی کلام ہے اور تم کسی مسلمان کے اچھے اور بُرے کام کی بھی ٹوہ مت لگاؤ اور نہ ہی ایک دوسرے پر تکبر اور حسد کرو اور نہ ہی تم آپس میں ایک دوسرے کو دشمن اور مبغوض جانو۔ بلکہ تم اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو جس طرح کہ اللہ تعالٰے نے تمہیں حکم دیا ہے۔ مسلمان نہ تو کسی مسلمان کو ذلیل و حقیر

---

[1] صحیحین

Marfat.com

سمجھتا ہے اور نہ وہ اس پر کوئی ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ اسکا بھائی ہے۔ پھر آپ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دو دفعہ کہا کہ تقویٰ اس جگہ ہے۔ تو آدمی کے لئے برا کام اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے ہر مسلمان کا مال خون اور اسکی عزت ہر مسلمان پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دی ہے تو اللہ تمہارے جسم، صورتیں اور ظاہری اعمال کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تو تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے ایک روایت میں ہے کہ تم آپس میں حسد بغض نہ کرو۔ اور نہ ہی کسی کے گناہوں کی ٹوہ لگاؤ اور جب کوئی چیز فروخت ہو چکی ہو تو تم اسکی بولی مت بڑھاؤ تم اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو ایک روایت میں ہے کہ تم ایک دوسرے سے جدا مت ہوؤ اور نہ ہی تم ایک دوسرے کو دشمن اور مبغوض سمجھو اور نہ ہی حسد کرو بلکہ تم صرف اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو اور یہ بھی کہ تم ایک دوسرے کو نہ چھوڑو اور نہ ہی تم اپنے بعض بھائی کی بیع پر بیع کرو۔

فائدہ

یہ حدیث مسلمانوں کو متحد کرتے نظم ونسق کو سنوارنے معاشرے کو صحیح کرنے اور سب کو ایک جان بنا دینے میں مس کیمیا کا حکم رکھتی ہے بشرطیکہ اس پر عمل ہو۔

بغض و کینہ کے نقصانات

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلًا کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

سوموار اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ان ہر دو دنوں میں ہر شخص کو بخش دیا جاتا ہے سوائے تین آدمیوں کے ایک تو وہ جس نے اللہ تعالٰی کے ساتھ شرک کیا۔ دوسرے وہ دو آدمی کہ جن کے دلوں میں ایک دوسرے کا کینہ بھرا ہوا ہے تو کہا جاتا ہے کہ صلح ہونے تک ان دونوں کا انتظار کرو صلح ہونے تک ان دونوں کا انتظار کرو، صلح ہونے تک ان دونوں کا انتظار کرو۔

مسلمان کو مارنے اور گالی دینے کی سزا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهُ كُفْرٌ [1]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو گالی دینا بدترین گناہ ہے۔ اور اسکو مارنا کفر ہے۔

غلام کو تہمت لگانے کی سزا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ بِالزِّنَا يُقَامُ عَلَيْهِ الْحَدُّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ جس شخص نے اپنے غلام کو تہمت لگائی تو اگر اس نے زنا نہیں کیا تو مالک کو قیامت کے دن حد لگائی جائے گی۔

حسد رکھنے کے نقصانات

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ

---

[1] صحیح بخاری [2] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

الحطب اَوْ قَالَ العُشْبَ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خاص کر تم حسد سے بچو کیونکہ حسد آدمی کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے اور یا لکڑیوں کی بجائے گھاس کہا۔

کبر کی توضیح

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَالَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ یُحِبُّ اَنْ یَّکُوْنَ ثَوْبُہٗ حَسَنًا وَنَعْلُہٗ حَسَنَۃً فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ [2]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی کے دل میں بقدر ایک ذرہ برابر بھی کبر ہوا۔ تو وہ جنت میں نہیں جائے گا۔ تو ایک آدمی نے پوچھا۔ اللہ کے رسول اگر کوئی آدمی یہ پسند کرے کہ میرا کپڑا اور جوتا اچھا ہو تو کیا یہ بھی کبر ہے۔ فرمایا نہیں یہ تو خوبصورتی ہے اللہ بھی خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ کبر تو یہ ہے حق بات کو نہ ماننا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

اللہ تعالےٰ کی غیرت

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللہ علیہ وسلم قَالَ رَجُلٌ وَاللّٰہِ لَا یَغْفِرُ اللّٰہُ لِفُلَانٍ فَقَالَ

---

[1] ابوداؤد [2] صحیح مسلم

Marfat.com

اللہُ عَزَّ وَجَلَّ: مَنْ ذَا الَّذِیْ یَتَأَلّٰی عَلَیَّ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لِفُلَانٍ اِنِّیْ قَدْ غَفَرْتُ لَہٗ وَ اَحْبَطْتُ عَمَلَکَ[1]

حضرت جندب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی آدمی نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ فلاں شخص کو اللہ نہیں بخشے گا۔ تو اللہ نے کہا کون ہے جو مجھ پر قسم کھاتا ہے کہ فلاں شخص کو اللہ نہیں بخشے گا اب میں نے اسکو تو بخش دیا اور تیرے اعمال کو ضائع کر دیا ہے۔

تنبیہ: ذرا غور کرنا کہ آدمی کی زبان کا معاملہ بیحد کمزور اور نازک ہوتا ہے۔ کیونکہ بعض دفعہ ایسے کلمات کا ارتکاب بھی کر جاتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک ہی کہہ لیا گیا۔ تو آدمی کی پوری زندگی کے اعمال ضائع ہو جاتے ہیں اس لئے بات سوچ سمجھ کر کرنی چاہیے۔

مسلم اور مہاجر کی تعریف

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ وَ الْمُہَاجِرُ مَنْ ھَجَرَ مَا نَھَی اللہُ عَنْہُ[2]

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان وہ ہے جسکی زبان اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں اور مہاجر وہ ہے جس چیز سے اللہ نے روکا ہے اسے ترک کر دے۔

کلمۂ ہلاک کہنے کی ممانعت

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اِذَا قَالَ الرَّجُلُ ھَلَکَ النَّاسُ فَھُوَ اَھْلَکُھُمْ[3]

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح بخاری مسلم [3] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی یوں کہے کہ فلاں لوگ ہلاک ہوگئے۔ تو وہ ان سے زیادہ ہے۔

توضیح :- علماء نے اس حدیث کی توضیح کرتے ہوئے یوں لکھا ہے کہ یہ ممانعت صرف اسی آدمی کے حق میں ہے جو خود اپنے آپ کو دوسروں کی نسبت بڑا سمجھتا ہے اور اس پر اترانا ہے۔ کہ دنیا میں صرف میں ہی کامیاب وکامران ہوں۔ دوسرے سب لوگ مجھ سے ہیچ اور نیچ ہیں اور کوئی ایسا نہیں جو میرے سوا ہلاکت کے گھڑے میں دگرا ہوا ہو تو پھر یہ کلمہ کہنا گناہ اور ناجائز ہے ورنہ اگر کوئی مسلمان امر دین کی کمی محسوس کرتا ہوا کہہ دے کہ لوگ کیوں اس نعمت کی قدر نہیں کرتے بلکہ آئے دن دین سے دور ہی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تو پھر اپنی رنج وحزن کی بناء پر یہ کلمہ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

آپس میں غصہ رکھنے کی حد

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ [1]

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین راتوں سے زیادہ اپنے بھائی سے کٹا رہے اور جب راستہ میں کہیں انکا ٹکراؤ ہو تو دونوں ایک دوسرے سے اعراض کریں تو اب ان دونوں سے بہتر وہ ہوگا جو پہلے سلام کرے۔

۲: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّھْجُرَ مُؤْمِنًا فَوْقَ ثَلَاثٍ فَاِنْ

---

[1] صحیح بخاری

Marfat.com

مَرَّتْ بِهٖ ثَلَاثٌ فَلْيَلْقَهٗ وَ يُسَلِّمْ عَلَيْهِ فَاِنْ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ فَقَدِ اشْتَرَكَا فِى الْاَجْرِ وَاِنْ لَّمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِالْاِثْمِ وَخَرَجَ الْمُسْلِمُ مِنَ الْهِجْرَةِ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کسی مومن کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مومن بھائی سے تین راتوں سے زیادہ کنارہ ہے جب تین دن ہوں تو اسے ملے اور سلام کہے اگر اس نے جواب دیا تو پھر اجر میں دونوں شریک ہوئے ورنہ وہ گناہ لے کر واپس ہوگا اور سلام کرنے والا اس بائیکاٹ کے گناہ سے نکل جائے گا۔

(۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ کنارہ رہے کیونکہ اگر وہ تین دنوں کے بعد بغیر صلح کئے فوت ہوگیا تو وہ آگ میں چلا گیا ابوداؤد کی ایک روایت میں یوں ذکر ہے۔ " مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ [3]

جس آدمی نے اپنے بھائی کو ایک سال تک چھوڑا اور اس سے بات تک نہ کی، تو یہ اسکا چھوڑنا اس کے خون بہانے کے مترادف ہے۔

بے گناہ نوکر کو مارنے کی سزا

عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّىْ بِالسَّوْطِ فَسَمِعْتُ صَوْتًا مِّنْ خَلْفِىْ

---

[1] اسکو ابوداود نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی شرط پر ذکر کیا ہے [2] اسکو ابوداود نے صحیح سند سے ذکر کیا [3] مسلم

Marfat.com

إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ فَلَمْ أَفْهَمِ الصَّوْتَ مِنَ الْغَضَبِ فَلَمَّا دَنَا مِنِّيْ إِذَا هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا هُوَ يَقُوْلُ إِعْلَمْ أَبَا مَسْعُوْدٍ أَنَّ اللّٰهَ أَقْدَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هٰذَا الْغُلَامِ فَقُلْتُ لَا أَضْرِبُ مَمْلُوْكًا بَعْدَهُ أَبَدًا وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَقَطَ السَّوْطُ مِنْ يَدِيْ مِنْ هَيْبَتِهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هُوَ حُرٌّ لِوَجْهِ اللّٰهِ فَقَالَ أَمَا أَنَّهُ لَوْ لَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ أَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ[1]

حضرت ابو مسعودؓ البدری کا بیان ہے کہ میں ایک دن اپنے غلام کو کوڑے سے پیٹ رہا تھا۔ اچانک میں نے پیچھے سے آواز سنی کہ اے ابا مسعود چونکہ میں غصہ میں تھا اس لئے آواز نہ سمجھ سکا۔ پھر جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم میرے قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ آپ ہی مجھے کہہ رہے ہیں کہ اے ابا مسعود جتنی تم کو اس غلام پر قدرت ہے اللہ اس سے بھی تم پر زیادہ قدرت رکھتا ہے جب سنا تو میں نے اسی وقت کہا کہ اب اس کے بعد میں کبھی غلام کو نہیں ماروں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ کے ڈر کی وجہ سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا۔ اسی مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا اللہ کے رسول اب میں نے اسکو اللہ کی رضا کے لئے آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا اب اگر تو ایسا نہ کرتا تو جہنم کی آگ تمہیں جھلس کر رکھ دیتی اور یا آپ نے یہ کہا کہ وہ تمہیں ضرور پہنچ کر رہتی۔

۲:۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ ضَرَبَ غُلَامًا لَهُ حَدًّا لَمْ يَأْتِهِ أَوْ لَطَمَهُ فَإِنَّ كَفَّارَتَهُ أَنْ يُعْتِقَهُ[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

نے فرمایا جس آدمی نے اپنے غلام کو کوئی ایسا گناہ سمجھتے ہو جس پر کوئی حد قائم ہوتی تھی حالانکہ اس نے اس گناہ کو نہیں کیا تھا اور یا اس کو تھپڑ مارا تو اسکا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسکو آزاد کرے۔

یہ ہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں کا قیامت کے دن ایک ایسا گروہ ہوگا کہ انکی نیکیاں پہاڑوں کی مانند ہونگیں چونکہ انہوں نے لوگوں کو مارا پیٹا اور ان پر بے شمار ظلم ڈھائے ہونگے اس لئے انکی نیکیاں ان میں بانٹ دی جائیں گی اور وہ غریب ہو کر رہ جائیں گے

سب لوگوں سے غریب تر لوگ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوْا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَصِیَامٍ وَزَکٰوةٍ وَ یَاْتِیْ قَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَ اَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا وَ ضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ۔ [1]

حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غریب کون ہے تو ہم نے کہا ہاں یعنی وہ کہ جس کے پاس کوئی درہم یا سامان نہ ہو۔ تو آپ نے فرمایا نہیں بلکہ میری امت میں تو مفلس وہ شمار ہوتا ہے جس کے نماز روزہ اور زکوٰۃ جیسے اعمال ہوں لیکن انکے ساتھ کسی کو اس نے

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

گالی دی کسی پر تہمت لگائی۔ کسی کا مال کھایا۔ کسی کا خون کیا اور کسی کو مارا تو ان کے ایک حقدار کو اسکی کچھ نیکیاں دی جائیں گی پھر دوسرے کو اسی طرح تیسرے کو تو پھر بھی اگر سب نیکیاں تقسیم ہونے کے بعد انکے حقوق باقی رہے تو پھر ان سب کے گناہ اس پر رکھ کر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

آپ کی تعلیمات عالیہ تو ہمیں اس چیز کا بھی درس دیتی ہے کہ انسان تو کجا اگر کسی شخص نے کسی حیوان پر بھی ظلم کیا تو اس ظلم کی بھی اسکو پوری پوری سزا بھگتنی پڑے گی۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

کسی حیوان پر ظلم کرنے کی سزا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ: لَا هِيَ اَطْعَمَتْهَا وَ سَقَتْهَا اِذْ هِيَ حَبَسَتْهَا وَلَا هِيَ تَرَكَتْهَا تَاْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْاَرْضِ[1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک عورت صرف اسی وجہ سے جہنم میں داخل کی گئی کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا نہ اسے خود کھلاتی اور نہ ہی چھوڑتی تھی کہ وہ خود چل کر زمین سے کچھ کھالے حتیٰ کہ وہ مر گئی۔

غدر اور دھوکے کی سزا

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَابْنِ عُمَرَ وَاَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ[2]

حضرت ابن مسعود، ابن عمر اور انس رضی اللہ عنہم ان تینوں کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قیامت کے دن ہر غادر

---

[1] صحیح بخاری و مسلم   [2] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

شخص کا دھوکے کا جھنڈا ہو گا۔ اور کہا جائے گا۔ دیکھو یہ فلاں آدمی کا غدر ہے۔

۲:۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ عِنْدَ اِسْتِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُرْفَعُ لَہٗ بِقَدْرِ غَدْرِہٖ اَلَا وَلَا غَادِرَ اَعْظَمُ غَدْرًا مِنْ اَمِیْرِ عَامَّۃٍ [1]

حضرت ابو سعید خدری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ہر غادر شخص کا جھنڈا بقدر اس کے غدر کے اس کے چوتڑوں کے پاس اونچا کیا جائے گا۔ (اور یاد رکھنا) کہ ایک عام امیر آدمی کے غدر سے بڑھ کر کوئی غدر نہیں ہے۔

۳:۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَیْنَا السِّلَاحَ فَلَیْسَ مِنَّا وَمَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا [2]

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھاتا ہے اور ہمیں دھوکہ دیتا ہے وہ ہم سے نہیں۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰی صُبْرَۃِ طَعَامٍ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ فِیْھَا فَنَالَتْ اَصَابِعُہٗ بَلَلًا فَقَالَ مَا ھٰذَا یَا صَاحِبَ الطَّعَامِ قَالَ اَصَابَتْہُ السَّمَآءُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اَفَلَا جَعَلْتَہٗ فَوْقَ الطَّعَامِ حَتّٰی یَرَاہُ النَّاسُ مَنْ غَشَّنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔

ایک دفعہ گندم کا ڈھیر لگا ہوا تھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا آپ نے اپنا ہاتھ ڈالا تو آپ کا ہاتھ گیلا ہو گیا۔ کہا اسے اس ڈھیر والے یہ کیا ہے اس نے کہا اے اللہ کے رسول۔ بارش آئی تھی

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

جسکی وجہ سے گیلی ہو گئی تو آپ نے فرمایا پھر اسکو اوپر کیوں نہیں کیا تا کہ لوگ دیکھ لیں (دیکھو) جو ہمیں دھوکا دیتا ہے وہ ہم سے نہیں۔

شیطان ایک چیز میں مایوس نہیں ہے

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ لہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شیطان جزیرہ عرب کے لوگوں سے اس چیز میں تو مایوس ہو چکا ہے کہ نمازی اسکی عبادت کریں گے لیکن انکو لڑانے اور جدا جدا کرنے میں مایوس نہیں ہے۔

تو مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اللہ اکبر کہیں توحید کا علم تھامیں اور کتاب وسنت کو مشعل راہ سمجھتے ہوئے اسی پر ہی متفق اور متحد ہو جائیں کیونکہ اسی میں ہی دین ودنیا کی کامیابی اور کامرانی کے راز پنہاں ہیں۔

غور طلب پہلو

ذرا غور کرنا کہ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو لوٹ جائے اور پھر اسکو جوڑنے کی کوئی چیز نہ ہو تو جب ہر ٹوٹی ہوئی چیز کو جوڑنے کی چیز موجود ہے تو دیکھو انسانوں کو جوڑنے اور متحد کرنے کی بھی کوئی چیز ہونی چاہیے تو آپ اس بارے میں جتنا دماغ پر زور دیں گے اور غور کریں گے تو آخر آپ اس نتیجے پر پہنچیں گے کہ وہ صرف اور صرف کتاب وسنت ہے جو بچھڑے اور بکھرے ہوئے لوگوں کو ملا سکتی ہے۔

۲:- یا یوں سمجھیں کہ قدرت نے کوئی ایسی مرض پیدا نہیں کی جس کی دوا نہ ہو تو جب ہر مرض کی دوا ہے جو اسکے جسم کو صحیح کر دے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لوگوں کا آپس میں بٹنا منتشر ہونا اور گروہ بندیوں میں کھو جانا جو ایک زہر قاتل اور تباہ کن مرض ہے اسکی دوا نہ ہو۔

لہ صحیح مسلم

Marfat.com

اور پھر یہ صرف پڑھ لینے اور دیکھ لینے سے ہی پتہ نہیں چلا کہ یہ ہی اس مرض کا دوا ہے بلکہ صحابہ کی زندہ مثالیں اور تجربات موجود ہیں کہ جب اُنہوں نے انہی دو چیزوں کو اپنایا اور انہی پہ جمع ہوئے تو انکی اس مرض کا کوئی ایسا جراثیم باقی نہیں رہا جس مرض کے کہ وہ جراثیم آج ہم لوگوں کو ڈس رہے ہیں اور کھا رہے ہیں یاد رکھنا کہ مرض کا ٹھہرنا اور اسکا جگہ پکڑنا اسی وقت ہوتا ہے جب کہ مرض کو اسکا صحیح دوا نہ ملے ورنہ اگر مرض کو اسکا صحیح دوا مل جائے اور پھر شرط یہ ہے کہ وہ اسے استعمال کرے اور جن چیزوں سے طبیب نے روکا اور منع کیا ہے ان سے رُکا رہے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ اس مرض سے نہ چھوٹے جس نے کہ اسکو کمزور اور پریشان کر رکھا ہے۔

نتیجہ:- اب ان حقائق کی روشنی میں یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ حق صرف وہی ہے جو آپ کی زبان اطہر پر آیا اور آپ نے اسکو لوگوں کے سامنے رکھا آپ کہا کرتے تھے۔ میرے صحابہ میں جو بات کرتا ہوں اسکو ذھن نشین اور لکھ لیا کرو کیونکہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کہتا ہوں وہ حق ہوتا ہے حق کے سوا میری زبان سے کچھ نہیں نکلتا تو اب ہم خود ہی فیصلہ کریں کہ حق کے بعد اگر کوئی چیز ہو سکتی ہے تو وہ جھوٹ اور گمراہی ہی ہو سکتی ہے اور کیا ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ج فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ [1]

پس وہ ہی تمہارا اللہ ہے جو تمہارا سچا رب ہے اور یاد رکھنا کہ حق کے بعد ضلالت کے سوا کچھ نہیں ر تو اب حقائق کے ہوتے ہوئے پھر تم کہاں پھرے جاتے ہو۔

---

[1] سورۃ یونس آیت ۳۲

Marfat.com

وَيَسْتَنْبِئُونَكَ اَحَقٌّ هُوَ ط قُلْ اِيْ وَرَبِّيْ اِنَّهٗ لَحَقٌّ وَمَا اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ [۱]
اور وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ حق ہے تو آپ کہہ دیں ہاں مجھے میرے رب کی قسم ہے وہ ضرور حق ہے۔

وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا [۲] اور آپ کہہ دیں کہ حق آگیا اور باطل بھاگ گیا کیونکہ باطل تو بھاگا ہی کرتا ہے

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ
وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ [۳]

بلکہ جب ہم حق کو باطل پر ڈال دیتے ہیں تو اچانک وہ بھاگتا ہے تو آخر وہ حق اسکا سر کچل کے رکھ دیتا ہے اور تمہیں ہلاکت ہو کہ تم کتنا غلط بیان کرتے ہو۔

اب تم پڑھ چکے ہو کہ اس سے پہلے جو اکثر روایات ذکر ہوئی ہیں انکا خلاصہ اور پس منظر یہ ہی تھا کہ مسلمانوں کو آپس میں متحد اور مل جل کر رہنا چاہیے کیونکہ اس میں بھلائی اور خیر ہے ورنہ جس شخص نے اپنے دل کو کسی مسلمان کے متعلق بغض کینہ اور حسد جیسی بیماریوں سے بھر رکھا تو پھر جان لے کہ وہ اپنی بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جائے گا تو اب یہ چیز صحیح اور مسلمہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی کو اپنے کسی مسلمان بھائی کے ساتھ عداوت اور بغض نہیں رکھنا چاہیے۔

تنبیہ مگر وہ لوگ جو کتاب وسنت کے حقائق پانے اور اس کو سمجھنے کے باوجود پھر کسی اور نئی چیز کے پیچھے چل پڑیں اور ان حقائق کو ترک کر دیں تو پھر ایسے لوگوں سے کٹنا اور "الحب للہ والبغض للہ" کے تحت انکے ساتھ عداوت اور بغض رکھنا بھی عین دین ہے جیسا کہ آپ نے سنا ہوگا کہ وہ نبی جس سے سلسلۂ نبوت شروع ہوا ہے۔ اسکا طریقہ اور اسوہ

---

[۱] سورہ یونس آیت ۵۳ [۲] سورہ الاسراء آیت ۸۱ [۳] سورہ الانبیاء آیت ۱۸

Marfat.com

جو ہم پر بھی لازمی اور ضروری قرار دیا گیا ہے وہ کیا تھا تو یقیناً وہی تھا جو میں نے ذکر کر دیا ہے۔

جیساکہ ارشادِ باری ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنَبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ[۱]

جو عمدہ اور اعلیٰ نمونہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور انکے ساتھیوں کا تھا تمہارا بھی وہی ہے جب کہ انہوں نے اپنی قوم کو کہا کہ ہم تم سے بھی جدا اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو ان سے بھی جدا ہیں ہم نے تمہارا انکار بھی کیا اور پھر ہمارے اور تمہارے درمیان بغض و عداوت بھی ہمیشہ تک ٹھہر گئی جب تک کہ تم ایک ہی اللہ کو نہ مالو باقی وہ جو انہوں نے اپنے باپ کو کہا تھا کہ میں تمہارے لئے ضرور بخشش کی دعا کرونگا۔ تو یہ صرف ایک وعدہ کی بناء پر تھا لہذا یہ انکی بات تمہارے لئے نمونہ نہیں اور پھر انہوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ اب میں تم کو اللہ تعالٰے سے بچانے میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ اے ہمارے رب ہم نے تم پر ہی بھروسہ کیا ہے اور تیری طرف ہی جھکے ہوئے ہیں اور لوٹ کر بھی تیری طرف ہی جانا ہے۔

---

[۱] سورہ الممتحنہ آیت ۴

Marfat.com

تیرھواں (۱۳) باب

نابینے کو چالیس قدم لے جانے کی فضیلت

قَالَ اَبُوْعَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَنْدَہٖ فِیْ اَمَالِیْہِ عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَادَ مَکْفُوْفًا اَرْبَعِیْنَ خَطْوَۃً غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ) قال ابو عبداللہ وھو غریب وقال للامام احمد وابن معین وابو داود رواتہ ثقات۔

ابو عبداللہ بن مندہ نے اپنی کتاب امالی میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو نابینے آدمی کو چالیس قدم تک لے جاتا ہے تو اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں ابو عبداللہ نے کہا کہ وہ ایک راوی جو عبدالباقی بن فانع غریب ہے) لیکن امام احمد ابن معین اور ابوداود نے کہا ہے کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

توضیح:۔ یہ یاد رکھنا چاہیے نابینے اور معذور آدمی کی مدد کرنا یہ کوئی معمولی اور کمزور عمل نہیں ہے اور نہ صرف اسی روایت میں اسکی فضیلت ذکر ہوئی ہے بلکہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جن میں ایسے معذور اور کمزور آدمیوں کی مدد کرنا ایمان کا ایک جز قرار دیا ہے بلکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کمزور لوگوں کی مدد کرنے کی وجہ سے اللہ تعالےٰ لوگوں کی مدد کرتا ہے اور انکے رزق میں بھی فراوانی کر دیتا ہے۔

Marfat.com

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ضعیفوں کی مدد کرنے کا صلہ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَأَی سَعْدٌ اَنَّ لَہٗ تَفَضُّلاً عَلٰی مَنْ دُوْنَہٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِکُمْ لہ

۔ حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ سعدؓ نے بنسبت دوسرے لوگوں کے اپنی برتری کچھ زیادہ خیال کی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایسا مت کرنا) کیونکہ تم مدد اور رزق انہیں کمزوروں کی وجہ سے دیئے جاتے ہو۔

۲:۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عُوَیْمِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَبْغُوْنِیْ فِی الضُّعَفَاءِ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ وَتُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ ۲ہ

حضرت ابو الدرداء عویمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ کمزور لوگوں کے معاملہ میں تم میری مدد کرو کیونکہ تم مدد اور رزق انہیں کی وجہ سے دیئے جاتے ہو۔

۳:۔ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ اَحَدُھُمَا یَاْتِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ یَحْتَرِفُ فَشَکَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاہُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَلَّکَ تُرْزَقُ بِہٖ ۳ہ

لہ امام بخاری نے اسے مرسل بیان کیا ہے لیکن حافظ ابو بکر البرقانی نے اپنی صحیح میں اسکو متصل السند بیان کیا ہے ۲ہ ابوداؤد نے اسے عمدہ سند کیساتھ ذکر کیا ہے ۳ہ امام ترمذی نے صحیح سند کیساتھ جیسکہ مسلم کی سند ہے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک تو حدیث سننے کیلئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آجاتا اور دوسرا کام کرتا ایک دن ایسا ہوا کہ جو کام کرتا تھا اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بھائی کی شکایت کی کہ میں پورا دن کام کرتا ہوں اور یہ آپکے پاس بیٹھا رہتا ہے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو سکتا ہے کہ تو رزق اسی کی وجہ سے دیا جاتا ہو۔

فائدہ:- چنانچہ اسی وجہ سے آپ کا بھی معمول تھا کہ کوئی عمل آپ کو بے حد پسند ہوتا لیکن آپ اسکو صرف امت کی رعایت کرتے ہوئے چھوڑ دیتے کہ کہیں یہ میری امت پر فرض نہ ہو جائے۔

نماز میں ضعیفوں کا خیال رکھنا

آپ غور کریں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی پوری امت کا اسقدر خیال رکھتے ہیں تو ان میں جو بوڑھے کمزور اور معذور قسم کے لوگ ہیں اُنکا کسقدر خیال ہوگا۔ اسی وجہ سے جب آپ کوئی امام مقرر کرتے تو اسکو خاص طور پر یہ ہدایات کرتے کہ دیکھو اگر تم اکیلے نماز پڑھو تو جتنا جی چاہے قرأت لمبی کر لو مگر جب آپ کے پیچھے لوگ ہوں تو پھر قرأت لمبی نہ کرنا کیونکہ آپ کے پیچھے بوڑھے کمزور اور بیمار لوگ بھی ہونگے جیسکہ صحیح مسلم میں ہے

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّ اَحَدُکُمُ النَّاسَ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الصَّغِیْرَ وَالْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَالْمَرِیْضَ فَاِذَا صَلّٰی وَحْدَهٗ فَلْیُصَلِّ کَیْفَ شَآءَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیونکہ اسکے پیچھے چھوٹے بڑے کمزور اور بیمار آدمی بھی ہوتے ہیں اور جب اکیلا پڑھے تو پھر جتنی چاہے لمبی کرے

۱؎ صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

۲:۔ عَنْ اَبِی مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّیْ لَاَتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا یُطِیْلُ بِنَا فَمَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَضِبَ فِیْ مَوْعِظَۃٍ قَطُّ اَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ یَوْمَئِذٍ فَقَالَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ مِنْکُمْ مُنَفِّرِیْنَ فَاَیُّکُمْ اَمَّ النَّاسَ فَلْیُوْجِزْ فَاِنَّ مِنْ وَّرَائِہِ الْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَذَا الْحَاجَۃِ[1]

حضرت ابو مسعود انصاری رضؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ میں صرف فلاں آدمی کی وجہ سے صبح کی نماز میں حاضر نہیں ہوتا کیونکہ وہ قرأت لمبی کرتا ہے جب آپؐ نے سنا تو اس دن اتنے غصے میں آئے کہ وعظ کرتے وقت اتنا کبھی پہلے غصے میں نہیں آئے تھے پھر آپ نے کہا لوگو تم سے بعض ایسے ہیں جو لوگوں کو بھگاتے ہیں (دیکھو) جب تم سے کوئی نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیونکہ تمہارے پیچھے بڑے، کمزور، اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں۔

۳:۔ عَنْ عُثْمَانَ ابْنِ اَبِی الْعَاصِ الثَّقَفِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَہٗ اُمَّ قَوْمَکَ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ نَفْسِیْ شَیْئًا قَالَ اُدْنُہْ فَجَلَسَنِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ ثُمَّ وَضَعَ کَفَّہٗ فِیْ صَدْرِیْ بَیْنَ ثَدْیَیَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِیْ ظَهْرِیْ بَیْنَ کَتِفَیَّ ثُمَّ قَالَ اُمَّ قَوْمَکَ فَمَنْ اَمَّ قَوْمًا فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الْکَبِیْرَ وَاِنَّ فِیْهِمُ الْمَرِیْضَ وَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَاِنَّ فِیْهِمْ ذَا الْحَاجَۃِ فَاِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ وَحْدَہٗ فَلْیُصَلِّ کَیْفَ شَاءَ[2]

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ

Marfat.com

حضرت عثمان بن ابی العاص الثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے مجھے کہا کہ تو اپنی قوم کی امامت کر میں نے کہا اللہ کے رسول میں تو اس قابل نہیں ہوں کیونکہ میں اپنے دل میں کوئی چیز پاتا ہوں تو آپ نے کہا اچھا آپ میرے قریب ہوں تو آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھالیا اور میرے سینے کے درمیان ہاتھ رکھا پھر کہا کہ اب پیٹھ کر تو پھر آپ نے میری پیٹھ کے دو کندھوں کے درمیان ہاتھ رکھا اور کہا اب تو اپنی قوم کی امامت کر اور (دیکھ) کہ جب کوئی کسی قوم کی امامت کرے تو نماز ہلکی کرے کیونکہ ان میں بوڑھے مریض ضعیف اور حاجت مند بھی ہوتے ہیں

فائدہ:- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جو کہا کہ میں اپنے دل میں ایک چیز پاتا ہوں اس سے مراد یہ ہے کہ حضرت عثمان کے دل میں اکثر وسوسے آتے تھے جس وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو اس قابل نہ سمجھا کہ میں امام بنوں اس معنی کی تائید میں خود مسلم نے انہوں سے روایت کیا ہے کہ جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے امامت کے لئے کہا تو میں نے عرض کی اللہ کے رسول میں جب قرآن پڑھتا ہوں تو پڑھتے پڑھتے بھول جاتا ہوں تو آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے جس کا نام خنزب ہے تو جب آپ کے دل میں کوئی وسوسہ یا کوئی اور خیال آئے تو (اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم) پڑھ کر تین بار اپنی بائیں جانب دل پر تھوک لیا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب میں نے اسی طرح کیا تو پھر میرے ساتھ ایسا کبھی نہیں ہوا۔

بچوں کی آواز سن کر نماز ہلکی کرنا:- آپ صلے اللہ علیہ وسلم چھوٹوں کا بھی اسقدر خیال رکھتے تھے کہ جب انکی رونے کی آواز سنتے تو نماز کو ہلکا کر دیتے تاکہ بچے کی ماں کو بھی تکلیف کیونکہ یہ فطرتی چیز ہے کہ جب بچہ روتا ہے تو ماں بھی بیقرار ہو جاتی ہے

Marfat.com

جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَقْرَءُ بِالسُّوْرَةِ الْخَفِيْفَةِ أَوْ بِالسُّوْرَةِ الْقَصِيْرَةِ [1]

کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بچے کا رونا سنتے جو اپنی ماں کے ساتھ ہوتا تو آپ سورۃ کو چھوٹا کر دیتے۔

۲:- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلٰوةِ أُرِيْدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نماز شروع کرتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ اسکو لمبا کروں لیکن جب بچے کا رونا سنتا ہوں تو نماز کو اس لئے ہلکا کر دیتا ہوں کہ کہیں بچے کی ماں اس کے رونے کو زیادہ محسوس نہ کرے۔

نماز میں چھوٹے بچے کا اٹھانا:- بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ اللہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھوٹے بچے کو نماز میں اٹھا لیا کرتے تھے تاکہ یہ روئے اور پریشان نہ ہو تو یہ بھی آپ کا بچوں پر از کمالِ شفقت اور پیار کرنے کا ایک واضح ثبوت ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ [2] صحیح مسلم کتاب الصلوٰۃ

Marfat.com

كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا [1]

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے امامہ بنت زینب اپنی نواسی جو عاص بن ربیع کی بیٹی تھی اٹھایا ہوا تھا۔ جب آپ کھڑے ہوتے تو اسکو اٹھا لیتے اور جب سجدہ کرتے تو پھر زمین پر بٹھا دیتے۔

۲:- عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ بِنْتُ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُوْدِ أَعَادَهَا [2]

حضرت ابو قتادہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ لوگوں کو نماز پڑھانے کیلئے کھڑے ہوتے تو (کیا دیکھا) کہ حضرت امامہ جو ابو العاص کی بیٹی اور آپ کی نواسی تھی وہ آپ کے کاندھے پر تھی جب آپ رکوع کرتے تو اسکو زمین پر بٹھا دیتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو پھر اسکو کاندھے پر اٹھا لیتے۔

آپ کا وصال سے روکنا:- آپ کا جو اپنی امت کو وصال سے منع کرنا تھا یہ بھی آپ کا از کمالِ شفقت اور رحمت کی بنا پر تھا۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

الوِصَالِ رَحْمَةً لَهُمْ فَقَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ اِنَّمَا هُوَ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ازروے شفقت اپنی امت کو وصال کرنے سے منع کر دیا تو صحابہ کرام نے پوچھا کہ آپ تو وصال کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں کیونکہ میرا رب مجھے کھلا اور پلا دیتا ہے

فائدہ:- حدیث میں جو ذکر ہوا ہے کہ میں تمہاری طرح نہیں ہوں اسکا مفہوم یہ ہے کہ میری ہمت کو جو طاقت کھانے اور پینے کے ساتھ میسر ہوتی ہے تو وہ مجھے کھانے پینے کے بغیر بھی مل جاتی ہے اسی لئے نبی ہر امت کے فرد سے زور آور طاقتور ہوتا ہے اور اس میں کبھی ایسی کمزوری نہیں آتی جو اوروں میں آجاتی ہے۔

مسلمان کی تکلیف دور کرنے کا اجر

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ [2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ تو وہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی اسکو کسی ظالم کے سپرد کرتا ہے جو آدمی اپنے کسی بھائی کے کام کرنے میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام کرنے میں ہوتا ہے اور جس نے کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کی تو اللہ تعالیٰ اسکی قیامت کی تکلیفوں

---

[1] صحیح بخاری مسلم [2] صحیح بخاری مسلم ؛ وصال: یہ ہوتا ہے کہ بغیر افطار کئے سحری کھائے بغیر دوسرا اور تیسرا روزہ رکھ لینا یہ صرف آپکے لئے خاص تھی۔ آپ کی امت کو اجازت نہیں تھی۔

Marfat.com

سے کوئی تکلیف دور کردے گا اور جس کسی نے مسلمان کی پردہ داری کی تو اللہ تعالیٰ اسکی قیامت کے دن پردہ داری فرمائے گا۔

بیمار پرسی کرنے کا ثواب

عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ [1]

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو آپؐ کے غلام تھے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا جس شخص نے بیمار کی تیمارداری کی تو واپسی تک وہ جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔

۲:۔ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ مَامِنْ یَعُوْدُ مُسْلِمًا غُدْوَۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُمْسِیَ وَاِنْ عَادَ عَشِیَّۃً اِلَّا صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَکٍ حَتّٰی یُصْبِحَ وَکَانَ لَہٗ خَرِیْفٌ فِی الْجَنَّۃِ [2]

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس آدمی نے صبح کے وقت بیمار کی عیادت کی تو شام تک ستر ہزار فرشتے اسکے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور جس نے شام کے وقت عیادت کی صبح تک وہی ستر ہزار فرشتے اسکے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔ اور پھر دیکھو کہ اس کے لئے باغ میں چنا ہوا پھل بھی ہوتا ہے۔

یہودی لڑکے کی بیمار پرسی کرنا:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَہُوْدِیٌّ یَخْدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاہُ النَّبِیُّ یَعُوْدُہٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِہٖ فَقَالَ لَہٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیْہِ وَھُوَ عِنْدَہٗ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ وَھُوَ یَقُوْلُ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْقَذَہٗ مِنَ النَّارِ [3] حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ ایک یہودی غلام تھا جو آپؐ کی خدمت کیا کرتا تھا (ایک دن ایسا ہوا) وہ بیمار ہوگیا تو آپؐ اسکی بیمار پرسی کے لئے آتے اور اسی کے سر کے قریب بیٹھ گئے اور کہا اے لڑکے تو مسلمان ہو جا تو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا تو اس نے بھی کہا تو ابوالقاسم کی پیروی کرلے تو وہ سنتے ہی مسلمان ہوگیا تو پھر آپؐ یہ کہتے ہوئے نکلے اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اس بچے کو آگ سے بچا لیا۔

---

[1] صحیح مسلم [2] ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے [3] صحیح بخاری

Marfat.com

فائدہ ذرا غور کرنا کہ جب اس لڑکے کی قسمت کا ستارا چمک اٹھا اور وہ اس جہنم سے بال بال بچ گیا وہ جہنم جو اسکو جھلس دینے کے لئے تیار کھڑی تھی تو اس نعمت کا شکر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود کیا حالانکہ یہ شکر تو اس کو یا اس کے باپ کو کرنا چاہیئے تھا۔ تو واضح ہوا کہ جس قدر نبی اپنی امت پر مشفق ہوتا ہے۔ اسقدر والدین بھی اپنی اولاد پر نہیں ہوسکتے جیسا کہ ارشاد ربانی ہے

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ [1]

یقین جانو کہ تمہارے پاس تم سے ہی ایک ایسا رسول آگیا کہ جس چیز سے تم تکلیف پاؤ وہ اس پر بے حد بھاری ہوجاتی ہے اور وہ مومنوں پر مشفق مہربان اور انکی ہر بھلائی کی بہت حرص رکھتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب تک کوئی آدمی نبی کو اپنی جان اپنی اولاد اپنے والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ عزیز نہیں سمجھتا تو اسوقت تک وہ کبھی بھی کامل ایماندار نہیں ہوسکتا۔

کھانا کھلانے اور عیادت کرنے کی اہمیت :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَا ابْنَ اٰدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ

---

[1] سورہ توبہ آیت: ۱۲۸

Marfat.com

فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِيْ عِنْدَهٗ يَا ابْنَ آدَمَ اِسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّهُ اِسْتَطْعَمَكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ يَا ابْنَ آدَمَ اِسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِيْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ قَالَ اِسْتَسْقَاكَ عَبْدِيْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا اِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِيْ[1]

حضرت ابوہریرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالٰے قیامت کے دن فرمائے گا کہ اے آدم کے بیٹے میں بیمار تھا تو نے میری بیمار پرسی نہیں کی تو وہ کہے گا اے اللہ میں تیری کس طرح عیادت کرتا کیونکہ تُو تو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو اللہ فرمائے گا۔ کیا تو جانتا نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا لیکن تو نے اس کی بیمار پرسی نہیں کی اور کیا تو نہیں جانتا کہ اگر تو اسکی بیمار پرسی کرتا تو تو مجھ کو اس کے پاس پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تم سے کھانا مانگا لیکن تو نے مجھ کو نہیں کھلایا تو وہ کہے گا۔ اے اللہ میں تم کو کس طرح کھلاتا کیونکہ تو تو خود ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے تو اللہ فرمائے گا کیا تو جانتا نہیں کہ میرا فلاں بندہ بھوکا تھا اس نے تم سے کھانا مانگا لیکن تو نے اس کو نہیں کھلایا اگر تو اس کو کھلاتا تو ضرور اسکا میرے پاس اجر پاتا۔ اے آدم کے بیٹے میں نے تم سے پانی مانگا لیکن تو نے مجھے نہیں پلایا تو بندہ کہے گا۔ اے اللہ یہ کس طرح کیونکہ تو تو خود ہی تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ تو

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

اللہ فرمائے گا۔ کیا تو جانتا نہیں کہ میرا فلاں بندہ پیاسا تھا اس نے تم سے پانی مانگا لیکن تو نے اسکو نہیں پلایا اور اگر تو اس کو پلاتا تو ضرور اسکا میرے پاس اجر پاتا۔

گمنام اور ناتواں کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُبَّ اَشْعَثَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَی اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا بھی ہوتا ہے جو خستہ حال اور دروازوں سے دھکیلا گیا ہوتا ہے (لیکن اس کے تقرب کا یہ عالم ہوتا ہے) کہ اگر وہ اللہ پر کوئی قسم اُٹھالے تو اللہ اسکی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔

۲:- عَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهٗ جَالِسٍ مَا رَأْیُكَ فِیْ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا رَأْیُكَ فِیْ هٰذَا فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ هٰذَا حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَلَّا یُنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا یُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا یُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ فَقَالَ

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَیْرٌ مِنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا [1]

حضرت ابوالعباس سہل بن سعد کا بیان ہے کہ ایک آدمی اللہ کے رسول کے پاس سے گزرا تو جو آدمی آپ کے پاس بیٹھا تھا اس سے آپ نے پوچھا کہ اس آدمی کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے تو اس نے کہا یہ تو سردار لوگوں سے ہے اور حقیقت ہے کہ اگر یہ منگنی کا پیغام بھیجے تو شادی کر دیا جائے۔ اور اگر سفارش کرے تو قبول کی جائے تو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک اور آدمی گزرا پھر اس سے پوچھا کہ اس آدمی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ تو اس نے کہا یہ مسلمانوں میں سے ایک غریب آدمی ہے اور حقیقت ہے کہ اگر یہ منگنی کا پیغام بھیجے تو نکاح نہ کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو وہ بھی نہ قبول کیا جائے اور اگر کسی سے بات کرے تو کوئی بات نہ کرے تو آپ نے فرمایا اگر پہلے آدمی کی مانند زمین بھری ہوئی لوگوں کی بھی ہو۔ تو پھر بھی ان سب سے یہ فقیر مسلمان بہتر ہے۔

فائدہ: معلوم ہوتا ہے کہ پہلا شخص گزرنے والا متکبر تھا تب آپ نے کہا کہ اگر ایسے لوگوں کی زمین بھر کر بھی ہو۔ تب بھی یہ سب ملکر ایک صوم وصلوٰۃ کے پابند مسلمان کے مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔

مومن جسدِ واحد کی طرح ہیں:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

---

[1] از صحیح بخاری

Marfat.com

اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ کَالْبُنْیَانِ یَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا وَشَبَّكَ بَیْنَ اَصَابِعِهٖ [1]

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مومن دوسرے مومن سے منسلک ہو کر اس طرح مضبوط ہوتا ہے جس طرح دیوار کی ایک اینٹ اپنی دوسری اینٹ سے ملکر مضبوط ہوتی ہے۔ اور یہ بھی کہ آپ نے اپنی انگلیوں کو انگلیوں میں ڈال کر دکھایا۔

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰی لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی [2]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومنوں کی مثال ایک دوسرے کے ساتھ رحم و کرم اور مشفق ہونے میں ایک جسم کی مانند ہے جب اسکا کوئی ایک عضو درد کرتا ہے تو اسکا سارا جسم بیقرار ہو جاتا ہے نیند نہیں آتی اور بخار بھی ہو جاتا ہے۔

ہتھیار پکڑ کر چلنے کا طریق کار:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَرَّ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ مَسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا وَمَعَهٗ نَبْلٌ فَلْیُمْسِكْ اَوْ لِیَقْبِضْ عَلٰی نِصَالِهَا بِکَفِّهٖ اَنْ یُّصِیْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْهَا بِشَیْءٍ [3]

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم [3] صحیح مسلم و بخاری

Marfat.com

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس آدمی کے پاس مسجد یا بازار سے گزرتے وقت تیر ہو۔ تو اس کو احتیاط سے پکڑے اور اسکی پیکان پر ہاتھ رکھ لے تاکہ کسی مسلمان کو نہ چھیل دے

(۲) عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلاً مَرَّ بِاَسْہُمٍ فِی الْمَسْجِدِ قَدْ اَبْدیٰ نُصُوْلَھَا فَاُمِرَ اَنْ یَّاْخُذَ بِنُصُوْلِھَا کَیْلَا نَخْدِشَ مُسْلِمًا [۱]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی اپنے تیر کی پیکان کھولے ہوئے مسجد سے گزرا تو اسکو کہا گیا تو اپنے تیر کی پیکان تھام لے تاکہ کسی مسلمان کو نہ چھیل دے۔

فائدہ! - تیر یا کسی اور ہتھیار کی نوک تھامے ہوئے بازار سے گزرنے کا بھی جو آپ نے حکم دیا ہے۔ وہ بھی صرف اسلیئے ہے تاکہ اس سے کوئی مسلمان زخمی نہ ہو جائے۔

راستے سے تکلیف دہ چیز دور کرنا: - عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَۃٍ عَلٰی ظَھْرِ طَرِیْقٍ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَاُنَحِّیَنَّ ھٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا یُؤْذِیْھِمْ فَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ [۲]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی درخت کی ایسی ٹہنی سے گزرا جو راستہ کے درمیان پڑی ہوئی مسافروں کو تکلیف دیتی تھی تو اس نے کہا اللہ کی قسم میں اسکو ضرور دور کر دونگا تاکہ یہ آنے جانے والے مسافروں کو تکلیف نہ دے (تو ایسا ہوا) کہ اللہ نے اسکو اسی عمل کی برکت سے جنت میں داخل کر دیا۔

---

[۱] صحیح مسلم کتاب البر والصلہ ، [۲] صحیح مسلم

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَدْ رَاَیْتُ رَجُلًا یَتَقَلَّبُ فِی الْجَنَّةِ فِیْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِیْقِ كَانَتْ تُؤْذِی النَّاسَ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک آدمی کو جنت میں مزے لیتے ہوئے دیکھا جسکا صرف عمل یہ تھا کہ ایک درخت کی ٹہنی جو راستہ میں مسافروں کو تکلیف دیتی تھی اسکو کاٹ کر دور کر دیا تھا۔

۲: عَنْ اَبِیْ بَرْزَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِهٖ قَالَ اعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ [2]

حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جس سے میں نفع حاصل کروں تو آپ نے فرمایا وہ چیز جو کہ مسلمانوں کو راستہ میں تکلیف دے دور کر دے۔

جنت میں پرندہ دل لوگوں کا جانا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّیْرِ [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں وہ لوگ داخل ہونگے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہونگے۔

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم [3] صحیح مسلم

Marfat.com

توضیح:۔ اس حدیث میں جو ذکر ہوا ہے کہ پرندوں کے دل رکھنے والے لوگ جنت میں جائیں گے۔ اس سے دو مفہوم لئے جا سکتے ہیں ایک یہ کہ۔

انکے دل پرندوں کے دلوں کی مانند اللہ پر بھروسہ رکھتے ہوں جیساکہ وہ خالی پیٹ صبح کے وقت نکل جاتے ہیں اور پیٹ بھرے ہوئے شام کو واپس پلٹتے ہیں اور کوئی چیز کل کے لئے جمع کر کے نہیں رکھتے دوسرا یہ

۲:۔ کہ انکے دل بھی پرندوں کے دلوں کی مانند اس طرح نرم ہوں کہ جب وہ کسی مسلمان کی تکلیف کو دیکھ لیں تو وہ بھی اس کی تکلیف کو دیکھ کر پگھل جائیں اور اپنا کوئی انہیں کام ہی نہ سوجھے تو یاد رکھنا کہ نرمی اللہ کی صفت ہے تو جو اس کو اپناتا ہے لازماً اسکی طرف بہت سی بھلائیاں سمٹی ہوئی چلی آتی ہیں۔ جیساکہ حدیث میں ہے۔

نرمی کی فضیلت:۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِيْ عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِيْ عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِيْ عَلٰى مَا سِوَاهُ [۱]

آپ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا "اللہ تعالےٰ نرم ہے اور وہ نرمی کو پسند کرتا ہے اور جو وہ نرمی پر دیتا ہے۔ وہ سختی یا کسی اور دوسری چیز پر نہیں دیتا۔

۲:۔ عَنْ جَرِيْرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ [۲]

---

[۱] صحیح مسلم [۲] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت جریر رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جو نرمی سے محروم رہا وہ بھلائی سے محروم رہا۔

۳ :۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرِّفْقَ لَا یَکُوْنُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ وَلَا یُنْزَعُ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ [1]

آپ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی جس چیز میں ہوگی وہ اسکو مزین کردے گی ، اور اگر نہ ہوگی۔ تو وہ ناپسندیدہ ہو جائے گی۔

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

چودھواں باب

کسی مسلمان کا کام کرنے کی فضیلت

قَالَ اَبُوْ اَحْمَدُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُفَسِّرِ النَّاصِحِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَعٰی لِاَخِیْهِ الْمُسْلِمِ فِیْ حَاجَةٍ قُضِیَتْ اَوْ لَمْ تُقْضَ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَ مَا تَاَخَّرَ وَکُتِبَ لَهٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ

ابواحمد عبداللہ بن محمد بن المفسر الناصح ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے میں کوشش کرتا ہے (تو ضروری نہیں وہ) اسکا کام ہو یا نہ ہو تو اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور یہ بھی کہ وہ دو چیزوں سے آزاد ہو جاتا ہے ایک آگ سے اور دوسرا نفاق سے۔

توضیح حدیث کے (قُضِیَتْ اَوْ لَمْ تُقْضَ) کے الفاظ قابل غور ہیں کہ اسکا کام ہو یا نہ ہو تو اسکو اس کوشش و ہمت کا ثواب مل جائے گا کیونکہ آدمی کو جس چیز کا مکلف اور پابند کیا گیا ہے۔ وہ کوشش اور محنت ہے نتیجہ کا نہیں نتیجہ تو صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پھر کیا خیال ہے کہ وہ ذات جسکے ہاتھ میں آپ کی محنت اور مخلصانہ کوشش کا نتیجہ ہے کیا وہ آپ کو اسکا صلہ دے گا اور یہ آپ کی کوشش ضائع ہو جائے گی۔ حاشا وکلا یہ نہیں ہو سکتا بلکہ وہ تو آپ کو اس کوشش کا اس قدر صلہ دیگا کہ جہاں تک آپ کی عقل و فہم کی بھی رسائی نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ خالق تو اسقدر جواد ہے کہ وہ اپنے ان انعامات کو ان لوگوں سے بھی نہیں روکتا کہ جنہوں نے ان انعامات کی کبھی دعاء تک نہ کی ہو اور نہ ہی یہ انعامات ان کے کبھی حاشیہ دل کے قریب آئے ہوں جسطرح کہ وہ آزر جو جد انبیاء کا باپ تھا۔ اس نے کب دعائیں کیں اور

Marfat.com

وہ آبدیدہ ہوا تھا۔ کہ میرے گھر ایسا لڑکا ہو جسکی پشت سے انبیاء کا سلسلہ جاری ہو پھر آپ دیکھیں وہ مریم صدیقہ اس نے کیا دعائیں کیں کہ میں ایسے بچے کو جنم دوں جو نبی اور صاحب کتاب ہو بلکہ وہ تو دیکھتے ہی فکر مند اور بیتاب ہو گئیں کہ ہائے یہ کیا ہوا میں لڑکا جنوں گی اور اب میری زندگی کے بقیہ دن دنیا میں کس طرح بیتیں گے کاش کہ میں اس سے قبل ہی مر جاتی اور دنیا میں میری کوئی جان پہچان نہ ہوتی۔ جیسکا ارشاد باری ہے۔

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا
فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا
بَشَرًا سَوِيًّا ۝ قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا قَالَ
إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا ۝ قَالَتْ أَنَّىٰ يَكُونُ لِي
غُلَامٌ وَلَمْ يَمْسَسْنِي بَشَرٌ وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا قَالَ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ
عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِنَّا وَكَانَ أَمْرًا مَقْضِيًّا فَحَمَلَتْهُ
فَانْتَبَذَتْ بِهِ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ فَأَجَاءَهَا الْمَخَاضُ إِلَىٰ جِذْعِ النَّخْلَةِ
قَالَتْ يَا لَيْتَنِي مِتُّ قَبْلَ هَٰذَا وَكُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا [1]

اے نبی آپ کتاب میں مریم صدیقہ کا قصہ یاد کریں جب کہ وہ اپنے گھر والوں سے جدا ہو کر مشرقی جانب ایک مکان میں گوشہ نشیں ہو گئی تھی۔ اور اس نے انکے درمیان ایک پردہ بھی کر لیا تھا۔ پس یونہی ہم نے اسکی طرف اپنا ایک فرشتہ بشر کی صورت میں بھیجا تو وہ اچانک اسکو دیکھ کر گھبرا گئی۔ اور کہا کہ اگر تو نیک ہے تب بھی میں تم سے رحمان کی پناہ چاہتی ہوں۔ تو فرشتے نے کہا کہ میں تو تیرے رب کا بھیجا ہوا ایک رسول ہوں اور تیرے لئے ایک پاکیزہ لڑکے کی خبر لایا ہوں تو حضرت صدیقہ رضی نے کہا کہ تو کیسی ناممکن بات کرتا ہے، مجھے لڑکا کس طرح ہو گا کیونکہ میں کنواری ہوں اور نہ یہ کہ میں اللہ کی نافرمان ہوں تو فرشتے نے کہا کہ تیرے رب

---

[1] سورہ مریم آیت ۱۶ تا ۲۳

Marfat.com

نے تو مجھے اسی طرح کہا ہے کہ مجھے اس حالت میں بھی کسی کو لڑکا دینا کوئی مشکل نہیں ہے (اور دوسرا یہ کہ تاکہ ہم اسکو لوگوں کے لئے نشانی بھی بنائیں تو یہ فقط ہماری رحمت ہے اسمیں سبب کا کوئی دخل نہیں) اور اب اس امر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ تو یونہی وہ لڑکے سے حاملہ ہوئی تو ایک کنارے کی طرف چلی وہاں پہنچی تو ایک کھجور کے تنے کے قریب دردِ زہ شروع ہو گیا تو کہنے لگی ہائے افسوس کہ اس سے قبل ہی میں مرجاتی اور بھولی بھلائی ہوتی (کہ کسی بشر کو میرا علم تک نہ ہوتا۔

خلاصہ

ان آیات کا خلاصہ اور مرکزی عنوان واضح ہے کہ وہ مختارِ کل ہے اسباب کا محتاج نہیں جب چاہے وہ اسباب بھی توڑ سکتا ہے اور یہ اسکا چننا اور اجتبا رہوتا ہے کہ اگر وہ چاہے تو دُرِّ یتیم اور راہ چلتے ہوئے مسافروں کو پکڑ کر ہی نبوت جیسے مقامات عالیہ پر فائز کر دیتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے۔

اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَیَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ [1]

اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنے لئے چُن لیتا ہے اور اپنی ہدایت بھی دیتا ہے جو اسکی طرف لپکتا ہے۔

توضیح

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کی نوازش اور اسکی عطا دو طرح کی ذکر ہوئی ہے ایک یہ کہ وہ کسی کو کوئی مقام بغیر اسکی کوشش اور جدوجہد کے ہی دے دیتا ہے اور اسکو اتنا اونچا لے جاتا ہے کہ جہاں کسی ستارے کی کرن بھی نہیں پہنچ سکتی کیونکہ فطرتی اور پیدائشی طور پر ہی اسکو ایسی صلاحتیں میسر ہوتی ہیں اور نیکی کی طرف اسکا اسطرح میلان اور رجحان ہوتا ہے کہ پس وہ اسے دیکھتے ہی وجد میں آجاتا ہے جسطرح کہ کوئی پیاسا آدمی پانی کو دیکھتے ہی بیتاب اور بیقرار ہو جاتا ہے اور پھر اسکی طرف بھاگتا ہے۔

---

[1] سورہ شوریٰ آیت: ۱۳

Marfat.com

اسکے برعکس بعض لوگ فطرتی اور پیدائشی طور پر ہی کچھ ٹیڑھے اور سخت ہوتے ہیں جب انکے سامنے کوئی نیکی یا اچھائی پیش کی جائے تو ذھن قبول نہیں کرتا۔ تو ایسے لوگوں کو بھی اللہ تعالے نے مایوس نہیں کیا کہ وہ راہ راست پر نہیں آسکتے بلکہ فرمایا اگر وہ لوگ بھی کوشش اور ہمت کریں اور اسکی طلب اور تڑپ رکھتے ہوئے آگے بڑھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ بھی ہمارے ہدایت اور خوشنودی کی نعمت پر سرفرازنہ ہوں۔

یاد رکھنا کہ اگر آدمی صاف اور دینی ذھن رکھتا ہوا کسی کارِ خیر میں کوشش اور جدوجہد کرتا ہے پھر اگر وہ اصل چیز اور اسکے صحیح نتیجہ کو نہ پہنچ سکا۔ تو بھی ایک اجر سے محروم نہیں رہے گا۔ جیساکہ حدیث میں ہے۔

سوچ کر فیصلہ کرنے کا اجر

عَنْ اَبِیْ قَیْسٍ مَوْلٰی عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا حَکَمَ الْحَاکِمُ فَاجْتَھَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَہٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَکَمَ فَاجْتَھَدَ ثُمَّ اَخْطَأَ فَلَہٗ اَجْرٌ [1]

حضرت ابوقیس رضی اللہ عنہٗ کا بیان ہے جو کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مولی تھا اس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے۔ جب حاکم غور وفکر اور سوچ کر فیصلہ کرے تو اگر صحیح ہوا تو اس کو دو اجر ہیں ورنہ ایک ہے۔

اور قاضی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ فیصلہ کرتے وقت غصے کی حالت میں نہ ہو کیونکہ اگر غصے کی حالت میں ہوا تو ہو سکتا ہے۔ اس حالت میں اسکا غور وتدبر اور فہم صحیح نہ رہے جیساکہ حدیث میں ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاقضیہ

Marfat.com

غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے کی ممانعت

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَتَبَ اَبِیْ وَکَتَبْتُ لَہٗ عُبَیْدِ اللّٰہِ ابْنُ اَبِیْ بَکْرَۃَ وَھُوَ قَاضِیْ سِجِسْتَانَ اَنْ لَّا تَحْکُمْ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَاَنْتَ غَضْبَانُ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحْکُمُ اَحَدٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ لہ

حضرت عبدالرحمان بن ابی بکرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میرے باپ نے لکھوایا اور میں نے لکھا حضرت عبیداللہ بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ کو کیونکہ وہ سجستان کا قاضی تھا کہ تو نے دو آدمیوں کے درمیان غصے کی حالت میں فیصلہ نہیں کرنا کیونکہ اس بارے میں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا فرماتے تھے کہ کوئی آدمی غصہ کی حالت میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہ کرے۔

تو اب مسئلہ واضح ہے کہ جو آدمی کارِ خیر میں جدوجہد اور کوشش کرتا ہے تو اسکی کوشش اور ہمت کا ضرور صلہ ملتا ہے بلکہ اللہ تو آدمی پر اسقدر مہربان اور مشفق ہے کہ اگر کسی شخص کی صاف ستھری اور اچھی نیت ہوتی تو وہ ایسی نیت پر ہی بہت بڑے اجر مرتب کر دیتا ہے جسطرح کہ حدیث میں ہے۔

نیت کے صحیح ہونے کا اجر

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاۃٍ فَقَالَ اِنَّ بِالْمَدِیْنَۃِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِیْرًا وَلَا قَطَعْتُمْ وَادِیًا اِلَّا کَانُوْا مَعَکُمْ حَبَسَہُمُ الْمَرَضُ ٢ہ

حضرت ابوعبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو آپ نے کہا کہ مدینہ میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں

لہ صحیح مسلم کتاب الاقضیہ   ٢ہ صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

کہ اگر تم کسی غزوہ یا وادی کو عبور کرو تو وہ بھی اس اجر میں تمہارے ساتھ ہیں (فقط انکے رکنے اور بیٹھنے کی وجہ یہ ہے) کہ انکو مرض نے روک رکھا ہے۔

۲:۔ عَنْ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَأَلَ اللهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلَى فِرَاشِهِ ؁

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ اپنے باپ دادا سے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے سچائی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے شہادت کی تمنا کی تو وہ اسکو شہداء کا مرتبہ دے دیتا ہے۔ اگرچہ وہ اپنے بستر پر ہی کیوں نہ فوت ہوا ہو۔

۳:۔ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ إِنَّ اللهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ تَعَالَى عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ وَإِنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً وَإِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً ؁

حضرت ابو العباس عبداللہ بن عباس بن عبد المطلب رضی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھ رکھا ہے اور پھر اسکو یوں بیان کیا کہ جس آدمی نے نیکی کا ارادہ کیا لیکن اسکو کیا نہیں تو اسکی بھی اللہ تعالےٰ ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے ارادہ کرنے کے ساتھ اسکو کر بھی لیا تو پھر دس سے لے کر

۱؎ صحیح مسلم ۲؎ صحیحین

Marfat.com

چودہ سو تک بلکہ اس سے بھی کئی گناہ زیادہ لکھ لیتا ہے اور اگر اس نے گناہ کا ارادہ کیا لیکن اس کو نہیں کیا تو پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کی ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر اس نے گناہ کا ارادہ کیا اور کر بھی لیا تو پھر گناہ ایک ہی لکھتا ہے۔

فائدہ:۔ جب آدمی کا ارادہ اچھا اور نیک ہو تو پھر بہت تھوڑا سا عمل بھی اس کے درجات عالیہ کا سبب بن کر اسکو قلیل وقت میں ہی جنت کا وارث بنا دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

کم وقت میں جنت کا پالینا

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُقَنَّعٌ بِالْحَدِيدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أُقَاتِلُ أَوْ أُسْلِمُ فَقَالَ أَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَأَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا [1]

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی لوہے کا خود پہنے ہوئے حاضر ہوا اور کہا اللہ کے رسول میں پہلے لڑائی کروں یا مسلمان ہوں تو آپ نے فرمایا پہلے مسلمان ہو پھر لڑائی کر تو وہ یونہی مسلمان ہو گیا۔ پھر لڑائی کی تو شہید ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا اس نے عمل تو بہت تھوڑا کیا لیکن اجر بہت لے گیا۔

توضیح:۔ پچھلی روایت جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی گزر چکی ہے جس میں ذکر ہے کہ جو آدمی برائی کا ارادہ کرنے کے بعد اسکو ترک کر دے تو اسکی ایک نیکی لکھی جاتی ہے اب اس مقام پر اسکی تین اقسام ہونگی

۱:۔ جس آدمی نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اسکو اللہ سے ڈر کر ترک کر دیا تو اسکی وہ نیکی لکھی جائے گی جس طرح کہ سابقہ حدیث میں ہے

---

[1] صحیحین

Marfat.com

۲:۔ جس آدمی نے برائی کا ارادہ کیا مگر بعد میں بھول گیا تو اب اسکا نہ گناہ لکھا جائے گا اور نہ نیکی کیونکہ نہ اس نے وہ گناہ کیا ہے اور نہ ہی اسکی وہ گناہ کرنے کی نیت رہی ہے۔

۳:۔ وہ آدمی جس نے برائی کا ارادہ کیا مگر اسکو کسی کمزوری کی بنا پر نہ کرسکا تو یہ آدمی بھی بمنزلہ اسی آدمی کے ہوگا جس نے برائی کا ارادہ کیا اور پھر اسکو کر گزرا جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفِھِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ قَالَ اِنَّہٗ کَانَ حَرِیْصًا عَلٰی قَتْلِ صَاحِبِہٖ [1]

ابوبکرہ نفیع بن الحارث الثقفی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان آپس میں لڑ پڑیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کو قتل کرنے کے ارادے پر اتر آئیں تو قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا اللہ کے رسول قاتل تو جانا چاہیے لیکن مقتول کا کیا قصور ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگرچہ اس نے قتل نہیں کیا لیکن اپنے بھائی کو قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہوئے کوشش تو کی تھی۔

غور طلب پہلو:۔ ذرا غور کرنا کہ یہ تو ارادے کے برا ہونے کے ساتھ ساتھ کام بھی برا تھا جس وجہ سے وہ اللہ کے غضب میں آگیا ورنہ اگر کسی کا کام تو بہت اچھا ہو لیکن ارادہ غلط ہو تو بھی اس پر اللہ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے۔ جس طرح کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا اَعْرَابِیًّا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ الرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُذْکَرَ وَالرَّجُلُ یُقَاتِلُ لِیُرٰی

---

[1] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

مَکَانُہٗ فَمَنْ فِی سَبِیْلِ اللہِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللہِ اَعْلٰی فَھُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللہِ لہ

حضرت ابو موسٰی اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی آدمی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کی اللہ کے رسول ایک آدمی اس لئے لڑتا ہے تاکہ مال غنیمت حاصل ہو۔ دوسرا اس لئے کہ اسکا نام ذکر کیا جائے تیسرا اس لئے کہ اسکا مقام دیکھا جائے تو اب ان تینوں سے اللہ کے راستہ میں کون ہے تو آپ نے فرمایا وہ جو صرف اسلئے لڑا تاکہ اللہ کا دین بلند ہو۔

فکرمند کر دینے والی حدیث

عن ابی ھریرہ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اول الناس یقضی یوم القیامۃ علیہ رجل استشھد فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت فیھا قال قاتلت فیک حتی استشھدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرء القرآن فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت فیھا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرات فیک القرآن قال کذبت ولکنک تعلمت لیقال عالم وقرات القرآن لیقال قاری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ حتی القی فی النار، ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفھا قال فما عملت فیھا قال ما ترکت من سبیل تحب ان ینفق فیھا الا انفقت فیھا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ھو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجھہ ثم القی فی النار [2]

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے قیامت کے دن سب لوگوں سے پہلے جس شخص کا فیصلہ کیا جائے گا وہ شہید ہوگا ۔جب وہ اللہ تعالے کے سامنے پیش کیا جائیگا تو اسکو بتانے کے لئے اللہ تعالے اپنی ایک ایک نعمت کا ذکر کرے گا وہ بھی یونہی ان سب کا اعتراف کرے گا تو اللہ تعالے پوچھے گا اب تو نے ان نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا تو وہ کہے گا اے اللہ میں تیرے دین کی خاطر لڑا حتی کہ میں قتل کر دیا گیا ۔تو اللہ تعالے فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا کیونکہ تو تو اسلئے لڑا تاکہ تم کو بہادر کہا جائے اب تم کو کہہ دیا گیا ہے پھر حکم ہوگا اب اسکو چہرے کے بل کھینچ کرلے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو پھر دوسرا شخص آئے گا جس نے علم سیکھا اور سکھایا ۔ پھر قرآن بھی پڑھا تو اسکو بھی بتانے کے لئے اللہ تعالے اپنی ایک ایک نعمت کا ذکر کرے گا ۔ تو وہ یونہی ان سب کو یاد کرے گا ۔تو اللہ تعالے پوچھے گا اب تو نے ان نعمتوں کا کیا شکریہ ادا کیا تو وہ کہے گا اے اللہ میں نے سیکھا اور سکھایا اور پھر قرآن بھی پڑھا تو اللہ تعالے فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا کیونکہ تو نے تو اسلئے علم سیکھا اور سکھایا تاکہ تم کو عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تاکہ تم کو قاری کہا جائے اب تم کو کہہ دیا گیا ۔ پھر حکم ہوگا اسکو بھی چہرے کے بل کھینچ کرلے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو ۔ پھر تیسرا شخص آئے گا جس کو اللہ تعالے نے کثرت سے مال دیا اور ہر قسم کا دیا تو اسکو بھی بتانے کے لئے اللہ تعالے اپنی ایک ایک نعمت کا ذکر کرے گا ۔تو وہ بھی یونہی ان سب کو یاد کرے گا تو اللہ تعالے پوچھے گا ۔اب تو نے میری ان نعمتوں کا کیا شکر ادا کیا ہے تو وہ کہے گا اے اللہ میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تو پسند کرتا تھا کہ خرچ کیا جائے اور میں نے وہاں خرچ نہ کیا ہو ۔تو اللہ تعالے فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا کیونکہ تو نے تو اسلئے خرچ کیا تھا تاکہ تم کو سخی کہا جائے ۔اب تم کو کہہ دیا گیا ہے ۔ پھر حکم ہوگا اب اس کو بھی چہرے کے بل کھینچ کرلے جاؤ اور جہنم میں پھینک دو ۔

Marfat.com

جنت کی خوشبو سے محرومی

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا یُبْتَغٰی بِہٖ وَجْہُ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ لَا یَتَعَلَّمُہٗ اِلَّا لِیُصِیْبَ بِہٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْیَا لَمْ یَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے وہ علم پڑھا جو صرف اللہ کی رضا کے لئے پڑھا جاتا ہے مگر اس نے اسلئے پڑھا تاکہ دنیا کا مال ہاتھ آجائے تو وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

بغیر ارادے کے غیر شرعی کلمے کا حکم

یاد رکھنا بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی جنون میں آکر بغیر قصد اور ارادے کے ایسا کلمہ کہہ دے جو خلاف شرع ہو۔ تو وہ قابل گرفت نہیں بلکہ قابل معافی ہے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَلّٰہُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَۃِ عَبْدِہٖ حِیْنَ یَتُوْبُ اِلَیْہِ مِنْ اَحَدِکُمْ کَانَ عَلٰی رَاحِلَتِہٖ بِاَرْضِ فَلَاۃٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْہُ وَعَلَیْھَا طَعَامُہٗ وَشَرَابُہٗ فَاَیِسَ مِنْھَا فَاَتٰی شَجَرَۃً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّھَا قَدْ اَیِسَ مِنْ رَاحِلَتِہٖ فَبَیْنَا ھُوَ کَذٰلِكَ اِذْ ھُوَ بِھَا قَائِمَۃً عِنْدَہٗ فَاَخَذَ بِخِطَامِھَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ اَخْطَاَ مِنْ شِدَّۃِ الْفَرَحِ [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ضرور اللہ تعالے اپنے بندے کی توبہ پر بے حد خوش ہوتا ہے جو قت

---

[1] اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا ہے [2] صحیح مسلم کتاب التوبۃ

Marfat.com

کہ وہ توبہ کرتا ہے اس آدمی سے بھی بڑھ کر کہ جو بمع اپنے کھانے پینے کی اشیاء کے اونٹنی پر سوار ہو کر جنگل سے گذر رہا ہو تو اچانک اسکی اونٹنی بھاگ گئی جس پر کہ اسکا کھانا اور پینا تھا۔ تو آخر وہ آدمی ایک درخت کے پاس آ گیا اور اپنی اونٹنی سے مایوس ہو کر اس درخت کے سایہ کے نیچے سو گیا جب اٹھا تو اچانک وہی اونٹنی اسکے پاس کھڑی تھی۔ تو اسوقت اس سے یہ خطا ہوئی کہ اسکی نکیل تھام کر اس قدر خوشی کے عالم میں وجد طاری ہوا کہ بغیر ارادے کے یہ کہہ دیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔

فائدہ:- یاد رکھنا بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی قصدًا اور جان بوجھ کر کوئی ایسا کلمہ کہہ لیتا ہے جس پر عمل کرنا مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی حق چیز کے واضح کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ تو یہ بھی قابلِ گرفت نہیں بلکہ قابلِ تحسین ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَمَا امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فَقَالَتْ هٰذِهِ لِصَاحِبَتِهَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ اَنْتِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰی دَاوٗدَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فَقَضٰی بِهٖ لِلْکُبْرٰی فَخَرَجَتَا عَلٰی سُلَیْمَانَ ابْنِ دَاوٗدَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِیْ بِالسِّکِّیْنِ اَشُقُّهٗ بَیْنَکُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰی بِهٖ لِلصُّغْرٰی [1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں دو عورتیں جن دونوں کے دو لڑکے تھے، کہیں وہ دونوں باہر گئیں

---

[1] صحیح مسلم کتاب الاقضیہ

Marfat.com

توان دونوں سے بڑی عورت کا لڑکا بھیڑیا لے گیا تو بڑی نے چھوٹی کا اٹھالیا آخر جب ان دونوں کا فیصلہ حضرت داود علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے بڑی کے حق میں فیصلہ دیا اس کے بعد جب ان دونوں کا گذر حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو اسکو بھی خبر دی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا میرے پاس چھری لاؤ تاکہ میں اس بچے کو درمیان سے کاٹ کر تم دونوں میں تقسیم کردوں (تو چھوٹی چلا اٹھی) اور کہا اللہ آپ پر رحم کرے ایسا نہ کرنا یہ لڑکا اسی کا ہے میرا نہیں تو پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کو دیدیا۔

توضیح :۔ اس حدیث پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں قاضی کے لئے تین طرح کے قواعد وضوابط ذکر ہوئے ہیں جنکو اگر قاضی فیصلہ کرنے کے وقت اپنائے تو ان میں کوئی حرج نہیں بلکہ قابل تحسین ہیں۔

۱:۔ حق کو ظاہر کرنے کے لئے قاضی کو کوئی ایسی بات کہنا جسکے کرنے کا وہ ارادہ نہ رکھتا ہو۔) جس طرح کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے کہا تھا کہ میرے پاس چھری لاؤ تاکہ میں اس لڑکے کے دو ٹکڑے کردوں حالانکہ یہ کرنے کا ارادہ نہ تھا۔

۲:۔ جب قاضی کو معلوم ہو جائے کہ حق اسی کا ہے جو اپنے حق سے انکار کر رہا ہے تو بھی قاضی کو اسی کے حق میں فیصلہ دینا چاہیے۔ جس طرح حضرت سلیمان علیہ السلام پر جب ظاہر ہوا کہ لڑکا چھوٹی کا ہے تو اب وہ خود ہی انکار کر رہی ہے کہ لڑکا میرا نہیں بلکہ بڑی کا ہے تو پھر حضرت سلیمان اسی چھوٹی کو ہی لڑکا دے رہا ہے۔

۳:۔ جب کسی کو معلوم ہو جائے کہ پہلا فیصلہ صحیح نہیں بلکہ حق کے خلاف ہے تو اس کو مسترد کر دینا چاہیے خواہ وہ پہلا فیصلہ اسکی مانند یا اس سے کسی بڑے کا کیا ہوا ہی کیوں نہ ہو) جس طرح کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے دیکھا کہ میرے باپ کا فیصلہ صحیح نہیں ہے تو فوراً اس پر نظر ثانی کی اور اسکی تصحیح کردی۔

Marfat.com

پندرھواں باب

آپس میں مصافحہ کرنے کی فضیلت

قَالَ اَبُو الْحَسَنِ بْنُ سُفْيَانَ وَاَبُو يَعْلَى الْمُوْصَلِى فِى مُسْنَدَيْهِمَا جَمِيْعًا عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ عَبْدَيْنِ مُتَحَابَّيْنِ فِى اللهِ وَفِى رِوَايَةٍ مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ وَيُصَلِّيَانِ عَلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا لَمْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يُغْفَرَ لَهُمَا ذُنُوْبُهُمَا مَا تَقَدَّمَ مِنْهَا وَمَا تَاَخَّرَ [1]

ابوالحسن بن سفیان اور ابویعلی موصلی ان دونوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو آدمی جو صرف اللہ تعالے کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ دو مسلمان جو ایک دوسرے سے ملتے وقت سلام لیتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں جب وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ہی انکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

---

[1] اس روایت کو ابن حبان امام احمد بزار ابو یعلی موصلی سب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے لیکن لفظوں میں کچھ قدرے فرق ہے امام احمد نے جس سند سے اس روایت کو ذکر کیا ہے اسمیں (میمون بن عجلان) کے سوا اسکے سب راوی ثقہ ہیں (ابن حبان نے تو انکو بھی ثقہ کہا ہے امام ہیثمی کہتے ہیں کہ اسکو کسی نے ضعیف نہیں کہا۔

Marfat.com

توضیح:- تو اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات صحیحہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی خاطر محبت کرنے اور مل جل کر رہنے والے مسلمانوں کی بے حد فضیلت ذکر ہوئی ہے۔

۱:- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّہٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مَدْرَجَتِہٖ مَلَکًا فَلَمَّا اَتٰی عَلَیْہِ قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ؟ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ھَلْ لَّکَ عَلَیْہِ مِنْ نِّعْمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا اِنِّیْ اَحْبَبْتُہٗ فِی اللہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ [۱]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی اپنے کسی بھائی کی ملاقات کرنے کے لئے دوسری بستی میں گیا۔ تو اسکے راستہ میں اللہ تعالےٰ نے ایک فرشتہ بٹھا دیا جب وہ چلتا چلتا فرشتے کے پاس آیا تو فرشتے نے پوچھا آپ کا کہاں جانے کا ارادہ ہے تو اس نے کہا میرا اس بستی میں ایک بھائی رہتا ہے۔ اسکی ملاقات کیلئے جا رہا ہوں فرشتے نے کہا آپ پر کوئی اسکا احسان ہے جسکی تو وفا کرنا چاہتا ہے کہا نہیں صرف اللہ تعالےٰ کی خاطر اس سے محبت رکھتا ہوں تو اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں تاکہ تم کو بتاؤں کہ جسطرح تو اللہ تعالےٰ کی خاطر اس سے محبت کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ تم سے محبت کرتا ہے۔

۲:- عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِیْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَّہٗ فِی اللہِ نَادَاہُ مُنَادٍ بِاَنْ

---

[۱] صحیح مسلم

Marfat.com

طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا [۱]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے بیمار کی عیادت کی یا وہ جس کو اللہ کی خاطر بھائی بنا رکھا ہے اسکی زیارت کی تو ایک آواز کرنے والا آواز کرتا ہے اے زیارت کرنے والے تو بھی اور تیرا چلنا بھی خوشگوار ہو اور تو نے تو اپنا گھر جنت میں بنا لیا ہے۔

خلیل دیکھ کر بنانا چاہیے:-

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّجُلُ عَلَى دِيْنِ خَلِيْلِهِ فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ [۲]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے چنانچہ جو دوست بنائے اسکو دیکھ کر بنائے کہ کہیں (یہ فاسق و فاجر تو نہیں)

جس سے محبت ہو گی اسی کے ساتھ ہو گا

عَنْ أَبِي مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ (وَفِي رِوَايَةٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ قَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ [۳]

حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت رکھتا ہے ایک

---

[۱] امام ترمذی نے اسکو حسن کہا ہے بعض نسخوں میں غریب کے الفاظ ہیں
[۲] ابوداؤد اور ترمذی نے کہا کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔
[۳] صحیح بخاری و مسلم۔

Marfat.com

روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ایک آدمی کسی قوم کے ساتھ محبت رکھتا ہے لیکن ابھی تک وہ اسکو ملا نہیں تو آپ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

۵: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ لَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ حُبَّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک اعرابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب ہے تو آپ نے فرمایا تو نے اسکی تیاری کیا کی ہے اس نے کہا اللہ اور اسکے رسول سے محبت ہے تو آپ نے فرمایا آدمی اسی کے ساتھ ہوگا۔ جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔

صحیحین میں یہ بھی الفاظ ہیں (مَا اَعْدَدْتُ لَھَا مِنْ کَثِیْرِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاۃٍ وَلَا صَدَقَۃٍ وَلٰکِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ) اس اعرابی نے کہا اللہ کے رسول میرا کوئی کثرت سے نماز، روزہ اور صدقہ تو نہیں لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔

نبی کا کسی کو دعا کیلئے کہنا:-

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِسْتَاْذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْعُمْرَۃِ فَاَذِنَ لِیْ وَقَالَ لَا تَنْسَنَا یَا اُخَیَّ مِنْ دُعَائِکَ فَقَالَ کَلِمَۃً مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ لِیْ بِھَا الدُّنْیَا وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ اَشْرِکْنَا یَا اُخَیَّ فِیْ دُعَائِکَ [2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے عمرہ کی اجازت مانگی تو آپ نے اجازت دے دی اور یہ بھی کہا کہ اے

---

[1] صحیح بخاری و مسلم [2] اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے۔

Marfat.com

میرے بھائی مجھے اپنی دعا میں نہ بھولنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس کلمہ سے میں اتنا خوش ہوا کہ اگر اسکے عوض میرے لئے پوری دنیا ہوتی تو مجھ کو اتنی خوشی نہ ہوتی ایک روایت میں ہے کہ اے میرے بھائی مجھ کو اپنی دعا میں شریک کرنا۔

ایمان کی حلاوت

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ ثَلَاثٌ مَنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ: اَنْ یَّکُوْنَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِمَّا سِوَاھُمَا وَاَنْ یُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ، وَاَنْ یَّکْرَہَ اَنْ یَّعُوْدَ فِی الْکُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَہُ اللّٰہُ مِنْہُ کَمَا یَکْرَہُ اَنْ یُّقْذَفَ فِی النَّارِ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین ایسی چیزیں ہیں کہ جس میں وہ ہونگی اس نے ایمان کا ذائقہ پالیا پہلی یہ کہ اسکا اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ ہر چیز سے زیادہ پیار ہو دوسری یہ کہ جب وہ کسی سے محبت کرے تو صرف اللہ کی خاطر ہو تیسری یہ کہ ایمان لانے کے بعد اسکا کفر کی طرف لوٹنا اسقدر دشوار ہو جس طرح کہ اسکو آگ میں کودجانا دشوار ہے۔

جن لوگوں پر اللہ کا سایہ ہوگا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

قَالَ سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللّٰہُ فِیْ ظِلِّہٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّہٗ اِمَامٌ عَادِلٌ وَشَابٌّ نَشَأَ فِیْ عِبَادَۃِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرَجُلٌ قَلْبُہٗ مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ اجْتَمَعَا عَلَیْہِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْہِ، وَرَجُلٌ دَعَتْہُ امْرَأَۃٌ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ وَرَجُلٌ

---

[1] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَاَخْفَاهَا حَتّٰی لَا تَعْلَمَ شِمَالُهٗ مَا تُنْفِقُ يَمِيْنُهٗ وَ
رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ [1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات آدمیوں کو خود اللہ تعالے اپنے خاص سایہ میں جگہ دیگا جس دن کہ اسکے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا (ایک) وہ حاکم جو انصاف کرتا ہے، (دوسرا) وہ آدمی جو جوان ہوا اور اسکی جوانی اللہ تعالےٰ کی عبادت میں ختم ہوئی (تیسرا) وہ آدمی جسکا دل اللہ تعالےٰ کی مسجدوں سے وابستہ ہو (چوتھا) وہ شخص کہ جو دو آدمیوں کی محبت صرف اللہ تعالےٰ کی خاطر ہو اور وہ اسی پر ہی جمع اور جدا ہوں (پانچواں) وہ آدمی جس کو خوبصورت اور صاحب نسب عورت برائی کی طرف دعوت دے اور وہ کہے کہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتا ہوں (چھٹا) وہ آدمی کہ جو صدقہ کرے اور وہ اسقدر خفیہ ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ کو معلوم تک نہ ہو (ساتواں) وہ آدمی جو جدا ہو کر اللہ تعالےٰ کو یاد کرے اور اسکی دونوں آنکھوں سے آنسو نکل آئیں۔

ایک غور طلب پہلو: ۔ ذرا غور کرنا کہ جس آدمی کے والدین کا سایہ اُسکے سر پر ہو تو اس آدمی کا اس دنیا میں خوش نصیب اور باسعادت لوگوں میں شمار ہوتا ہے اور یہ بھی کہ اس کو دنیا میں کسی قسم کا فکر اور ذھنی الجھاؤ بھی نہیں ہوتا کہ جو اسکے آرام و سکون کو مجروح کر سکے تو وہ آدمی کس قدر خوش قسمت اور باسعادت ہے کہ جس پر قیامت کے دن خود اللہ تعالےٰ کا سایہ ہوگا۔ جبکہ اسکے سایہ کے سوا کوئی اور سایہ ہی نہیں ہوگا۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ
اَلْيَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّيْ [2]

---

[1] متفق بخاری و مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن خود اللہ تعالےٰ اعلان کرے گا کہ آج وہ کہاں ہیں جو دنیا میں صرف میری رضا اور خوشنودی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کیا کرتے تھے۔ آج میں انکو خاص اپنے سایہ میں جگہ دونگا جب کہ آج اس میرے سایہ کے سوا کوئی سایہ ہی نہیں۔

انبیاء اور شہداء کا رشک کرنا

عَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ قَالَ اللہُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُوْرٍ یَغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ[1]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ فرمائے گا وہ لوگ جو صرف میری عظمت وجلال کی وجہ سے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آج وہ میرے ہاں اسقدر معزز ہیں کہ انکے لیے نور کے منبر ہیں اور یہ ایسا مقام ہے کہ اسکا نبی اور شہداء بھی رشک کریں گے۔

جنت میں پہنچانے والا عمل

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب تک تم ایمان نہیں لاؤ گے جنت میں نہیں جا سکتے اور جب تک تم ایک دوسرے

---

[1] امام ترمذی نے اسکو ذکر کیا اور کہا یہ حدیث حسن اور صحیح ہے [2] صحیح مسلم

Marfat.com

سے محبت نہیں کروگے ایمان دار نہیں ہو سکتے تو کیا میں تم کو ایک ایسا عمل نہ بتادوں اگر تم نے اسکو کرلیا تو تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ جاؤ گے اور وہ یہ کہ تم ایک دوسرے کو کثرت سے سلام کیا کرو۔

فائدہ:۔ اب اس حدیث کا مضمون واضح ہے کہ جو آدمی چاہتا ہے کہ جب جنت میں جلد پہنچوں تو اسکے پاس دو چیزوں کا ہونا از حد ضروری ہے ایک یہ کہ صاحبِ ایمان ہو دوسرا یہ کہ لوگوں سے مل جل کر رہے اور کثرت سے سلام کہے۔

جس سے محبت ہو اُسے مطلع کرنا:۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا کَانَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ لَاُحِبُّ ھٰذَا فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلَمْتَہٗ قَالَ لَا قَالَ اَعْلِمْہُ فَلَقِیَہٗ فَقَالَ اِنِّیْ اُحِبُّکَ فِی اللّٰہِ فَقَالَ اَحَبَّکَ الَّذِیْ اَحْبَبْتَنِیْ لَہٗ [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے ایک آدمی کا گزر ہوا تو بیٹھنے والے نے کہا اللہ کے رسول میں اس جانے والے آدمی سے محبت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا کیا تو نے اسکو خبر بھی دی ہے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا جا اسکو خبر دے تو میں اسکو اسی وقت ملا اور کہا کہ میں صرف اللہ کے لئے تم سے محبت رکھتا ہوں تو وہ بولا اچھا جس اللہ کی خاطر تو مجھ سے محبت رکھتا ہے تو وہ بھی اسی خاطر تم سے محبت رکھتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ کَرِیْمَۃَ الْمِقْدَادِ بْنِ مَعْدِیْکَرِبَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ اَنَّہٗ یُحِبُّہٗ [2]

---

[1] ابوداؤد نے کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے [2] رواہ الترمذی اور کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے

Marfat.com

حضرت ابی کریمہ المقداد بن معدیکرب رضی نبی سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جب کوئی آدمی کسی اپنے بھائی سے محبت رکھتا ہو تو اسکو بتا دینا چاہیے کہ وہ آپ سے محبت رکھتا ہے۔

رسول اللہ کی وصیت

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ بِيَدِهٖ وَقَالَ يَا مُعَاذُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ ثُمَّ اُوْصِيْكَ يَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ [1]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ اے معاذ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں اور یہ وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو نہ چھوڑنا جن کا ترجمہ یہ ہے اے اللہ اپنے ذکر و شکر اور اچھی عبادت کرنے میں میری مدد کر۔

ابو ادریس خولانی کا ایک واقعہ:

عَنْ اَبِيْ اِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ قَالَ دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ فَاِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا وَاِذَا النَّاسُ مَعَهٗ فَاِذَا اخْتَلَفُوْا فِيْ شَيْءٍ اَسْنَدُوْهُ اِلَيْهِ وَصَدَرُوْا عَنْ رَاْيِهٖ فَسَاَلْتُ عَنْهُ فَقِيْلَ هٰذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ هَجَّرْتُ فَوَجَدْتُهٗ قَدْ سَبَقَنِيْ بِالتَّهْجِيْرِ وَوَجَدْتُهٗ يُصَلِّيْ فَانْتَظَرْتُهٗ حَتّٰى قَضٰى صَلَاتَهٗ ثُمَّ جِئْتُهٗ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ قُلْتُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّكَ لِلّٰهِ فَقَالَ اٰللّٰهِ؟ فَقُلْتُ اٰللّٰهِ فَقَالَ اٰللّٰهِ فَقُلْتُ

[1] ابو داود حدیث صحیح ہے

Marfat.com

اللہ فاخذ بحبوۃ ردائی فجبذنی إلیہ فقال ابشر فإنی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ، قال اللہ تبارک وتعالی وجبت محبتی للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ، والمتزاورین فیّ والمتباذلین فیّ [1]

حضرت ابوادریس خولانی رحمۃ اللہ کا بیان ہے کہ میں دمشق کی مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ ایک جوان جسکے دانت بجلی کی طرح چمکدار تھے بیٹھا ہوا ہے اور اس کے ساتھ اور لوگ بھی ہیں جب انکا کسی مسئلہ میں اختلاف پڑ جاتا ہے تو سب مل کر اسکی طرف رجوع کرتے ہیں اور پھر اسی کی رائے پر اتفاق کرتے ہیں میں نے پوچھا یہ کون ہے تو جواب ملا کہ یہ معاذ بن جبل رضی ہے پھر جب دوسرا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں پہنچ گیا تو کیا دیکھا ۔ کہ وہ مجھ سے بھی پہلے آئے ہوئے ہیں اور نماز پڑھ رہے ہیں تو میں نے انتظار کی حتیٰ کہ وہ فارغ ہوگئے پھر میں انکو انکے چہرے کی طرف سے ملا اور سلام کہا اور یہ بھی کہا کہ مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں تم سے صرف اللہ کے لئے محبت رکھتا ہوں تو انہوں نے کہا کیا اللہ کے لئے میں نے کہا ہاں اللہ کے لئے پھر کہا کیا اللہ کے لئے میں نے کہا ہاں اللہ کے لئے تو پھر اس نے میری چادر کا ایک کنارہ پکڑا اور اپنی طرف کھینچا اور کہا کہ خوش ہو جاؤ کیونکہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ۔ فرماتے تھے ۔ کہ اللہ تبارک وتعالےٰ فرماتا ہے کہ میری محبت ان لوگوں کے لئے واجب ہوگئی جو میرے لئے ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس بیٹھتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں ۔ اور ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں ۔

اللہ کیوجہ سے ہر چیز کا محبت کرنا:۔ جاننا چاہیئے کہ جب اللہ تعالےٰ کسی آدمی سے محبت کرتا ہے تو پھر اس سے ہر چیز

---

[1] اس حدیث کو امام مالک نے مؤطا میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح ہے ۔

Marfat.com

محبت کرنے لگ جاتی ہے حتیٰ کہ علوی مخلوق جو ایک نورانی مخلوق ہے وہاں تک رسائی ہو جاتی ہے اور اسکی قدر و منزلت اور قبولیت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ آسمان کے ہر افق پہ اسکی محبت اور عظمت مشہور کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادٰی جِبْرِیْلَ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحْبِبْهُ فَیُحِبُّهُ جِبْرِیْلُ فَیُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوْهُ فَیُحِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ یُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ کسی آدمی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ جبریل کو کہتا ہے کہ (دیکھو) میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر تو جبریل بھی اس سے محبت کرتا ہے پھر جبریل علیہ السلام فرشتوں میں اعلان کرتا ہے (کہ دیکھو) اللہ تعالےٰ فلاں آدمی سے محبت کرتا ہے تم بھی سب اس سے محبت کرو۔ تو سب فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں پھر اسکا یہی مقام زمین والوں کے دلوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ مزید صحیح مسلم شریف میں ہے۔

اللہ کی وجہ سے ہر چیز کا مبغوض جاننا :-

وَاِذَا اَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِیْلَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضْهُ فَیُبْغِضُهُ جِبْرِیْلُ ثُمَّ یُنَادِیْ فِیْ اَهْلِ السَّمَاءِ اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ ثُمَّ تُوْضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِی الْاَرْضِ

اور جب اللہ تعالےٰ کسی بندے کو مبغوض جانتا ہے تو جبریل کو بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فلاں آدمی کو مبغوض جانتا ہوں تو بھی اسکو مبغوض جان تو جبریل بھی اسکو مبغوض جانتا ہے پھر جبریل فرشتوں میں اعلان کرتا ہے کہ فلاں آدمی کو اللہ مبغوض جانتا ہے تم بھی سب اسکو مبغوض جانو تو پھر سب فرشتے بھی اسکو مبغوض جانتے ہیں اور پھر اسکا یہی بغض زمین والوں کے دلوں میں رکھ دیا جاتا ہے

---

[1] صحیح مسلم، بخاری

Marfat.com

سولھواں باب

اسلام میں عمر کے لمبا ہونے کی فضیلت

۱:۔ فقال ابوالقاسم البغوی فی معجم الصحابة عن عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا بلغ المرء المسلم اربعین سنة صرف اللہ عنہ ثلاثة انواع من البلاء الجنون والجذام والبرص فاذا بلغ خمسین سنة خفف اللہ عنہ ذنوبہ فاذا بلغ ستین سنة رزقہ اللہ الانابة الیہ فاذا بلغ سبعین سنة احبتہ الملئکة وفی روایة اہل السماء فاذا بلغ ثمانین سنة اثبت حسناتہ ومحیت سیاتہ فاذا بلغ تسعین سنة غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وسمی اسیر اللہ فی ارضہ وشفع لاہل بیتہ، وفی روایة غیر البغوی رشفعہ اللہ فی اہل بیتہ یوم القیمة [1]

حضرت ابوالقاسم البغوی رحؒ نے معجم الصحابہ میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب مسلمان آدمی چالیس ۴۰ برس کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو جنون کوڑھ اور برص [2] ان تین بڑی بیماریوں سے بچا لیتا ہے اور جب پچاس ۵۰ برس کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے گناہوں کو ہلکا کر دیتا ہے۔ اور جب ساٹھ ۶۰ برس کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو اپنی طرف رجوع اور مائل

---

[1] اس حدیث کو طبرانی بزار نے بھی عبداللہ بن ابی بکر صدیق سے مختلف الفاظ سے ذکر کیا ہے امام ذھبی نے کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں [2] برص ایک بیماری ہے جس سے جلد سفید ہو جاتی ہے اور تکلیف دہ خارش ہوتی ہے اجذام ، یہ ایسی مرض ہے جس سے ہاتھ ذار ... ہو جاتا ہے

Marfat.com

ہونے کی توفیق بخش دیتا ہے اور جب ستر برس کو پہنچ جاتا ہے تو اس سے فرشتے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ آسمان والے اور جب اسّی ۸۰ برس کو پہنچ جاتا ہے تو اسکی نیکیاں باقی رہتی ہیں اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور جب نو ۹۰ے برس کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کے اگلے اور پچھلے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور اسکو اللہ تعالٰے کا آزاد کیا ہوا قیدی نام رکھ کر زمین میں چھوڑ دیا جاتا ہے اور پھر اسکی سفارش اس کے گھر والوں کے بارے بھی قبول کر لی جاتی ہے۔ بغوی کی روایت کے علاوہ یہ ہے کہ اللہ قیامت کے دن اسکی سفارش اسکے گھر والوں کے بارے میں قبول کرے گا۔

دوسری حدیث:۔

عن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ انہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قال اللہ جل ذکرہٗ اذا بلغ عبدی اربعین سنۃً عافیتہٗ من البلایا الثلاث : من الجنون۔ والجذام والبرص فاذا بلغ خمسین سنۃ حاسبتہ حسابًا لیسیرًا فاذا بلغ ستین سنۃ حببت الیہ الانابۃ۔ فاذا بلغ سبعین سنۃ احبتہ الملٰئکۃُ فاذا بلغ ثمانین سنۃ کتبت حسناتہٗ والقیت سیاتہ فاذا بلغ تسعین سنۃ قالت الملٰئکۃ اسیر اللہ فی ارضہ وغفرلہ ماتقدّم من ذنبہ وما تاخر وشُفِعَ فی اھل بیتہ [1]

---

[1] اس روایت کو ابو یعلٰی نے بھی ذکر کیا ہے اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں رو کتب فی السماء اسیر اللہ فی ارضہ) لیکن اس میں ایک راوی عزرہ بن قیس الازدی وہ ضعیف ہے اور اس روایت کو حکیم ترمذی نے (نوادر الاصول) میں بھی حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ روایت نبی علیہ السلام سے دوسری سندوں سے بھی آتی ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو میں اسکو جنون، جذام، اور برص ان تینوں بیماریوں سے بچا لیتا ہوں۔ اور جب پچاس برس کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اس کا آسانی سے حساب لیتا ہوں اور جب ساٹھ برس کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اسکو اپنی طرف گڑگڑانا محبوب کر دیتا ہوں۔ اور جب ستر برس کو پہنچ جاتا ہے تو اس سے فرشتے محبت کرتے ہیں اور جب اسّی برس کو پہنچ جاتا ہے تو اسکی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیاں چھوڑ دی جاتی ہیں اور جب نوے برس کو پہنچ جاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ یہ تو اب اللہ تعالےٰ کی زمین میں اسکا آزاد کیا ہوا قیدی ہے تو اسوقت اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور اس کے گھر والوں کے بارے میں اسکی سفارش بھی قبول کر لی جاتی ہے۔

تیسری حدیث :-

قال الترمذی الحکیم فی نوادر الاصول عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا بلغ اربعین سنۃ وھو العمر امنہ اللہ من الخصال الثلاث من الجنون والجذام والبرص فاذا بلغ خمسین سنۃ وھو الدھر خفف اللہ عنہ الحساب فاذا بلغ ستین سنۃ وھو فی ادبار من قوتہ رزقہ اللہ الانابۃ فیما یحبہ فاذا بلغ سبعین سنۃ وھو الحقب[1] احبہ اھل السماء - فاذا بلغ ثمانین سنۃ وھو الخرف اثبتت حسناتہ ومحیت سیاٰتہ فاذا بلغ تسعین سنۃ وھو الفند غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وشفع فی اھل بیتہ وسمّاہ

---

[1] احقب اس کی جمع احقاب ہے جس کا معنی ہے وقت کی انتہا (الخرف) کا معنی ہے عقل کا چلے جانا۔ (الفند) اسکا معنیٰ ہے گم ہونا۔ یعنی اعضاء کا کام کرنے سے عاجز آجانا۔

Marfat.com

اھل السماء اسیر اللہ فاذا بلغ مائۃ سنۃ سمی حبیب اللہ فی الارض وحق علی اللہ ان لا یعذب حبیبہ ۔

حکیم ترمذی نے اپنی کتاب نوادر الاصول میں حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو یہ وہ عمر ہے کہ اسوقت اللہ تعالے اسکو جنون، کوڑھ اور برص کی بیماریوں سے محفوظ کر لیتا ہے اور جب پچاس برس کو پہنچ جاتا ہے تو یہ وہ وقت ہے کہ اسوقت اللہ تعالے اس سے حساب لینا ہلکا کر دیتا ہے اور جب ساٹھ برس کو پہنچ جاتا ہے تو یہ وقت اسکی طاقت کے چلے جانے کا ہے تو اسوقت اللہ تعالے اسکو اپنی طرف گڑگڑانے اور مائل ہونے کی توفیق دیتا ہے جسکو وہ پسند کرتا ہے اور جب ستر برس کو پہنچ جاتا ہے ۔ تو یہ بھی عمر کی انتہا ہے تو اسوقت اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں اور جب اسّی برس کو پہنچ جاتا ہے تو یہ وہ عمر ہے کہ جب اسکی عقل صحیح کام نہیں کرتی ہے تو اسوقت اسکی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور اسکی برائیاں چھوڑ دی جاتی ہے اور جب نوّے برس کو پہنچ جاتی ہے تو یہ وہ وقت ہے کہ جب اسکی طاقت گم ہو جاتی ہے تو اسوقت اللہ تعالے اس کے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیتا ہے اور اسکی سفارش بھی اسکے گھر والوں کے بارے میں قبول کر لیتا ہے اور آسمان کے فرشتے اسکا نام اللہ تعالے کا آزاد کیا ہوا قیدی رکھ دیتے ہیں ۔ اور جب سو برس کا ہو جاتا ہے تو اسکا نام اس زمین میں اللہ تعالیٰ کا حبیب رکھ دیا جاتا ہے ۔ اور پھر اللہ تعالے پر ضروری ہے کہ وہ اپنے حبیب کو عذاب نہیں کرتا ۔

Marfat.com

چوتھی حدیث:- قال الحاکم فی تاریخ نیسابور عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال یثغر الغلام لتسع سنین و یحتلم فی اربع عشرۃ سنۃ و یتم طولہ لاحد و عشرین سنۃ و یجتمع لہ عقلہ لثمان و عشرین سنۃ ثم لا یزداد بعد ذلک عقلاً الا بالتجارب فاذا بلغ اربعین سنۃ عافاہ اللہ من انواع البلاء من الجنون والجذام والبرص فاذا بلغ خمسین سنۃ رزقہ اللہ الانابۃ الیہ فاذا بلغ ستین سنۃ حببہ اللہ الی اہل سمائہ واہل ارضہ فاذا بلغ سبعین سنۃ اثبت حسناتہ ومحیت سیاتہ فاذا بلغ ثمانین سنۃ استحی اللہ تعالیٰ منہ ان یعذبہ فاذا بلغ تسعین سنۃ کان اسیر اللہ فی ارضہ فلم یخط القلم علیہ بحرف

حضرت حاکمؒ نے تاریخ نیسابور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے انہوں نے نبی علیہ السلام سے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ نو برس کی عمر میں دودھ کے دانت گرا دیتا ہے اور چودہ برس کی عمر میں احتلام آنا شروع ہو جاتا ہے اور اکیس برس تک اسکے قد کی لمبائی پوری ہو جاتی ہے اور جب اٹھائیس ۲۸ برس کو پہنچتا ہے تو عقل بھی پوری ہو جاتی ہے تو اس کے بعد جو اسکی عقل میں اضافہ ہوتا ہے تو وہ تجربات سے ہوتا ہے۔ اور جب چالیس برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکو جنون کوڑھ اور برص ان تین بیماریوں سے بچا لیتا ہے اور جب پچاس برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکو اپنی طرف گڑگڑانے اور مائل ہونے کی توفیق دیتا ہے۔ اور جب ساٹھ برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالےٰ

Marfat.com

اسکی محبت اہل آسمان اور اہل زمین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے اور جب ستر برس کو پہنچتا ہے تو اسکی نیکیاں برقرار رکھی جاتی ہیں اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور جب اسی برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالے بھی حیا کرتا ہے اسمیں کہ وہ اسکو عذاب کرے اور جب نوے برس کو پہنچتا ہے تو وہ اللہ تعالے کی زمین میں اسکا آزاد کیا ہوا قیدی ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد اسس پر قلم کوئی حرف تک نہیں لکھتی۔

پانچویں حدیث :-

قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِي كِتَابِ الزُّهْدِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ مَا مِنْ مُعَمَّرٍ يُعَمَّرُ فِي الْإِسْلَامِ أَرْبَعِينَ سَنَةً إِلَّا صَرَفَ اللهُ عَنْهُ الْجُنُونَ وَالْجُذَامَ وَالْبَرَصَ فَإِذَا بَلَغَ الْخَمْسِينَ لَيَّنَ اللهُ حِسَابَهُ فَإِذَا بَلَغَ السِّتِّينَ رَزَقَهُ الْإِنَابَةَ إِلَيْهِ فَإِذَا بَلَغَ السَّبْعِينَ أَحَبَّهُ اللهُ وَأَحَبَّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ فَإِذَا بَلَغَ ثَمَانِينَ قَبِلَ اللهُ حَسَنَاتِهِ وَتَجَاوَزَ عَنْ سَيِّئَاتِهِ فَإِذَا بَلَغَ التِّسْعِينَ غَفَرَ اللهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ وَسُمِّيَ أَسِيرَ اللهِ فِي الْأَرْضِ وَشُفِّعَ فِي أَهْلِ بَيْتِهِ۔

امام بیہقی نے کتاب الزھد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اسلام میں چالیس برس کی عمر دیا گیا تو اللہ تعالے اسکو جنون کوڑھ، اور برص ان تین بیماریوں سے بچالیتا ہے اور جب پچاس برس کو پہنچتا ہے تو اس وقت اللہ تعالے اسکا حساب آسان کر دیتا ہے اور جب ساٹھ برس کو پہنچتا ہے تو اس وقت اللہ تعالے اسکو اپنی طرف گڑگڑانے اور مائل ہونے کی توفیق دے دیتا ہے اور جب ستر برس کو پہنچتا ہے

تواسوقت اس سے خود اللہ تعالٰے اور آسمان کے فرشتے محبت کرتے ہیں اور جب اسی برس کو پہنچتا ہے تو اسوقت اللہ تعالٰے اس کی نیکیاں قبول کرتا ہے۔ اور برائیوں سے اعراض کر لیتا ہے اور جب نوے برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالٰے اسکے اگلے اور پچھلے گناہ مٹا دیتا ہے اور وہ اللہ تعالٰے کی زمین میں اسکا ایک آزاد کردہ قیدی ہوتا ہے۔ اور اسوقت اسکی سفارش بھی اس کے گھر والوں کے بارے میں قبول کر لی جاتی ہے۔

چھٹی حدیث :

قال ابو یعلی موصلی فی مسندہ برفع الحدیث

قال المولود حتی یبلغ الحنث ما عمل من حسنة کتبت لوالدہ او لوالدیہ وما عمل من سیئة لم تکتب علیہ ولا علی والدیہ فاذا بلغ الحنث جری علیہ القلم وامر الملکان اللذان ان یحفظا وان یسددا فاذا بلغ اربعین سنة فی الاسلام آمنہ اللہ من البلایا الثلاث : الجنون والجذام والبرص فاذا بلغ الخمسین خفف اللہ حسابہ فاذا بلغ الستین رزقہ الانابة بما یحب فاذا بلغ السبعین احبہ اہل السماء فاذا بلغ الثمانین کتب اللہ حسناتہ وتجاوز عن سیئاتہ فاذا بلغ التسعین غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تاخر وشفعہ فی اہل بیتہ وکان اسیر اللہ فی ارضہ فاذا بلغ ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئاً کتب اللہ لہ مثل ما کان یعمل فی صحتہ من الخیر فاذا عمل سیئة لم تکتب علیہ

ـہ ان روایات کو ابو یعلی نے اپنی مسند میں مختلف سندوں سے ذکر کیا ہے اور بعض کو امام احمد نے موقوفاً ذکر کیا ہے

Marfat.com

ابو یعلیٰ موصلی رحمۃ اللہ نے اپنی مسند میں مرفوعاً بیان کیا ہے کہ جب تک بچہ بلوغت کو نہیں پہنچتا تو اسوقت تک وہ اس کے عمل اسکے والدین کے لئے لکھے جاتے ہیں۔ اور جو وہ گناہ کرتا ہے تو وہ نہیں لکھے جاتے اور نہ ہی ان کا اسکے والدین پر کوئی بوجھ ہوتا ہے۔ لیکن جب جوان ہوجاتا ہے تو اسوقت اس پر قلم چلتی ہے اور فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ اب اس کا پورا پورا خیال رکھو کہ اسکا کوئی معمولی سا بھی اچھا اور برا عمل نہ چھوٹے اور جب وہ اسلام میں چالیس برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکو جنون، کوڑھ اور برص ان تین بیماریوں سے بچا لیتا ہے اور جب وہ پچاس برس کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکا حساب ہلکا کردیتا ہے اور جب ساٹھ برس کا ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اسکو اپنی الیسی انابت کا رزق دیتا ہے جسکو کہ وہ پسند کرتا ہے اور جب ستر برس کو پہنچتا ہے تو اسوقت آسمان کے فرشتے اس سے محبت کرتے ہیں اور جب اسی برس کو پہنچتا ہے تو اسوقت اسکی نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور برائیوں سے اعراض کرلیا جاتا ہے اور جب نوے برس کو پہنچتا ہے تو اسوقت اسکے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ اسکی سفارش بھی اس کے گھر والوں کے بارے میں قبول کرلیتا ہے اور وہ اسوقت اللہ تعالےٰ کی زمین میں اسکا ایک آزاد کیا ہوا قیدی ہوتا ہے اور جب وہ ایسی عمر کو پہنچتا ہے کہ جاننے کے بعد وہ اسکو نہیں جانتا تو اسوقت بھی اسکے وہی عمل صالح لکھے جاتے ہیں جو کہ وہ انکو اپنی صحت میں کیا کرتا تھا اور اگر وہ اسوقت برائی کرتا ہے تو وہ نہیں لکھی جاتی۔

ومن شواھد ھذا ما اخرج ابن حبان عن عائشۃ رضی اللہ عنہا عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال من بلغ الثمانین من ھذہ الامۃ لم یعرض

Marfat.com

ولم یحاسب وقیل له ادخل الجنۃ لہ ومن شواھدہ ایضًا ما اخرجہ ابن مردویہ فی تفسیرہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما فی قولہ تعالیٰ "فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ" ای اعدل خلق "ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ" یعنی ارذل العمر "اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ" یعنی غیر منقوص یقول فاذا بلغ المومن ارذل العمر وکان یعمل فی شبابہ عملاً صالحًا کتب له من الاجر مثل ما کان یعمل فی صحتہ وشبابہ ولم یضرہ ما عمل فی کبرہ ولم تکتب علیہ الخطایا واسنادہ صحیح کما یدل علی شہرۃ ھذہ الحدیث فی المتقدمین ما قال الحسن بن الضحاک فی ابیات شعر

اس حدیث کے صحیح ہونے کے اور بھی شواہد ہیں جن میں سے ایک یہ کہ جس کو ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میری اس امت سے کوئی آدمی اسی برس کو پہنچتا ہے تو اس وقت اس کی کسی غلطی پر تعرض نہیں کیا جاتا اور نہ ہی حساب لیا جاتا ہے بلکہ کہا جاتا ہے کہ جنت میں داخل ہو جا۔ اور اس کے شواہد میں سے یہ بھی ہے جس کو ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اس آیت "فی احسن تقویم" کے بارے میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ جب وہ اپنی پیدائش میں سیدھا ہوتا ہے یعنی جوان ہوتا ہے اور "ثم رددناہ اسفل سافلین" سے مراد ارذل العمر ہے کہ جب وہ بہت ضعیفی کو پہنچ جاتا ہے۔ اور "الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات فلہم اجر غیر ممنون" سے مراد یہ ہے کہ جب ایسا مومن جس کی پوری جوانی اعمال صالحہ

لہ اس حدیث کو ابو نعیم نے بھی (حلیۃ الاولیاء) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

Marfat.com

میں گزری تو جب وہ ارذل العمر کو پہنچ جاتا ہے تو اس وقت بھی اس کے لئے وہ عمل لکھے جاتے ہیں جو وہ عمل اپنی جوانی اور صحت میں کیا کرتا تھا یعنی اس عمر میں بھی وہ غیر ممنون ۔ کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی اور یہ بھی کہ اگر اس عمر میں اس نے کوئی خطا کی تو وہ بھی نہیں لکھی جاتی اور اسکی سند صحیح ہے جسطرح کہ متقدمین کی شہرت بھی اس حدیث پر دلالت کرتی ہے اور حسن بن ضحاک نے بھی اس حدیث کا مفہوم اپنے اشعار میں یہ ہی بیان کیا ہے ۔ فرماتے ہیں ۔

اَنَا فِی الثَّمَانِیْنَ وَفِیْتُہَا عذیرٌ وان انا لم اعتذر

اب میں نے اسی برس کی عمر کو پورا کر لیا ہے لہٰذا اگر میں اب کوئی عذر نہ بھی کروں تب بھی معذور ہوں ۔

وَقَدْ رَفَعَ اللّٰہُ اَقْلَامَہٗ عَنِ ابْنِ ثَمَانِیْنَ دُوْنَ الْبَشَرِ

اور تحقیق اللہ تعالےٰ نے اب حیوان اور طاقتور آدمی کے علاوہ اسی برس کے آدمی سے قلم اٹھالی ہے ۔

وَاِنِّیْ لمن اسراءِ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ نصبُ حروبِ الْقَدَرِ

اور اب میں اس اللہ کی حفاظت میں ہوں ۔ جس نے زمین پر اللہ تعالےٰ کی راہ میں لڑنے کی عظمت کو برقرار رکھا ہے ۔

فَاِنْ یَقْضِ لِیْ عَمَلًا صَالِحًا اُثَابُ وان یَقْضِ شَرًّا غَفَرَ

پس اگر اب وہ میرے لئے کوئی نیک عمل مقدر کرے تو ثواب دیتا ہے اور اگر کوئی گناہ ہو تو بخش دیتا ہے ۔

اَصْبَحْتُ مِنْ اُسَرَاءِ اللّٰہِ مُحْتَسِبًا فِی الْاَرْضِ تَحْتَ قَضَاءِ اللّٰہِ وَالْقَدَرِ

میں اب زمین پر اللہ تعالےٰ کی قضاء اور قدر کے تحت اخلاص نیت کے ساتھ اسکی حفاظت میں ہو گیا ہوں ۔

Marfat.com

ثمانين اذا وفيت عدتها لم تبق باقية مني ولم تذر
یعنی میں نے اسی برس کی گنتی پوری کر لی ہے تو نہ مجھ پر کوئی گناہ باقی رہا اور نہ اس نے چھوڑا۔

ابن حجرؒ کے اشعار

یارب اعضاء السجود عتقتها من فضلك الواقی وانت الواقی
اے اللہ تو نے اپنے فضل کے عام ہونے کی وجہ سے سجدوں کے اعضاء کو آزاد کر دیئے ہیں اور بچانے والا بھی تو ہے۔

والعتق یسری بالغنی یا ذالغنی فامنن علی الفانی بعتق الباقی
اور یہ قاعدہ ہے کہ آزاد وہی کرتا ہے جو غنی ہو۔ اور تو غنی ہے اب اس فانی پر احسان کر کہ اسکے باقی اعضاء بھی آزاد کر دے۔

توضیح: اس باب میں جو روایات ذکر ہوئی ہیں اگر غور کریں تو آدمی کی عقل سلیم بھی انکو مانتی اور ان سے میل کھاتی ہے کیونکہ یہ دنیا میں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ جب کسی آدمی نے اپنے مالک کی غلامی کرتے ہوئے پوری زندگی گزار دی ہو اور پھر وہ بڑھاپے یا کسی اور وجہ سے اس کے قابل نہ رہا ہو تو ایک نیک اور سلیم الطبع مالک یہ کبھی گوارہ نہیں کرتا کہ اسکا وہ پہلا وظیفہ جو اتنی مدت سے چلا آرہا تھا اسکو ختم کر دے یا اس میں کوئی کمی کر دے تو اسی طرح جس آدمی نے اپنے اللہ جو احکم الحاکمین اور اسکا محسن حقیقی ہے اس کی عبادت اور چاکری کرتے ہوئے۔ پوری زندگی کھپا دی اور اب وہ بڑھاپے یا کسی اور بیماری کیوجہ سے رہ چکا ہے۔ لیکن پھر بھی اس کے جذبات ابھرتے اور اچھلتے ہیں کہ اپنے محسن حقیقی کی غلامی میں فنا ہو جاتے تو پھر یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ایسے مخلص شخص پر اللہ تعالیٰ اپنی وہی رحمتیں اور نوازشیں نہ کرے جو کہ اس پر اسکی عبادت اور ریاضت کے وقت کی جاتی تھیں بلکہ وہ ذات تو ایسے

Marfat.com

ہے کہ جب آدمی کا کوئی سہارا نہ ہو تو وہ ہوتا ہے اور جب اسے کوئی نہ سنبھالے تو وہ سنبھالتا ہے تو حقیقت ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی اپنے بندے کو نہیں چھوڑتا بلکہ وہ تو خود بلاتا اور آواز کرتا ہے کہ اے میرے بندے تو بے چین اور خستہ حال مت ہو۔ بلکہ میری طرف آ تو میں تم کو نا کام اور ضائع نہیں ہونے دوں گا۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ میں نے اس آدمی کو بھی ضائع نہیں ہونے دیا۔ جو اسقدر خون خوار اور پتھر دل آدمی تھا کہ جس نے دو چار یا آٹھ آدمیوں کے قتل پر صبر نہیں کیا بلکہ ننانوے آدمیوں کو قتل کر کے انکی عورتوں کو بیوہ اور انکے بچوں کو یتیم کر دیا تھا۔ تو آخر ایک دن ایسا ہوا کہ اسکو فکر لاحق ہوئی اور سوچا کہ میں نے جو اتنی عورتوں کو بیوہ اور انکے بچوں کو یتیم کیا ہے تو یقیناً میں تو ان خون خوار درندوں اور بھیڑیوں سے بھی آگے نکل گیا ہوں جو کہ اسقدر وہ بھی بکریوں اور بھیڑوں کی گردنوں کو نہیں پھاڑتے جس قدر کہ میں نے انسانوں کی گردنوں کو پھاڑا ہے تو یہ سوچ کر ایک بستی کی طرف نکلا کہ وہاں پہنچ کر کسی سے پوچھے کہ کیا میرے لئے کوئی توبہ کی راہ نکل سکتی ہے اور میں اللہ کے ہاں سرخرو ہو سکتا ہوں جیسا کہ حدیث میں

مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

ان نبی اللہ علیہ السلام قال کان فیمن کان قبلکم رجل قتل تسعۃ و تسعین نفسا فسال عن اعلم اهل الارض فدل علی راهب فاتاه فقال انه قتل تسعۃ و تسعین نفسا فهل له من توبۃ فقال لا فقتله فکمل به مائۃ ثم سال عن اعلم اهل الارض فدل علی رجل عالم فقال انه قتل مائۃ نفس فهل له من توبۃ؟ فقال نعم ومن یحول بینه و بین التوبۃ؟ انطلق الی ارض کذا و کذا فان بها اناسا یعبدون اللّٰه تعالی فاعبد اللّٰه معهم ولا ترجع الی ارضك فانها

Marfat.com

ارضُ سوءٍ فانطلق حتی اذا نصف الطریق
اتاہ الموت فاختصمت فیہ ملائکۃ الرحمۃ وملائکۃ
العذاب فقالت ملائکۃ الرحمۃ جاء تائبا مقبلا بقلبہ
الی اللہ تعالیٰ وقالت الملائکۃ العذاب انہ لم یعمل
خیرا قط فاتاھم ملک فی صورۃ آدمی فجعلوہ بینھم
فقال قیسوا مابین الارضین فالی ایتھما کان ادنی
فھولہ فقاسوا فوجدوہ ادنی الی الارض التی اراد
فقبضتہ ملائکۃ الرحمۃ لہ

حضرت مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے لوگوں میں ایک ایسا آدمی تھا جس نے ننانوے آدمی قتل کئے تھے تو ایک دن اس نے کسی بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا (تاکہ اس کے پاس جاکر توبہ کرے) تو کسی نے ایک راہب کے بارے خبر دی جب وہاں پہنچا تو کہا کہ میں وہ آدمی ہوں جس نے ننانوے آدمی قتل کئے ہیں تو کیا اب میری توبہ بھی ہو سکتی ہے اس نے کہا نہیں تو اس نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اب پورے سو آدمی ہو گئے پھر اس نے کسی اور بڑے عالم کے بارے میں دریافت کیا تو پھر کسی نے بتایا کہ فلاں بستی میں ایک بڑا عالم ہے اس کے پاس جا۔ جب وہاں پہنچا تو پوچھا کہ کیا وہ آدمی جس نے سو آدمی قتل کئے ہوں کیا اب اسکی توبہ بھی ہو سکتی ہے تو اس نے کہا ہاں اور کون ہے جو اس اور اس کی توبہ کے درمیان حائل ہو سکے تو اب یوں کر کہ فلاں بستی کی طرف جا کیونکہ وہاں نیک لوگ ہیں جو صرف اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور تو بھی ان کے ساتھ ملکر اپنے رب کی عبادت کر اور اپنی بستی کی طرف نہ جانا کیونکہ وہ بُرے لوگوں کی بستی ہے تو جب وہ اس بستی کی طرف چلا درمیان میں پہنچا تو موت واقع ہو گئی۔ تو فوراً اس کے پاس رحمت

لہ صحیح بخاری ومسلم

اور عذاب کے فرشتے بھی آگئے اور آپس میں جھگڑنے لگے۔ وہ فرشتے جو رحمت کے تھے انکا تو بار بار اصرار یہ تھا کہ یہ اب اپنے رب کی طرف متوجہ ہوکر توبہ کے ارادہ سے جا رہا تھا اور وہ فرشتے جو عذاب تھے ان کا بار بار اصرار یہ تھا کہ اس نے آج کبھی کوئی اچھا عمل کیا نہیں تھا تو پھر اللہ تعالیٰ نے ایک تیسرا فرشتہ انکے پاس ایک آدمی کی شکل میں بھیجا جب وہ ان کے پاس آیا تو انہوں نے اس کو اپنے درمیان منصف ٹھہرا لیا اور کہا کہ آپ بڑے اچھے اور نیک سیرت انسان ہیں لہذا آپ ہمارا فیصلہ کریں جب اس نے سنا تو کہا اچھا پھر تم یوں کرو کہ دونوں جانب کی زمین ناپو اُن میں سے جونسی زمین زیادہ قریب ہو اسکو اسی جانب کے فرشتے لے جائیں جب زمین ناپی تو جس طرف جا رہا تھا وہ بستی بنسبت پچھلی بستی کے ایک بالشت زیادہ قریب تھی تو پھر جلدی سے اسکو رحمت کے فرشتوں نے اٹھا لیا اور لے کر بھاگ گئے۔

ایک اور صحیح روایت میں ہے۔

(فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبُ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا)

کہ وہ نیک لوگوں کی بستی کی طرف صرف ایک بالشت زیادہ قریب تھا تو وہ انہیں سے کر دیا گیا۔

ایک اور صحیح روایت میں ہے۔

فاوحی اللہ تعالی الی ھذہ ان تباعدی و الی ھذہ ان تقربی و قال قیسوا ما بینھما فوجدوہ الی ھذہ اقرب بشبر فغفر لہ۔

پس اللہ تعالیٰ نے اس زمین کی طرف وحی کی جسکو وہ طے کر چکا تھا کہ تو دور ہو جا اور دوسری کی طرف جسکو ابھی طے کرنا تھا کہ تو قریب ہو جا پھر کہا کہ اب ان دونوں طرفوں کی پیمائش کر دو تو

Marfat.com

اس کو نیک لوگوں کی بستی کی جانب صرف ایک بالشت زیادہ قریب پایا تو اس کو بخش دیا گیا۔

ایک اور روایت میں ہے۔

فنائی بصدرہٖ نحوھا[1] جب وہ زمین پر گرا تو سینے کے بل گرتے ہی اس بستی کی جانب معمولی سا سرک گیا تھا۔

غور طلب پہلو:- اب ہم قرآن مجید کی ایک ایک آیت اور روایات صحیحہ کا ایک ایک لفظ ٹٹولیں اور اس پر غور کریں تو آپ کو کہیں اشارہ تک نہیں ملے گا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے کسی اپنے بندے کو مایوس کیا ہو اور اس کے کامیاب اور سرخرو ہونے کے لئے کوئی راستہ معین کر کے اس کو اس بارے میں آگاہ نہ کر دیا ہو قرآن نے تو یہاں تک بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام اللہ کا بیٹا ہے اور یا وہ لوگ کہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ تنگ ہے اور وہ فقیر ہے ہم غنی ہیں اور یا وہ لوگ کہ جنہوں نے کہا تھا کہ اللہ تینوں کا تیسرا ہے تو اللہ تو ان کو بھی بلا رہا ہے اور کہہ رہا ہے۔

اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ[2]

پس کیا وجہ ہے کہ وہ کیوں اللہ کی طرف توبہ اور اس سے مغفرت نہیں چاہتے حالانکہ وہ تو بے حد بخشش اور رحم کرنے والا ہے) سورۃ توبہ میں ہے۔ اَلَمْ یَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ[3]

---

[1] ریاض الصالحین [2] سورہ مائدہ آیت ۷۴ [3] سورہ توبہ آیت ۱۰۴

Marfat.com

کیا ابھی تک انہوں نے یہ بھی نہیں جانا کہ وہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ اور انکے صدقات قبول کرتا ہے اور وہ توبہ حد توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ سورہ بروج میں ہے

دخول جہنم کا سبب

اِنَّ الَّذِیْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ یَتُوْبُوْا

فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِیْقِ [1]

یقین جانو کہ جن لوگوں نے مومن مرد اور مومن عورتوں کو تکلیفیں دیں اور پھر توبہ نہ کی تو انہیں کے لئے جہنم کا عذاب ہے وہ عذاب جو جلا دینے والا ہے۔

اس آیت میں دخول جہنم کا سبب فقط توبہ نہ کرنے کو قرار دیا ہے

ایک بہت بڑی بشارت:

وَاِنِّیْ لَغَفَّارٌ لِّمَنْ تَابَ

وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدٰی [2]

اور آپ یقین کر لیں کہ میں ضرور اس شخص کو بخش دیتا ہوں جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور اچھے عمل کئے اور پھر سیدھا رہا۔

اس آیت میں بھی اس چیز کو بڑے زور سے ثابت کیا گیا ہے کہ اگر آدمی توبہ اور اعمال صالحہ کے بجالانے میں مخلص ہوا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ اسکی پوری زندگی کی سیاہ کاریاں خواہ وہ کتنی ہی وزنی اور بھاری کیوں نہ ہوں وہ ختم نہ ہوں۔

سورہ فرقان میں ہے۔

وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ ط وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ

---

[1] سورہ بروج آیت ۱۰ [2] سورہ طٰہٰ آیت ۸۲

Marfat.com

يَلْقَ اَثَامًا ۝ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا
اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ
حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا
فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا[1]

اور اللہ کے وہ بندے ایسے ہیں جو نہ اپنے اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ سمجھ کر پکارتے ہیں۔

اور نہ ہی وہ کسی جان جو اللہ نے ان پر حرام کی، قتل کرتے ہیں اور نہ زنا کرتے ہیں۔ مگر جس نے ایسا کیا تو وہ اثاماً[2] کو پائے گا۔ جو وہاں قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رسوا ہوگا۔ مگر وہ آدمی جس نے توبہ کی اور اچھے عمل کئے تو یہ ایسے لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالےٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور جس نے توبہ کی اور اچھے عمل کئے تو یقیناً یہی آدمی اپنے اللہ کی طرف توبہ کے صحیح مقام کو پہنچا ہے۔

ایک ابہام کی توضیح :-

یہاں جو کہا گیا ہے کہ اللہ تعالےٰ انکی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتا ہے تو اسکا یہ مطلب نہیں کہ انکی برائیوں کو نیکیاں بنا دیا جاتا ہے بلکہ اسکا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ انکی برائیوں کو مٹا کر انکی ایک ایک برائی کی جگہ پر ایک ایک نیکی لکھ دیتا ہے۔

جس طرح کہ حدیث میں ہے۔

عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انی لاعرف اخر اھل النار خروجا من النار واخر اھل
الجنۃ دخولا الی الجنۃ یوتی برجل فیقول نحوا عنہ

---

[1] آیت ۶۸ تا ۷۱

[2] یہ ایک جہنم میں وادی ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس سے مراد بہت بڑا عذاب ہے

Marfat.com

کیا ئر ذنوبه وسلوه عن صغا ئرھا قال فیقال له عملت کذا وکذا وکذا وعملت کذا وکذا وکذا فیقول نعم لایستطیع ان ینکر من ذلك شیئاً فیقال ان لك بکل سیئة حسنة فیقول یا رب عملت اشیاءً لا اراھا ھھنا قال فضحك رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی بدت نواجذہٗ [1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہٗ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ضرور اس آدمی کو پہچانتا ہوں جو سب لوگوں کے بعد جہنم سے باہر نکلے گا۔ اور سب لوگوں کے بعد ہی وہ جنت میں داخل ہوگا (تو خیر) جب وہ آدمی لایا گیا تو اللہ حکم دے گا۔ کہ اس سے بڑے گناہوں کے علاوہ چھوٹے گناہوں کے متعلق دریافت کرو کہ کیا تو نے فلاں دن فلاں گناہ کیا ہے اور فلاں دن فلاں گناہ کیا ہے۔ اور فلاں دن فلاں گناہ کیا ہے۔ تو وہ بھی ان سب کا اقرار کرے گا کیونکہ وہ طاقت ہی نہیں رکھے گا۔ کہ اس دن ان میں سے کسی کا انکار کر سکے تو کہا جائے گا۔ دیکھو اب میں نے تیرے ہر ایک گناہ کی جگہ پر ایک ایک نیکی لکھ دی ہے تو وہ کہے گا اے اللہ میں نے تو اور بھی گناہ کئے ہیں جن کو کہ میں اب یہاں نہیں دیکھ رہا۔ تو ...ری کا بیان ہے کہ اس مقام پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اتنا ہنسے کہ آپ کی داڑھیں نظر آگئیں۔

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَتَمَنَّیَنَّ اَقْوَامٌ اَنَّھُمْ اَکْثَرُوْا مِنَ السَّیِّاٰتِ قِیْلَ مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللہِ قَالَ الَّذِیْنَ یُبَدِّلُ اللہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنَاتٍ [2]

---

[1] صحیح مسلم [2] حوالہ تفسیر کبیر

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں
کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن بعض قومیں ایسی ہونگی جو اپنے
گناہوں کے زیادہ ہونے کی خواہش کریں گی تو پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ
کے رسول وہ ایسے کون لوگ ہیں تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ
لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالے نیکیوں سے بدل دے گا۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ ابْنُ آدَمَ قَالَ الْمَلَکُ لِلشَّیْطَانِ
اِعْطِنِیْ صَحِیْفَتَکَ اِیَّاھَا فَمَا وَجَدَ فِیْ صَحِیْفَتِہٖ مِنْ حَسَنَۃٍ
مَحَا بِھَا عَشْرَ سَیِّاٰتٍ مِّنْ صَحِیْفَۃِ الشَّیْطَانِ وَکَتَبَھُنَّ حَسَنَاتٍ
فَاِذَا اَرَادَ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّنَامَ فَلْیُکَبِّرْ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِیْنَ تَکْبِیْرَۃً
وَیَحْمَدُ اللّٰہَ اَرْبَعَۃً وَّثَلَاثِیْنَ تَحْمِیْدَۃً وَّیُسَبِّحُ
ثَلَاثَۃً وَّثَلَاثِیْنَ تَسْبِیْحَۃً فَتِلْکَ مِائَۃٌ [1]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب ابن آدم سو جاتا ہے تو فرشتہ شیطان کو کہتا ہے کہ آپ
اپنا صحیفہ مجھے دیجئے تو وہ اپنے صحیفہ میں جو اسکی ایک نیکی پاتا ہے اس
کے عوض شیطان کے صحیفے سے دس برائیاں مٹا کر اپنے صحیفے میں اسکی
دس نیکیاں لکھ لیتا ہے تو اب جو آدمی یہ پسند کرتا ہے تو اسکو چاہیے
کہ جب وہ سونے کا ارادہ کرے تو تینتیس ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور چونتیس ۳۴
مرتبہ الحمد للہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ پڑھ لیا کرے۔ تو یہ سو مرتبہ
ہو گئے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر زیر آیت فاولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات

Marfat.com

اخلاصِ توبہ کا صلہ :- یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا

عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ یُّكَفِّرَ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ یُدْخِلَكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰهُ النَّبِیَّ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ نُوْرُهُمْ یَسْعٰى بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ بِاَیْمَانِهِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَ اغْفِرْ لَنَا اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[1]

اے ایمان والو تمہیں چاہیے کہ تم اللہ کی طرف خالص توبہ کرو تو (بعید نہیں) کہ تمہارا رب تمہارے گناہوں کو مٹا دے اور ان باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں چلتی ہونگی۔ (اور دیکھو) کہ جس دن اللہ تعالٰے اپنے نبی اور ان پر جو ایمان لائے انکو ذلیل نہیں کرے گا۔ (اور یہ بھی) کہ انکی روشنی انکی دائیں اور اگلی جانب کی طرف تیز ہوگی اور دعا بھی ہوگی کہ اے اللہ ہماری اس روشنی کو ہم پر مکمل کر دے اور بخش دے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

توضیح :- تفسیر کبیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جب منافقوں کا نور بجھ جائے گا تو مومن بھی خطرہ محسوس کریں گے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ہمارا بھی نور بجھ جائے۔ تو تب ایماندار یہ دعا کریں گے۔ (ربنا اتمم لنا نورنا الخ) اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ منافقوں کا نور بجھنے کے بغیر ہی مومنوں کو خطرہ لاحق ہو جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ کسی وقت ہم سے بھی نعمت چھین لی جائے۔

اسلام میں مایوسی کفر ہے :- اب اگر کوئی آدمی اخلاصِ نیت سے توبہ کرنے کے بعد پھر اگر یہ سمجھے کہ میرے گناہ معاف نہیں ہونگے اور نہ ہی میں اسکی پکڑ اور جہنم کی سزاؤں سے بچ

---
[1] سورہ التحریم آیت ۸

Marfat.com

سکتا ہوں تو یہ بھی کفر کے مترادف ہے جس طرح کہ ارشادِ باری ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَاَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ وَاتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ[1]

اے نبی میرے ان بندوں کو کہہ دو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم ڈھائے ہیں کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بیشک اللہ تعالےٰ سب گناہ بخش دیتا ہے اور وہ بیحد معاف کرنے والا مہربان ہے اور تم اپنے رب کی طرف جھکو اور اسی کے مطیع ہو کر رہو پہلے اسکے کہ تم پر کوئی عذاب امنڈ آئے اور پھر تم اسوقت مدد بھی نہیں کئے جاؤ گے۔ اور تم اس چیز کی پیروی کرو جو تمہارے رب کی طرف سے بہت ہی عمدہ چیز تم پر نازل کی گئی ہے پہلے اس کے کہ تم پر کوئی اچانک عذاب امنڈ آئے (ایسا عذاب) کہ جس کا تمہیں کوئی شعور تک بھی نہ ہو۔

اللہ سے امیدوں کا وابستہ رکھنا:۔

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــــَٔـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يَايْــــَٔـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ[2]

اے میرے بیٹو تم مصر کی طرف جاؤ اور وہاں یوسف علیہ السلام اور اس کے بھائی کو تلاش کرو اور تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوؤ کیونکہ وہ تو کافر لوگ ہیں جو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں۔

---

[1] سورہ الزمر آیت ۵۳ تا ۵۵ [2] سورہ یوسف آیت ۸۷

Marfat.com

توضیح:- اس آیت کریمہ پر سرسری نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عرصۂ دراز سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اپنے بیٹے کی ملاقات اور مقاماتِ عالیہ کے ملنے کی رجا کا جو ایک مضبوط ترین تسلسل چلا آرہا تھا۔ اس میں ذرا بھر بھی کسی وقت کوئی کمزوری واقعہ پذیر نہیں ہوئی بلکہ دن بدن اسکا ٹھہراؤ اور دباؤ مضبوط ترین ہی ہوتا چلا گیا آخر ایک دن انکو واضح الفاظ میں کہنا ہی پڑا اگرچہ انکو معلوم تھا۔ کہ میرے خود بیٹے ہی میرے ان الفاظ کا مضحکہ اور تمسخر اڑائیں گے۔ اور مجھے بہکا ہوا تصور کریں گے۔

ارشادِ باری ہے۔

وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَآ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ٥ قَالُوْا تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [1]

اور جب قافلہ مصر سے روانہ ہوا تو ان کے باپ نے کہا اگر تم مجھے بہکا ہوا تصور نہ کرو تو میں ضرور حضرت یوسف علیہ السلام کی خوشبو پاتا ہوں تو انہوں نے وہی کہہ دیا کہ اللہ کی قسم آپ تو پرانی بھول میں پڑے ہوئے ہیں تو جب ان سے ایک خوشخبری لے لایا تو اس نے اس قمیض کو ان کے چہرے پر [2] ڈالا ہی تھا۔ تو یونہی انکی بصارت پلٹ آئی، تو پھر پوتوں کو کہا کیا میں نے تم کو پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ جو میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہوں تم اسکو نہیں جانتے۔

اب اس سے قبل واقعہ جو ابتداء ہی میں۔ سب بیٹوں نے آکر بیان کیا تھا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا تو اسوقت بھی اللہ کا نبی مانا اور نہ ہی مایوس ہوا بلکہ یوں

---

[1] سورہ یوسف آیت ۹۴ تا ۹۶ [2] جمہور کا خیال ہے کہ قمیض لانے والا یہودا تھا جسکی وجہ یہ تھی کہ پہلی قمیض بھی انہوں نے باپ کے سامنے پیش کی تھی جسکی وجہ سے حضرت غمگین ہوئے تو اب یہ قمیض بھی انہوں نے پیش کی تاکہ پہلے کی تلافی ہو جائے۔

Marfat.com

کہا "بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ط فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ"[1] بلکہ تمہارے نفسوں نے ہی تمہارے لیئے یہ ایک بات بنا دی ہے تو اب صبر ہی اچھا ہے۔

پھر جب بیٹوں نے آکر یوں کہا کہ اباجی ہم نے عہد تو کیا تھا کہ ہم بنیامین کو اپنے ساتھ ضرور لائیں گے لیکن واقعہ یوں ہوا کہ اس کی بوری سے شاہی پیمانہ نکل آیا جسکی وجہ سے اسکو عزیز مصر نے چوری کے الزام میں گرفتار کر لیا ہے تو پھر بھی اللہ کا نبی مانا اور نہ ہی مایوس ہوا۔ بلکہ یوں کہا "عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ط اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ"[2] بعید نہیں کہ اللہ تعالٰے تم تمام کو میرے پاس لے آئے بیشک وہ جاننے والا حکمت والا ہے۔

غارِ ثور کا واقعہ:۔ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلٰى رُءُوْسِنَا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا فَقَالَ مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا[3]

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب ہم غارِ ثور میں تھے اور کفار ہمارے سروں پر تھے تو میں نے انکے قدموں کو دیکھ لیا تھا تو میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو کہا کہ اگر ان سے کوئی اپنے پاؤں کے نیچے نظر کرے تو وہ ضرور ہمکو دیکھ لے گا۔ تو آپ نے فرمایا ابوبکر آپ کا ان دونوں کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جنکا تیسرا اللہ ہے۔

حسنِ ظن رکھنے کی فضیلت:۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ وَاَنَا مَعَهٗ حَيْثُ يَذْكُرُنِيْ[4]

---

[1] سورہ یوسف آیت ۱۸ [2] سورہ یوسف آیت ۸۳ [3] صحیح بخاری مسلم [4] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ نبی علیہ السلام سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ اسکے گمان کے مطابق ہوتا ہوں تو وہ جب مجھ کو یاد کرتا ہے تو میں اسوقت اسکے ساتھ ہوتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کو اپنے اللہ پر اچھا گمان رکھنا چاہیے جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ مَوْتِہٖ بِثَلَاثَۃِ اَیَّامٍ یَقُوْلُ لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ [1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس نے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہوجانے سے تین دن پہلے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی آدمی اس وقت تک فوت نہ ہو جب تک کہ اسکا اپنے اللہ پر اچھا گمان نہ ہو

دعاء اور رجا کی فضیلت:- عَنْ اَنَسٍ رضی قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَقُوْلُ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّکَ لَوْ دَعَوْتَنِیْ وَرَجَوْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ عَلٰی مَا کَانَ مِنْکَ وَلَا اُبَالِیْ یَا ابْنَ آدَمَ لَوْ بَلَغَتْ ذُنُوْبُکَ عَنَانَ السَّمَاءِ ثُمَّ اسْتَغْفَرْتَنِیْ غَفَرْتُ لَکَ یَا ابْنَ آدَمَ اِنَّکَ لَوْ اَتَیْتَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطَایَا ثُمَّ لَقِیْتَنِیْ لَا تُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَاَتَیْتُکَ بِقُرَابِھَا مَغْفِرَۃً [2]

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے سنا فرماتے تھے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے ابن آدم اگر تو مجھ کو پکارتا اور مجھ پر امید کی تو پھر تیرے جتنے گناہ ہیں وہ میں معاف کردوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں اے ابن آدم اگر تیرے گناہ اتنے ہوں کہ آسمان کی بلندی تک پہنچ جائیں مگر تو مجھ سے بخشش مانگے تو میں بخش دونگا اے ابن آدم اگر تیرے گناہ اتنے ہوں کہ تو میرے پاس زمین بھر کر گناہوں کی لائے مگر تو مجھ کو اس حالت میں ملے کہ تو نے میرے ساتھ شرک نہ کیا ہو تو میں اتنا ہی تیرے لئے زمین بھر کر بخشش کی لاؤں گا۔ صحیح مسلم کی ایک لمبی روایت میں ہے

---

[1] صحیح مسلم [2] ترمذی اور کہا ہے کہ حدیث حسن ہے۔

Marfat.com

وَمَنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً وَمَنْ لَقِیَنِی بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَۃً لَا یُشْرِکُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِھَا مَغْفِرَۃً۔

اور جو میری طرف چل کر آتا ہے میں اسے بھاگ کر لیتا ہوں اور جو مجھے اس حالت میں ملا کہ اسکے گناہ زمین بھر کر ہوئے مگر میرے ساتھ شرک نہ کیا تو میں اسی کی مانند بخشش لیکر اسے ملتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت کا غالب ہونا:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابٍ فَھُوَ عِنْدَہٗ فَوْقَ الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ غَلَبَتْ غَضَبِیْ وَفِیْ رِوَایَۃٍ سَبَقَتْ غَضَبِیْ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالےٰ نے تمام مخلوق کو پیدا کیا تو اس نے اپنی کتاب میں جو اس کے پاس عرش کے اوپر بھی لکھ دیا تھا کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے ایک روایت میں ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب آگئی۔ ایک روایت میں ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر سبقت لے گئی۔

یہاں یہ چیز بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالےٰ کا فضل اور اسکی رحمت اسقدر وسیع اور زیادہ ہے کہ اسکے کل سو جز ہیں جن میں سے صرف ایک جز ہی تمام دنیا کی مخلوق پر تقسیم ہوا ہے باقی ننانوے جز ابھی باقی ہیں۔

جیساکہ حدیث میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰہُ الرَّحْمَۃَ مِائَۃَ جُزْءٍ فَاَمْسَکَ عِنْدَہٗ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ وَاَنْزَلَ فِی الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِکَ الْجُزْءِ یَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ

[1] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

حَتّٰی تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ وَفِیْ رِوَايَةٍ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی مِائَةَ رَحْمَةٍ اَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰی وَلَدِهَا وَاَخَّرَ اللّٰهُ تِسْعًا وَّتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سو جز ہیں جن میں سے صرف ایک جزء زمین کی طرف اتارا ہے باقی ننالوے جزء اس نے اپنے پاس رکھ چھوڑے ہیں تو اب اس زمین پر جو تمام مخلوق بستی ہے اور وہ ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے یہاں تک کہ جب کسی حیوان کا پاؤں اسکے بچے پر آجاتا ہے تو وہ بغیر وزن ڈالے ہی اسکو اٹھا لیتا ہے (کہ کہیں اسے خراش تک نہ آئے) تو یہ اتنا رحم وکرم بھی صرف اسی ایک جزء سے ہے، ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت کے سو جز ہیں جن میں سے صرف ایک جز انسانوں، جنوں، حیوانوں زمین کے کیڑے مکوڑوں اور درندوں پر تقسیم کیا ہے جس وجہ سے وہ ایک دوسرے پر شفقت اور رحم وکرم کرتے ہیں باقی ننالوے جزو وہ ابھی تک رکھ چھوڑے ہیں جب قیامت کا دن ہوگا تو پھر وہ ان تمام کے ساتھ اپنے بندوں پر رحم کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِائَةَ رَحْمَةٍ كُلُّ رَحْمَةٍ طِبَاقُ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَجَعَلَ مِنْهَا فِی الْاَرْضِ رَحْمَةً فَبِهَا تَعْطِفُ الْوَالِدَةُ عَلٰی وَلَدِهَا وَالْوَحْشُ

---

[1] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

وَالطَّيْرُ بَعْضُهَا عَلٰى بَعْضٍ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ اَكْمَلَهَا بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ ۔

بے شک اللہ تعالےٰ نے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا اسی دن سے سو رحمتیں بھی پیدا کر دیں اور ہر رحمت کا جزء اتنا بڑا ہے کہ اس ایک نے زمین و آسمان کا وسط گھیر رکھا ہے اور اسی ایک جزء سے عورت اپنے بچے پر رحم کرتی ہے اور درندے پرندے بھی بعض اپنے بعض پر اسی ایک جزء سے رحم کرتے ہیں جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ تعالےٰ ان ننانوے کے ساتھ یہ جزء بھی ملا کر مکمل سو کر دے گا ۔

فائدہ :- اس حدیث میں مزید دو اور چیزیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کہ اس کی رحمت کے ایک حصہ کا پھیلاؤ اور موٹاپا اسقدر ہے کہ جتنا زمین و آسمان کا وسط ہے دوسرا یہ کہ قیامت کے دن یہ حصہ بھی ان ننانوے حصص کے ساتھ ملا دیا جائے گا ۔ تو اب ان روایات کے پڑھنے سے یہ چیز خود بخود سامنے آجاتی ہے کہ وہ ذات جو اسقدر اپنے فضل و کرم اور رحمتوں کو دامن میں لیے ہوئے ہے تو پھر خود غور کریں کہ اسکا اپنے بندے سے پیار و محبت اور رحم و کرم کرنا کس قدر وسیع تر ہو گا ۔ تو دیکھو اب اسکا اندازہ ایک حدیث میں یوں بیان ہوا ہے ۔

اللہ ہر چیز سے زیادہ اپنے بندے پر مہربان ہے :- عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ فَاِذَا امْرَاَةٌ مِنَ السَّبْيِ تَسْعٰى اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْزَقَتْهُ بِبَطْنِهَا فَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهِ الْمَرْاَةَ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ ؛ قُلْنَا : لَا وَاللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا [2]

---

[1] یہ سب صحیحین کی روایات ہیں بحوالہ ریاض الصالحین [2] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

حضرت عمر بن خطاب رضؓ کا بیان ہے کہ کچھ قیدی عورتیں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائی گئیں تو کیا دیکھا کہ ان قیدی عورتوں میں ایک ایسی عورت تھی کہ جب وہ قیدی عورتوں میں کوئی بچہ دیکھتی تو اسطرف بھاگ کر جاتی اور اس کو پکڑ کر اپنے پیٹ سے لگا لیتی اور دودھ پلانے لگ جاتی تو جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو کہا کہ کیا تم اس عورت کو دیکھتے ہو کیا یہ اپنے بچے کو آگ میں پھینک سکتی ہے ہم نے کہا نہیں تو پھر آپ نے کہا اللہ کی قسم کہ جتنی یہ عورت اپنے بچے پر مشفق ہے اس سے اللہ تعالےٰ اپنے بندوں پر زیادہ مشفق ہے۔

اللہ تعالےٰ کا خوش ہونا:-

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا اَوْیَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا [1]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ اپنے بندے پر اسوقت ہی خوش ہوجاتا ہے جبکہ وہ کوئی لقمہ کھاتے وقت اس پر اسکی تعریف[2] کرتا ہے اور اسی طرح جب کہ وہ پانی کا گھونٹ پیتا ہے تو اس پر بھی اسکی تعریف کرتا ہے۔

اللہ تعالےٰ کا دو آدمیوں پر ہنسنا

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَضْحَکُ اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُھُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُ ھٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیُقْتَلُ ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْھَدُ [3]

---

[1] صحیح مسلم [2] تعریف سے مراد الحمد للہ پڑھنا [3] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالے ان دو آدمیوں کی طرف دیکھ کر ہنستا ہے کہ جو دونوں ہی جنت میں داخل ہو جاتے ہیں ایک تو وہ کہ جو اللہ تعالے کی راہ میں لڑا اور شہید کر دیا گیا دوسرے پر بھی اللہ تعالے نے رحم کیا تو وہ بھی مسلمان ہوا اور شہید ہو گیا۔

توضیح:- اب اس مقام پر اگر کوئی سوال کرے کہ ان پر اللہ تعالے کیوں ہنستا اور خوش ہوتا ہے۔ تو اسکا جواب ظاہر ہے کہ آپ خود غور کریں کہ جب کسی مجرم آدمی کو سزائے موت سُنا دینے کے بعد اس کو پھانسی کے قریب لے جا کر کھڑا کیا جائے اور اس کے گلے میں پھانسی کا پھندا بھی ڈال دیا جائے تو پھر اگر اسکو اسی وقت اطلاع آجائے کہ تم کو بری کر دیا گیا تو اندازہ کریں کہ اسوقت اسکو اور اسکے عزیز و اقارب کی خوشی کا کیا عالم ہوگا۔ تو پھر ایسے شخص پر اللہ تعالے بھی کیوں نہ خوش اور مسرور ہو کہ جو اپنے کفر و شرک اور مسلمان کو قتل کرنے کی وجہ سے جہنم کے کنارے پہنچ چکا تھا۔ تو اچانک ہی کوئی ایسا ردعمل ہوا کہ وہ جہنم کی بجائے جنت میں پہنچ گیا۔ تو اب آپ خود ہی غور کریں کہ جب کسی شخص کے عزیز و اقارب ایسے آدمی کے چھوٹنے پر اس قدر خوش اور مسرور ہوتے ہیں تو وہ اللہ جس کو اپنے بندے کے ساتھ ہر چیز سے زیادہ پیار اور لگاؤ ہوتا ہے تو وہ اپنے بندے کی اسقدر کامیابی اور کامرانی پر کیونکر خوش نہ ہو تو انکے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں کہ وہ صحابہ جنہوں نے کفر اور جاہلیت کے زمانہ میں اسقدر مسلمانوں پر ظلم ڈھائے اور اسلام کے خلاف اپنی تلواروں کو چلایا کہ جنکی مثال تک نہیں ملتی اور بعد میں اللہ تعالے نے انکو یہ مقام اور شرف دیا کہ قیامت تک آنے والے لوگوں پر اسکی عزت و تکریم کرنے کو واجب قرار دے دیا گیا۔ جسطرح کہ ابو سفیان اور انکی بیوی ہندہ جنہوں نے زبردست مسلمانوں پر ظلم ڈھائے۔ اور اپنے غیض و غضب اور انتقامی صورت کی اس حد تک پہنچ گئے کہ مسلمانوں کی نعشوں پر کھڑے ہو کر انکے ناک کان اور زبانیں کاٹ لیں۔ حتیٰ کہ ان کے کلیجے نکال کر چبا لیئے گئے تو اب

Marfat.com

ایسے لوگوں پر رحم و کرم کرنا اور انہیں دخولِ جنّت کا ٹکٹ دینا یہ بھی اس چیز پر دال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اسکی رحمت ایسی ہے کہ جو لامتناہی شئے ہے جسکی ابتدا اور انتہا کسی آدمی کے احاطۂ علم میں نہیں ہے پھر آپ اس وحشی کو دیکھیں جس نے سید الشہدا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور پھر انکا مثلہ بھی کیا تو جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ بھی اپنی طبیعت کو ضبط نہ کر سکے اور فرمانے لگے

اَمَا وَاللّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ لَاُمَثِّلَنَّ بِسَبْعِيْنَ كَمُثْلَتِكَ فَنَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ السُّوْرَةِ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ط وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ه وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِىْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ه اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ [1]

اور مجھے اللہ کی قسم ہے کہ میں اسطرح تمہارے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا تو فورًا جبریل علیہ السلام یہ آیات لے کر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا) اور کہا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ زیادتی کا بدلہ لو تو پھر اسی کی مثل لو جتنی کہ تم کو تکلیف دی گئی ہے۔ ورنہ اگر صبر کر لو تو یہ صبر کرنے والوں کے لئے بہت ہی اچھا ہے۔ تو بس آپ صبر کریں تو وہ صبر بھی آپ کا اللہ کی مدد سے ہے اور آپ ان پر پریشان بھی نہ ہوں۔ اور جب وہ آپ کے خلاف مکر کریں تو آپ تنگ بھی نہ ہوں بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے۔ اور ان کے ساتھ بھی جو نیک عمل کرتے ہیں تفسیر ابن کثیر میں یہ بھی ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی نعش پر کھڑے ہو

---

[1] ابن کثیر سورہ نحل آیت ۱۲۶ تا ۱۲۸

Marfat.com

گئے اور کہا۔

وَاللّٰہِ لَوْلَا حُزْنٌ مِّنْ بَعْدِكَ عَلَيْكَ لَسَرَّنِيْ اَنْ اَتْرُكَكَ حَتّٰى يَحْشُرَكَ اللّٰهُ مِنْ بُطُوْنِ السِّبَاعِ

اور اللہ کی قسم اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ کہیں تیرا غم ناقابلِ برداشت نہ ہو جائے تو مجھے یہ بہت پسند تھا کہ میں تیرا جسم اسی طرح چھوڑ دیتا تاکہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ تمہیں درندوں کے پیٹوں سے کھڑا کرے۔

تو ان حقائق کی روشنی میں اللہ تعالےٰ کی رحمت اور اسکی نوازشوں کے وسیع ہونے کا خود ہی اندازہ لگائیں کہ جس وحشی نے سید الشہدائ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کیا اور وہ ہندہ جس نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چیرا اور کلیجہ نکال کر چبایا تو انکو بھی اللہ تعالےٰ نے ایمان کی دولت سے نوازکر اپنے نبی کے صحابہ اور صحابیات میں شامل کر دیا۔ تو پھر وہ لوگ جو اس نوبت کو بھی نہیں پہنچے انہیں کب روا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو کر بیٹھ جائیں۔

ہندہ کا مسلمان ہونا:- مورخ طبری نے لکھا ہے کہ جب یہ ہندہ فتح مکہ کے دن بارگاہِ رسالت میں مسلمان ہونے کے لئے حاضر ہوئی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرتے وقت بھی اس کے الفاظ کچھ قدرے گستاخانہ تھے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں[1]

حکم:-	اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم	اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا۔
جواب:-	ہندہ	یہ اقرار آپ نے مردوں سے تو نہیں لیا لیکن بہر حال مجھے منظور ہے۔
حکم:-	اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم	چوری نہ کرنا۔
جواب:-	ہندہ	میں اپنے خاوند ابوسفیان کے مال سے کبھی کبھی دو چار آنے لے لیا کرتی ہوں معلوم نہیں وہ بھی جائز ہے یا نہیں۔

---

[1] تاریخ طبری

Marfat.com

حکم — اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم — اولاد کو قتل نہ کرنا۔

جواب — ہندہ — ربیناھم صغاراً وقتلتھم کباراً فانت وھم اعلم

ہم نے ان اپنے بچوں کو بچپن میں پالا تھا جب جوان ہوئے تو آپ نے انکو جنگ بدر میں قتل کر دیا تو اب آپ اور وہ آپس میں نمٹ لیں۔

ابوسفیان کا مسلمان ہونا :-

صحیح بخاری میں ہے کہ فتح مکہ کے دن اسکا خاوند ابوسفیان گرفتار ہوتے ہی مسلمان ہو گیا تھا۔ اور پھر اسکی جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے گفتگو ہوئی تھی وہ بھی تاریخ طبری میں اس طرح مذکور ہے۔

سوال :- اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم

ابوسفیان کیا اب بھی آپ کو یقین نہیں ہوا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود ہے۔

جواب :- ابوسفیان :-

اگر کوئی اور معبود ہوتا تو وہ ہمارے آج کام آتا۔

س :- اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم

کیا اس میں کوئی شبہ ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

ج :- ابوسفیان :-

اس میں ذرا شبہ ہے۔

ان جوابات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی تک اس کے دل میں پوری طرح ایمان راسخ نہیں ہوا تھا۔ لیکن مورخین نے لکھا ہے کہ وہ بالآخر پکا اور سچا مسلمان ہو گیا تھا چنانچہ غزوہ طائف میں انکی ایک آنکھ بھی زخمی ہو گئی تھی اور جنگ یرموک میں وہ بھی کلی طور پر چلی گئی۔ صحیح مسلم میں انکی فضیلت کا یوں ذکر ہوا ہے۔

Marfat.com

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال کان المسلمون لا ینظرون الی ابی سفیان ولا یقاعدونہ فقال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم یا نبی اللہ ثلاث اعطنیہن قال نعم قال عندی احسن العرب واجملہ ام حبیبۃ بنت سفیان ازوجکہا قال نعم قال ومعاویۃ تجعلہ کاتبا بین یدیک قال نعم قال تؤمرنی حتی اقاتل الکفار کما کنت اقاتل المسلمین قال نعم قال ابو زمیل ولولا انہ طلب ذلک من النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما اعطاہ ذالک لانہ لم یکن یسأل شیئا الا قال نعم لہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نہ تو مسلمان ابوسفیان کی طرف دیکھتے تھے اور نہ ہی اس کے پاس بیٹھتے تھے (کیونکہ وہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا) تو مسلمان ہونے کے بعد اس نے عرض کی اللہ کے نبی آپ میری تین باتیں قبول کرلیں۔ آپ بولے اچھا تو ابوسفیان نے کہا کہ وہ عورت جو تمام عرب سے زیادہ حسین ہے وہ میری بیٹی ام حبیبہ ہیں چاہتا ہوں کہ اسکا نکاح آپ سے کردوں تو آپ نے کہا اچھا دوسری یہ کہ میرا بیٹا جو معاویہ ہے آپ اسکو اپنا کاتب بنالیں تو آپ نے فرمایا اچھا تیسری یہ کہ آپ مجھے حکم دیں کہ میں کافروں سے لڑوں جسطرح کہ میں اسلام سے قبل کفار سے لڑتا تھا تو آپ نے فرمایا اچھا۔ ابوزمیل کا بیان ہے کہ اگر ابوسفیان آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں کا مطالبہ نہ کرتا تو آپ اسکو

لہ صحیح مسلم کتاب الفضائل

Marfat.com

نہ دیتے کیونکہ ابوسفیان نے جو آپ سے مانگا تو ہر بار آپ نے قبول کیا۔ تو اسکی وجہ یہ تھی کہ جو کوئی چیز آپ سے مانگتا تھا آپ انکار نہیں کرتے تھے۔

ایک اشکال کا حل :۔

اس حدیث میں ایک اشکال بھی ہے جسکا حل کرنا ضروری ہے۔ اشکال یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد کوئی نکاح نہیں کیا بلکہ تمام شادیاں آپ کی پہلے ہوئیں جن میں اُمّ حبیبہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ بھی آپکا نکاح تقریبًا چھ سات ہجری کے درمیان ہوا تھا کیونکہ یہ چیز بھی ہم کو قرآن سے معلوم ہوتی ہے کہ جب ازواج مطہرات نے آپ سے کہا کہ آپ تو اکثر علاقے فتح ہوگئے ہیں لہذا اب ہمیں بھی کچھ دنیا کا مال اور زیور چاہیئے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اگر آپ کی بیویاں آپ سے زیورات چاہتی ہیں تو آپ کہہ دیں کہ میں انکار تو نہیں کرتا کہ تم کو دنیا کا مال اور زیور نہ دوں لیکن اللہ تعالےٰ نے مجھے ساتھ ساتھ یہ بھی حکم دیا ہے کہ پھر میں تم تمام کو طلاق دیکر اپنی رفاقت سے بھی جدا کر دوں۔ جیسا کہ سورہ احزاب میں ہے۔

ازواج مطہرات کا امتحان :۔

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا ۝ وَإِن كُنتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنكُنَّ أَجْرًا عَظِيمًا [1]

---

[1] آیت ۲۸ تا ۲۹

Marfat.com

اے نبی آپ اپنی بیویوں کو کہہ دیں کہ اگر واقعی تم دنیا اور اس کی زینت
کا ارادہ رکھتی ہو تو پھر آئیں کہ میں تمہیں دنیا کا سامان دے دوں
اور اس کے ساتھ ساتھ طریقہ احسن سے میں تمہیں اپنے سے بھی جدا کر
دوں ورنہ اگر تم اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول اور دار آخرت کی متمنی
ہوں۔ تو پھر ایسی نیک عورتوں کے لئے اللہ تعالےٰ نے بہت بڑا اجر
تیار کیا ہوا ہے۔

تو ظاہر ہے کہ ان آیات میں آپ کی ازواج مطہرات کو اختیار دیا گیا ہے
کہ ان دو چیزوں سے جونسی تم ایک چیز کو چاہتی اور پسند کرتی ہوں وہ تم کو مل جائے
گی۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ دونوں ہی ہمیں بیک وقت مل جائیں تو یہ نہیں ہوسکتا
کیونکہ ان دونوں چیزوں کا تو آپس میں کافی تضاد ہے کہ ہر مومن کے حق میں دونوں
بیک وقت جمع ہوکر مفید ثابت ہوسکیں، تو خیر جب آپ کی ازواج مطہرات
نے ان آیات کو سنا تو اسی وقت بغیر سوچے سمجھے دنیا اور اسکی آب و تاب کو
ٹھکرا کر آپ کی رفاقت اور صحبت کو سر اور آنکھوں پر لگا کر دل و جان سے
قبول کر لیا تو جب آپ کی ازواج مطہرات نے کسی قیمت پر بھی آپ کی صحبت
سے جدا ہونا نہ چاہا تو پھر اللہ تعالےٰ نے بھی انکو یہ مقام دیا اور فرمایا کہ اے
نبی اب تم کسی صورت میں انکو اپنے سے جدا نہیں کرسکتے۔ اور نہ ہی یہ کہ تم کسی کو
تبدیل کرلو اور نہ ہی یہ کہ تم کوئی اور مزید لے آؤ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ
مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ
يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝ [1]

اے نبی اب سوائے لونڈیوں کے آپ کے لئے کوئی عورت جائز
نہیں کہ آپ ان سے نکاح کریں اور یا اور عورتوں سے ان اپنے

---

[1] سورہ احزاب آیت ۵۲

Marfat.com

بیویوں کو تبدیل کر لیں اگرچہ انکا حسن آپ کو کتنا ہی اچھا لگے اور بے شک اللہ تعالے ہر چیز کا نگہبان ہے۔

قرآن مجید کی اس تصریح کے علاوہ ہمیں تاریخ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ آپ نے فتح مکہ کے بعد کوئی نکاح نہیں کیا مورخین نے بھی لکھا ہے کہ جب ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مسلمان ہو کر حبشہ پہنچ گئیں۔ تو وہاں نجاشی نے انکا نکاح آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے پڑھا اور یا عثمان یا خالد بن سعید نے پڑھا اور یہ بھی کہا ہے کہ جب ابوسفیان صلح حدیبیہ کو برقرار رکھنے کے لئے مدینہ پہنچا تو یہ اپنی بیٹی حضرت ام حبیبہ کے گھر ٹھہرا تو کیا دیکھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا بستر چارپائی پر بچھا ہوا ہے تو جب اس نے چارپائی پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو فوراً ام حبیبہؓ نے آپ کا بستر لپیٹ لیا اور چارپائی کو خالی کر دیا۔ ابوسفیان نے دیکھا تو حیران رہ گیا اور کہا بیٹی والد کے لئے تو بستر بچھا دیا جاتا ہے لیکن تو نے بچھا ہوا بھی لپیٹ لیا ہے۔ تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس میں کوئی شبہ نہیں اگرچہ آپ میرے باپ ہیں۔

لیکن چونکہ آپ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے جس وجہ سے آپ ناپاک ہیں اور یہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا پاک بستر ہے اس لیئے میں یہ پسند نہیں کرتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک بستر پر آکر ایک ناپاک شخص بیٹھ جائے[۱]

اب اس قرآن مجید کی تصریح اور تاریخی شواہد کے پیش نظر ابن حزمؒ تو یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ انہوں نے اس مسلم کی روایت کو موضوع قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اسکا سنانے والا عکرمہ بن عمار ہے، شیخ ابن صلاح نے کہا ہے کہ اس روایت کو موضوع کہنا یہ ابن حزم کی بڑی جرأت ہے جو صحیح نہیں کیونکہ عکرمہ بن عمار کو شیخ وکیع اور یحییٰ بن معین نے ثقہ کہا ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ مستجاب الدعوۃ تھا۔

---

[۱] اگر اسکی زیادہ تفصیل چاہیے تو قاضی سلیمان منصور پوریؒ کی رحمۃ اللعالمین ج۲ ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

خلاصہ: تو اب کیوں نہیں کہ ان دونوں کے مابین تطبیق دی جائے تاکہ یہ دونوں واقعات اپنی اپنی جگہ برقرار رہیں تو ہو سکتا ہے کہ ابو سفیان کا یہ کہنا کہ میں چاہتا ہوں آپ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دوں اس سے مراد تجدید نکاح ہو گو اگرچہ پہلے پڑھا ہوا تھا لیکن اسکا خیال ہو کہ میں اسوقت کافر تھا۔ اور وہ میری بغیر اجازت کے ہوا اور پھر یہ کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ کہا کہ اچھا نہ یہ کہ آپ نے دوبارہ نکاح کیا اور نہ ہی ابو سفیان کو کہا کہ دوبارہ نکاح ضروری ہے "واللہ اعلم"۔ تو خیر بیان یہ ہو رہا تھا کہ اللہ تعالے کی رحمت اور اسکی نوازش اسقدر آدمی کی طرف تیزی سے بھاگتی ہے کہ بس وہ کوئی بہانہ ہی ڈھونڈتی ہے تاکہ گیند کی طرح اسے اوپر سے ہی پکڑ لے اور وہ گرنے بھی نہ پائے۔

اسلام لانے کی فضیلت: جب آدمی صدقِ یقین سے مسلمان ہو جاتا ہے تو مسلمان ہوتے ہی اس کے سب گناہ دھل جاتے ہیں اور ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے۔ جس طرح وہ آج ہی جنم لے رہا ہے اور پھر یہ بھی کہ اگر اس نے کفر کی حالت میں کوئی اچھے عمل بھی کیے تھے۔ تو وہ بھی ہرگز رائیگاں اور ضائع نہیں ہوتے بلکہ ان کا بھی پورا پورا اجر و ثواب ملتا ہے تو اب کیا یہ اللہ تعالے کی رحمت اور اسکی نوازش نہیں کہ برائیاں تو سب ختم لیکن جو اعمالِ صالحہ تھے۔ وہ سب محفوظ کر لئے گئے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے۔

عن ابن شماسة المهری قال حضرنا عمرو بن العاص وهو فی سیاقة الموت یبکی طویلا وحول وجهه الی الجدار فجعل ابنه یقول له ما یبکیک یا ابتاه اما بشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکذا اما بشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

بكذا قال فاقبل بوجهه فقال ان افضل ما نعد شهادة ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله انى قد كنت على اطباق ثلاث لقد رأيتنى وما احد اشد بغضا لرسول الله صلى الله عليه وسلم منى ولا احب الى ان اكون قد استمكنت منه و قتلته فلو مت على تلك الحال لكنت من اهل النار فلما جعل الله عز وجل الاسلام فى قلبى اتيت النبى صلى الله عليه وسلم فقلت ابسط يمينك فلا بايعك فبسط يمينه قال فقبضت يدى قال مالك يا عمرو قال قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان يغفر لى قال اما علمت ان الاسلام يهدم ما كان قبله وان الهجرة تهدم ما كان قبلها وان الحج يهدم ما كان قبله وما كان احد احب الى من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا اجل فى عينى وما كنت اطيق ان املا عينى منه اجلالا له ولو سئلت ان اصفه ما اطقت لانى لم اكن املأ عينى منه ولو مت على تلك الحال لرجوت ان اكون من اهل الجنة ثم ولينا اشياء ما ادرى ما حالى فيها واذا انا مت فلا تصحبنى نائحة ولا نار فاذا دفنتمونى فشنوا على التراب شنا ثم اقيموا حول قبرى

Marfat.com

قدر ما تنحر جزور و یقسم لحمہا حتی
استانس بکم وانظر ماذا اراجع بہ
رسل ربی ؎

حضرت ابن شماسہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فوت ہونے کے قریب ہوئے تو ہم اس وقت انکے پاس تھے۔ انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کیا اور کافی دیر تک روتے رہے ان کے بیٹے نے سوال کیا ابا جان کیا وجہ ہے آپ اتنا رو رہے ہیں کیا آپ کو اللہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فلاں خوشخبری نہیں دی فلاں خوشخبری نہیں دی تو پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ وہ بات جسکو ہم سب باتوں سے افضل اور اعلیٰ سمجھتے تھے. وہ اس بات کی گواہی دینا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں (اور غور کرنا) کہ میرے او پر تین دور آئے ہیں۔ جن سے پہلا یہ تھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا بغض جتنا میرے دل میں تھا اتنا کبھی اور کسی کا نہیں تھا۔ اسی وجہ سے میں یہ چاہتا اور پسند کرتا تھا کہ کسی وقت قدرت پا کر آپ کو قتل کر دوں تو اگر میں اسی حالت میں مر جاتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میں اہل نار سے نہ ہوتا۔ تو جب اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں اسلام کی محبت بٹھا دی تو میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کروں تو آپ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا

؎ صحیح مسلم کتاب الایمان۔

Marfat.com

تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا تو آپ نے کہا عمرو اب کیا ہوا، میں نے کہا مجھے یاد آیا کہ آپ سے ایک شرط کر لوں فرمایا ہاں بتاؤ وہ شرط کیا ہے تو میں نے کہا کیا میرے پہلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کیا تو جانتا نہیں کہ اسلام سب پہلے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اسی طرح ہجرت بھی پہلے گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور حج سے بھی پہلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو اس وقت میری یہ حالت تھی کہ اللہ کے رسول سے بڑھ کر نہ ہی تو دل میں کسی اور کی محبت تھی اور نہ ہی وہ میری آنکھوں میں بڑا تھا۔ اور چہرے کی جلالت و وجاہت بھی اسقدر تھی کہ میں آپ کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا اور اگر میں اسکے متعلق پوچھا جاؤں تو سوچ ہی نہیں سکتا کہ آپ کی اس تعجب انگیز جلالت کو بیان کر سکوں اسلئے کہ میری آنکھوں سے یہ کبھی جرأت نہیں ہوئی کہ وہ آپ کو جم کر دیکھ سکیں کاش کہ اگر میں اس وقت فوت ہو جاتا تو تو مجھے یقین تھا کہ میں جنت میں چلا جاتا تو پھر اس کے بعد چند ایسے معاملات میں پھنسا تو پتہ نہیں کہ اب انکی وجہ سے میرا کیا حال ہوگا تو جب میں فوت ہو جاؤں تو نہ میرے پیچھے نوحہ کرنے والی چلے اور نہ ہی آگ لانا اور جب تم مجھے دفن کر دو تو آرام سے مٹی ڈالنا پھر میری قبر پر اتنا وقت ٹھہرنا جتنا کہ اونٹ ذبح کیا جائے اور پھر اسکا گوشت تقسیم کیا جائے اور یہ اسلئے تاکہ میرا دل تمہاری وجہ سے مانوس ہو اور گھبرائے نہیں اور یہ بھی کہ دیکھوں میں اپنے رب کے فرشتوں کو کیا جواب دیتا ہوں۔

خلاصہ:۔ یہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، وہ شخص ہے جسکا خود اپنا بیان ہے کہ میرے تمام اوقات اسی گھات میں گزرتے تھے کہ کہیں کوئی ایسا وقت ملے کہ جب میں اس اللہ کے نبی کو قتل کر دوں تاکہ مکہ

Marfat.com

کی فضا، جو اپنی پہلی سمت سے ہٹ چکی ہے وہ اسی اپنی پہلی سمت پر آجائے اور پھر یہ ہی نہیں کہ اس نے آپ کو ستایا یا دکھ دیا ہو بلکہ مکہ میں جو مسلمان ہوتا اس کا بڑی سختی سے نوٹس لیتا حتیٰ کہ وہ مسلمان جو حبشہ کی طرف نکل گئے انکے پیچھے وہاں پہنچ گیا تاکہ انہیں واپس لاکر پھر انکو وہی تکلیفیں اور اذیتیں دی جائیں جو پہلے دی جاتی تھیں تو خیر اچانک ایسا ہوا کہ اللہ کی رحمت نے اس تیزی سے لیا کہ یہ فاتح مصر اور وہ خالد جو فاتح شام تھا چھ ہجری میں بارگاہِ رسالت میں آئے اور مسلمان ہوکر لشکر اسلام میں داخل ہوئے اور یہ بھی کہ ان دونوں کے مسلمان ہونے کے وقت جس قدر آپ کو خوشی اور مسرت تھی اسکا اندازہ خود آپ ہی لگا سکتے ہیں۔ ہمارے پاس کوئی ایسا پیمانہ نہیں کہ جس سے ہم اسکا کوئی صحیح اندازہ لگاسکیں اور یہ بھی کہ مسلمان ہونے کے بعد پھر جس قدر انہوں نے کفر کو للکارا اور اسکی دھجیاں اڑائیں وہ بھی بے مثال اور بے نظیر تھیں جو رہتی دنیا تک تاریخی اوراق پر ثبت رہیں گی۔ اب اگر کوئی پوچھے اور سوال کرے کہ آخر وہ کیا چیز تھی جو انکو اتنا اونچا اور عروج پر لے گئی۔ تو اسکا جواب بھی سیدھا ہے کہ جب وہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ایسا ایمان کہ جو کسی وقت بھی لالچ یا دباؤ کی صورت میں ڈھیلا پڑا اور نہ کمزور ہوا۔ بلکہ ایسا مضبوط اور ٹھوس رہا، کہ اگر پہاڑوں کی مانند بھی ان پر مصائب لوٹتے یا دنیا کے خزانے انکے دامن میں بچھا دیئے تو پھر بھی ان دونوں سے کوئی طاقت انکے ایمان کو متزلزل نہ کر سکی تھی۔ بلکہ وہ تو دن بدن بڑھتا اور ترقی پذیر ہی ہوتا چلا گیا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ کے وہ مقامات عالیہ اور الطاف و انعام کو جا پایا کہ جہاں تک کسی کی عقل بھی نہیں پہنچ سکتی۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ میں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی فضیلت :-

عن ابی سعید رضی اللہ عنہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر

Marfat.com

فقال عبد خيرہ اللہ بین ان یوتیہ زھرۃ الدنیا وبین ماعندہ فاختر ما عندہ فبکی ابوبکر و بکی فقال فدیناک باباءنا و امھاتنا قال فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو المخیر وکان ابوبکر اعلمنا بہ و قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان امن الناس علی فی مالہ وصحبتہ ابوبکر ولو کنت متخذا خلیلا لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام لا تبقین فی المسجد خوخۃ الا خوخۃ ابی بکر[1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر بیٹھے اور کہا اللہ کا ایک بندہ جسکو اللہ تعالے ان دو چیزوں سے ایک کا اختیار دیا ہے کہ چاہے وہ دنیا کی آب وتاب میں رہے یا میرے پاس آنا پسند کرے تو پھر اس نے اللہ کے پاس جانا ہی پسند کرلیا ہے تو یہ سن کر ابوبکرؓ رو ئے اور کہا آپ پر ہماری مائیں اور باپ قربان ہوں کیونکہ وہ سمجھ گئے اور ہم نہیں سمجھے تھے جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ ہم سب سے زیادہ صاحب علم اور صاحب فہم شخص تھا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا سنو سب لوگوں سے بڑھ کر صحبت اور مال کے اعتبار سے جس شخص کا مجھ پر احسان ہے وہ ابوبکر ہے لہذا اگر میں اللہ کے سوا کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ لیکن اب اسلامی اخوت ہے۔ اور اگر کسی شخص کی کھڑکی مسجد کی طرف ہے تو بند کردو لیکن ابوبکرؓ کی کھڑکی کھلی رہنے دو۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل۔

Marfat.com

فائدہ:- ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف سے جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے خلیل کی نفی کی اور کہا کہ وہ میرا ساتھی ہے خلیل نہیں ہے تو اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ دراصل خلیل اسکو کہتے ہیں کہ جسطرف آدمی کلی طور پر ہر چیز سے منقطع ہو کر اسی کے خیال میں ہی مستغرق ہو جائے اور سوائے اسکے کسی اور کا غلبہ نہ آنے پائے تو پھر کہا جاتا ہے یہ اسکا خلیل ہے چونکہ یہ سوائے اللہ تعالےٰ کی ذات کے اور کسی کے لئے زیبا نہیں ہے اسلئے اب ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی حضرت عائشہ رضی حضرت فاطمہ رضی حضرت اسامہ رضی حضرت زید رضی حضرت ابو بکر اور دیگر صحابہ کے ساتھ آپ کو محبت تھی خلت نہیں تھی قاضی عیاض نے جو روایت بیان کی ہے جس میں ذکر ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا حبیب ہوں تو یہ روایت اس روایت کے خلاف نہیں کیونکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ محبت سے خلت کا مفہوم بھی لیا جاتا ہے جس طرح کہ مسلم سے مومن کا۔

۲:- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَا بَکْرٍ خَلِیْلًا وَ لٰکِنَّہٗ اَخِیْ وَصَاحِبِیْ وَ قَدِ اتَّخَذَ اللّٰہُ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلًا[1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا دلی دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن وہ میرا بھائی اور ساتھی ہے کیونکہ تمہارے ساتھی کو تو اللہ تعالےٰ نے اپنا خلیل بنا لیا ہے۔

۳:- عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ اَھْلِ الْاَرْضِ

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

خُلِيْلًا لَا تَّخَذْتُ ابْنَ اَبِیْ قُحَافَۃَ خَلِیْلًا وَّلٰکِنَّ صَاحِبَکُمْ خَلِیْلُ اللّٰہِ [1]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اہل زمین والوں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابی قحافہ کے بیٹے کو بناتا، لیکن اب یہ نہیں ہوسکتا، کیونکہ تمہارا ساتھی اللہ کا خلیل ہے۔

۴:۔ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَہٗ عَلٰی جَیْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَاَتَیْتُہٗ فَقُلْتُ اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَیْکَ قَالَ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ مِنَ الرِّجَالِ قَالَ اَبُوْھَا قُلْتُ ثُمَّ مَنْ قَالَ عُمَرُ فَعَدَّ رِجَالًا [2]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ذات السلاسل کے لشکر کے ساتھ بھیجا[3] تو کوچ کرنے سے پہلے میں آپ کے پاس آیا اور سوال کیا کہ اللہ کے رسول سب لوگوں سے زیادہ آپ کو کس شخص سے محبت ہے تو آپ نے فرمایا عائشہ رضی پھر میں نے سوال کیا آدمیوں سے تو آپ نے فرمایا اسکا باپ پھر میں نے پوچھا انکے بعد تو فرمایا عمر رضی تو اسوقت آپ نے اور بھی آدمیوں کا نام لیا۔

فائدہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، نے جو آپ سے پوچھا تھا اسکی یہ وجہ تھی کہ جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے انکو اس لشکر کی سپہ سالاری دی تو ہوسکتا ہے کہ انکے دل میں خیال آیا ہو کہ میں تمام صحابہ سے افضل ہوں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ مجھے اس لشکر کا کمانڈر بنایا جائے تو پھر اس نے وضاحت طلب کی تو آپ نے توضیح کر دی۔

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

[3] ذات سلاسل ملک شام کے گرد و نواح کے ایک پانی کا نام ہے وہاں آٹھ ہجری اور جمادی الآخر کے مہینہ میں لڑائی ہوئی تھی

Marfat.com

۱۵۔ عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ امْرَأَۃً سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا فَاَمَرَھَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَیْہِ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَءَیْتَ اِنْ جِئْتُ فَلَمْ اَجِدْکَ کَاَنَّھَا تَعْنِیْ الْمَوْتَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ تَجِدِیْنِیْ فَأْتِیْ اَبَا بَکْرٍ[1]

حضرت جبیر بن مطعم کا بیان ہے کہ ایک عورت نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو آپؐ نے کہا دوبارہ آنا تو اس نے کہا اگر میں دوبارہ آؤں لیکن آپؐ کو نہ پاؤں (یعنی آپ کی وفات ہو جائے) تو آپؐ نے فرمایا اگر ایسا ہو جائے تو پھر ابو بکر کے پاس آنا۔

۱۶۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَصْبَحَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ جَنَازَۃً قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْکُمُ الْیَوْمَ مِسْکِیْنًا قَالَ اَبُوْبَکْرٍ اَنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِیْ امْرِءٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّۃَ[2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے آج کونسا روزے دار ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر آپؐ نے پوچھا آج جنازہ کے پیچھے کون گیا ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں پھر آپؐ نے پوچھا کہ تم میں سے آج مسکین کو کس آدمی نے کھانا کھلایا ہے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو آپؐ نے فرمایا کہ جس آدمی میں یہ تین چیزیں ایک ہی دن میں جمع ہوئیں وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

فائدہ: اب اگر ان روایات پر سرسری بھی نظر کریں تو ظاہر ہے کہ خلافت کا مسئلہ اسقدر واضح اور نکھرا ہوا ہے کہ اگر کوئی آدمی معمولی سی بھی سوجھ بوجھ سے کام لے تو اس کے لئے کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی کہ وہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار کر سکے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت:- عن سعد قال استاذن عمر علی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وعندہٗ نساءٌ من قریش یکلمنہ ویکثرنہ عالیةً اصواتھن فلما استاذن عمر قمن یبتدرن الحجاب فاذن لہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضحک فقال عمر اضحک اللہ سنک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عجبت من ھولاءِ التی کن عندی فلما سمعن صوتک ابتدرن الحجاب قال عمر فانت یا رسول اللہ احق ان یھبن ثم قال عمر ای عدوات انفسھن اتھبتنی ولا تھبن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلن نعم انت اغلظ وافظ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفسی بیدہٖ مالقیک الشیطان قط سالکا فجا الا سلک فجا غیر فجک[۱]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کی اجازت طلب کی

---

[۱] صحیح مسلم :- اس حدیث پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بنسبت آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضرت عمر سے شیطان زیادہ ڈرے تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث میں کہاں ہے کہ آپ نے کہا ہو کہ مجھ سے شیطان کم ڈرتا ہے اور یہ چیز بھی ظاہر ہے کہ جتنا چور کوتوال سے ڈرتا ہے اتنا بادشاہ اور گھر والوں سے نہیں ڈرتا۔

Marfat.com

تو کیا دیکھا کہ اسوقت آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس قریش کی کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اور وہ آپ کے ساتھ کثرت سے اور اونچی آواز سے باتیں کر رہی تھیں جب حضرت عمرؓ نے اجازت لی تو فوراً اٹھیں اور بھاگ گئیں تو خیر (جب آپ نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی تو کیا دیکھا کہ آپؐ ہنس رہے ہیں۔ حضرت عمر بھی خوش ہوئے) اور کہا کہ اللہ تعالےٰ آپؐ کو اسی طرح ہنستا ہوا رکھے پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا مجھے ان عورتوں پر تعجب ہوا جو میرے پاس بیٹھی تھیں یونہی تیری آواز سنی تو فوراً چھپ کر بھاگ گئیں تو حضرت عمرؓ نے کہا اللہ کے رسول آپکا تو زیادہ حق ہے کہ وہ آپؐ سے ڈرتی اور بھاگتیں تو پھر ان عورتوں کی طرف ہوئے اور کہا اے اپنی جان کی دشمنو کیا تم مجھ سے ڈرتی ہو اور اللہ کے رسولؐ سے نہیں ڈرتی تو عورتوں نے کہا ہاں کیونکہ ظاہر ہے کہ تم اللہ کے رسول سے زیادہ سخت اور غصے والے ہو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا اے عمر مجھے اس اللہ کی قسم ہے جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جب شیطان تم کو کسی گلی چلتا ہوا دیکھ لیتا ہے وہ اس گلی کو چھوڑ کر دوسری گلی ہو جاتا ہے۔

آپؐ کا حضرت عمرؓ کو خوشخبری سنانا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ اِذَا رَاَیْتُنِیْ فِی الْجَنَّۃِ فَاِذَا امْرَأَۃٌ تَوَضَّأُ اِلٰی جَانِبِ قَصْرٍ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا فَقَالُوْا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَکَرْتُ غَیْرَۃَ عُمَرَ فَوَلَّیْتُ مُدْبِرًا قَالَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ فَبَکٰی عُمَرُ وَنَحْنُ جَمِیْعًا فِیْ ذٰلِکَ الْمَجْلِسِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَعَلَیْکَ اَغَارُ [1]

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایک دن سویا ہوا تھا کہ اچانک میں نے اپنے آپ کو جنت میں پایا تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک عورت محل کے ایک کونے میں بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے۔ تو میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے تو اس نے کہا حضرت عمرؓ کا ہے تو میرا دل چاہا کہ اندر داخل ہو کر دیکھ لوں تو اچانک مجھے حضرت عمرؓ کی غیرت یاد آ گئی تو میں اسی وقت پلٹ آیا حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے سنا تو رو پڑے اور ہم بھی اس وقت سب مجلس میں تھے۔ اور یہ بھی کہا کہ اللہ کے رسول آپؐ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپؐ پر غیرت کروں۔

اس امت کے پہلے محدث:-

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

أَنَّہُ کَانَ یَقُوْلُ قَدْ کَانَ یَکُوْنُ فِی الْأُمَمِ قَبْلَکُمْ مُحَدَّثُوْنَ فَإِنْ یَکُنْ فِیْ أُمَّتِیْ مِنْھُمْ أَحَدٌ فَإِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْھُمْ[1]

ام المومنین حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی امتوں میں سے کچھ ایسے آدمی ہوا کرتے تھے جن کی رائے اور خیال وگمان عین شریعت کے مطابق صحیح ہوتا تھا۔ اور یا یہ کہ انکو فرشتہ الہام کر دیتا تھا۔ میری امت میں اگر کوئی ایسا پہلا آدمی ہے تو وہ عمر بن خطاب ہے۔

حضرت عمرؓ کی فتوحات کی تمثیل:-

عَنْ أَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُنِیْ عَلٰی قَلِیْبٍ عَلَیْھَا دَلْوٌ فَنَزَعْتُ

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

مِنْهَا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ فَنَزَعَ بِهَا ذَنُوبًا أَوْ ذَنُوبَيْنِ وَفِي نَزْعِهِ ضُعْفٌ وَاللّٰهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ اسْتَحَالَتْ غَرْبًا فَأَخَذَهَا ابْنُ الْخَطَّابِ فَلَمْ أَرَ عَبْقَرِيًّا مِنَ النَّاسِ يَنْزِعُ نَزْعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ حَتَّى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں ایک دن سویا ہوا تھا کیا دیکھا کہ میں ایک کنویں پر ہوں جس پر ایک ڈول پڑا ہوا ہے تو میں نے پانی کھینچنا شروع کیا اور اتنا کھینچا جتنا اللہ کو منظور تھا پھر ابوبکر نے پکڑ لیا ایک دو ڈول کھینچے (تو معلوم ہوا) کہ انکے کھینچنے میں ضعف ہے اور یہ اللہ انکو معاف کرے پھر یونہی وہ ڈول بڑا ہو گیا تو عمرؓ بن خطاب نے تھام لیا تو پھر میں نے کوئی خوبصورت اور شہ زور سردار نہیں دیکھا کہ جس نے حضرت عمرؓ کی طرح کثرت سے پانی کھینچا ہو حتی کہ سب لوگ اس سے اپنی اپنی اونٹنیوں کو سیراب کر کے اپنی اپنی آرام گاہوں میں پہنچ گئے۔

فائدہ:- حدیث میں جو ذکر ہوا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کے کھینچنے میں قدرِ کمزوری تھی اس سے کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ (نعوذ باللہ) حضرت ابوبکرؓ کا مقام کم تھا اور حضرت عمرؓ کا زیادہ تھا۔ بلکہ اس کمزوری سے مراد مدتِ خلافت ہے جو بنسبت حضرت عمر کی خلافت کے بہت کم تھی ورنہ اگر دس سال کی مدتِ خلافت ابوبکرؓ بھی پا لیتے تو وہ بھی دین کا کام کرنے میں حضرت عمر سے پیچھے نہ رہتے کیونکہ دنیا جانتی ہے کہ دو سال تین ماہ کی مدتِ خلافت میں انہوں نے جتنا کام کیا اور دین کو سنبھالا اور اسی نہج پر رکھا جس نہج پر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا تو یہ انہی کا حصہ تھا۔ ورنہ اگر کوئی

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

اور رہونا تو جس طرح آپ کے فوت ہونے کے بعد مرتدین لوگوں کی یلغار تھی دیکھ کر گھبرا جاتا لیکن حضرت ابو بکرؓ بڑی ہمت اور فراست سے اٹھے اور مرتدین لوگوں کو سنبھالا اور خبردار کیا کہ اگر کوئی آدمی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی ایک مہار دیا کرتا تھا اور آج اس نے اس مہار دینے سے انکار کیا اور یا اس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا تو اس پر ابو بکر کی آخری دم تک تلوار چلے گی۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ بھی یہ بات سن کر حیران ہو گئے۔ اور اسکو نہ سمجھ سکے جو کہ بعد میں وہ بھی سمجھ گئے کہ واقعی ابو بکرؓ اس بات میں سچا اور حق بجانب ہے۔

حضرت عمرؓ کا سراپا دین دار ہونا:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ بَیْنَ اَنَا نَائِمٌ رَأَیْتُ النَّاسَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَعَلَیْہِمْ قُمُصٌ مِنْہَا مَا یَبْلُغُ الثُّدِیَّ وَمِنْہَا مَادُوْنَ ذٰلِکَ وَعُرِضَ عَلَیَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَعَلَیْہِ قَمِیْصٌ یَجُرُّہٗ، قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدِّیْنُ [۱]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ میں سویا ہوا تھا تو کیا دیکھا کہ لوگ میرے سامنے کھڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے قمیض پہنی ہوئی ہیں تو بعض کی قمیض اسقدر چھوٹی ہے کہ وہ صرف پستان تک پہنچتی ہے اور بعض کی کچھ اس سے بڑی ہے لیکن جب حضرت عمر میرے سامنے آئے تو ان پر اسقدر لمبی قمیص تھی کہ وہ زمین پہ گھسیٹتی آ رہی تھی تو صحابہ

---

[۱] صحیح مسلم بخاری

Marfat.com

نے عرض کی اللہ کے رسول اسکی تعبیر کیا ہے تو آپ نے فرمایا علم

حضرت عمر رضؓ کا سراپا حق کہنا:

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ [1]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے حق بات حضرت عمر کے دل اور زبان پر رکھ دی ہے یعنی جو انکے دل میں آتا ہے وہ حق ہوتا ہے اور جو وہ بولتا ہے وہ بھی حق ہوتا ہے

حضرت عمر رضؓ کا مسلمان ہونا:

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال

اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِاَبِیْ جَھْلِ بْنِ ھِشَامٍ اَوْ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ فَاَصْبَحَ عُمَرُ فَغَدَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ ثُمَّ صَلّٰی فِی الْمَسْجِدِ ظَاھِرًا [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اے اللہ ابی جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے ساتھ اسلام کو عزت دے (تو کیا ہوا کہ صبح صبح ہی حضرت عمر رضؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آکر مسلمان ہو گئے تو پھر آپ نے بیت اللہ میں بر سر عام نماز پڑھی۔

حضرت ابو بکرؓ اور عمر رضؓ کا باہم ذکر کرنا:۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال

انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقہ علی منکبی

---

[1] ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے شیخ البانی کا بیان ہے کہ اس سے بھی اعلیٰ ہے۔

[2] احمد ترمذی یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے شیخ البانی کا بھی یہی خیال ہے

Marfat.com

يقول يرحمك الله انى لارجوان يجعلك الله مع صاحبيك لانى كثيرا ما كنت اسمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول كنت وابوبكر وعمر وفعلت وابوبكر وعمر و انطلقت وابوبكر وعمر فالتفت فاذا على بن ابى طالب رضى الله عنه [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے اور انکو انکی چارپائی پر رکھا گیا۔ تو جنہوں نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی تھی میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا تو اچانک ایک آدمی جو میرے پیچھے تھا اس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی ہوئی تھی اور یہ کہہ رہا تھا اللہ آپ پر رحم کرے مجھے امید ہے کہ اللہ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں سے ملا دے گا۔ کیونکہ میں نے یہ اکثر دفعہ سنا کہ اللہ کے رسول کہا کرتے تھے کہ میں ابوبکر اور عمر تھے میں ابوبکر اور عمرؓ نے کیا۔ میں ابوبکر اور عمر چلے، میں ابوبکرؓ اور عمر داخل ہوئے میں ابوبکر اور عمر نکلے جب میں نے پیچھے دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

۲:۔ عن ابى هريرة رضى الله عنه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بينا رجل يسوق بقرة اذا اعى فركبها فقالت انا لم نخلق لهذا انما خلقنا لحراثة الارض فقال الناس سبحان الله: بقرة تكلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم فانى اومن به انا وابوبكرؓ وعمرؓ وما هما ثم وقال بينما رجل فى غنم له اذ عدا الذئب على شاة

---

[1] صحیح بخاری ومسلم

Marfat.com

منها فاخذها فادركها صاحبها فاستنقذها فقال له الذئب فمن لها يوم السبع يوم لا راعي لها غيري فقال الناس! سبحان الله ذئب يتكلم، فقال اومن به أنا وابوبكر وعمر وما هما ثم[1]

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہٗ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (واقعہ یہ ہے) کہ ایک آدمی کہیں بیل لے جا رہا تھا۔ جب تھک گیا تو اس پر سوار ہو گیا تو بیل نے کہا ہم اسلئے پیدا نہیں کئے گئے کہ تم ہم پر سوار ہو بلکہ ہم تو زمین بونے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں جب لوگوں نے سنا تو تعجب سے (سبحان اللہ کہا کہ دیکھو بیل بھی کلام کرتا ہے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا میں ابوبکرؓ اور عمرؓ ایمان لائے ہیں حالانکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اسوقت وہاں نہیں تھے پھر آپ نے کہا کہ ایک آدمی بکریاں چرا رہا تھا اچانک ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ایک بکری کو اٹھا لیا مالک نے دیکھا تو اس نے چھڑا لیا تو بھیڑیے نے کہا جس دن کہ سب لوگ مر گئے اور ہم رہ گئے اور سوا ہمارے کوئی چرواہا بھی نہیں ہوگا تو پھر کون ہے جو انکو چھڑائے گا جب لوگوں نے سنا تو تعجب سے کہا (سبحان اللہ) دیکھو بھیڑیا بھی کلام کرتا ہے تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ابوبکر اور عمرؓ ایمان لائے ہیں۔ حالانکہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اس وقت وہاں نہیں تھے۔

---

[1] صحیح بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ مناقب ابی بکر و عمرؓ

Marfat.com

۱۳۔ عن ابی بکرۃ ان رجلا قال لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رائیت کان میزانا نزل من السماء فوزنت انت وابوبکر فرجحت انت ووزن ابوبکر وعمر فرجح ابوبکر ووزن عمر وعثمان فرجح عمر ثم رفع المیزان فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی فساءہ ذلک فقال خلافۃ نبوۃ ثم یوتی اللہ الملک من یشاء[1]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا میں نے دیکھا کہ ایک ترازو آسمان سے نازل ہوا جس میں آپ اور حضرت ابوبکر وزن کئے گئے تو آپ ابوبکر سے بھاری نکلے پھر ابوبکرؓ اور عمرؓ وزن کئے گئے تو ابوبکر بھاری نکلے پھر حضرت عمرؓ اور عثمانؓ وزن کئے گئے تو حضرت عمرؓ بھاری نکلے پھر ترازو اٹھا لیا گیا جب آپ نے سنا تو برا محسوس کیا کیونکہ اس میں خلافت کے جلد ختم ہونے کا اشارہ تھا) تو پھر اس کے بعد اللہ تعالے جس کو چاہے گا۔ بادشاہت دے گا۔

حضرت عثمانؓ کی فضیلت:-

عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا عن فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابوبکر فاذن لہ وھو علی تلک

---

[1] ترمذی وابوداؤد ترمذی نے رویا میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے شیخ البانی کا بھی بیان ہے کہ اسکی سند عمدہ ہے۔

Marfat.com

الحال فتحدث ثم استاذن عمر فاذن له وهو كذالك فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسوی ثیابه قال محمد ولا اقول ذالك فی یوم واحد فدخل فتحدث فلما خرج قالت عائشة دخل ابو بکر فلم تهتش له ولم تباله ثم دخل عمر ولم تهتش له ولم تباله ثم دخل عثمان فجلست وسویت ثیابك فقال الا استحی من رجل تستحی منه الملئکة [1]

ام المومنین حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ ایک دن اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اس حالت میں لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے دونوں ران یا دونوں پنڈلیاں ننگی تھیں اچانک ابوبکرؓ آئے اور انہوں نے درخواست کی کہ مجھے داخل ہونے کی اجازت دی جائے تو آپ نے اجازت دے دی جب وہ داخل ہوئے تو آپ نے حرکت کی اور نہ کوئی پرواہ کی کچھ وقت ان سے باتیں کیں پھر حضرت عمرؓ آگئے انہوں نے بھی یہ درخواست کی کہ مجھے بھی داخل ہونے کی اجازت دی جائے تو آپ نے اس کو بھی اجازت دے دی پھر آپ نے حرکت کی اور نہ کوئی پرواہ کی تو اس سے بھی کچھ وقت باتیں کیں پھر حضرت عثمان آگئے تو انہوں نے بھی درخواست کی کہ مجھے بھی داخل ہونے کی اجازت دی جائے تو آپ نے اس کو بھی اجازت دی (تو کیا ہوا) کہ آپ جلدی سے بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا، (اس حدیث کے راوی محمد کا بیان ہے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ ایسا آپ نے ایک مرتبہ کیا بلکہ کئی مرتبہ کیا ہے) تو ان سے بھی آپ نے کچھ وقت باتیں کیں (تو خیر) جب سب چلے گئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے علیہ وسلم سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ ابوبکرؓ داخل ہوئے تو آپ

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

نے کوئی حرکت نہیں کی حضرت عمر داخل ہوئے تو کوئی حرکت نہیں کی لیکن جب حضرت عثمانؓ داخل ہوئے تو آپ بیٹھ گئے اور کپڑوں کو درست کر لیا تو آپ نے فرمایا کیا میں ایسے آدمی سے حیا نہ کروں کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔

تنبیہ:۔ ذرا غور کریں کہ جس آدمی سے فرشتے اور امام الانبیاء بھی حیا کرے تو اب اس کے اعلیٰ وارفع اور جنتی ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے تو پھر بھی اگر انکے سامنے کبھی وقت قبر کا ذکر ہوتا تو اسکی دہشت و وحشت اور ہولناکیوں کو یاد کر کے اتنا روتے کہ روتے روتے آپ کی داڑھی بھی بھیگ جاتی تھی[۱]

حضرت عثمانؓ کو بشارت دینا:۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ جَاءَ عُثْمَانُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فِىْ كُمِّهٖ حِيْنَ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَنَثَرَهَا فِىْ حِجْرِهٖ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَلِّبُهَا فِىْ حِجْرِهٖ وَيَقُوْلُ مَا ضَرَّ عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ[۲]

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ کا بیان ہے کہ جب نبیؐ نے جنگ تبوک کی طرف لشکر تیار کیا تو حضرت عثمانؓ کپڑے کی ایک تھیلی میں ایک ہزار دینار لے کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف آئے اور ان سب کو آپ کی خدمت میں لاکر پیش کر دیا۔ تو کیا دیکھا کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم انکو اپنی گود میں الٹ پلٹ کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ اگر آج کے بعد حضرت عثمانؓ نے کوئی گناہ بھی کر لیا تو بھی کوئی حرج نہیں اور یہ آپ نے دو مرتبہ کہا۔

---

[۱] ترمذی وابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ شریف صـ [۲] احمد، امام ترمذی نے بھی اسکو ذکر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ حدیث حسن غریب شیخ البانی کا بیان ہے کہ اسکی سند حسن ہے۔

Marfat.com

ایک اور بشارت دینا:-

عن ابی موسی الاشعری قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حائطٍ من حوائط المدینہ وھو متکئ یرکز بعودٍ معہ بین الماءِ والطین اذا ستفتح رجل فقال افتح وبشرہ بالجنۃ قال فاذا ابوبکرٍ ففتحت لہ وبشرتہ بالجنۃ قال ثم استفتح رجل اخر فقال افتح وبشرہ بالجنۃ قال فذھبت فاذا ھو عمر ففتحت لہ وبشرتہ بالجنۃ ثم استفتح رجل اخر قال فجلس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال افتح وبشرہ بالجنۃ علی بلوی تکون قال فذھبت فاذا ھو عثمان بن عفان قال ففتحت لہ وبشرتہ بالجنۃ قال وقلت الذی قال فقال اللھم صبرًا واللہ المستعان لہ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ایک باغ میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے اور آپ کے پاس ایک لکڑی تھی جسکو آپ کیچڑ میں ٹھونس رہے تھے اچانک ایک آدمی آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا تو آپ نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دے اور جو داخل ہو اسکو جنت کی بھی بشارت دے میں گیا تو اچانک وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو میں نے دروازہ کھولا اور انکو جنت کی بشارت دی پھر ایک اور آدمی آیا اور دروازہ کھلوایا تو آپ نے حکم دیا کہ دروازہ کھول دے اور جو داخل ہو اسکو بھی جنت کی بشارت دے میں گیا تو اچانک وہ حضرت عمر تھے تو میں نے دروازہ کھولا اور انکو بھی جنت کی خوشخبری دی پھر ایک اور آدمی آیا اور دروازہ کھلوایا تو آپ بیٹھ گئے

ل صحیح مسلم

Marfat.com

اور حکم دیا کہ دروازہ کھول دے اور اسکو بھی بلوائی قوم پر جنت کی بشارت دے میں گیا تو اچانک وہ حضرت عثمان رضؓ تھے میں نے دروازہ کھولا اور ان کو بھی جنت کی بشارت دی اور وہ بھی بات کہی جو انکے متعلق آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ذکر کی تھی جب سنا تو حضرت عثمان رضؓ نے کہا اے اللہ مجھے اسوقت صبر دینا اور میری مدد کرنا۔

فائدہ:- یہ ظاہر ہے کہ اس حدیث میں ایک بہت بڑی پیشگوئی ذکر ہوئی ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی مطلع کر دیا تھا کہ ان پر بلوائی حملہ کریں گے اور شہید کر دیں گے چنانچہ جس طرح آپ نے کہا تھا اسی طرح ہی ہوا۔

حضرت علی رضؓ کی فضیلت:-

عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ قال خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بن ابی طالب فی غزوۃ تبوک فقال یارسول اللہ تخلفنی فی النساء والصبیان قال اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ علیہ السلام غیر انہ لانبی بعدی[1]

حضرت سعد بن وقاص رضؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کو روانہ ہوئے تو بعد میں حضرت علی رضؓ کو خلیفہ مقرر کر دیا تو حضرت علی رضؓ نے کہا اللہ کے رسول کیا آپ مجھے مدینہ میں بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہو تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ میرے ہاں تو وہی مقام رکھتا ہے کہ جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔

تنبیہ:- اس حدیث سے کوئی آدمی اپنی کم فہمی اور کم عقلی کی بناء پر یہ نہ سمجھ لے کہ اس حدیث سے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد حضرت علی کی خلافت ثابت ہو رہی ہے بلکہ اس حدیث

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

کے بیان کرتے اور حضرت علی کی تشبیہ حضرت ہارون کے ساتھ دینے میں تو صرف آپ کا مقصد یہ تھا کہ کیا علی تو اس بات پر خوش نہیں کہ جب حضرت موسیٰ طور پہ گئے تو بعد میں وہ اپنے بھائی حضرت ہارون کو خلیفہ بنا گئے تھے تو میں بھی آپ کو اسی طرح مدینہ کا خلیفہ مقرر کئے جا رہا ہوں کہ میرے آنے تک تم نے اہل مدینہ کا خیال رکھنا ہے ورنہ اگر اس سے خلافت کی دلیل لیں تو یہ سراسر حق اور مفہوم کے بھی خلاف ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ [1]

حضرت علیؓ کو علم دینا:

عن ابی هریرة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یوم خیبر لاعطین هذه الرایة رجلاً یحب الله و رسوله یفتح الله علی یدیه قال عمر ابن الخطاب ما احببت الامارة الا یومئذ قال فتساورت لها رجاء فاعطاه ایاها وقال فدعا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ابن ابی طالب فاعطاه ایاها وقال امش ولا تلتفت حتی یفتح الله علیك قال فسار علیّ شیئاً ثم وقف ولم یلتفت فصرخ یا رسول الله علی ماذا اقاتل الناس قال قاتلهم حتی یشهدوا ان لا اله الا الله و ان محمداً رسول الله فاذا فعلوا ذلك فقد منعوا منك دماءهم و اموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے دن اللہ کے رسول

---

[1] حضرت ہارون علیہ السلام ایک سال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑے تھے اور یہ تین سال پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فوت ہو گئے تھے۔ رحمۃ للعالمین ج [2] صحیح مسلم

Marfat.com

صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کل میں ایسے آدمی کے ہاتھ جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے۔ اور اس کے ہاتھ پر اللہ خیبر بھی فتح کرے گا۔ حضرت عمرؓ کا بیان ہے کہ میں نے کبھی پسند نہیں کیا تھا کہ مجھے امارت ملے لیکن اس دن میں نے بھی پسند کیا کہ کاش کل مجھے ہی جھنڈا دیا جائے اور پھر اسی چیز کی امید رکھتے ہوئے۔ میں آپ کے سامنے بھی آیا کہ کہیں آپ مجھے اس کام کے لئے آواز دیں لیکن جب کل ہوئی تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا دے دیا اور کہا اے علی تم اس تیزی سے جاؤ کہ پیچھے نہ دیکھنا اللہ تعالٰے آپ کو آج فتح دے گا۔ جب سنا تو حضرت علیؓ چلے اور تھوڑا سا چلے تو ٹھہر گئے پیچھے نہ دیکھا بلکہ اسی طرح پوچھا کہ اللہ کے رسول کس بات پر لوگوں سے لڑوں تو آپ نے کہا جب تک وہ اس بات کی گواہی نہ دیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اسکا رسول ہے اگر انہوں نے مان لیا تو پھر سوائے اس کے کہ کسی حق کے بدلے (انہوں نے اپنا خون اور مال بچالیا۔ (ورنہ اگر اسکا علم کسی کو نہ ہوا) تو پھر اسکا حساب اللہ پر ہے۔

توضیح:۔ خیبر کو فتح کرنے کے لئے ہر روز جنگ ہوتی تھی اور صحابہ کرام پوری ہمت سے لڑتے تھے۔ کہ یہ فتح ہو جائے لیکن خیبر کے چند ایسے قلعے تھے جو بیحد مضبوط اور مرصوص تھے جو ہر چند کوشش کے فتح نہیں ہوتے تھے۔ تو آخر ایک دن آپؐ نے کہا کہ تم نے خود دیکھا کہ ان قلعوں کو فتح کرنے کے لئے ہر چند کوشش کی گئی۔ لیکن فتح نہیں ہوئے، تو دیکھو کل میں ایسے شخص کے ہاتھ علم دونگا جس کے ہاتھ پر یہ پورا خیبر فتح ہو جائے گا۔ تو اب آپ خود غور کریں کہ یہ کتنا اونچا اور لاثانی مقام ہے کہ جس کا اس بارے میں انتخاب ہوا اور وہ پھر فاتح خیبر کے نام سے موصوف ہو چنانچہ اسی لئے ہر صحابی یہ خواہش اور تڑپ رکھتا تھا کہ کہیں مجھے یہ اعزاز مل جائے اور صبح کے وقت اللہ کے رسول اسلامی افواج

Marfat.com

کی کمان میرے ہاتھ میں دیں تو آخر کیا ہوا کہ صبح ہوتے ہی آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور خود اپنے ہاتھ سے انکو جھنڈا دیا اور کہا کہ جاؤ اللہ آج تمہارے ہاتھ پہ اس خیبر کو فتح کر دے گا۔

مقام غور:۔ دل چاہتا ہے کہ یہاں مناسبت قصہ کی بناء پر ایک اور چیز ذکر کر دوں جو بیحد سوچنے اور غور کرنے کے قابل ہے کہ دیکھو حضرت علی رضی فاتح خیبر تھے جس میں شیعہ کو بھی اختلاف نہیں بلکہ وہ تو اس سے بھی آگے لے جاتے ہیں تو بقول انکے اگر حضرت ابوبکر رضی حضرت عمر رضی اور حضرت عثمان رضی کی خلافت صحیح نہیں تھی۔ خلاف شرع تھی۔ تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ جو فاتح خیبر تھے۔ انہوں نے کیوں مانا اور تسلیم کیا بلکہ اس کے خلاف کیوں کھڑے نہیں ہوئے اور اپنی شمشیر کو حرکت میں نہیں لائے چلو اگر ہم مانیں کہ ابوبکر رضی کی خلافت اور انکی بیعت میں انہوں نے صبر سے کام لیا تو حضرت عمر رضی کے وقت ہی حرکت میں آجاتے اور اپنی شمشیر پکڑ لیتے۔ چلو اگر ہم مانیں کہ اس وقت بھی انہوں نے صبر سے کام لیا تو حضرت عثمان رضی کے وقت ہی حرکت میں آجاتے اور اس غیر شرعی خلافت کو ضرب لگاتے۔ تو جب انہوں نے ایسا نہیں کیا تو اب یہ چیز خود بخود نکھر جاتی ہے کہ یقیناً وہ ان تینوں خلافتوں کو ہی صحیح اور شرعی مانتے تھے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ وہ ان کے خلاف محاذ آرائی نہ کرتے اور اپنی تلوار کو نیام سے باہر نہ لاتے۔

ایک اور قابل غور پہلو:۔ آپ جانتے ہیں کہ ان کے بیٹے حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے جب یہ سمجھا کہ یزید کی خلافت صحیح نہیں ہے بلکہ غیر شرعی ہے تو اسی وجہ سے مع اپنے اہل وعیال کے میدان کربلا میں شہید ہو گئے لیکن یزید کی خلافت کو تسلیم نہیں کیا تو جب بیٹا ایک چیز کو ناجائز اور غیر شرعی سمجھتا ہے اس کے سامنے گھٹنے نہیں ٹیکتا بلکہ جان دیتا ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ جو فاتح خیبر تھا ایک چیز کو ناجائز غیر شرعی سمجھتا اور پھر اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھاتا۔ رفتہ رفتہ بہت

Marfat.com

علیؓ مجھ سے اور میں علیؓ سے :-

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ [1]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی مجھ سے ہے اور میں علیؓ سے ہوں اور علیؓ ہر مومن کا دوست ہے

سعد بن ابی وقاصؓ کی فضیلت :-

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا قَالَتْ اَرِقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَتْ لَيْتَ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ اَصْحَابِیْ يَحْرُسُنِی اللَّيْلَةَ قَالَتْ وَسَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا قَالَ سَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰہِ جِئْتُ اَحْرُسُكَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِيْطَهٗ [2]

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ ایک رات آپ صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے تو آپ نے کہا کاش اگر آج رات کوئی صالح آدمی آکر میرا پہرہ دے ۔ تو کتنا ہی اچھا ہے، اچانک ہم نے ہتھیاروں کی آواز سنی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کون ہے ۔ کہا اللہ کے رسول میں سعد بن ابی وقاص ہوں اور اس لئے آیا ہوں تا کہ آپ کا پہرہ دوں تو حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ اسکے بعد پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم آرام سے سو گئے یہاں تک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی ۔

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَوَيْهِ لِاَحَدٍ غَيْرِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَاِنَّهٗ جَعَلَ يَقُوْلُ لَهٗ

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

يَوْمَ اُحُدٍ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ[1]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی شخص نہیں جس پر آپ نے اپنا ماں باپ قربان کیا ہو مگر جنگ اُحد کے دن انہی کو کہا کہ اے سعد تیر مار آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

جنگ اُحد میں آپ کا ہنسنا:

عَنْ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ جَمَعَ لَهُ اَبَوَيْهِ يَوْمَ اُحُدٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ اَحْرَقَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ قَالَ فَنَزَعْتُ لَهُ بِسَهْمٍ لَيْسَ لَهُ فِيْهِ نَصْلٌ فَاَصَبْتُ جَنْبَهُ فَسَقَطَ فَانْكَشَفَتْ عَوْرَتُهُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى نَوَاجِذِهٖ[2]

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ہی تھا جس پر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اپنے ماں باپ فدا کئے تھے تو ایک آدمی تھا جس نے مسلمانوں کو جلا دیا تھا۔ (یعنی مسلمانوں کو بہت قتل کیا تھا) تو آپ صلعم نے کہا اے سعد تیر مار تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں تو میں نے ایسا کیا کہ وہ تیر لیا جس میں پیکان نہ تھا جب پھینکا تو وہ اسکی پسلی پہ لگا جب گرا تو اسکی شرمگاہ کھل گئی تو آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ میں نے آپ کی داڑھوں کو دیکھ لیا۔

---

[1] صحیح مسلم اس روایت میں جو حضرت علی کا بیان ہے کہ سعد بن ابی وقاص کے علاوہ کسی پر بھی آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماں باپ فدا نہیں کئے تو یہ حضرت علی کا اپنا علم تھا ورنہ ظاہر ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر بھی آپ نے اپنے ماں باپ فدا کئے ہیں جیسا کہ آگے آرہا ہے۔ (انشاء اللہ) [2] صحیح مسلم

Marfat.com

فائدہ: آپ جانتے ہیں کہ جنگ احد میں مسلمانوں کا جو جانی اور مالی نقصان ہوا تھا وہ کوئی مخفی نہیں حتّٰی کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم بھی کچھ زخمی ہو گئے تو ایسے وقت بھی اللہ تعالےٰ نے سعد بن ابی وقاص رضؓ کو یہ توفیق بخشی کہ انہوں نے اللہ کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خوش کر دیا اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو گا کہ یہ وہ سعد بن ابی وقاص ہے۔ کہ جب یہ مسلمان ہوا تھا۔ تو انکی والدہ نے قسم اٹھا لی تھی کہ اے بیٹے اگر تو نے اس نبی کا انکار نہ کیا تو یاد رکھنا کہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی۔ اور نہ ہی کسی سے کلام تک کروں گا۔ اور پھر تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ تم اپنے ماں باپ کی اطاعت کرو لہذا میں تم کو حکم کرتی ہوں کہ تو اس دین کو چھوڑ دے تو آخر جب تین دن گزرے تو انکی والدہ پر غشی طاری ہوئی اور وہ مرنے کے قریب ہو گئی۔ تو پھر اسکا دوسرا بیٹا اٹھا جسکا نام عمارہ تھا اس نے اپنی ماں کو پانی پلایا تو اس کی جان بچی ورنہ قریب تھی کہ وہ مر جاتی [1] اب اس واقعہ سے اس مسئلہ کی بھی وضاحت ہوئی کہ والدین کی اطاعت بھی اسی وقت کی جا سکتی ہے جبکہ اُنکی وہ بات عین شریعت کے موافق ہو ورنہ اگر شریعت سے ہٹ کر ہوئی تو پھر اتنا تو ہے کہ تم انکی خدمت کرو لیکن انکی وہ بات نہ مانو [2]

زبیر بن عوامؓ کی فضیلت

عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَأْتِيْنِيْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ يَوْمَ الْأَحْزَابِ، فَقَالَ الزُّبَيْرُ أَنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيًّا وَحَوَارِيَّ الزُّبَيْرُ [3]

حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے

---

[1] صحیح مسلم [2] سورہ لقمان آیت ۱۵ [3] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

دن کہا کہ کون ہے جو میرے پاس کفار کی خبر لاتا ہے تو زبیرؓ نے کہا میں تو آپ نے کہا ہر نبی کا ایک خاص مصاحب ہوتا ہے تو میرا مصاحب زبیرؓ ہے۔

عن الزبیر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یاتینی بنی قریظۃ فیاتینی بخبرھم فانطلقت فلما رجعت جمع لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابویہ فقال فداک ابی وامی [1]

حضرت زبیرؓ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ کون آدمی ہے جو میرے پاس بنو قریظہ کی خبر لائے میں نے سنا تو چل پڑا جب واپس آیا تو مجھ پر آپ نے اپنے ماں باپ جمع کئے اور فرمایا اے زبیرؓ آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں

طلحہؓ بن عبید کی فضیلت :-

عَنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ کَانَ عَلَی النَّبِیِّ یَوْمَ اُحُدٍ دِرْعَانِ فَنَھَضَ اِلَی الصَّخْرَۃِ فَلَمْ یَسْتَطِعْ فَقَعَدَ طَلْحَۃُ تَحْتَہٗ حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الصَّخْرَۃِ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَوْجَبَ طَلْحَۃُ [2]

حضرت زبیرؓ کا بیان ہے کہ احد کے دن نبیؐ نے دو زرعیں پہنی ہوئی تھیں آپ ایک پتھر کی طرف چڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ چڑھ نہ سکے حضرت طلحہؓ آپ کے نیچے بیٹھے تو پھر اس طرح آپ چڑھ گئے تو اسوقت میں نے سنا کہ آپ نے فرمایا طلحہؓ تم پر جنت واجب ہو گئی۔

---

[1] صحیح بخاری و مسلم [2] ترمذی نے کہا ہے کہ حدیث حسن صحیح ہے شیخ البانی کا بیان ہے کہ اسکو احمد نے بھی ذکر کیا ہے اور اسکی سند حسن ہے حاکم نے بھی صحیح کہا ہے اور ذھبی نے بھی اسی کی موافقت کی ہے۔

Marfat.com

جبل حراء کا حرکت میں آنا:-

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ عَلٰی جَبَلِ حِرَآءٍ فَتَحَرَّكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُسْكُنْ حِرَاءُ فَمَا عَلَیْكَ اِلَّا نَبِیٌّ اَوْ صِدِّیْقٌ اَوْ شَهِیْدٌ وَعَلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَطَلْحَةُ وَالزُّبَیْرُ وَسَعْدُ ابْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم جبل حراء پہ تھے تو وہ حرکت میں آ گیا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا اے حراء ٹھہر جا کیونکہ تم پر نبی یا صدیق یا شہید ہے۔ تو اسوقت جبل حراء پر آپ ﷺ، ابوبکر رض، عمر رض، عثمان رض، علی رض، طلحۃ رض، زبیر رض اور سعد بن ابی وقاص رض بھی تھے۔

فائدہ:- یاد رکھنا حضرت ابوبکر رض کے علاوہ سب شہید ہوئے اور حضرت طلحۃ رض اور حضرت زبیر رض بھی انہی میں ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رض کی فضیلت:-

عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِیْنٌ وَاَمِیْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْ عُبَیْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ[2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے میری اس امت کا امین ابوعبیدۃ بن الجراح رض ہے۔

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح بخاری مسلم

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ جنتی ہے، حضرت عمرؓ جنتی ہے، حضرت عثمانؓ جنتی ہے، حضرت علیؓ جنتی ہے، حضرت طلحہؓ جنتی ہے، حضرت زبیرؓ جنتی ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ جنتی ہے، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ جنتی ہے۔ سعید بن زیدؓ جنتی ہے اور عبیدۃ بن الجراحؓ جنتی ہے "رضی اللہ عنہم"

یہ جلیل القدر وہ دس صحابہ ہیں جو عشرہ مبشرہ کے نام سے موصوف ہیں جن کو اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری سنادی تھی۔

بیعت رضوان والوں کی فضیلت :- عن ام مبشر رضی اللہ عنہا

انھا سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول عند حفصۃ لا یدخل النار ان شاء اللہ من اصحاب الشجرۃ احد من الذین بایعوا تحتھا قالت بلیٰ یا رسول اللہ فانتھرھا فقالت حفصۃ (وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا) فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد قال اللہ تعالیٰ (ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا)

ام مبشر رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس وقت سنا تھا جب کہ آپ حضرت حفصہؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ تو آپ نے فرمایا اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا تو اصحاب شجرہ سے کوئی شخص آگ میں نہیں جائے گا تو حفصہؓ نے کہا کیوں نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ تو یہ کہتا ہے۔ (کہ میرا یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہر شخص جہنم پر جائے گا

Marfat.com

تو آپ نے انکو خبردار کیا اور کہا کیا آگے اللہ نے یہ نہیں کہا کہ پھر ہم نیک لوگوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی فضیلت:

عن ابی هریرة رضی الله عنه یقول انکم تزعمون ان اباهریرة یکثر الحدیث عن رسول الله صلی الله علیه وسلم والله الموعد کنت رجلا مسکینا اخدم رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ملئ بطنی وکان المهاجرون یشغلهم الصفق بالاسواق وکانت الانصار یشغلهم القیام علی اموالهم فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یبسط ثوبه فلن ینسا شیئا سمعه منی فبسطت ثوبی حتی قضی حدیثه ثم ضممته الی فما نسیت شیئا سمعته منه[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ابوہریرہؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کثرت سے حدیثیں بیان کرتا ہے (اور مجھے بھی معلوم ہے کہ اگر میں نے جھوٹ بولا) تو اللہ تعالےٰ حساب لینے والا ہے (تو حقیقت یہ ہے) کہ میں ایک مسکین آدمی تھا آپکی خدمت اور پیٹ بھر کھانے کے علاوہ مجھے کوئی دوسرا کام نہ تھا مہاجرین کو بازاروں کی خرید و فروخت مشغول رکھتی اور انصار اپنے مالوں کی حفاظت میں مصروف رہتے تھے تو ایک دن آپ نے کہا کہ کون ہے جو اپنا کپڑا بچھاتا ہے کیونکہ آج جس نے جو مجھ سے

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

سن لیا تو وہ پھر کبھی نہیں بھولے گا تو میں نے اسی وقت اپنا کپڑا بچھایا جب آپ بیان کر چکے تو اسکو اپنے سینے سے لگا لیا پھر اس کے بعد جو آپ سے سنا وہ میں کبھی نہیں بھولا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعا کرنا :-

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال کنت ادعوا امی الی الاسلام وھی مشرکۃ فدعوتھا یوما فاسمعتنی فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکرہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا ابکی قلت یا رسول اللہ انی کنت ادعوا امی الی الاسلام فتابی علی فدعوتھا الیوم فاسمعتنی فیک ما اکرہ فادع اللہ ان یھدی ام ابی ھریرۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم اھد ام ابی ھریرۃ فخرجت مستبشرا بدعوۃ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما جئت فصرت الی الباب فاذا ھو مجاف فسمعت امی خشف قدمی فقالت مکانک یا ابا ھریرۃ وسمعت خضخضۃ الماء قال فاغتسلت ولبست درعھا وعجلت عن خمارھا وفتحت الباب ثم قالت یا ابا ھریرۃ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ قال فرجعت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ انا ابکی من الفرح قال قلت یا رسول اللہ ابشر قد استجاب اللہ دعوتک وھدی ام ابی ھریرۃ فحمد اللہ واثنی علیہ وقال خیرا قال قلت یا رسول اللہ ادع

Marfat.com

اللہ ان یحببنی انا وامی الی عبادہ المومنین ویحببہم الینا قال فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللھم حبّب عبیدک ھذا یعنی ابا ھریرۃ وامہ الی عبادک المومنین وحبب الیھما المومنین فما خلق مومن یسمع ولا یرانی الا احبّنی[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میری والدہ مشرکہ تھی اور میں اسکو اسلام کی دعوت دیا کرتا تھا کہ کہیں مسلمان ہو جائے۔ ایک دن میں نے اس کو دعوت دی تو اس نے اللہ کے رسول کے متعلق ایسی باتیں کہیں جنہیں میں بے حد ناگوار سمجھتا تھا تو میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس روتا ہوا آیا اور کہا اللہ کے رسول میں نے آج اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دی تو وہ نہ مانی بلکہ اس نے آپ کے متعلق ایسی بری باتیں کہیں جو مجھ پر بے حد ناگوار گزریں تو آپ اللہ احکم الحاکمین سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے تو آپ نے اسی وقت دعا کی اور کہا اے اللہ ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے تو میں فوراً آپ کی دعا سن کر خوش ہوتا ہوا نکلا جب گھر پہنچا تو کیا دیکھا کہ دروازے بند ہیں اور مجھے پانی گرنے کی آواز آ رہی ہے میری ماں نے بھی میرے پاؤں کی آواز سنی تو بولی کہ اے ابوہریرہ ٹھہر جا آگے مت آنا میں ٹھہر گیا تو کیا دیکھا کہ میری ماں نے غسل کیا اور کرتا پہنا پھر جلدی سے اپنی اوڑھنی لی اور دروازہ کھول دیا اور کہا اے ابوہریرہ اب میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے تو ابوہریرہ کا بیان ہے کہ میں جب واپس اللہ کے رسول کے پاس پہنچا تو مجھے اتنی خوشی تھی کہ جسکی وجہ سے میں رو رہا تھا۔ پھر میں نے عرض کی اللہ کے رسول آپ خوش ہو جائیں کہ اللہ نے آپ کی دعا

---

[1] صحیح مسلم

کو قبول کر لیا ہے اور ابو ہریرہؓ کی ماں کو ہدایت دے دی ہے پھر آپ نے اللہ کی تعریف کی مزید اور بھی اچھی اچھی باتیں کہیں میں نے پھر عرض کی اللہ کے رسول آپ دعا فرمائیں کہ میری اور میری والدہ کی محبت اللہ تعالیٰ مومنوں کے دلوں میں ڈالدے اور مومنوں کی محبت انکے دلوں میں ڈالدے تو پھر آپ نے دعا کی اے اللہ اس اپنے بندے ابو ہریرہؓ اور اسکی والدہ کی محبت مومنوں کے دلوں میں ڈالدے اور مومنوں کی محبت انکے دلوں میں ڈالدے تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ پھر اسکے بعد کوئی ایسا مومن پیدا ہی نہیں ہوا کہ جس نے مجھے سنا یا دیکھا ہو اور اس نے میرے ساتھ محبت نہ کی ہو۔

فائدہ: آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا ہونے کے بعد پتہ نہیں ابو ہریرہ رضہ کس قدر تیزی سے گھر کی طرف چلے ہوں لیکن ان کے پہنچنے سے قبل ہی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا پہنچ چکی تھی اس سے آپ یہ چیز بھی بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ دوائیں خواہ کتنا ہی جلدی امراض کو کاٹنے اور ان کے لئے تریاق کا حکم رکھتی ہوں لیکن دعاؤں کے مقابلہ میں نہیں آسکتیں حقیقت ہے کہ دعائیں تو بجلی سے بھی کئی گنا زیادہ تیز اور اثر پذیر ہیں جن سے کہ دوستو آج ہم غافل اور بے خبر ہیں۔ اور انکی طرف کوئی توجہ نہیں دیتے۔

سلمانؓ بلالؓ اور صہیبؓ کی فضیلت:- عن عائذ ابن عمرو

ان ابا سفیان اتی علی سلمان وصہیب و بلال فی نفر فقالوا ما اخذت سیوف اللہ من عنق عدو اللہ ماخذھا قال فقال ابو بکر اتقولون ھذا لشیخ قریش وسیدھم فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ فقال یا ابا بکر لعلک اغضبتھم لئن اغضبتھم لقد اغضبت ربک فاتاھم ابو بکر فقال یا اخوتاہ اغضبتکم قالوا لا یغفر اللہ لک یا اخی [1]

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ابو سفیان مسلمانوں کی ایک جماعت میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کے پاس آیا جب انہوں نے دیکھا تو کہا اللہ کی تلواریں اللہ کے دشمن کی گردن پر اپنے موقعہ محل پر نہ پہنچیں ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تم قریش کے بڑے اور سردار کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہو[1] یہ کہہ کر ابو بکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنے اس بیان کی آپ کو خبر دی تو آپ نے کہا ابو بکر ہو سکتا ہے۔ تو نے یہ بات کہہ کر انکو ناراض کر دیا ہو۔ اور اگر تو نے انکو ناراض کر دیا تو پھر تو نے اپنے اللہ کو ناراض کر دیا تو پھر جلدی سے ابو بکر انکے پاس آیا اور کہا اے میرے بھائیو میں نے تم کو ناراض کر دیا تو وہ بولے نہیں اے ہمارے بھائی اللہ آپ کی مغفرت کرے۔

فائدہ:- اس حدیث کا پس منظر واضح ہے کہ دیکھو نبی صلے اللہ علیہ وسلم غریب اور مسکین لوگوں کے ساتھ کسقدر محبت رکھتے تھے۔ اور لوگوں کو بچ بچ کر چلنے کا حکم دیتے تھے تو دیکھو انکو کوئی ایسی بات نہ کہنا کہ جس وجہ سے یہ ناراض ہو جائیں تو پھر تم پر تمہارا اللہ بھی ناراض ہو جائے گا۔

---

[1] معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس لئے کہا تھا کہ اب اس کا دل اسلام کی طرف کچھ مائل ہوا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ ایسی باتیں سن کر غصہ میں آ جائے اور پھر کلی طور پر ہی اسلام کا انکار کر دے یہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی فراست تھی جیساکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی وجہ سے کہا تھا جو ابو سفیان کے گھر داخل ہو گیا اسکو بھی امن ہے تاکہ اسکا دل بہل جائے۔

Marfat.com

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی فضیلت :-

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان عمر مرّ بحسان وھو ینشد الشعر فی المسجد فلحظ الیہ فقال قد کنت انشد وفیہ من ھو خیر منک ثم التفت الی ابی ھریرۃ فقال انشدک اللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اجب عنی اللّٰھم ایدہ بروح القدس قال اللّٰھم نعم [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزر ہوا تو وہ مسجد نبوی میں وہ اشعار (جو جہاد کی ترغیب اسلام کی تعریف اور کافروں کی مذمت پر مشتمل تھے) پڑھ رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حسان رضی اللہ عنہ نے کہا میں تو اس مسجد میں اس وقت بھی یہ اشعار پڑھتا تھا جبکہ اس مسجد میں تم سے بہتر آدمی موجود تھا۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا اور کہا میں تم کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کیا جو حسان کہتا ہے یہ تم نے اللہ کے رسول سے سنا ہے کہ اے حسان میری طرف سے جواب دے اور اے اللہ اسکی روح القدس کے ساتھ مدد کر تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں، یا اللہ تو خوب جانتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا:۔

والذی بعثک بالحق لا سلنک کما تسل الشعرۃ من العجین قالت عائشۃ فسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحسان ان روح القدس لا یزال یؤیدک ما نافحت

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

عن اللہ و رسولہ وقالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ھجاھم حسان فشفا و اشتفی[1]

مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے) کہ بیں جب آپ کے خاندانی کافروں کی مذمت کروں گا) تو آپ کو ان سے اس طرح نکال لوں گا۔ جس طرح کہ آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے حضرت عائشہ رضؓ نے کہا میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ کہ حسان روح القدس تیری ہمیشہ مدد کرتا رہے گا۔ جب تک کہ تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جواب دیتا رہا۔ اور حضرت عائشہ رضؓ نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی سنا تھا۔ فرماتے تھے کہ جب حسان نے قریش کی ہجو کی تو مومنوں کے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ تو اب ان کے وہ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

حضرت حسان رضؓ کے اشعار :-

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا فَاَجَبْتُ عَنْهُ وَعِنْدَ اللهِ فِي ذٰلِكَ الْجَزَاءُ

تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کی تو میں نے اسکا جواب دیا اور مجھے اللہ اسکا صلہ دے گا۔

هَجَوْتَ مُحَمَّدًا بَرًّا تَقِيًّا رَسُوْلَ اللهِ شِيْمَتُهُ الْوَفَاءُ

تو نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی برائی بیان کی جو نیک ہیں متقی ہیں اللہ کے رسول ہیں اور وفاداری اسکی خصلت ہے۔

فَاِنَّ اَبِيْ وَوَالِدَتِيْ وَعِرْضِيْ لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ

میرے ماں باپ اور میری عزت اس محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت پر قربان ہے جو تم سے ہے۔

---

[1] صحیح مسلم

Marfat.com

ثَکِلْتُ بُنَیَّتِیْ اِنْ لَّمْ تَرَوْهَا ۔۔۔ تُثِیْرُ النَّقْعَ غَایَتُهَا کَدَاءُ

اگر تم نہ بھی دیکھو پھر بھی میں اپنی جان کو جھونک دوں گا ۔ جہاں تک کہ اڑا دے گا کداء گھاٹی کے دونوں طرف سے گرد وغبار ۔

یُبَارِیْنَ الْاَعِنَّةَ مُصْعِدَاتٍ ۔۔۔ عَلٰی اَکْتَافِهَا الْاَسَلُ الظِّمَاءُ

ایسی اونٹنیاں جو اپنی طاقت سے چڑھتی ہوئیں باگوں پر زور دیں گی جو کہ انکے کندھوں پر ایسے نیزے ہیں جو باریک ہیں اور خون کے پیاسے ہیں ۔

تَظَلُّ جِیَادُنَا مُتَمَطِّرَاتٍ ۔۔۔ تُلَطِّمُهُنَّ بِالْخُمُرِ النِّسَاءُ

ہمارے گھوڑوں کی صفت ہے کہ وہ ہمیشہ تیزی سے دوڑتے ہیں جن کے منہ عورتیں اپنے دوپٹوں سے صاف کرتی ہیں ۔

فَاِنْ اَعْرَضْتُمْ عَنَّا اعْتَمَرْنَا ۔۔۔ وَکَانَ الْفَتْحُ وَانْکَشَفَ الْغِطَاءُ

اگر تم ہم کو عمرہ نہ کرنے دو تو ہم عمرہ کر لیں گے ۔ پردہ اٹھ جائے گا اور فتح بھی ہو جائے گی ۔

وَاِلَّا فَاصْبِرُوْا لِضِرَابِ یَوْمٍ ۔۔۔ یُعِزُّ اللّٰهُ فِیْهِ مَنْ یَّشَاءُ

ورنہ تم اس دن کی مار کے لیے صبر کرو ۔ جس دن کہ اللہ تعالے جسے چاہے گا عزت دے گا ۔

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ اَرْسَلْتُ عَبْدًا ۔۔۔ یَقُوْلُ الْحَقَّ لَیْسَ بِهٖ خَفَاءُ

اور اللہ تو کہتا ہے کہ میں نے ایک ایسا بندہ بھیجا ہے جو حق بات کہتا ہے جس میں ذرہ بھی شبہ نہیں ۔

وَقَالَ اللّٰهُ قَدْ یَسَّرْتُ جُنْدًا ۔۔۔ هُمُ الْاَنْصَارُ عُرْضَتُهَا اللِّقَاءُ

اور اللہ کہتا ہے میں نے ایک ایسا لشکر تیار کر دیا ہے جو انصار کا ہے جن کا کام ہی کفار سے لڑنا اور مقابلہ کرنا ہے

Marfat.com

لَنَا فِی کُلِّ یَوْمٍ مِّنْ مَعَدٍّ سِبَابٌ اَوْ قِتَالٌ اَوْ هِجَاءٌ
ہم تو آئے دن کسی نہ کسی ایک تیاری میں ہوتے ہیں وہ یا تو کفار سے لڑتا یا انکی مذمت بیان کرتا ہے۔

فَمَنْ یَّهْجُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ وَیَمْدَحُهٗ وَیَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ
اور اگر تم سے کوئی اللہ کے رسول کی ہجو بیان کرے تو کوئی بات نہیں تمہارے سوا اسکی مدد اور تعریف کرنے والے بھی بہت ہیں۔

وَجِبْرِیْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِیْنَا وَرُوْحُ الْقُدُسِ لَیْسَ لَهٗ كِفَاءٌ[1]
اور ہم میں اللہ کے رسول جبریل بھی ہیں جو روح القدس ہے جسکا بھی کوئی بدل نہیں۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی فضیلت :-

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ) وَفِیْ رِوَایَةٍ (اهْتَزَّ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ[2]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔ کہ سعد بن معاذ کی موت کے وقت عرش بھی کانپ گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی موت کے وقت رحمان کا عرش کانپ گیا۔

۲:۔ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةُ حَرِیْرٍ فَجَعَلَ اَصْحَابُهٗ یَمَسُّوْنَهَا وَیَتَعَجَّبُوْنَ مِنْ لِیْنِهَا فَقَالَ اَتَعْجَبُوْنَ مِنْ لِیْنِ هٰذِهٖ لَمَنَادِیْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِی الْجَنَّةِ خَیْرٌ مِّنْهَا وَاَلْیَنُ[3]

---

[1] مسلم [2] صحیح بخاری مسلم [3] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

حضرت براءؓ کا بیان ہے کہ ایک ریشمی حلہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ دیا گیا جب صحابہ نے پکڑا تو اس کی لچک دیکھ کر تعجب کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم اسکی لچک دیکھ کر حیران ہوتے ہو۔ سعد بن معاذؓ کے رومال تو جنت میں اس سے بھی کئی گناہ زیادہ نرم اور خوبصورت ہیں۔

جعفر بن ابی طالبؓ کی فضیلت:-

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ جَعْفَرًا یَطِیْرُ فِی الْجَنَّةِ مَعَ الْمَلٰٓئِکَةِ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے جعفر کو دیکھا کہ وہ فرشتوں کے ساتھ جنت میں اُڑ رہا ہے۔

حسنؓ اور حسینؓ کی فضیلت:-

عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُنَا اِذَا جَآءَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ عَلَیْهِمَا قَمِیْصَانِ اَحْمَرَانِ ، یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمِنْبَرِ فَحَمَلَهُمَا وَوَضَعَهُمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ (اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ) نَظَرْتُ اِلٰی هٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثُرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُهُمَا۔ [2]

حضرت بریدہؓ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہمکو

---

[1] ترمذی ابو داود اور کہا ہے یہ حدیث غریب ہے مگر شیخ البانی کا خیال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے کیونکہ اسکے شواہد بھی موجود ہیں جو اسکو صحیح تک پہنچا دیتے ہیں جیسا کہ ابن عمر کا بھی قول ہے جبکہ انہوں نے انکو کہا تھا (یا ابن ذالجناحین) طبقات ابن سعد [2] نسائی، اسکی سند عمدہ ہے

Marfat.com

خطبہ دے رہے تھے۔ اچانک حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سرخ کرتے پہنے ہوئے اور دونوں ملے ہوئے چلے آ رہے تھے۔ آپ نے دیکھا تو منبر سے اترے اور دونوں کو اٹھا کر اپنے آگے بٹھالیا تو آپ نے کہا اللہ نے سچ کہا ہے (کہ تمہاری اولاد اور تمہارے مال تمہارے لئے آزمائش ہیں) کیونکہ دیکھو جب میں نے ان دو بچوں کو دیکھا جو ملے ہوئے آ رہے تھے۔ تو صبر نہ کر سکا اور اپنی بات کو کاٹ کر ان دونوں کو اٹھا لیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ [1]

حضرت ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت حسنؓ حسینؓ جنت کے نوجوان آدمیوں کے سردار ہیں

بدر والوں کی فضیلت:

عن علي رضي الله عنه قال بعثني رسول الله صلی الله علیه وسلم انا والزبیر والمقداد وفی روایة وابامرثد بدل المقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا روضة خاخ فان بها ظعینة معها کتاب فخذوه منها فتعادی بنا خیلنا حتی اتینا الی الروضة فاذا نحن بالظعینة فقلنا اخرجی الکتاب قالت ما معی من کتاب فقلنا لتخرجن الکتاب او لتلقین الثیاب فاخرجته من عقاصها فاتینا به النبی صلی الله علیه وسلم فاذا فیه من حاطب بن ابی بلتعة الی ناس من المشرکین من اهل مکة یخبرهم

[1] ترمذی حدیث صحیح ہے

Marfat.com

ببعض امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال رسول اللہ علیہ وسلم یا حاطب ما ھذا ؟ فقال یا رسول اللہ لا تعجل علی انی کنت امرءًا ملصقًا فی قریش ولم اکن من انفسھم وکان من معک من المھاجرین لھم قرابۃ یحمون بھا اموالھم واھلیھم بمکۃ فاحببت اذ فاتنی ذلک من النسب فیھم أن اتخذ فیھم یدًا یحمون بھا قرابتی : وما فعلت کفرًا ولا ارتدادًا عن دینی ولا رضی بالکفر بعد الاسلام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد صدقکم " فقال عمر دعنی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اضرب عنق ھذا المنافق فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ قد شھد بدرًا : وما یدریک لعل اللہ اطلع علی اھل بدر فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ) وفی روایۃ) فقد غفرت لکم ، فانزل اللہ تعالیٰ (یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَاءَ [1]

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ، زبیر اور مقداد رض ایک روایت میں مقداد کے بدلے ابا مرثد کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور فورًا روضہ خاخ[2] پر پہنچو ۔ وہاں ایک عورت

---

[1] حوالہ آیت سورہ ممتحنہ حوالہ حدیث صحیحین [2] یہ ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ کے قریب ہی ہے

Marfat.com

ہے جو مکہ کی طرف ایک خط لئے جارہی ہے اس سے وہ خط پکڑو تو ہم سنتے ہی اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے ایک دوسرے سے آگے بڑھتے ہوئے اس تیزی سے چلے کہ جس جگہ کا آپ نے نشان دیا تھا وہاں اسی عورت کو جا پایا تو ہم نے کہا تیرے پاس خط ہے وہ ہمیں خط چاہیے پہلے تو اس نے انکار کیا لیکن جب ہم نے کہا کہ خط دے ورنہ اپنے کپڑوں کو اتار دے تاکہ ہم خود تفتیش کر لیں۔ تو پھر اس نے جلدی سے اپنی چوٹی سے خط نکالا اور ہمارے حوالے کر دیا۔ ہم خط لیتے ہی واپس ہوئے اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آگئے۔ جب خط کھولا تو کیا دیکھا کہ وہ حاطب بن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے نام ہے جس میں وہ کفار مکہ کو مسلمانوں کے جنگی رازوں کے متعلق آگاہ کرنا چاہتا تھا۔ حاطبؓ کو بلایا تو آپ نے پوچھا کہ اے حاطبؓ یہ کیا ہے تو حاطبؓ نے کہا اللہ کے رسولؐ جلدی نہ کرنا پہلے بات سن لینا اللہ جانتا ہے کہ میرا قریش سے باہم میل جول تو ہے لیکن انکا میں رشتہ دار نہیں ہوں اور آپ جانتے ہیں کہ جو یہاں مہاجرین آئے ہوئے ہیں انکے خود اپنے رشتے دار مکہ میں موجود ہیں جو وہ انکے مالوں اور اہل و عیال کی حفاظت کرتے ہیں تو میں نے بھی چاہا کہ میرا مکہ میں کوئی خونی رشتہ تو نہیں لہذا مناسب ہے کہ میں ان قریش پر کوئی ایسا احسان کر دوں جس وجہ سے وہ میرے خونی عزیزوں کی حفاظت کریں اور انہیں کچھ نہ کہیں ورنہ اللہ جانتا ہے۔ نہ میں نے یہ کام اپنے دین سے مرتد اور انکار کرنے کی بناء پر نہیں کیا اور نہ میں اس بات پر خوش ہوں کہ میں اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہو جاؤں۔ آپ نے سنا تو فرمایا یقیناً حاطب نے سچ بات کہی ہے (حضرت عمرؓ تو نہ رہ سکے) بولے اللہ کے رسول آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اس منافق کی گردن کاٹ دوں۔ تو آپ نے کہا اے عمرؓ تم نے یہ کیا کہا یہ تو بدر میں حاضر ہوا ہے اور آپ کو کیا معلوم ہے کہ شاید بدر والوں

Marfat.com

پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نظر کرم سے جھانک لیا ہے اور اس نے کہہ دیا ہے کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہارے لئے جنت واجب کر دی ایک روایت میں ہے (کہ میں نے تحقیق تم کو بخش دیا ہے) اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا جسکا ترجمہ یہ ہے) کہ اے لوگو جو ایمان لائے ہو تو پھر تم میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ۔

توضیح: آپ کو معلوم ہے کہ بدر کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں اور بھی بہت سی روایات ہیں لیکن معلوم ہوتا ہے کہ یہ غدمت جسقدر اپنے اندر بدر کی اہمیت اور فضیلت کا مقام رکھتی ہے کسی اور میں یہ فضیلت نہیں ہے کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں جو کسی اپنی دشمن قوم کو جنگی معاملات اور اسکی رازکی باتوں سے آگاہ کرنے والے شخص کو معاف کر دے اور اسکا کوئی نوٹس نہ لے لیکن آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو بلایا پوچھا اور باوجود قدرت رکھنے کے کچھ نہیں کہا حضرت عمرؓ اٹھے اور جوش میں آئے تو انکو بھی کہا اے عمرؓ ٹھہر جا کیا آپ کو معلوم نہیں کہ یہ تو وہ شخص ہے جو بدر میں شریک ہوا ہے۔

۲:- دوسری اور چیز یہاں ذھن میں اترتی ہے کہ وہ آدمی کا صرف اپنا عمل ہی ہے جو اسکی نجات کا سبب اور وسیلہ ہو سکتا ہے ورنہ اور کسی کی عبقریت یا کوئی ذاتی تشخص نہیں ہے جو اس کے کچھ کام آسکے اور اسکو کسی اللہ کے عذاب سے بچا لے۔

۳:- تیسری اور چیز جو یہاں ذہن میں ابھرتی ہے کہ بدری صحابہ کے اعملوا ما شئتم سے کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ اگر دنیا میں وہ کوئی ایسا کام کریں جس پر حد یا تعذیر لگتی ہو تو وہ انہیں نہیں لگے گی بلکہ ایسا نہیں وہ حد اور تعذیر تو لگے گی لیکن آخرت میں ان انکا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ معلوم ہے جب عائشہؓ پر تہمت لگی تو اس میں حضرت مسطح بھی شامل تھے تو خود آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو

Marfat.com

حد لگائی حالانکہ حضرت مسطح بدری تھے۔

(۴) چوتھی چیز جو یہاں ذہن میں گھومتی ہے یہ ہے کہ اگر کوئی مومن کسی مومن کا جرم عظیم دیکھ کر اسکو کافر یا منافق کہہ دے تو وہ اس سے کافر یا منافق نہیں ہوگا کیونکہ وہ حدیث جسمیں ذکر ہے کہ اگر کوئی آدمی کسی کو کافر کہہ دے تو اگر وہ کافر ہے تو فبہا ورنہ کہنے والا خود کافر ہو جائے گا۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی آدمی نے بغیر کسی حجت اور واضح دلیل کے کسی مسلمان کی معمولی سی غلطی دیکھ کر اسکو کافر کہہ دیا تو وہ اسکی زد میں آئے گا دوسرا نہیں۔

بدری فرشتوں کی فضیلت:

عَنْ رَفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيلُ إِلَى النَّبِيِّ فَقَالَ مَا تَعُدُّونَ أَهْلَ بَدْرٍ فِيكُمْ قَالَ مِنْ أَفْضَلِ الْمُسْلِمِينَ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذَلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ [1]

حضرت رفاعۃ بن رافع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی علیہ السلام کے پاس آئے، اور کہا تم اپنے ہاں بدری صحابہ کا کیا مقام سمجھتے ہو تو آپ نے فرمایا وہ تمام مسلمانوں سے افضل ہیں یا اسی کی مثل کوئی اور کلمہ کہا تو جبریل ؑ نے کہا فرشتے بھی اسی طرح دوسرے فرشتوں سے وہ ہی افضل ہیں جو بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابو دجانہ رض کی فضیلت:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَ سَيْفًا يَوْمَ أُحُدٍ فَقَالَ مَنْ يَأْخُذُ مِنِّي هَذَا فَبَسَطُوا أَيْدِيَهُمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ يَقُولُ

---

[1] صحیح بخاری

Marfat.com

اَنَا اَنَا قَالَ فَمَنْ يَّاْخُذُهٗ بِحَقِّهٖ فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ سِمَاكُ ابْنُ خَرَشَةَ اَبُوْ دُجَانَةَ اَنَا اٰخُذُهٗ بِحَقِّهٖ قَالَ فَاَخَذَهٗ فَفَلَقَ بِهٖ هَامَ الْمُشْرِكِيْنَ [1]

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن اپنی تلوار لی اور کہا کون ہے جو میری یہ تلوار لیتا ہے تو سب صحابہ نے ہاتھ بڑھائے اور کہا میں لوں گا میں لوں گا پھر آپؐ نے کہا اسکا حق کون ادا کرے گا تو یہ سنتے ہی سب لوگ پیچھے ہٹے ابو دجانہ آگے بڑھے اور کہا میں اسکا حق ادا کروں گا۔ تو پھر آپ کی تلوار لے کر اسقدر لڑا کہ مشرکوں کی گردنوں کو کاٹ کر رکھ دیا۔

حضرت عباسؓ کی فضیلت :-

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ اِذَا كَانَ غَدَاةَ الْاِثْنَيْنِ فَأْتِنِيْ اَنْتَ وَوَلَدُكَ حَتّٰى اَدْعُوَ لَهُمْ بِدَعْوَةٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا وَوَلَدَكَ فَغَدَا وَغَدَوْنَا مَعَهٗ وَاَلْبَسَنَا كِسَاءَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْعَبَّاسِ وَوَلَدِهٖ مَغْفِرَةً ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً لَا تُغَادِرُ ذَنْبًا اَللّٰهُمَّ احْفَظْهُ فِيْ وَلَدِهٖ، وَزَادَ رَزِيْنٌ فَاجْعَلِ الْخِلَافَةَ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ [2]

---

[1] صحیح مسلم [2] رواہ الترمذی) اسکی سند عمدہ ہے لیکن جو رزین نے رواجعل الخلافۃ باقیۃ فی عقبہ کا ٹکڑا بیان کیا ہے یہ منکر ہے اسکا کوئی اصل نہیں ہے۔

Marfat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ کا بیان ہے کہ نبیؐ نے حضرت عباس اور ان کے بیٹے کو کہا کہ تم دونوں سوموار کی صبح میرے پاس آنا تو میں تم دونوں کے لئے ایک دعا کرونگا جسکا تمہیں اللہ بہت فائدہ دے گا جب آپ نے صبح کی تو ہم نے بھی آپ کے ساتھ کی تو پھر آپ نے ہم کو اپنا ایک کمبل پہنایا اور کہا اے اللہ عباس اور اسکے لڑکے کو اس طرح بخش دے کہ انکے جسم کے ظاہر باطن پر کوئی گناہ نہ رہے اور اے اللہ عباس کی اس طرح حفاظت کر کہ اسکی نیکی اور دین داری کا پورا عکس اس کے لڑکے میں آ جائے۔ (رزین نے یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں) کہ اے اللہ خلافت کو اسکی اولاد میں باقی رکھ۔

عمرو بن جموحؓ اور عبداللہ بن عمروؓ کی فضیلت:

عَنْ اَشْیَاخٍ مِنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَئِذٍ حِیْنَ اَمَرَ بِدَفْنِ الْقَتْلٰی اُنْظُرُوْا اِلٰی عَمْرِو بْنِ جَمُوْحٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَرَامِ فَاِنَّھُمَا کَانَا مُتَصَافِیَیْنِ فِی الدُّنْیَا فَاجْعَلُوْھَا فِیْ قَبْرٍ وَّاحِدٍ [1]

بنو سلمہ سے بعض اشیاخ کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے احد میں شہید ہونے والے صحابہ کو دفن کرنے کا حکم دیا تو آپ نے حضرت عمرو بن جموح اور عبداللہ بن عمرو کے متعلق حکم دیا کہ وہ جہاں ہوں ان دونوں کو لا کر ایک ہی قبر میں دفن کرو کیونکہ وہ دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کیا کرتے تھے۔

---

[1] سیرۃ النبی ابن کثیر

Marfat.com

مصعب بن عمیرؓ کی فضیلت :-

إِذَا غَطَّوْا رَأْسَهُ خَرَجَتْ رِجْلَاهُ وَإِذَا غَطَّوْا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَأْسُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْا عَلٰى رِجْلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْإِذْخِرِ ؎

تو صحابہ جب انکا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تو پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ اس کا سر تو کپڑے سے چھپا دو اور پاؤں پر اذخر گاس رکھ دو۔

حضرت سعد بن ابی وقاص کا بیان ہے کہ مصعب بن عمیرؓ مکہ میں اسقدر امیر اور مالدار تھا۔ کہ جتنا یہ قیمتی اور نفیس کپڑا پہنتا تھا ایسا مکہ میں کوئی آدمی نہ تھا۔ جو اتنا قیمتی اور نفیس کپڑا پہنتا ہو۔ لیکن جب مسلمان ہوا تو فقیرانہ زندگی کو ترجیح دی اور اسی حالت میں ہی اپنے محسن حقیقی سے ملاقات کی۔

سید الشہداء حمزہؓ کی فضیلت :-

قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ نَزَلَ فِيْ قَبْرِ حَمْزَةَ أَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ وَعَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلٰى حُفْرَتِهٖ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ الْمَلٰئِكَةَ تَغْسِلُ حَمْزَةَ لِأَنَّهٗ كَانَ جُنُبًا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَكَانَ حَمْزَةُ أَوَّلَ مَنْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنَ الشُّهَدَاءِ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا ثُمَّ جُمِعَ إِلَيْهِ الشُّهَدَاءُ فَكُلَّمَا أُتِيَ بِشَهِيْدٍ وُضِعَ إِلٰى جَنْبِ

؎ الاصابہ فی تمیز الصحابہ

Marfat.com

حَمْزَةَ فَصَلّٰی عَلَیْہِ وَعَلَی الشَّھِیْدِ حَتّٰی صَلّٰی عَلَیْہِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً[1]

محمد بن عمرؓ کا بیان ہے کہ حضرت حمزہؓ کی قبر میں حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، علیؓ اور حضرت زبیرؓ اترے تھے اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم اوپر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور فرما رہے تھے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ حضرت حمزہؓ کو غسل دے رہے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اس دن جنابت کی حالت میں شہید ہوا ہے تو نماز جنازہ سب شہداء سے پہلے آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی پڑھی اور چار تکبیریں پڑھیں پھر جتنے شہداء تھے۔ وہ سب حضرت حمزہ کے پاس جمع کئے گئے۔ ایک شہید کو اٹھا کر حضرت حمزہؓ کے ساتھ رکھا جاتا تو آپؐ حضرت حمزہؓ اور اسکا جنازہ پڑھتے پھر اسکو اٹھا کر دوسرا لایا جاتا تو پھر آپؐ ان دونوں کا جنازہ پڑھتے اس طرح آپؐ نے حضرت حمزہؓ پر نماز جنازہ ستر مرتبہ پڑھی۔

۱۲۔ قَالَ خَبَّابٌ کُفِّنَ حَمْزَۃُ فِیْ بُرْدَۃٍ اِذَا غُطِّیَ رَأْسُہٗ خَرَجَتْ رِجْلَاہُ وَاِذَا غُطِّیَتْ رِجْلَاہُ خَرَجَ رَأْسُہٗ فَغُطِّیَ رَأْسُہٗ وَجُعِلَ عَلٰی رِجْلَیْہِ اِذْخَرٌ[2]

حضرت خباب کا بیان ہے کہ حضرت حمزہؓ ایک ہی بردہ چادر میں لپیٹے گئے۔ اگر انکا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا پھر انکا سر ڈھانپ دیا گیا اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دی۔

جابر بن عبداللہؓ کی فضیلت:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ جِیْئَ بِاَبِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

---

[1] طبقات ابن سعد جلد سوم [2] طبقات ابن سعد ج۳

فَدُمِثِّلَ بِهٖ فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَذَهَبْتُ اَكْشِفُ عَنْ وَجْهِهٖ فَنَهَانِي قَوْمٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ تُظِلُّهٗ بِاَجْنِحَتِهَا [1]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ میرا باپ جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا گیا تو کفار نے انکا مُثلہ کر دیا تھا میں گیا تاکہ باپ کا چہرہ دیکھوں تو لوگوں نے مجھے منع کیا تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے تو دیکھا ہے کہ جس وقت یہ شہید ہوا ہے اسی وقت سے فرشتے اسکو اپنے پروں کا سایہ کئے ہوئے ہیں۔

دلہن کی آغوش سے شمشیر کی دھار پر :-

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ صَاحِبَكُمْ يَعْنِي حَنْظَلَةَ تَغْسِلُهُ الْمَلٰئِكَةُ فَسَالُوْا اَهْلَهٗ مَا شَانُهٗ فَسُئِلَتْ صَاحِبَتُهٗ عَنْهُ فَقَالَتْ خَرَجَ وَهُوَ جُنُبٌ حِيْنَ سَمِعَ الْهَاتِفَةَ :-

اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا تمہارا ساتھی حنظلہ اسکو فرشتے غسل دے رہے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسکے اہل سے پوچھا تو بیوی نے جواب دیا کہ جب اس نے اعلانِ جنگ سنا تو جنبی تھا چنانچہ اسی حالت میں ہی بغیر غسل کئے نکل گیا

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ خَيْرُ النَّاسِ رَجُلٌ مُمْسِكٌ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ هَاتِفَةً طَارَ اِلَيْهَا [2]

---

[1] صحیح بخاری مسلم [2] سیرۃ النبی ابن کثیر۔

Marfat.com

ابن ہشام کا بیان ہے کہ سب لوگوں سے بہتر وہ آدمی ہے جو اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے تھا جب جنگ کا اعلان سنا تو اسکی طرف پرندے کی طرح اڑ گیا۔

توضیح: سبحان اللہ اللہ کی راہ میں جان دینے کا اسقدر شوق ہے کہ نئی نئی شادی ہوئی ہے جب اعلانِ جنگ سنا تو بیوی کی آغوش سے نکل کر جہاد کے لئے رواں دواں ہوگیا بلکہ یوں ہوا کہ اعلان سنتے ہی وجد میں آگیا اور غسلِ جنابت بھی یاد نہ رہا تو اب آخر اسکی وجہ یہ ہی ہوسکتی ہے کہ اشتیاقِ جنت کا اسقدر غلبہ تھا کہ ان کو مطلق یاد نہ رہا اور یا یہ وجہ کہ اتنا عرصہ ٹھہر جانا پھر اس کے لئے ایک عذاب بن گیا کیونکہ آپ کو معلوم ہے کہ جب کسی کا کسی سے پیار ہو اور پیار بھی ایسا ہو کہ وہ آخری درجے کو پہنچ چکا ہو تو پھر اس کے درمیان جو چیز رکاوٹ یا تاخیر کا سبب بنے وہ اس کو کبھی قبول نہیں کرتا اگرچہ وہ چیز کتنی ہی ٹھوس اور مضبوط کیوں نہ ہو تو پھر بھی وہ اسے پھلانگ کر نکل جاتا ہے۔

فاطمۃ الزہراءؓ کی فضیلت: عن علی بن حسین ان المسور ابن مخرمۃ اخبرہ ان علی ابن ابی طالبٍ خطب بنت ابی جہلٍ وعندہ فاطمۃ بنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما سمعت بذالک فاطمۃ اتت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقالت لہ ان قومک یتحدثون انک لاتغضب لبناتک وھذا علی ناکحًا ابنۃ ابی جہلٍ قال المسور فقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ

Marfat.com

حین تشہد ثم قال اما بعد فانی انکحت ابا العاص بن الربیع فحدثنی فصدقنی و فاطمۃ بنت محمدٍ مضغۃ منی و انما انا اکرہ ان یفتنوھا و انھا و اللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ و بنت عدو اللہ عند رجلٍ واحد ابدًا قال فترک علی الخطبۃ لہ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی کا بیان ہے کہ حضرت علی رضی نے ابوجہل کی بیٹی کو اسوقت شادی کا پیغام بھیجا جب کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی بھی انکے گھر میں موجود تھی۔ جب حضرت فاطمہ رضی نے سنا تو اسی وقت نبی صلعم کے پاس آئی۔ اور کہا کہ آپ کی قوم یہ شکوہ کرتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کے بارے کوئی کسی کا نوٹس نہیں لیتے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت علی (جو آپ کے چچا کا بیٹا ہے) عنقریب ہی ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے والا ہے مسور کا بیان ہے کہ جب آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے سنا تو اسی وقت کھڑے ہوئے تشہد پڑھا اور کہا کہ میں نے اپنی بیٹی (زینب) کا نکاح ابوالعاص بن ربیع سے کیا تو اس نے جو مجھ سے بات کہی سچ کہی (اور دیکھو) فاطمہ محمد کی بیٹی اور اس کے جسم کا ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کہیں لوگ اسکے دین پر کوئی فتنہ لے آئیں اور مجھے اللہ کی قسم ہے یہ کبھی نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی دونوں ایک آدمی کے ہاں جمع ہوں۔ جب حضرت علی رضی نے سنا تو اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

لہ صحیح مسلم

کیونکہ جب حضرت علی رضی دوسرا نکاح کریں گے تو ہوسکتا ہے کہ میری بیٹی غصہ میں آکر اپنے خاوند کے خلاف بات کہہ دے یا کوئی نافرمانی کرے جس وجہ سے وہ گنہگار ہو جائے

Marfat.com

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَةَ عَامَ الْفَتْحِ فَنَاجَاهَا فَبَكَتْ ثُمَّ حَدَّثَهَا فَضَحِكَتْ فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُهَا عَنْ بُكَائِهَا وَضِحْكِهَا قَالَتْ أَخْبَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ يَمُوْتُ فَبَكَيْتُ ثُمَّ أَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ [1]

حضرت ام سلمہ رضؓ کا بیان ہے کہ فتح مکہ کے دن نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو بلایا اور چپکے سے ایک بات کہی تو حضرت فاطمہؓ رو پڑی پھر آپ نے ایک بات کہی تو ہنس پڑی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے تو میں نے حضرت فاطمہؓ سے دریافت کیا کہ اس وقت تیرے رونے اور ہنسنے کی کیا وجہ تھی تو انہوں نے بتایا کہ جب آپؐ نے کہا کہ میں فوت ہونے والا ہوں تو میں رو پڑی پھر آپ نے بتایا کہ میں عمران کی بیٹی مریم کے علاوہ تمام اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں تو میں ہنس پڑی۔

اس روایت کی مانند صحیح مسلم میں بھی ایک روایت ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

اَنَّ جِبْرِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ بِالْقُرْآنِ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً وَاِنَّهُ عَارَضَهُ بِهِ فِي الْعَامِ مَرَّتَيْنِ وَلَا اَرَانِيْ اِلَّا قَدْ حَضَرَ اَجَلِيْ وَاِنَّكِ اَوَّلُ اَهْلِيْ لُحُوْقًا بِهِ وَنِعْمَ السَّلَفُ اَنَا لَكِ فَبَكَيْتُ لِذٰلِكَ ثُمَّ اِنَّهُ سَارَّنِيْ فَقَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ

---

[1] ترمذی، اسکی سند عمدہ ہے

Marfat.com

سَيِّدَةَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فَضَحِكْتُ لِذٰلِكَ [1]

آپؐ نے کہا کہ جبریل ہر سال مجھ سے ایک بار قرآن مجید کا دور کرتا تھا لیکن اس سال اس نے دو مرتبہ کیا تو میں نے یہ خیال کیا کہ اب میری موت کا وقت قریب آ پہنچا ہے پھر آپ نے کہا اے فاطمہ تو افسوس نہ کرنا کیونکہ تو مجھے سب سے پہلے ملے گی اور میں تیرا بہت اچھا پیش خیمہ ہوں میں نے سنا تو میں رو پڑی پھر آپ نے چپکے سے بات کہی کہ کیا تو اس بات پر خوش نہیں کہ تو تمام مومن عورتوں کی سردار ہو اور یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو تو میں ہنس پڑی۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُكَ مِنْ نِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَاٰسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ [2]

حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ نبیؐ نے فرمایا میرا یہ بتا دینا تمہیں کافی ہے کہ تمام جہانوں کی عورتوں سے مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد اور فاطمہ بنت محمدؐ اور آسیہ امرأۃ فرعون، یہ چار عورتیں افضل ہیں۔

فائدہ:- ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ حضرت مریم بنت عمران کے علاوہ اس امت کی تمام عورتوں سے افضل ہے بعض کا خیال ہے کہ اگلی پچھلی تمام امتوں کی عورتوں سے افضل ہے جن کی دلیل یہ ہے کہ چونکہ حضرت فاطمہؓ آپؐ کا جزء ہے تو جب آپؐ تمام لوگوں سے افضل ہوئے تو اسی طرح حضرت فاطمہؓ بھی تمام عورتوں سے افضل ہوئی۔ (جمہور کا مسلک ہے کہ آپؐ کی بیٹی حضرت مریم علیہا السلام کے علاوہ دنیا کی

---

[1] صحیح مسلم [2] ترمذی حدیث صحیح ہے۔

Marfat.com

تمام عورتوں سے افضل ہے کیونکہ حضرت مریم کے متعلق تو قرآن میں بھی تصریح آچکی ہے۔ جیسا کہ فرمایا :۔ وَ اصْطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ[1]

تو اب اس باب میں زیادہ احسن یہ ہی موقف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہؓ اس امت کی تمام مومن عورتوں کی سردار ہیں اور ان کے بیٹے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ جنت کے سب نوجوان آدمیوں کے سردار ہیں۔

ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

۱: عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَۃَ وَمَا رَاَیْتُھَا وَلٰکِنْ کَانَ یُکْثِرُ ذِکْرَھَا وَ رُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاۃَ ثُمَّ یُقَطِّعُھَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُ فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَۃَ فَیَقُوْلُ اِنَّھَا کَانَتْ وَکَانَتْ وَکَانَ لِیْ مِنْھَا وَلَدٌ[2]

حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ آپؐ کی بیویوں سے جس قدر میں نے حضرت خدیجہؓ پر رشک کیا کسی اور پر نہیں کیونکہ ایسا کوئی نادر ہی دن ہوگا کہ جس دن میں نے آپ کو دیکھا ہو کہ آپ نے اسکا ذکر نہ کیا ہو (بلکہ بات بات پر اسکا ذکر کرتے) اور اگر بعض دفعہ کوئی بکری ذبح کرتے تو اسکا گوشت بنا کر پہلے خدیجہؓ کی سہیلیوں کو بھیجتے اور کہتے کہ خدیجہؓ تو وہ ہے خدیجہؓ تو وہ ہے اور میری اولاد بھی اسی سے ہے۔

۲:۔ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

[1] سورہ آل عمران آیت ۴۲ اور اللہ نے تم کو تمام جہانوں کی عورتوں سے چن لیا۔ [2] صحیح بخاری و مسلم

Marfat.com

يَقُوْلُ وَخَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ [1]

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ سب عورتوں سے بہتر مریم بنت عمران اور خدیجہ بنت خویلد ہیں ۔

۱۳ - عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتٰی جِبْرِیْلُ النَّبِیَّ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ خَدِیْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِیْهِ اِدَامٌ وَطَعَامٌ فَاِذَا اَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَیْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْهَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِیْهِ وَلَا نَصَبَ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار جبریل نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا اللہ کے رسول یہ خدیجہ ہے جو آپ کے پاس برتن لاتی ہے جس میں کھانا اور سالن ہوتا ہے اب جب آپ کے پاس آئے تو اسکو میرا اور اسکے رب کا سلام کہنا اور جنت میں ایک ایسے گھر کی خوشخبری دینا جو ایک موتی کے اندر بنا ہوا ہے جس میں نہ ہی تو کوئی شور وغل ہے اور نہ ہی کوئی تکلیف ہے ۔

توضیح: آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت خدیجہؓ مکہ کی اسقدر غنی اور مالدار عورت تھی کہ تقریباً مکہ میں جس قدر سب لوگوں کا تجارتی سامان ہوتا تھا اتنا صرف حضرت خدیجہؓ کا ہوتا تھا۔ جب انکا خاوند فوت ہوا تو عرب کے بڑے بڑے نواب اور شہزادوں نے اسکی طرف منگنی

---

[1] صحیح بخاری مسلم [2] صحیح بخاری مسلم

Marfat.com

کے خطوط بھیجے لیکن انہوں نے ان سب خطوط کو مسترد کر دیا اور مکہ کا وہ جو دُرِّ یتیم تھا اسکی طرف خود ہی پیغامِ نکاح بھیج دیا تو خیر جب آپ سے نکاح ہوا تو معلوم ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی شاید ہی عورت ہو جس نے اسلام اور اسکی دعوت و تبلیغ پر اس طرح اپنے خزانوں کو بہایا ہو جس طرح کہ حضرت خدیجہ رضی نے اسلام اور اسکی دعوت و تبلیغ پر اپنے خزانوں کے منہ کھول دیئے تھے اور یہ چیز بھی یاد رکھنا کہ حضرت خدیجہ صرف مکہ کی صاحبِ ثروت اور مالدار عورت ہی نہیں تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ نیک سیرت اور صاحب فراست بھی تھی جسطرح کہ جب آپ کو ایک دفعہ فرشتے نے دبایا تو آپ کانپتے اور تھر تھراتے ہوئے بڑی مشکل سے گھر پہنچے اور کہا کہ مجھے تو اپنی جان کا ڈر ہے کہ اگر اس نے کہیں مجھے دوبارہ پکڑ لیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اب مجھے دبا کر ہی مار ڈالے تو یہ ہی آپ کی بیوی تھی جو آپ کو بہلاتی اور تسلیاں دیتی تھی کہ یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ جیسے پاک سیرت اور بلند اخلاق شخص کو اللہ ہلاک کر دے اور بعید نہیں کہ جس سے آپ ڈرتے اور خوف کھاتے ہیں یہ ہی آپ کے نکلنے اور بلندیوں کو پہنچنے کا پیش خیمہ ہو تو خیر یہ سب چیزیں حضرت خدیجہ کی فراست عظمت اور اسکی برتری پر روزِ روشن کی طرح دال ہیں جن میں کہ کسی مومن کو بھی قلق نہیں اور پھر آپ غور کریں کہ جس پر خود اللہ تعالیٰ اور جبریل بھی سلام بھیجے اور اسے دنیا میں ہی خولدار موتیوں میں بنے ہوئے مکانوں کی خوشخبریاں ملیں تو پھر اب اسکو مومنوں کی بڑی ماں اور خاتونِ جنت نہ کہیں تو اور کیا کہیں

ام المومنین حضرت صدیقہ رضی کی فضیلت :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا قَالَتْ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيْتُكِ فِي الْمَنَامِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَجِيْئُ بِكِ الْمَلَكُ فِي سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ فَيَقَالَ هٰذِهِ

Marfat.com

اُمْـرَأَتُكَ فَكَشَفْتُ عَنْ وَجْهِكِ الثَّوْبَ فَإِذَا أَنْتِ هِيَ فَقُلْتُ إِنْ يَكُنْ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ [1]

حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ مجھے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ متواتر تین راتیں میں نے تم کو خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ریشمی حلے میں لپیٹ کر تم کو میرے پاس لایا اور کہا یہ آپ کی بیوی ہے تو جب میں نے تیرے چہرے سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھا اچانک تو ہی ہے پھر میں نے کہا اگر یہ اللہ کو منظور ہے تو وہ ضرور اسے جاری کر دے گا۔

۱۲۔ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ جِبْرِيْلَ جَاءَ بِصُوْرَتِهَا فِيْ خِرْقَةِ حَرِيْرٍ خَضْرَاءَ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هٰذِهِ زَوْجَتُكَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ [2]

حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ جبریل علیہ السلام اسکی صورت ایک ریشمی سبز حلے میں لپیٹ کر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا اور کہا یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی بیوی ہے۔

۱۳۔ عَنْ أَبِيْ مُوْسٰى قَالَ مَا أَشْكَلَ عَلَيْنَا أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثٌ قَطُّ فَسَأَلْنَا عَائِشَةَ إِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا [3]

حضرت ابو موسیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو جب کسی مسئلہ میں اشکال ہوتا تو ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انہوں نے وہ مسئلہ حضرت عائشہ رضؓ سے دریافت کیا ہو اور پھر اسکا علم اسکے پاس نہ پایا ہو۔

---

[1] صحیح بخاری مسلم [2] ترمذی اسکی سند صحیح ہے [3] ترمذی اسکی سند صحیح ہے۔

Marfat.com

جبریٔیل علیہ السلام کا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہنا:

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشُ هٰذَا جِبْرَئِیْلُ یَقْرَئُكِ السَّلَامَ قَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ قَالَتْ وَهُوَ یَرٰی مَا لَا اَرٰی [1]

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یا عائش [2] یہ جبرئیل علیہ السلام تجھ کو سلام کہتا ہے تو میں نے بھی کہا اس پر بھی اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو اور وہ تو دیکھ رہا ہے جو کہ میں نہیں دیکھتی۔

حضرت صدیقہ کا افصح ہونا:

عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَاَیْتُ اَحَدًا اَفْصَحَ مِنْ عَائِشَةَ [3]

حضرت موسیٰ بن طلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھکر کسی کو فصیح نہیں پایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خوشی معلوم کرنا:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْلَمُ اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً وَاِذَا کُنْتِ عَلَیَّ غَضْبٰی قَالَتْ فَقُلْتُ وَمِنْ اَیْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ قَالَ اَمَّا اِذَا کُنْتِ عَنِّیْ رَاضِیَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِیْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ

---

[1] صحیح بخاری مسلم [2] عائشہ رضی اللہ عنہا کے بدلے آپ کبھی کبھی محبت کی وجہ سے یا عائش بھی کہہ لیا کرتے تھے۔ [3] ترمذی اسکی سند صحیح ہے۔

Marfat.com

وَاِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَهْجُرُ اِلَّا اِسْمَكَ [1]

حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ مجھے اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ جب تو مجھ سے خوش یا ناخوش ہوتی ہے تو میں معلوم کر لیتا ہوں میں نے عرض کیا کس طرح تو آپ نے کہا جب تو خوش ہوتی ہے تو اس طرح کہتی ہے نہیں قسم ہے محمدؐ کے رب کی اور جب ناخوش ہوتی ہے تو اس طرح کہتی ہے نہیں قسم ہے ابراہیم علیہ السلام کے رب کی تو میں نے عرض کی بے شک اللہ کی قسم میں صرف آپکا نام ہی چھوڑتی ہوں آپکو تو نہیں چھوڑتی۔

تنبیہ: اس سے کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ حضرت عائشہ رضؓ دلی طور پر آپ سے ناراض ہو جاتی تھیں حاشا وکلا یہ نہیں بلکہ یہ غصہ اس رشک کے سبب سے ہے جو بعض عورتوں کو اپنے خاوند کے اوپر آجاتا ہے کہ آج اس نے اس سے بات کی مجھ سے نہیں کی اسکے پاس بیٹھا میرے پاس نہیں بیٹھا تو یہ قدرتی طور پر ہی عورتوں میں ہوتا ہے جو ایک وقتی طور پر ہوتا ہے بعد میں زائل ہو جاتا ہے تو یہ کبھی نہیں ہوا کہ حضرت عائشہ رضؓ دلی طور پر آپ صلے اللہ علیہ وسلم سے ناراض ہوتی ہوں اور یا ایسی ناراضگی جو ایک وقتی طور پر آتی ہو اور پھر وہ زائل نہ ہوتی ہو۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدیقہ کی گود میں فوت ہونا: عن عائشہ رضؓ

قَالَتْ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَفَقَّدُ يَقُوْلُ اَيْنَ اَنَا الْيَوْمَ اَيْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ يَوْمِيْ قَبَضَهُ اللّٰهُ بَيْنَ سَحْرِيْ وَنَحْرِيْ [2]

---

[1] صحیح مسلم [2] صحیح مسلم

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو آپ معلوم کرتے کہ میں آج کہاں ہونگا کل کہاں ہوں گا۔ (تو یہ صرف اس لئے کہتے تھے) کہ معلوم نہیں ابھی تک عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری میں کتنی دیر ہے تو ایسا ہو کہ جب اللہ نے آپ کو فوت کیا تو وہ میری باری کا ہی دن تھا اور آپ کا سر مبارک میرے حلق اور سینے کے درمیان لگا ہوا تھا۔

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت:- عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

قَالَ بَلَغَ صَفِیَّۃَ اَنَّ حَفْصَۃَ قَالَتْ بِنْتُ یَہُوْدِیٍّ فَبَکَتْ فَدَخَلَ عَلَیْہَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ تَبْکِیْ فَقَالَ مَا یُبْکِیْکِ فَقَالَتْ قَالَتْ لِیْ حَفْصَۃُ اِنِّیْ اِبْنَۃُ یَہُوْدِیٍّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکِ لَابْنَۃُ نَبِیٍّ وَاِنَّ عَمَّکِ لَنَبِیٌّ[۱] وَاِنَّکِ لَتَحْتَ نَبِیٍّ فَفِیْمَ تَفْخَرُ عَلَیْکِ ثُمَّ قَالَ اِتَّقِی اللّٰہَ یَا حَفْصَۃُ[۲]

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پتہ چلا کہ اسکو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہودی کی بیٹی کہا ہے تو یہ سن کر وہ رو پڑی جب آپ ﷺ گھر آئے تو اسوقت بھی رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے پوچھا کیوں روتی ہے کہا اللہ کے رسول حفصہ رضی اللہ عنہا نے مجھے یہودی کی بیٹی کہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں تو تو نبی کی بیٹی ہے تیرا چچا بھی نبی ہے اور تو نبی کی بیوی ہے تو پھر اب تم پر وہ کس چیز پر فخر کرتی ہے پھر آپ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہوئے اور کہا اے حفصہ رضی اللہ عنہا اللہ سے ڈر۔

[۱] یہاں باپ سے مراد ہارون علیہ السلام بن عمران اور چچا سے مراد موسیٰ علیہ السلام بن عمران ہیں۔ تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۳۶۷ [۲] صحیح مسلم

Marfat.com

تو اب آخر میں ہم صحابہ کرامؓ کی عبقریت اور انکی مقدس سیرت کے بارے میں کتاب وسنت کی روشنی میں چند ایسے اشعار ذکر کرتے ہیں جو بلا مبالغہ انکی پاک سیرت کی عکاسی کرتے ہیں۔

صحابہ کی مدح اشعار کی صورت میں :-

(۱) اُنْظُرْ اِلٰی ھَدْیِ الصَّحَابَۃِ وَالَّذِیْ ۔۔۔ کَانُوْا عَلَیْہِ فِی الزَّمَانِ الْخَالِیْ

آپ ذرا صحابہ کرام کی رشد و ہدایت کو دیکھیں جن کا ظہور ایسے زمانہ میں ہوا جبکہ کسی طرف اصل دین کی کوئی رمق باقی نہ تھی۔

(۲) وَاسْلُکْ طَرِیْقَ الْقَوْمِ اَیْنَ تَیَمَّمُوْا ۔۔۔ خُذْ یَمْنَۃً مَا الدَّرْبُ ذَاتَ شِمَالِ

تو صحابہ کرامؓ کے اس راستہ پر چل جس طرف کا انہوں نے قصد کیا ہے اور وہ دائیں جانب ہے لہذا تو بھی بایاں راستہ چھوڑ کر دائیں کو مضبوطی سے تھام

(۳) تَاللّٰہِ مَا اخْتَارُوْا لِاَنْفُسِھِمْ سِوٰی ۔۔۔ سُبُلِ الْھُدٰی فِی الْقَوْلِ وَالْاَفْعَالِ

اللہ کی قسم انہوں نے اپنے قول و فعل میں سوائے ہدایت کے راستوں کے اور کچھ اپنے لئے پسند نہیں کیا۔

(۴) دَرَجُوْا عَلٰی نَھْجِ الرَّسُوْلِ وَھَدْیِہٖ ۔۔۔ وَبِہٖ اقْتَدَوْا فِیْ سَائِرِ الْاَحْوَالِ

وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راستہ اور اسکی ہدایت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے۔ اور انہوں نے ہر حال میں آپ کی اقتداء کی۔

(۵) نِعْمَ الرَّفِیْقُ لِطَالِبٍ یَبْغِی الْھُدٰی ۔۔۔ فَمَآلُہٗ فِی الْحَشْرِ خَیْرُ مَآلٍ

کیا ہی وہ اچھا ساتھی ہے جو ہدایت کا طالب ہے پس اس کا حشر میں یہ ہی بہترین سرمایہ ہے۔

(۶) اَلْقَانِتِیْنَ الْمُخْبِتِیْنَ لِرَبِّھِمْ ۔۔۔ اَلنَّاطِقِیْنَ بِاَصْدَقِ الْاَقْوَالِ

وہ تو اپنے رب کی فرمانبرداری اور اسکی بارگاہ میں گڑگڑانے والے ہیں اور اپنے قول و اقوال میں بہت سچے ہیں۔

(۷) اَلتَّارِکِیْنَ لِکُلِّ فِعْلٍ سَیِّئٍ ۔۔۔ وَالْعَامِلِیْنَ بِاَحْسَنِ الْاَعْمَالِ

وہ ہر برائی کو ترک کرنے والے اور ہر اچھا کام کرنے والے ہیں۔

Marfat.com

(۸) اھواءھم تبع لدین نبیھم　　وسواھم بالضد فی ذی الحال

انکی خواہشیں تو انکے نبی کے دین کی تابع ہیں اور دوسروں کی حالت اس حالت کے بالکل برعکس ہے۔

(۹) ماشابھم فی دینھم نقص ولا　　فی قولھم شطح الجھول الغالی

ان میں کوئی ایسا عیب نہیں جس وجہ سے انکے دین پر کسی نے عیب لگایا ہو اور نہ ہی جاہل اور غالی شخص کی کلام کی طرح انکی کلام میں کوئی عیب ہے۔

(۱۰) عملوا بما علموا ولم یتکلفوا　　فلذ الک ماشابوا الھدی بضلال

جو انہوں نے سمجھا اس پر عمل کیا اور تکلفات میں نہیں پڑے۔ اسی لئے انہوں نے ہدایت کو گمراہی سے ملانے کے ساتھ عیب ناک نہیں کیا۔

(۱۱) وسواھم بالضد فی الامرین قد　　ترکوا الھدی ودعوا الی الاضلال

اور انکے سوا جو ہیں وہ بالکل کتاب وسنت کے خلاف ہیں۔ جنہوں نے ہدایت کو ترک کر دیا اور لوگوں کو گمراہی کی دعوت دی۔

(۱۲) فھم الادلۃ للحیاری من یسر　　بھدھم لم یخش من اضلال

وہ تو متحیر اور بھٹکے ہوئے آدمیوں کے راستہ کے صحیح قائد ہیں لہذا جو انکے اس راستہ پر چل پڑا تو وہ گمراہ نہیں ہوگا۔

(۱۳) وھم النجوم ھدایۃ واضائۃ　　وعلو منزلۃ وبعد منال

وہ ستارے ہیں جو ہدایت کی راہ کو واضح کرتے ہیں، اور ان کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت اونچا مقام ہے۔

(۱۴) یمشون بین الناس ھونا نطقھم　　بالحق لا بجھالۃ الجھال

وہ لوگوں میں نرمی اور وقار سے چلتے ہیں، انکا بولنا حق ہوتا ہے جاہل کی طرح جھوٹا اور فضول نہیں ہوتا۔

Marfat.com

(۱۵) حِلْمًا وَعِلْمًا مَعَ تُقًى وَ تَوَاضُعٍ وَنَصِيحَةً مَعَ رُتْبَةِ الْإِفْضَالِ
اور یہ بھی کہ وہ علم وعلم تواضع، پرہیز گاری اور ایک دوسرے پر خیر خواہی کرنے کے ساتھ اپنے ایک بلند مقام پر فائز ہیں

(۱۶) يُحْيُونَ لَيْلَهُمْ بِطَاعَةِ رَبِّهِمْ بِتِلَاوَةٍ وَتَضَرُّعٍ وَسُؤَالِ
وہ اپنے رب کی اطاعت کے لئے راتوں کو جاگتے ہیں تو انکا اسوقت قرآن پڑھنا گڑگڑانا اور اپنے رب سے سوال کرنا ہوتا ہے۔

(۱۷) عُيُونُهُمْ تَجْرِي بِفَيْضِ دُمُوعِهِمْ مِثْلَ انْهِمَالِ الْوَابِلِ الْهَطَّالِ
تو اسوقت ان کے آنسوں اس طرح گرتے ہیں جیسا کہ موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔

(۱۸) فِي اللَّيْلِ رُهْبَانٌ وَعِنْدَ جِهَادِهِمْ لِعَدُوِّهِمْ مِنْ أَشْجَعِ الْأَبْطَالِ
وہ رات کو تو گوشہ نشین ہوتے ہیں لیکن جب دن کو دشمن سے مقابلہ ہو تو پھر سب لوگوں سے زیادہ دلیر اور بہادر ہوتے ہیں۔

(۱۹) وَإِذَا بَدَا عَلَمُ الرِّهَانِ رَأَيْتَهُمْ يَتَسَابَقُونَ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ
اور جب دین کا کوئی مثالی حکم اس کے سامنے ظاہر ہوتا ہے تو تو دیکھتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے بڑھکر اس پہ عمل کرتے ہیں۔

(۲۰) بِوُجُوهِهِمْ أَثَرُ السُّجُودِ لِرَبِّهِمْ وَبِهَا أَشِعَّةُ نُورِهِ الْمُتَلَالِي
ان کے چہرے اپنے رب کو سجدہ کرنے کی وجہ سے اس طرح ہیں جیسا کہ کسی شعلے کا نور چمکتا اور دمکتا ہے

(۲۱) وَلَقَدْ أَبَانَ لَكَ الْكِتَابُ صِفَاتِهِمْ فِي سُورَةِ الْفَتْحِ الْمُبِينِ الْعَالِي
اور البتہ کتاب اللہ نے سورہ فتح میں انکی صفتوں کو تجھ پر واضح کردیا ہے ایسی سورۃ جو بہت بلند عالی مقام سورۃ ہے۔

Marfat.com

(۲۲) وَبِرَابِعِ السَّبْعِ الطِّوَالِ صِفَاتُهُمْ ۔ قَوْمٌ يُحِبُّهُمُ ذُو جَلَالِ
اور اسی طرح سبع الطوال کی چوتھی سورۃ ہیں انکی صفات ہیں کہ وہ
(۲۳) ایسی قوم ہے جن کے ساتھ رب العزت محبت کرتا ہے۔
وَبَرَاءَةٍ وَالْحَشْرِ فِيهَا وَصْفُهُمْ ۔ وَبِهَلْ أَتَى وَبِسُورَةِ الْأَنْفَالِ [1]
اور اسی طرح سورۃ براءۃ حشر، دھر اور انفال میں انکی صفتیں
موجود ہیں۔

تمّت بالخیر

بعون اللہ تعالیٰ وفضلہ العظیم

اب اس کتاب کی توضیح کرنے کے بعد ہم انشاء اللہ وہ صحابہ رضوان اللہ اجمعین جن کی روایات (الخصال المکفرۃ) میں آئی ہیں اور وہ محدثین جنہوں نے ان روایات کو بیان کیا ہے انکی زندگی کے کچھ مختصر حالات لکھتے ہیں تاکہ انکی زندگی میں علم و عمل صبر و استقامت اور صداقت و امانت کے جو جوہر موجود تھے وہ ہم بھی اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ۔

---

[1] اغاثۃ اللہفان من مصاید الشیطان ابن قیم سے یہ اشعار لکھے گئے ہیں۔ ج۲ ص ۲۵۵۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

نام عبداللہ، صدیق اور عتیق لقب تھا۔ آپ کو صدیق کہنے کی بعض لوگ یہ وجہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آپ نے سب لوگوں سے پہلے بلا جھجک اور کسی تردد کے بغیر اسلام قبول کیا اس لئے آپ کو صدیق کہا گیا۔

آپ کو صدیق کہنے کی وجہ :- لیکن اس سے زیادہ صحیح یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے پوچھا کہ میری قوم میں اس واقعہ کی کون تصدیق کرے گا۔ تو حضرت جبریل امین نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر صدیق کریں گے کیونکہ وہ صدیق ہے[1]

آپ کو عتیق کہنے کی وجہ :- ایک مرتبہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کو دیکھا تو فرمایا: (انت عتیق من النار)[2] تم تو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دوزخ سے آزاد ہو تو اسی وقت آپ کا لقب عتیق پڑ گیا۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ رضی سے بھی تصریح ہے کہ میرے باپ کا لقب عتیق ہے[3] اور کنیت ابوبکر ہے۔

حضرت ابوبکر کے والد کا نام :- والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے فتح مکہ کے دن مسلمان ہوا جب حضرت ابوبکر رضی انکو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو اسوقت انکی داڑھی اور سر کے بال بگلہ کی طرح بالکل سفید ہو چکے تھے۔ سرور دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ابوبکر رضی کو کہا آپ نے اپنے بوڑھے باپ کو کیوں تکلیف دی میں خود ہی انکے پاس آجاتا تو ابوبکر رضی نے کہا

---

[1] طبقات ابن سعد تذکرۂ ابوبکر [2] ترمذی ج ۲ ص ۲۱۴ [3] طبری ج ۶ ص ۶۱۵

Marfat.com

اللہ کے رسول میرے باپ کے پاس آپ کا چل کر جانا اس سے یہ بہتر ہے کہ یہ خود چل کر آپ کے پاس آتے تو پھر اسکے بعد آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور مشرف بالاسلام کیا ۹۷ برس کی عمر پاکر ۱۴ھ میں فوت ہوا [1]

حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کا نام :-

آپ کی والدہ کا نام (ام سلمیٰ) اور کنیت (ام الخیر) ہے [2]

انفاق فی سبیل اللہ :- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زہد و تقویٰ نیکی پرہیزگاری اور اللہ تعالےٰ پر بھروسہ رکھنے میں بھی ایک مثالی شخص ہے جیسا کہ ایک موقع پر آپ نے اپنا سارا مال لاکر خدمت اقدس میں پیش کر دیا اور گھر میں صرف اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی محبت اور رضا کے سوا کچھ نہیں چھوڑا [3]

شجاعت :- بہادر اسقدر تھے کہ غزوہ بدر کے موقع پر آپ کے لئے ایک کیمپ بنایا گیا جس میں آپ نے قیام فرمایا پھر سوال اٹھا کہ یہاں آپ کی چوکیداری کون کرے گا تو کوئی آگے نہ بڑھا ابوبکر صدیق اٹھے اور شمشیر لیکر کیمپ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے ۔ اگر کوئی کافر اس طرف کا رخ کرتا تو اس پر شیر کی طرح جھپٹ پڑتے ۔ اسی طرح مکہ میں ایک مرتبہ کفار نے آپ کو اپنے نرغہ میں لے کر طرح طرح کی اذیتیں دینی شروع کیں تو ابوبکرؓ تنہا اس نرغہ میں گھس گئے کسی کافر کو دھکا دیا کسی کو پیچھے کیا آخر آپ کو اس ہجوم سے باہر لے آئے اور کہا ظالمو! تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو صرف یہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے [4]

---

[1] الاصابہ ج ۲ ص ۴۵۴ [2] طبقات ابن سعد [3] ترمذی ، ابوداؤد حدیث صحیح ہے۔
[4] صدیق اکبر

Marfat.com

آپ کی بُردباری :-

حلیم اور بردبار اسقدر تھے کہ ایک مرتبہ آپ ؓ اور صحابہ کرام کی موجودگی میں کسی شخص نے ابوبکرؓ کو گالیاں دینی شروع کیں تو آپ خاموش رہے اس نے دوبارہ بدتمیزی کی پھر خاموش رہے جب تیسری مرتبہ اس نے یہ ہی حرکت کی تو پھر آپ نے جواب دیا رسول اللہ ؐ ساتو اٹھ کھڑے ہوئے تاہم ابوبکرؓ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضائے طلبی کا بھی اسقدر خیال رہتا تھا جب آپ اُٹھے تو فوراً بول اٹھے کہ اللہ کے رسول کیا آپ مجھ پر ناراض تو نہیں ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا جب وہ آدمی آپ کو گالیاں دے رہا تھا تو آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہوکر وہ خود اسکی تکذیب کر رہا تھا جب تو نے خود اس سے بدلہ لیا تو بیچ میں شیطان آگیا پھر یہ مناسب نہیں تھا کہ جہاں شیطان ہو میں وہاں کھڑا رہوں [۱]

حضرت ابو برزہ کی روایت میں ہے کہ عہد خلافت میں کسی شخص نے آپ کو بُرا بھلا کہا تو ایک صحابی کو طیش آگیا اس نے اجازت مانگی کہ امیر المومنین آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں اسکی گردن اڑا دوں تو آپ نے منع کر دیا اور فرمایا یہ تو صرف رسول کی شان ہے اور کسی کی نہیں۔

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار :-

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو بہ اذا صعد الجبلا

اس بلند غارِ ثور میں ابوبکر دو میں سے ایک تھے جب کہ دشمنوں نے ان پر چڑھ کر انکا محاصرہ کر لیا تھا۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا
من البریۃ لم یعدل بہ رجلا

(۱ سنن ابی داؤد)

Marfat.com

وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب تھے اور تمام صحابہ اس بات کو جانتے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد دنیا میں کوئی شخص آپکی برابری کا نہیں۔

جب آپؐ نے یہ اشعار سنے تو آپکو ہنسی آگئی حتیٰ کہ آپ کے دندان مبارک نظر آگئے اور فرمایا حسان تونے سچ کہا بے شک ابوبکرؓ ایسا ہی ہے۔ [۱] آخر آپ دو برس تین ماہ نو دن مسندِ خلافت پر جلوہ افروز رہ کر تریسٹھ برس کی عمر میں بروز جمعہ سترہ جمادی الثانی ۱۳ سنہ ھ میں وفات پائی [۲] فاروق اعظمؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور آپ کے محبوب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اسی قبہ خضراء کے اندر دفن کئے گئے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ

آپکا نام گرامی عمر، لقب فاروق اور کنیت ابوحفص ہے نویں پشت سے آپ کا شجرہ نسب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جا ملتا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد آپ تمام امت سے افضل ہیں آپ کے فضائل کے بارے میں کثرت سے احادیث ذکر ہوئی ہیں خصوصاً کہ میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمرؓ ہوتا اور یہ بھی کہ جس گلی سے عمرؓ کا گزر ہوتا ہے شیطان وہ گلی چھوڑ دیتا ہے۔ اکثر ممالک آپ کے عہدِ خلافت میں ہی فتح ہوئے یہاں تک کہ اسلام غربت سے نکل کر اپنے پورے عروج تک جا پہنچا اور دنیا کی طاقتوں سے سب سے بڑی ملی، ملکی اور سیاسی طاقت بن گیا۔ آپ کا دورِ خلافت دس سال چھ ماہ پانچ دن ہے آخر آپ ابولؤلؤ مجوسی غلام کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور یکم محرم سنہ ۲۴ ھ کو تریسٹھ سال کی عمر پا کر اسی قبہ خضراء میں اپنے صاحبین کیساتھ مدفون ہوئے رضی [۳]

---

[۱] طبقات ابن سعد ج ۵ [۲] ازالۃ الخفاء ابن کثیر نے البدایہ میں وفات کا دن سوموار لکھا ہے [۳] ازالۃ الخفاء۔

Marfat.com

دریائے نیل کے نام خط لکھنا:۔ جب حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں مصر فتح ہوا تو آپ نے حضرت عمرو بن العاصؓ کو وہاں کا گورنر مقرر کیا تو مصری باشندوں نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے بات کی کہ ہمارے ہاں عرصہ دراز سے یہ طریقہ چلا آرہا ہے کہ جب تک ہم بارہ سال کی کنواری لڑکی زیور سے آراستہ کر کے اس دریائے نیل کی نذر نہیں کرتے تو اس وقت تک اس میں پانی نہیں آتا جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے سنا تو کہا یہ تو اسلام کے سخت خلاف ہے جو اسلام کبھی اسکی اجازت نہیں دیتا چنانچہ اسی وقت حضرت عمرؓ کی طرف خط لکھا اور اس رسمِ قدیمہ کے متعلق آگاہ کیا جب حضرت عمرؓ نے خط پڑھا تو اسی وقت دریائے نیل کے نام ایک خط لکھا جسکے الفاظ یہ تھے۔

من عبد الله عمر امیر المومنین الی نیل اهل مصر
اما بعد فان کنت انما تجری من قبلک ومن
امرک فلا تجر فلا حاجة لنا فیک وان کنت انما
تجری بامر الله الواحد القهار وهو الذی
یجریک فنسال الله تعالی ان یجریک

اللہ کا بندہ عمر جو مومنوں کا امیر ہے اسکی طرف سے دریائے نیل کے نام اللہ تعالےٰ کی حمد و ثناء کے بعد اگر تو خود اپنے آپ ہی چلتا ہے تو نہ چل ہم کو تیرے پانی کی کوئی حاجت نہیں ورنہ اگر تو اس ایک اللہ جو ہر چیز پر غالب ہے اس کے حکم سے چلتا ہے تو پھر وہی تم کو چلائے گا۔ لہٰذا ہم اسی اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ تم کو چلائے۔

تو خیر جب حضرت عمرؓ کا یہ خط دریائے نیل میں پھینکا گیا تو اسی وقت دریائے نیل میں پانی شروع ہو گیا اور ایک ہی رات میں سولہ ۱۶ ہاتھ تک پانی بلند ہو گیا[1]

---

[1] البدایہ والنہایہ جز ۷ ص ۱۰۰

Marfat.com

حضرت عمرؓ کا منبر پر کھڑے ہو کر آواز کرنا:-

ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے ایک لشکر تیار کیا جسکا سپہ سالار حضرت ساریہ بن زنیم کو مقرر کیا جب وہ لشکر دشمن کے مقابلہ میں صف آرا ہوا تو اہل فارس نے بھی خوب تیاری کر کے اپنی فوجوں کو اسلامی فوجوں کے مقابلہ میں لاکھڑا کیا تو ایسا ہوا کہ جب دشمن نے اسلامی فوجوں کا محاصرہ کیا تو حضرت ساریہ بن زنیم نے اچانک حضرت عمرؓ کی آواز سنی جس کے الفاظ یہ تھے۔

"یَا سَارِیَۃَ الْجَبَلُ الْجَبَلُ"[1] (اے ساریہ پہاڑ کی طرف پہاڑ کی طرف) حضرت ساریہ کا بیان ہے کہ جب ہم نے آواز پر عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے دشمن کو شکست دی اور ہم نے اس شہر کو فتح کر لیا۔

ایک غور طلب پہلو:-

اگر ہم حضرت عمرؓ کی فضیلت اور انکی کرامات کے بارے میں جو اور واقعات ہیں انکو ذکر نہ بھی کریں اور صرف انہی دو واقعات پر غور کریں، تو حقیقت ہے کہ یہی دو واقعات انکی عبودیت اور عبقریت کو سورج کی طرح نمایاں کر دیتے ہیں، پہلا واقعہ جو انہوں نے دریائے نیل کے نام خط لکھا تھا اور اس میں پانی آگیا تو یہ زیادہ تعجب انگیز چیز نہیں جتنی کہ یہ حیرت انگیز ہے کہ انہوں نے دریائے نیل کے نام خط لکھنے کی جرأت کس طرح کی، کیا کبھی یہ بھی ہوا ہے کہ کسی نے کسی نہر، نالہ دریا، جھیل اور تالاب کے نام خط لکھا ہو تو اب اسکی وجہ ہمیں صرف یہ ہی ملے گی کہ انکے پاس ایمان کی وہ سپر طاقت تھی جسکی وجہ سے انہوں نے یہ جرأت کی اور کئی لاکھ مربع میل تک مسلمانوں کی حکومت کو بھی قائم کر دیا۔ رضی اللہ عنہ۔

---

[1] البدایہ والنہایہ

Marfat.com

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

لقب ذوالنورین، کنیت ابوعبداللہ، نام عثمان ہے اور قریشی ہیں پانچویں پشت میں جا کر انکا نسب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے جمہور امت کے نزدیک انکا مقام فاروق اعظم کے بعد سب امت سے افضل ہے دو ہجرتیں کیں حبشہ کی طرف پھر مدینہ کی طرف، آپ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسقدر انکے ساتھ محبت تھی کہ آپ نے اپنی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے انکے نکاح میں دیں متقی پرہیزگار اور صاحب حیا اس قدر تھے کہ فرشتے بھی آپ سے حیا کرتے تھے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مضطجعا فی بیتہ کاشفا عن فخذیہ او ساقیہ فاستاذن ابو بکر فاذن لہ وھو علی تلک الحال فتحدث ثم استاذن عمر فاذن لہ وھو کذلک فتحدث ثم استاذن عثمان فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسوی ثیابہ فلما خرج قالت عائشۃ دخل ابو بکر فلم تھتش لہ و لم تبالہ ثم دخل عمر فلم تھتش لہ ولم تبالہ ثم دخل عثمان فجلست وسویت ثیابک فقال الا استحی من رجل تستحی منہ الملئکۃ وفی روایۃ قال ان عثمان رجل حیی وانی خشیت ان اذنت لہ علی تلک الحالۃ ان لا یبلغ الی فی حاجتہ[1]

---

[1] بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۶۱

Marfat.com

حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں اس طرح لیٹے ہوئے تھے کہ آپ کے دونوں رانوں اور یا دونوں پنڈلیوں پر کوئی کپڑا نہ تھا ابو بکرؓ آئے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دی لیکن نہ تو آپ نے حرکت کی اور نہ ہی کوئی پرواہ کی بلکہ اسی طرح ان سے باتیں کرتے رہے حضرت عمرؓ آئے انہوں نے بھی اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دی پھر بھی آپ نے نہ حرکت کی اور نہ کوئی پرواہ کی۔ بلکہ اسی طرح ان سے بھی باتیں کرتے رہے پھر حضرت عثمان آئے تو انہوں نے اجازت طلب کی تو آپ نے اجازت دی تو اسوقت آپ نے اپنے کپڑوں کو درست کر لیا جب تینوں چلے گئے تو حضرت عائشہ رضؓ نے پوچھا اللہ کے رسول جب ابوبکر آئے تو آپ نے کوئی حرکت نہیں کی۔ جب حضرت عمرؓ آئے تو پھر بھی آپ نے کوئی حرکت نہ کی لیکن جب حضرت عثمان آئے تو آپ بیٹھ گئے۔ اور اپنا کپڑا بھی درست کر لیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کیا میں ایسے آدمی سے حیا نہ کروں کہ جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضؓ ایک باحیا آدمی ہے اگر میں اسکو اسی حالت میں اپنے پاس آنے کی اجازت دیتا تو مجھے ڈر تھا کہ کہیں وہ مجھے دیکھ کر واپس نہ چلا جائے اور جس ضرورت کو آیا تھا اس کو نہ پا سکے۔

فائدہ:۔ تو اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کی سیرت طیبہ میں یہ انکا ایک نمایاں وصف تھا۔ جو دوسروں کو حاصل نہ تھا۔

٭٭٭

Marfat.com

حضرت عثمان رضؓ کا ایثار :-

مالدار ہونے کے ساتھ ساتھ سخی بھی اسقدر تھے۔ کہ جب کسی وقت جنگ کے لیئے چندہ جمع کیا جاتا تو اتنا مال لاتے کہ صحابہ دیکھ کر حیران رہ جاتے جیساکہ حدیث میں ہے۔

عن عبد الرحمٰن ابن خبابٍ قال شہدت النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وھو یَحُثُّ علی جیش العسرۃ فقام عثمان فقال یا رسول اللّٰہ علی مائۃ بعیرٍ باحلاسہا و اقتابہا فی سبیل اللّٰہ ثم حضّ علی الجیش فقام عثمان فقال علی مائتا بعیرٍ باحلاسہا واقتابہا فی سبیل اللّٰہ ثم حضّ فقام عثمان فقال علی ثلثمائۃ بعیرٍ باحلاسہا واقتابہا فی سبیل اللّٰہ فانا رأیت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ینزل عن المنبر وھو یقول ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہٖ ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہٖ [1]

حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضؓ کا بیان ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بے سروسامان لشکر کے لئے فنڈ جمع کرنے کی صحابہ کو رغبت دلا رہے تھے۔ تو میں بھی اس وقت موجود تھا۔ حضرت عثمان رضؓ اٹھے اور کہا کہ میرے اللہ کے راستہ میں ایک سو اونٹ بمع ان کے پالان اور مہار کے چنانچہ پھر آپ نے چندہ کی رغبت دلائی حضرت عثمان رضؓ پھر اٹھے اور کہا کہ میرے اللہ کے راستہ میں دو سو اونٹ بمع انکے پالان اور مہار کے چنانچہ پھر آپ نے چندہ کی رغبت دلائی حضرت عثمان رضؓ پھر اٹھے -اور کہا کہ میرے اللہ کے راستہ میں تین ۳۰۰ سو

---

[1] جامع ترمذی

Marfat.com

اونٹ بمع انکے پالان اور مہار کے حضرت عبدالرحمٰن کا بیان ہے
کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر سے نیچے اُتر آئے
اور کہا اگر آج اس عمل کے بعد عثمان کوئی عمل نہ بھی کرے تو بھی جنتی
ہے)

تو اسی طرح اور بھی حضرت عثمانؓ کے ایسے عمل تھے جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انکو جنت کی بشارت دی، عمر فاروقؓ کے بعد خلیفہ ہوئے اور اپنی خلافت
میں فتوحاتِ اسلامیہ کو بڑھایا اور شیخین[1] کے جمع کئے ہوئے قرآن کو بھی
شائع کیا۔ آخر بارہ دن کم بارہ برس خلافت کرنے کے بعد بروز جمعہ پندرہ [۱۵]
یا سترہ ذالحجہ ۳۵ھ میں ظلماً باغیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور جنت البقیع
میں دفن کئے گئے۔ تو اسوقت آپ کی عمر بیاسی [۸۲] برس کی تھی[2]

[1] اس سے مراد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما ہیں

[2] ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

Marfat.com

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے لقب اسداللہ اور نام علی ہے قریشی ہاشمی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا ابوطالب کے بیٹے ہیں نابالغ بچوں میں سب سے پہلے یہی ایمان لائے عشرۃ مبشرۃ سے ہیں اہل حق کے نزدیک حضرت عثمان رضؓ کے بعد انہی کا درجہ ہے ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضؓ کے شوہر ہیں اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد سب انہی کی پشت سے چلی ہے اور آپ نے انکو بھی شہادت کی خوشخبری دی تھی اور ان کے قاتل کو اشقیٰ بدبخت فرمایا تھا خلافت میں فتنے اور فسادات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا آخر تریسٹھ برس کی عمر میں تین دن کم پانچ برس خلافت کر کے اٹھارہ ۱۸ رمضان سنہ ۴۰ھ میں بمقام کوفہ میں عبدالرحمٰن بن ملجم خارجی کے ہاتھ سے شہید ہوئے [1] رضی اللہ عنہ ۔

حضرت علی رضؓ کی شجاعت :-

بہادر اسقدر تھے کہ جنگِ خندق میں عمرو بن عبدِ وُد کو انہوں نے ہی قتل کیا تھا جو ایک ہزار سوار کے برابر مانا جاتا تھا جنگِ بدر میں آیا تھا لیکن زخمی ہو کر نکل گیا تھا ۔ اور اسی نے ہی قسم اٹھائی تھی ۔ کہ جب تک مسلمانوں سے انتقام نہ لوں گا سر میں تیل نہیں ڈالوں گا جب میدان میں آیا تو پکارا کہ مقابلے کے لئے کون آتا ہے اسوقت اسکی عمر نوے ۹۰ برس کی تھی ۔ حضرت علی نے کہا میں لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روکا کہ عمرو بن عبدود ہے تو حضرت علی بیٹھ گئے پھر اس نے پکارا تو کسی طرف سے جواب نہ آیا جب تیسری مرتبہ پکارا تو حضرت علی رضؓ نہ رہ سکے تو پھر آپ ؐ نے بھی اجازت دے دی

---

[1] ازالۃ الخفاء

Marfat.com

اور اپنے دستِ مبارک سے تلوار بھی دی اور سر پر عمامہ بھی باندھ دیا۔

عمرو بن عبدِ ود کا قول:۔ عمرو کا قول تھا کہ کوئی شخص دنیا میں اگر مجھ سے تین باتوں کی درخواست کرتا ہے تو میں ایک ضرور قبول کرتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا کیا واقعہ ہی تیرا یہ قول ہے تو اس نے کہا ہاں تو پھر اس کے بعد حسبِ ذیل گفتگو شروع ہوئی۔

حضرت علیؓ	میں درخواست کرتا ہوں کہ تو مسلمان ہو جا۔
عمرو	یہ تو نہیں ہو سکتا
حضرت علیؓ	لڑائی کرنے سے ہٹ جا۔
عمرو	نہ لڑا تو خاتونانِ قریش طعنہ دیں گی۔
حضرت علیؓ	تو مجھ سے معرکہ آرا ہو۔

یہ آخری بات عمرو نے سنی تو ہنسا اور کہا میرے تو حاشیہ خیال بھی نہ تھا کہ آسمان کے نیچے مجھ سے کوئی آدمی ایسی بھی درخواست کرے گا۔ حضرت علیؓ پیادہ تھے تو عمرو کی غیرت نے بھی گوارہ نہ کیا کہ وہ اپنے بالمقابل پیادہ کے ساتھ گھوڑے پر لڑے چنانچہ گھوڑے سے اترا تلوار لی اور گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں پھر پوچھا کہ تم کون ہو حضرت علیؓ نے نام بتایا عمرو نے کہا میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا لیکن حضرت علیؓ نے فرمایا میں چاہتا ہوں۔ عمرو نے سنا تو غصے سے لال پیلا ہو گیا۔ تلوار لی ور آگے بڑھ کر وار کیا حضرت علیؓ نے روکا۔ لیکن پیشانی پر معمولی سا لگا اور زخم کاری نہ تھا تاہم زندگی بھر انکے یہ نشان رہا، قاموس میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کو (ذوالقرنین) بھی کہتے ہیں جسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آپ کی پیشانی پہ زخموں کے دو نشان تھے ایک عمرو کا اور دوسرا ابن ملجم کا تھا پھر حضرت علیؓ نے وار کیا تو تلوار اس سے زور لگی کہ کاندھا کاٹ کر نیچے تک اتر آئی ساتھ ہی حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا

Marfat.com

کا نعرہ لگایا اور فتح کا اعلان کر دیا پھر عمرو کی نعش لینے کے لئے کفار نے دس ہزار درہم کی پیش کش کی تو آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

(لا خیر فی جسدہ و لا فی ثمنہ)

اسکے جسم اور اسکی قیمت میں کوئی بھلائی نہیں ۔ اور یہ بھی آپ نے فرمایا:

لا ناکل ثمن الموتی ادفعوا الیہم جیفۃ فانہ خبیث الجیفۃ خبیث الدیۃ فلم یقبل منہم شیئا

ہم مردوں کی قیمت نہیں کھاتے لہذا اسکی ناپاک نعش انکے حوالے کر دو کیونکہ یہ خود بھی نجس اور اسکی قیمت بھی نجس ہے چنانچہ اسکا کوئی عوض نہ لیا جائے ۔ اسی طرح آپ نے (نوفل بن عبداللہ مخزومی) کی نعش بھی واپس کر دی اور نہ اسکا بھی کوئی عوض نہیں لیا ۔

پھر اس طرح غزوہ خیبر میں جب مرحب قلعہ سے رجز پڑھتا ہوا باہر آ رہا تھا تو اسوقت بھی حضرت علی اس کے ساتھ معرکہ آرا ہوئے ۔ اور جواب بھی اسکا رجز میں ہی دیا جو کہ حسب ذیل ہے ۔

مرحب :۔

علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل المجرب

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں تجربہ کار، دلیر اور ہتھیار پہنے ہوئے ہوں۔

علی رضی اللہ عنہ :۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ کلیث غابات کریہ المنظر

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام جنگل کا شیر رکھا ہے جسکے چہرے پر مارے خوف کے کسی کی نظر نہیں پڑتی۔

تو مرحب جب اتراتا اور تکبر کرتا ہوا میدان میں آیا تو حضرت علیؓ نے اس زور سے سر پر تلوار ماری کہ سر کو کاٹتی ہوئی دانتوں تک اتر آئی ؎

؎ البدایہ والنہایہ یہ اشعار صحیح مسلم غزوہ خیبر میں بھی موجود ہیں

Marfat.com

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام سعد کنیت ابو وقاص اور والد کا نام مالک ہے ان کا نسب نامہ پانچویں پشت میں جاکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے حضرت آمنہ سے بہت قریب کا رشتہ ہے قدیم الاسلام اور عشرۂ مبشرہ سے ہیں پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالےٰ کے راستہ میں کافروں کا خون بہایا۔ مستجابۃ الدعوۃ اور بہت بڑے تیرانداز تھے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں انہی کی سپہ سالاری میں ایران فتح ہوا تھا حضرت فاروق رضہ نے جن چھ صحابہ رضہ کو اپنی خلافت کے لیے چنا تھا ان میں سے یہ بھی تھے حضرت عثمان رضہ کی شہادت کے بعد گوشہ نشین ہو گئے کسی لڑائی میں حصہ نہیں لیا ایک دفعہ حضرت معاویہ رضہ نے انکو اپنی مدد کے لئے بلایا لیکن انہوں نے صاف صاف کہہ دیا میں نے تو حضرت علی کا کہا نہیں مانا جو تم سے بدرجہا افضل ہے تو آپ کے ساتھ کس طرح نکل سکتا ہوں۔ وفات کے وقت ان کے پاس اون کا ایک پرانا جبہ تھا وہ منگوایا اور کہا مجھے اس میں دفن کرنا کیونکہ یہ وہ جبہ ہے کہ جسے پہن کر میں جنگ بدر میں کافروں سے لڑا تھا ستر سال سے زائد عمر پاکر ۵۵ ھ میں اپنے مکان میں وفات پائی جو مدینہ کے قریب ہی تھا پھر وہاں سے انکی نعش مبارک کو لوگوں نے کندھوں پر لاکر جنۃ البقیع میں دفن کی عشرہ مبشرہ میں سے سب سے آخر میں انہی کی وفات ہوئی۔[1] رضی اللہ عنہ

---

[1] ازالۃ الخفا

Marfat.com

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ

قریشی ہاشمی اور رسول کے چچا ہیں کنیت ابو الفضل ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عمر میں دو سال بڑے ہیں زمانہ جاہلیت میں کعبہ کی خدمت اور حاجیوں کو آب زمزم پلانا انہی کے متعلق تھا غزوہ بدر میں کافروں کے ساتھ تھے اور دوسرے کافروں کی طرح یہ بھی قید ہو کر مدینہ آئے تھے جب انکو ہتھکڑی لگی تو اسکی تکلیف سے آپؐ سخت بے چین تھے چنانچہ اسی وجہ سے پھر ایک صحابی نے انکی ہتھکڑی ڈھیلی کر دی فدیہ لے کر چھوڑ دیئے گئے، بعض کا خیال ہے کہ قدیم الاسلام تھے مگر اپنا ایمان مخفی رکھتے تھے اسی وجہ سے جنگ بدر میں کافروں کے ساتھ بخوشی نہیں آئے تھے۔ حضرت فاروق کے زمانہ میں انہی کا واسطہ دیکر بارش کی دعا مانگی گئی تو خوب بارش ہوئی تھی آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ ۱۲ رجب ۳۲ھ کو جمعہ کے دن مدینہ منورہ میں وفات پائی حضرت عثمان رضؓ نے نمازِ جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن کر دیئے گئے۔ تو اسوقت انکی عمر ۸۸ برس تھی [1] رضی اللہ عنہ۔

---

[1] ازالۃ الخفا

Marfat.com

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ :-

نام عبداللہ لقب حبر الامۃ ہے ہجرت سے تین برس پہلے پیدا ہوئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی عمر تیرہ ۱۳ برس تھی انہوں نے دو مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے بھی دعا کی تھی۔ کہ اے اللہ انکو کتاب اور حکمت کا علم عطا کر چنانچہ اسی وجہ سے بہت بڑے قرآن کے مفسر تھے حتی کہ فاروق اعظم رضہ بھی اکثر مسائل میں انکی رائے لیتے تھے اخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے تو انکو دفن کرتے وقت محمد بن حنفیہ نے فرمایا تھا واللہ آج اس امت کا بہت بڑا عالم فوت ہوگیا ستر برس کی عمر پاکر بمقام طائف ۷۸ھ میں وفات پائی [1] رضی اللہ عنہ۔

حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ :-

انکے نام و نسب میں کافی اختلاف ہے مگر زیادہ مشہور یہ قول ہے کہ اسلام سے پہلے انکا نام عبد شمس یا عبد عمرو تھا اسلام لانے کے بعد عبداللہ یا عبدالرحمن نام رکھا قبیلہ دوس سے تعلق رکھتے تھے ابوہریرہ کنیت تھی اور یہ غالباً اس وجہ سے پڑی تھی کہ ہریرہ عربی زبان میں چھوٹی بلی کو کہتے ہیں تو انہوں نے ایک چھوٹا سا بلی کا بچہ پالا تھا جسے ہر وقت اپنے پاس رکھتے تو اسی وجہ سے ابوہریرہ مشہور ہوگئے۔ غزوہ خیبر کے زمانہ میں ایمان لائے اور پھر غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئے، حضر، سفر میں برابر آپ صلعم کی خدمت میں رہتے تھے۔ جس قدر ان سے حدیثیں مروی ہیں اور کسی سے نہیں تقریباً ان سے ۵۳۷۴ حدیثیں مروی ہیں۔ شیخ الاسلام تقی الدین السبکی نے انکے فتاوٰں کو جمع کرکے ایک کتاب کی شکل بھی دی ہے جسکا نام فتاوی ابی ہریرہ رضہ رکھا ہے آخر ۷۸ برس کی عمر پاکر مدینہ منورہ میں ۵۷ھ میں فوت ہوئے [1] رضی اللہ عنہ

---

[1] ازالۃ الخفاء

Marfat.com

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:

ہجرت سے دس سال پہلے مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے بچپن میں ہی ایمان لائے اور آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی فوت ہونے تک خدمت کی انہوں نے اپنی اولاد اور مال کے بارے میں برکت کی دعا کروائی تھی اسی وجہ سے انکا باغ سال میں دو مرتبہ پھل دیتا تھا۔ انکے لڑکے اور پوتے ایک سو بیس تھے۔ دمشق کی طرف چلے گئے تھے اور پھر وہاں سے بصرہ چنانچہ پھر بصرہ میں ہی ۹۹ سال کی عمر پاکر ۹۲ھ میں فوت ہوئے بصرہ میں جسقدر صحابہ تھے ان سب سے آخر میں انہیں کی وفات ہوئی تھی رضی اللہ عنہ [1]

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ:

بڑے جلیل القدر صحابہ سے ہیں عقبہ اور بدر میں شریک ہوئے انکے علاوہ اور بھی تمام مشاھد میں حصہ لیا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقیب ہیں نیکی اور پرہیزگاری میں مثالی شخص تھے حضرت عمر نے انکو شام کی طرف قاضی اور معلم کی حیثیت سے بھیجا تھا حمص میں ٹھہرے پھر فلسطین کی طرف چلے گئے۔ چنانچہ وہاں رملہ یا بیت المقدس میں بہتر سال کی عمر پاکر ۳۴ سنہ ھ میں فوت ہوئے رضی اللہ عنہ [2]

حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ:

امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے ہیں بچپن میں ہی باپ کے ساتھ مسلمان ہو گئے۔ غزوہ بدر اور احد میں کم سنی کیوجہ سے شریک نہیں ہو سکے غزوہ خندق اور اسکے بعد تمام غزوات میں برابر شریک رہے حتیٰ کہ یرموک اور فتح مصر میں بھی شامل تھے۔ زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے تمام فتنوں سے علیحدہ رہے ایک دفعہ انکو حضرت علی نے اپنے ہمراہ رہنے کے لئے بلایا تو انہوں نے جواب دیا اے ابوالحسن اگر آپ مجھے اژدھا کے منہ میں ہاتھ ڈالنے کا حکم دیں تو میں یہ تو کرسکتا ہوں

[1] اسماء الرجال ازالۃ الخفاء [2] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ

Marfat.com

لیکن یہ نہ ہوگا کہ میں کسی مسلمان پر تلوار اٹھاؤں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے بعد اہل شام والوں نے بہت چاہا کہ آپ خلافت قبول کریں مگر کسی طرح راضی نہ ہوئے آخر ۷۲ھ میں ابن زبیرؓ کی شہادت کے بعد حجاج کے اشارہ سے کسی آدمی نے زہرآلود نیزہ ان کے پاؤں میں مارا جسکی وجہ سے چوراسی ۸۴ برس کی عمر پاکر فوت ہوئے[1] رضی اللہ عنہ۔

جابر بن عبداللہ بن حرامؓ:- کنیت ابوعبداللہ ہے۔ مشاہیر صحابہ سے ہیں آخری عمر میں مسجد نبوی میں ان کا حلقہ ہوتا تھا۔ تو جن لوگوں نے ان سے علم پڑھا ہے۔ بخاری اور مسلم نے انُ سے روایات ذکر کی ہیں۔ انیس غزوات میں شریک ہوئے آخری عمر میں نظر چلی گئی تھی مدینہ طیبہ میں ۷۴ھ میں ۹۴ سال کی عمر پاکر فوت ہوئے مدینہ میں فوت ہونے والے صحابہ سے یہی سب سے آخری ہیں[2] رضی اللہ عنہ۔

انس الجہنی رضی اللہ عنہ:- یہ معاذؓ کے والد ہیں حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" میں انکا ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ان سے کچھ روایات بھی مروی ہیں لیکن انکے متعلق کوئی تفصیلی بات نہیں کی۔

حضرت شداد بن اوسؓ بن ثابت رضی اللہ عنہ:- جلیل القدر صحابی ہیں حضرت عمرؓ نے انکو حمص کا امیر مقرر کیا تھا بڑے فصیح حلیم اور حکیم تھے۔ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو اسوقت گوشہ نشین ہوگئے۔ ابوالدرداء کا بیان ہے لکل امۃ فقیہ و فقیہ ھذہ الامۃ شداد بن اوس، ہر امت میں فقیہ ہوتا ہے اور اس امت کا فقیہ شداد بن اوس ہے۔

انکی صحیحین میں پچاس ۵۰ روایات ہیں[3] البدایہ میں ہے کہ یہ حسان بن ثابت کے بھائی کے بیٹے ہیں ابن مندہ کا بیان ہے کہ عبادت بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ جب رات کو بستر پر لیٹتے تو اس پر سانپ کی طرح پلٹتے رہتے

---

[1] ازالۃ الخفاء [2] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ [3] الخصال المکفرۃ

Marfat.com

تھے اور کہتے اَللّٰھُمَّ اِنَّ خَوْفَ النَّارِ اَقْلَقَنِیْ ثُمَّ یَقُوْمُ اِلٰی صَلٰوتِہٖ ،
اے اللہ مجھے آگ کے خوف نے مضطرب اور بیقرار کر دیا ہے پھر نماز کے لئے کھڑے
ہو جاتے شام میں ۵۸ ھ میں ۵۷ سال کی عمر پا کر فوت ہوئے ؎۱ رضی اللہ عنہ۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا!۔

حضرت ابوبکر صدیق رض کی صاحبزادی ہے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ہجرت سے تین سال پہلے مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کیا اسوقت انکی عمر چھ۶ برس تھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت انکی عمر اٹھارہ۱۸ برس تھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کے بعد تمام ازواج مطہرات سے آپ کو زیادہ محبوب تھی۔ بڑی عالمہ فاضلہ تھی سبحان اللہ باپ بھی صدیق اور بیٹی بھی صدیقہ تھی۔ سترہ رمضان ۵۷ سنہ ہجری کو مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں اور نمازِ جنازہ حضرت ابوہریرہ رض نے پڑھائی تھی ؎۲ والدہ کا نام ام رومان ہے آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویوں سے صرف حضرت عائشہ رض کنواری تھیں جس سے آپ نے نکاح کیا انھوں نے وفات کے وقت نصیحت کی تھی کہ مجھے رات کے وقت دفن کرنا تو اسوقت امیر معاویہ رض کی طرف سے مدینہ پر مروان کی حکومت تھی۔ ؎۳ حضرت عائشہ رض کا ایک یہ بھی بہت بڑا مقام ہے کہ انکی گود میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ حضرت مسروق رض جب ان سے روایت کرتے تو بڑے ادب سے کہتے تھے۔

"حدثتنی الصدیقۃ بنت الصدیق ،، مجھے صدیق کی بیٹی صدیقہ نے حدیث سنائی ان سے ۲۲۱۰ حدیثیں مروی ہیں اکابر صحابہ ان سے فرائض کے مسائل بھی پوچھا کرتے تھے اور حضرتِ صدیقہ انکو جواب دیا کرتی تھیں ؎۴ رضی اللہ عنہا۔

؎۱ البدایہ و اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ؎۲ ازالۃ الخفا ؎۳ اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ ؎۴ الخصال المکفرۃ

Marfat.com

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا :-

نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ام سلمہ رضؓ ابو سلمہ رضؓ کے نکاح میں تھیں انہوں نے دو دفعہ ہجرت کی ایک دفعہ اپنے خاوند ابو سلمہ رضؓ کے ساتھ حبشہ کی طرف پھر واپس آگئیں پھر جب دونوں مدینہ کی طرف نکلے تو ابو سلمہ رضؓ کے لڑکے کو ابو سلمہ کے گھر والوں نے چھین لیا اور کہا تم اکیلے چلے جاؤ چونکہ یہ بچہ ہمارے خاندان کا فرد ہے اس لئے ہم اسکو نہیں جانے دیتے اسی طرح انکی بیوی اُمّ سلمہ کو انکے گھر والوں نے روک لیا اور کہا کہ ابو سلمہ تم اکیلے چلے جاؤ اور چونکہ یہ ہماری لڑکی ہے اس لئے ہم اسکو نہیں جانے دیتے ۔ آخر ابو سلمہ رضؓ بیوی اور اپنے بچے کو چھوڑ کر اکیلا مدینہ کی طرف چل پڑا سبحان اللہ دیکھو کسقدر دل میں اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول کی محبت ہے اور انکے راستے میں نکلنے کا شوق ہے کہ بیوی بچہ اور مال و اسباب بھی سب اسی راہ میں لٹا دیا اور کسی کی پرواہ تک نہیں کی اسی طرح انکی بیوی ام سلمہ رضؓ بھی نہایت قوی الایمان اور راسخ العزم تھی تو وہ بھی ہر روز شام کے وقت اسی مقام پر آتی رہتی اور روتی رہتی تو آخر اسکے گھر والوں کا دل بھی نرم ہو گیا تو پھر انہوں نے لڑکا دے دیا اور مدینہ کی طرف جانے کی بھی اجازت دے دی تو تنہا ہی مدینہ کی طرف چل پڑی عثمان بن طلحہ جو کلید بردار بیت اللہ تھا گو وہ اسوقت مسلمان نہ تھا لیکن اس کو بھی اسکی تنہائی پر رحم آیا کہ یہ عورت تنہا مدینہ کی طرف کیسے جا سکتی ہے لہٰذا اس نے اپنا اونٹ لیا اور ام سلمہ رضؓ کو بٹھا کر مدینہ کی طرف چل پڑا اور خود پیدل چلتا رہا جب کسی منزل پر ٹھہرتا تو اُمّ سلمہ رضؓ سے دور جا کے بیٹھتا آخر جب مدینہ کے درخت نظر آنے لگے تو کہا دیکھو یہ مدینہ ہے جہاں تو نے پہنچنا ہے تو پھر وہاں سے خود واپس آگیا جب ام سلمہ رضؓ کا خاوند فوت ہوا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکا پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا اور پھر واپس آنا، پھر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا اور اسی طرح اللہ تعالےٰ کے راستہ میں فنا اور کٹ مرنے کے اور بھی جذبات دیکھ کر پھر آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے خود ہی اسکی طرف نکاح کا پیغام

Marfat.com

بھیج دیا" البدایہ میں ہے کہ ام سلمہؓ نے اپنے خاوند سے ایک حدیث سنی تھی کہ جو آدمی یہ دعا کسی مصیبت کے وقت پڑھ لیا کرے تو اللہ تعالٰے اسکی کوئی بہتر صورت نکال دیتا ہے تو وہی ام سلمہؓ نے پڑھنی شروع کر دی ہو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا

بے شک ہم اللہ تعالٰے کا ہی ملک ہیں اور اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں اے اللہ مجھے یہ جو مصیبت پہنچی ہے اسکا مجھے اجر دینا اور پہلے کی نسبت میرا دوسرا کوئی اچھا خلیفہ بنانا۔

اگر آج بھی کوئی مسلمان مرد یا عورت یہ دعا اخلاص سے پڑھے تو یقیناً اللہ تعالٰے پہلے کی نسبت اسکا کوئی اچھا جانشین پیدا کر دے گا۔

آخر انکا انتقال مدینہ منورہ میں ۵۹ یا ساٹھ ہجری میں ہوا تو اس وقت انکی عمر ۸۴ سال کی تھی رضی اللہ عنہا صحیحین اور دیگر کتب حدیث میں ان کی روایات ۳۷۸ ہیں[۱]۔

حضرت ام ھانیؓ رضی اللہ عنہا:۔ نام فاختہ ہے ابو طالب کی بیٹی اور حضرت علیؓ کی بہن ہے، جاہلیت میں انکا نکاح ہبیرہ بن ابی وہب سے ہوا جب مسلمان ہو گئی۔ تو پھر اسلام نے ان کے درمیان جدائی ڈال دی بہت سے صحابہ نے اس سے روایات بیان کی ہیں[۲]

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن حضرت عبداللہ کی والدہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہے۔ "ذات النطاقین[۳]" لقب ہے جس کے مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کو تیار ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس

---

[۱] البدایہ و رحمۃ للعالمین ج۲ [۲] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ [۳] دو ازار بند والی نطاق عربی میں ازار بند کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

کوئی چیز نہ تھی جس سے دونوں کا سامان باندھ دیتی تو آخر اس نے اپنا ازار بند لیا اور اس کے دو ٹکڑے کر کے آپ صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے باپ کا سامان باندھ دیا تو اسی وجہ سے پھر ذات النطاقین مشہور ہوئی۔ قدیم الاسلام تھی جب ہجرت کے لئے اپنے خاوند حضرت زبیرؓ کے ساتھ چلی تو اسوقت حضرت عبداللہ سے حاملہ تھی چنانچہ جب قبا پہنچی تو اسوقت حضرت عبداللہ کو جنم دیا۔ جنگ یرموک میں اپنے بیٹے اور خاوند کے ساتھ شامل ہوئی حضرت عائشہؓ سے دس سال بڑی تھی۔ حضرت منذرؓ اور حضرت عروہؓ بھی انہی کے بیٹے ہیں، صابرہ ایسی تھی کہ جب حجاج نے ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو سولی پر چڑھایا تو حضرت عبداللہ بن عمر آئے اور کہا۔ ان هذا الجسد ليس بشيء وانما الارواح عند الله فاتقی الله واصبری فقالت وما يمنعنی من الصبر وقد اهدی راس يحيیٰ بن زکريا الی بغی من بغايا بنی اسرائيل۔

یہ جسم تو کوئی چیز نہیں اصل تو ارواح ہیں جو اللہ تعالٰے کے پاس ہیں لہذا صبر اور تقویٰ اختیار کر تو حضرت اسماء نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالٰے کے نبی یحییٰ بن زکریا کا سر کاٹ کر بنی اسرائیل کی ایک فاحشہ عورت کی طرف بطور تحفہ کے بھیجا گیا تو انہوں نے صبر کیا تو اب میرے لئے کیا مانع ہے کہ جبکا اس سے بھی کم صدمہ ہے وہ صبر نہ کرے۔

تو مہاجر آدمیوں اور عورتوں میں ان کا ہی سب کے بعد انتقال ہوا جب فوت ہوئی تو اسوقت سو سال کی عمر تھی صحت ایسی تھی کہ عقل میں کوئی فتور نہیں آیا تھا اور کوئی دانت بھی نہیں گرا تھا[1] رضی اللہ عنہا۔

---

[1]: البدایہ والنہایہ جز ۸ ص ۳۴۶

Marfat.com

آئمہ و محدثین کرام

حضرت امام مالک بن انس رض :-

امام مالک رح کی ولادت ۹۳ھ میں ہوئی اور وفات ۱۷۹ھ میں ہوئی

عمر فاروق رض کی طرح امام مالک رح کی بھی مونچھیں بڑی تھیں جو بال لبوں کے کنارے پر آ جاتے تھے توانکو کترا دیا کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ کلی طور پر مونچھوں کو منڈوانا اپنے آپ کو مُثلہ کرنا ہے فرمایا کرتے تھے کہ جس آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا ہے اور پھر وہ اپنے اوپر اسکا اثر ظاہر نہیں کرتا تو یہ بھی کفران نعمت ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی نعمت کو چھپایا ہے آپ اکثر نفیس اور سفید کپڑا پہنتے تھے اور اکثر اوقات عطر بھی لگاتے تھے خاص کر جب کہ حدیث کا درس دیتے اور طلباء کو پڑھاتے تھے۔ امام صاحب جب سرمہ لگاتے تو باہر نہ نکلتے تھے بلکہ گھر میں ہی رہتے تھے ایک چاندی کی انگوٹھی تھی۔ جس میں سیاہ رنگ کا نگینہ تھا اور اس میں (وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل [1]) کندہ کیا ہوا تھا۔ امام صاحب کے شاگردوں سے مطرف نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں اپنے مومن بندوں کا نصب العین بیان کیا ہے۔ تو میں چاہتا ہوں کہ یہی نصب العین ہر وقت میرے پیش نظر رہے اور دل پر منقش ہو جائے اسی طرح امام صاحب کے دروازے پر (مَا شَاءَ اللّٰہ) بھی لکھا ہوا تھا پھر اسکی کسی نے وجہ پوچھی تو فرمایا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔

وَلَوْلَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ [2]

---

[1] سورہ ال عمران آیت ۱۷۳ اور انہوں نے کہا ہمکو ہمارا اللہ کافی ہے اور وہ ہی بہت اچھا کارساز ہے [2] سورہ الکہف آیت ۳۹ اور جب تو اپنے باغ میں داخل ہوا تو اسوقت تو نے کیوں نہیں کہا کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے۔

Marfat.com

تو جنت میرا مکان ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جب میں گھر میں داخل ہوں تو اسکو پڑھ لیا کروں تاکہ اپنی اس جنت میں داخل ہوتے وقت بھی یہ میری زبان پر آ جائے۔ امام صاحبؒ سترہ سال کے ہی تھے کہ تدریس کا کام شروع کر دیا۔

ایک عجیب واقعہ:۔ اسوقت کا ایک واقعہ ہے کہ مدینہ میں کسی ایک نیک عورت کی وفات ہوئی جب کسی عورت نے اسکو غسل دیا اور اسکی شرمگاہ پر ہاتھ رکھا تو یہ کہہ دیا کہ یہ فرج کسقدر زناکار تھا تو یہ کہتے ہی اسکا ہاتھ فرج پر چمٹ گیا اور ایسا چمٹا کہ باوجود ہر کوشش کے جدا نہ ہوا علماء اور فقہاء سب دیکھ کر حیران رہ گئے۔ اور کوئی اسکی تدبیر نہ سوجھی لیکن امام صاحب اس راز کو سمجھ گئے فرمایا اس غسل دینے والی عورت کو وہ حد لگاؤ جو وہ تہمت لگانے والی کو لگائی جاتی ہے چنانچہ جب اسکو اسّی دُرّے لائے گئے۔ تو اسکا ہاتھ چھوٹ گیا لوگوں نے دیکھا تو حیران رہ گئے پھر ہر چھوٹا بڑا امام مالکؒ کو بعد عزت و اکرام کی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ اور انکا ادب و احترام ہر آدمی کے دل میں راسخ ہو گیا۔

حدیث کا احترام:۔ حدیث کا اسقدر احترام کرتے تھے کہ لوگ دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے جیسا کہ ان کے شاگرد عبداللہ بن مبارک کا بیان ہے کہ ایک روز میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ حدیث پڑھا رہے تھے تو ایک بچھو نے آپ کو نیش زنی شروع کی تو شاید اس نے دس مرتبہ آپ کو کاٹا ہوگا۔ جسکی وجہ سے آپ کا چہرہ متغیر اور سرخی مائل ہوتا جاتا لیکن آپ نے حدیث کا احترام اور اسکی عظمت سمجھتے ہوئے حرکت تک کی اور نہ ہی حدیث کو قطع کیا جب سب لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا کہ آج آپ کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا ہاں بے شک تیرا خیال صحیح ہے اور پھر تمام واقعہ بیان فرمایا کہ میرا اسقدر صبر کرنا صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

Marfat.com

سفیان ثوریؒ کا بیان ہے کہ ہم ایک روز امام مالکؒ کی مجلس میں آئے تو مجلس کی عظمت وجلال اور اسکی شان وشوکت کو دیکھ کر حیران رہ گئے اور امام مالک کی مدح میں یہ اشعار پڑھے۔

یابی الجواب فلا یراجع ھیبۃً　　والسائلون نواکس الاذقان

اگر امام مالکؒ جواب نہ دیں تو سب سائل سر نیچے کئے بیٹھے رہیں گے اور ہیبت کی وجہ سے دوبارہ پوچھ بھی نہیں سکیں گے۔

ادب الوقار وعز سلطان التقی　　فھو المطاع ولیس ذا سلطان[۱]

وقار آپکا ادب کرتا ہے اور پرہیزگاری کی بادشاہت پر آپ بڑی عزت کے ساتھ متمکن ہیں۔ تعجب اس بات پر ہے کہ آپ کی اطاعت کی جاتی ہے حالانکہ آپ بادشاہ نہیں ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ:۔ نام نعمان بن ثابت ہے ان کے باپ ثابت بچپن میں حضرت علیؓ کے پاس گئے تھے تو حضرت علیؓ نے اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی پھر ۸۰ھ میں امام ابوحنیفہؒ کی ولادت ہوئی انکے زمانہ میں صرف چار صحابہ زندہ تھے باقی سب فوت ہوگئے تھے، حضرت انس بن مالکؓ، بصرہ میں عبداللہ بن ابی اوفیؓ کوفہ میں سہل بن سعد الساعدیؓ مدینہ میں اور ابوطفیل عامر بن واصلہؓ مکہ میں تھا۔ امام ابوحنیفہؒ نے کسی صحابی سے ملاقات نہیں کی اور نہ ہی کسی صحابی سے براہ راست حدیث سنی ہے جسکی وجہ یہ تھی کہ اسوقت چھوٹے تھے۔ ان کے فقہ کے استاد حماد بن ابی سلیمانؒ، عطاء بن رباحؒ، ابا اسحاق السبیعی محمد بن المنکدر، ہشام بن عروہ اور سماک بن حرب وغیرہ تھے۔ اور شاگرد قاضی ابو یوسف، عبداللہ بن مبارک وکیع بن الجراح اور یزید بن ہارون وغیرہ تھے۔

---

[۱] بستان المحدثین تالیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ

Marfat.com

ایک دفعہ منصور نے انکو قاضی بننے پر اتنا مجبور کیا کہ حلفاً کہہ دیا کہ میں آپ کو ضرور قاضی بنادوں گا تو امام صاحب نے بھی قسم اٹھالی کہ میں نہیں بنوں گا تو آخر جب امام صاحب نہ مانے تو منصور نے قید کر دیا۔ اور پھر قید میں ہی وفات پائی حکم بن ہشام کا بیان ہے کہ شام میں مجھے یہ خبر پہنچی کہ امام صاحب بہت بڑے امانت دار تھے اسی وجہ سے بادشاہ نے امام صاحب کو کہا کہ آپ خزانے کی چابیاں قبول کرلیں ورنہ آپ کو سزا دی جائے گی تو امام صاحب نے کہا کہ میں آخرت کے حساب پر دنیا کے عذاب کو پسند کرتا ہوں۔ عبداللہ بن مبارک کے پاس ایک دفعہ امام صاحب کا ذکر ہوا تو عبداللہ بن مبارک نے کہا تم ایسے آدمی کا ذکر کر رہے ہو کہ جس پر ساری دنیا پیش کی گئی لیکن وہ اس سے بھاگ گیا۔

ابو حامد غزالیؒ نے بیان کیا ہے کہ امام صاحب نصف رات عبادت کرتے تھے کسی نے کہہ دیا کہ امام صاحب پوری رات عبادت کرتے ہیں تو آپ نے پوری رات کی عبادت شروع کر دی کہتے تھے کہ اب مجھے اللہ تعالے سے شرم آتی ہے کہ لوگ جتنا مجھے عابد خیال کریں اتنا میں نہ ہوں۔

اسی طرح اور بھی امام صاحب کی نیکی اور انکی پرہیزگاری کے کافی واقعات ہیں آخر بغداد میں ایک سو پچاس ۱۵۰ ہجری میں یہ فقہ کا آفتاب غروب ہو گیا [1]

---

[1] اسماء الرجال صاحب المشکوٰۃ میں یہ واقعات ملاحظہ ہوں

Marfat.com

امام شافعی رحمۃ اللہ :- نام محمد بن ادریس ہے تقریباً سب کا اس بات پر اتفاق ہے ۔ کہ امام شافعیؒ کی ولادت ۱۵۰ ھ کو ہوئی گویا یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس سال امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کی وفات ہوئی اسی سال امام شافعی کی ولادت ہوئی تو یہ بھی اللہ تعالےٰ کی عطاء اور اسکی نوازش ہے کہ ایک علم کا چراغ غروب ہوا اور دوسرا اسکی جگہ پر آگیا۔

امام شافعیؒ کی والدہ کا خواب :۔ محمد بن حکیم کا بیان ہے کہ جب امام شافعیؒ کی والدہ محترمہ امام شافعی سے حاملہ ہوئی تو اسکا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ مشتری ستارہ میرے پیٹ سے نکلا جس نے ہر شہر کو منور کر دیا تو معبرین نے اسکی تعبیر کی کہ تیرے ہاں ایک ایسا لڑکا ہوگا ۔ جو علم و فضل کا چراغ اور اپنے وقت کا امام ہوگا [1]

امام شافعیؒ کا خواب :۔ امام شافعی کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے خواب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو آپؐ نے کہا تو کون ہے، میں نے کہا میں آپ کے نسب سے ہوں تو آپ نے فرمایا آپ میرے قریب ہوں جب میں قریب ہوا تو آپ نے اپنی لب لی اور اسکو پکڑ کر میری زبان ہونٹوں اور منہ پر مل دی اور کہا ارامش بارک اللہ فیک) جا اللہ تعالےٰ آپ میں برکت کرے۔ پھر حافظے کا یہ عالم تھا۔ کہ جسکو ایک مرتبہ پڑھ لیتے وہ ازبر ہو جاتی ۔

امام شافعی امام مالک کی نظر میں :۔ امام شافعی جب مدینہ میں تحصیل علم کے لئے امام مالک کے پاس آئے تو امام مالک نے جب دیکھا تو فرمایا اے "محمد اللہ سے ڈرتے رہنا گناہوں سے بچتے رہنا تم کسی دن بلند پایہ مقام پر پہنچو گے ۔ کیونکہ تمہارے دل میں اللہ تعالےٰ نے ایک نور کو رکھ دیا ہے اسکی حفاظت کرتا کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکو ارتکاب معاصی سے بجھا لے پھر فرمایا کل آنا اور ساتھ ایک شخص بھی لیتے آنا جو تمہارے لئے قرأت کرے

---

[1] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ میں یہ واقعات ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

دوسرے دن میں پہنچا تو کتاب میرے ہاتھ میں تھی میں نے خود ہی قرأت شروع کردی، تو امام صاحب کی ہیبت سے مرعوب ہو کر جب میں ارادہ کرتا کہ قرأۃ منقطع کردوں تو میری حسنِ قرأت اور اعراب کی درستگی پر اظہار پسندگی کرتے ہوئے فرماتے صاحبزادے اور اور یہاں تک کہ میں نے چند ہی دنوں میں پورا موطا پڑھ لیا[1]

امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ کی نظر میں:۔

ما اعلم احدًا اعظم نسبة منه على الاسلام فى زمن الشافعى من الشافعى وانى لادعوا له فى ادبار صلاتى اللهم اغفرلى ولوالدى و بمحمد بن ادريس الشافعى

میں نے امام شافعی کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں پایا جو ان سے زیادہ ذی علم ہو اور دین کے تمام مسائل پر عبور رکھتا ہو اس لئے میں ہر نماز کے بعد اس کے لئے دعا کیا کرتا ہوں کہ اے اللہ مجھے میرے والد اور محمد بن ادریس کو بخش دے۔

امام احمد بن حنبل کے لڑکے صالح کا بیان ہے کہ ایک دن امام شافعی میرے والد کی عیادت کے لئے آیا۔

فوثب ابى عليه وقبل بين عينيه ثم اجلسه فى مكانه وجلس بين يديه ثم اخذ يسأله ساعة فلما قام الشافعى وركب اخذ ابى بركابه ومشى معه[2]

---

[1] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ [2] اسماء الرجال

تو میرا باپ جلدی سے اٹھا اور امام شافعی کی پیشانی کو چوم لیا اور پھر انکو اپنی جگہ بٹھایا اور خود ان کے سامنے بیٹھ گیا اور کچھ وقت تک سوال کرتا رہا پھر جب امام شافعی اٹھے اور اپنی سواری پر بیٹھے تو والدھی اٹھے اور مہار پکڑ کر انکے ساتھ چل پڑے۔

امام شافعیؒ کے اشعار :-

ایک دفعہ امام شافعیؒ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے

(۱) اِذَا شِئْتَ کَانَ وَاِنْ لَمْ اَشَاءْ   وَمَا شِئْتُ اِنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ یَکُنْ

اے اللہ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اگرچہ میں اسے نہ چاہوں اور جس چیز کو تو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتی اگرچہ میں اسے چاہوں۔

(۲) خَلَقْتَ الْعِبَادَ عَلٰی مَا عَلِمْتَ   فَفِی الْعِلْمِ یَجْرِی الْغِنٰی وَالْمِنَنْ

اے اللہ تو نے اپنے علم کے موافق بندوں کو پیدا کیا لہٰذا اس علم کے موافق اس پر تیری غنا اور احسانات جاری ہوتے ہیں۔

(۳) عَلٰی مَا مَنَنْتَ وَهٰذَا خَذَلْتَ   وَهٰذَا اَعَنْتَ وَذَا لَمْ تُعِنْ

اس پر تو نے احسان کیا اور اسکو ذلیل کیا اور اسکی مدد کی اور اسکی نہ کی

(۴) فَمِنْهُمْ شَقِیٌّ وَمِنْهُمْ سَعِیْدٌ   وَمِنْهُمْ قَبِیْحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنٌ[1]

پس بعض ان سے بدبخت ہیں اور بعض ان سے نیک بخت اور بعض ان سے بدصورت ہیں اور بعض ان سے خوبصورت۔

حضرت ربیع کا خواب :-

قال رایت فی المنام قبل موت الشافعی بایام ان آدم مات یریدون ان یخرجوا جنازته فلما اصبحت سالت بعض اهل العلم عنه فقال هذا موت اعلم اهل الارض لان الله تعالٰی علم آدم الاسماء کلها فما کان یسیرا حتی

---

[1] بستان المحدثین

Marfat.com

مات الشافعی[1]

میں نے امام شافعیؒ کے فوت ہونے سے چند دن پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ فوت ہو گئے ہیں اور لوگ ان کا جنازہ اٹھانے کی نیت سے آ رہے ہیں جب میں نے صبح کی تو بعض اہل علم سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ یہ اشارہ اہل زمین والوں سے بہت بڑے عالم کے فوت ہونے کی طرف ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام وہ نبی تھے جن کو اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کا نام بتایا تھا تو اس خواب کو ابھی چند دن بھی نہیں گزرے تھے کہ امام شافعی فوت ہو گئے۔ امام شافعیؒ کا ایک یہ بھی نمایاں مقام تھا کہ وہ امام احمد بن حنبلؒ جو اپنے زمانہ میں علم و عمل کے ایک روشن چراغ تھے ان کے استاد تھے۔ آخر آپ ۵۴ سال کی عمر پاکر سنہ ۲۰۴ھ ماہ رجب جمعہ کی رات عشاء کے بعد مصر میں فوت ہوئے اور پھر جمعہ کے دن عصر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

امام احمد بن حنبلؒ :- امام احمد بن حنبلؒ بغداد میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے پھر تحصیل علم کے لئے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن اور شام کا سفر کیا اپنے زمانہ میں حدیث، فقہ اور دیگر علوم کے بہت بڑے امام تھے۔ اسی طرح زہد و تقویٰ اور عبادت میں بھی ایک مثالی انسان تھے۔ جیسا کہ اسحاق بن راہویہ کا بیان ہے

احمد بن حنبل اسحاق بن راہویہ کی نظر میں :- احمد بن حنبل حجۃ بین اللّٰہ وبین عبادہ فی ارضہ کہ امام احمد بن حنبلؒ اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان اس کی زمین پر ایک برہان ہیں۔

امام شافعی کی نظر میں :- قال خرجت عن بغداد وما خلفت بہا احدًا اتقی او اورع ولا افقہ ولا اعلم

---

[1] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ

Marfat.com

ہت احمد بن حنبل ، میں جب بغداد سے نکلا تو اپنے پیچھے زہد و تقویٰ اور علم و فقہ میں امام احمدؒ سے بڑھ کر کسی اور کو نہیں چھوڑا ، ابو داود سختیانی کا بیان ہے کہ میں نے امام احمد بن حنبل کی کوئی ایسی مجلس نہیں دیکھی کہ جس میں علمی گفتگو کی بحث کے علاوہ کوئی دنیاوی بات چیت ہوتی ہو۔ میمون بن اصبغ کا بیان ہے کہ جب امام احمد بن حنبلؒ کو کوڑے لگائے گئے تو میں بھی اس وقت بغداد میں تھا تو میں بھی وہاں پہنچ گیا جب امام صاحب کو پہلا کوڑا لگا تو انہوں نے (بسم اللہ) کہا دوسرا لگا تو کہا (لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ) تیسرا لگا تو کہا (اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ) جب چوتھا لگا تو کہا (لَنْ یُّصِیْبَنَا اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا) [1] اس طرح جب آپ کو ۲۹ کوڑے لگے تو آپ کی شلوار کا ازار بند کپڑے کا تھا وہ ٹوٹ گیا تو آپ کی شلوار نیچے ہوگئی تو اسی وقت احمد بن حنبلؒ نے آسمان کی طرف اپنا چہرہ کیا اور ہونٹوں کو حرکت دی تو فوراً وہی شلوار جلدی سے اپنی اسی جگہ پر آگئی جہاں وہ پہلے تھی جب سات دن گزر گئے ۔ تو میں نے اسکی وجہ پوچھی کہ اسوقت جو آپ نے اوپر چہرہ کیا تھا۔ اسکی کیا وجہ تھی اور کیا پڑھا تھا تو آپ نے فرمایا جب میں برہنہ ہونے سے ڈرا تھا اسوقت یہ دعا پڑھی تھی ۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِاسْمِکَ الَّذِیْ مَلَأْتَ بِہِ الْعَرْشَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اِنِّیْ عَلَی الصَّوَابِ فَلَا تَھْتِکْ لِیْ سِتْرًا

اے اللہ میں تیرے اس نام کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں جس سے تو عرش کا مالک ہے اگر تو جانتا ہے کہ میں حق پر ہوں تو پھر اتنے مجمع میں مجھے بے پردہ کر کے شرمسار نہ کرنا۔

احمد بن محمد کندی کا بیان ہے ۔

---

[1] ہمیں وہی پہنچتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے لکھا ہے۔

Marfat.com

"رأیت امام احمد بن حنبلؒ فی المنام فقلت ماصنع اللہ بک قال غفرلی ثم قال یا احمد ضربت فی قال قلت نعم یارب قال یا احمد ھذا وجھی فانظر الیہ فقد ابحتک الیہ :-

میں نے امام احمد بن حنبلؒ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے بخش دیا اور پھر کہا کہ اے احمد تو میری خاطر مارا گیا تھا تو میں نے کہا ہاں تو فرمایا اچھا یہ میرا چہرہ ہے اب تو اسکی طرف دیکھ اور تحقیق میں نے تم کو اسکی طرف دیکھنے کے لئے خالص کر لیا ہے۔

عبدالرحمٰن بن احمد کا بیان ہے۔

کنت اسمع ابی کثیرًا یقول دبر صلاتہ اللھم کما صنت وجھی عن السجود لغیرک فصن وجھی عن المسألۃ لغیرک [1]

کہ میں نے اپنے باپ سے نماز کے بعد کئی مرتبہ یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے اللہ جس طرح تو نے میرا چہرہ غیر کے سامنے جھکنے سے محفوظ رکھا ہے اسی طرح میرے چہرے کو اس سے بھی بچانا کہ یہ تیرے سوا کسی اور سے سوال کرے۔

اسماعیل بن خلیل کا بیان ہے۔

اسماعیل بن خلیل کی نظر میں:- "لو کان احمد فی بنی اسرائیل لکان نبیًا" اگر امام احمدؒ بنی اسرائیل میں ہوتا تو نبی ہوتا۔

قتیبہ کا بیان ہے۔

مات الثوری ومات الورع ومات الشافعی ومات

---

[1] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ میں یہ واقعات ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

السنن و یموت احمد بن حنبل و تظہر البدع و قال ان احمد بن حنبل قام فی الامۃ مقام النبوۃ قال البیہقی یعنی فی صبرہ علی ما اصابہ من الاذی فی ذات اللہ۔

کہ جب امام ثوریؒ فوت ہوئے تو پرہیزگاری فوت ہوگئی۔ جب امام شافعیؒ فوت ہوئے تو سنت فوت ہوگئی۔ جب احمد بن حنبلؒ فوت ہوگئیں تو بدعت نکل آئے گی۔ اور کہا کہ امام احمد بن حنبلؒ تو اس امت میں نبوت کے اہل تھے امام بیہقی کا بیان ہے کہ یہ تکلیفوں میں صبر کرنے کی وجہ سے کہ جو انہیں اللہ تعالٰی کی خاطر دی گئی تھیں

امام احمد بن حنبل کا خود اپنا بیان ہے کہ جب کوڑے لگنے سے پہلے معتصم نے مجھے ایک کمرے میں بند کر دیا اور حال یہ تھا کہ مجھے بیڑیاں بھی لگی ہوئی تھیں اور رات کی تاریکی میں میں نے ارادہ کیا کہ مجھے وضو کرنے کے لئے کچھ پانی مل جاتے تو میں نے اپنے اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے جب ہاتھ لمبا کیا تو اچانک میرے ہاتھ میں ایک برتن آگیا جس میں پانی تھا تو میں نے وضو کیا اور نماز شروع کر دی اور پھر اللہ کا یہ احسان کہ قبلہ بھی مجھ پر مجہول تھا۔ لیکن جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ (الحمد للہ) میں نے صحیح قبلہ کی طرف نماز پڑھی ہے

احمد بن حنبلؒ کا حالتِ وضوء میں فوت ہونا:۔ آخر جب فوت ہونے کے قریب ہوئے تو اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ مجھے وضو کرائیں حتّٰی کہ میری انگلیوں کا خلال بھی فوت نہ ہو تو آخر جب وضو مکمل ہوا تو اسی وقت آپ کے جسم اطہر سے روح پرواز کر گئی اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال تھی رحمہ اللہ تعالٰی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا جنازہ:۔ ابن کثیر نے البدایہ میں ذکر کیا ہے کہ جب امام احمد بن حنبلؒ کی موت واقع ہوئی تو آدمی اور عورتیں اسقدر کثرت سے آئے کہ جن کی تعداد سوائے اللہ تعالٰی

Marfat.com

کے اور کسی کو معلوم نہیں۔

عبدالوہاب بن الوراق کا بیان ہے۔

ما بلغنا ان جمعا فی الجاهلية و لا فی الاسلام اجتمعوا فی جنازة اکثر من الجمع الذی اجتمع علی جنازة احمد بن حنبل رح

کہ مجھے یہ خبر کہیں سے نہیں آئی کہ جتنا اجتماع امام احمد بن حنبل کے جنازے میں ہوا اتنا اجتماع جاہلیت اور اسلام کے زمانہ میں کہیں بھی کسی جگہ ہوا ہو۔

ایک روایت میں ہے کہ سات لاکھ آدمیوں کی تعداد تھی، محمد بن العباس المکی کا بیان ہے کہ میں نے ورکانی جو امام احمد بن حنبل رح کا پڑوسی تھا اس سے سنا کہتے تھے۔

اسلم یوم مات احمد عشرون الفا من الیهود والنصاری والمجوس وفی بعض النسخ اسلم عشرة الاف بدل عشرین الفا ، کہ جس دن امام احمد بن حنبل رح فوت ہوئے ان کے جنازے میں لوگوں کی تعداد دیکھ کر بیس ہزار یہودی، عیسائی اور مجوسی مسلمان ہوئے بعض نسخوں میں بیس کے بدلے دس ہزار ہے۔

تو غور کرنا کہ یہ مقام یہ عزت اور یہ احترام صرف اسی وجہ سے تھا کہ انہوں نے صرف اللہ تعالٰی کی خاطر اپنے جسم پر کوڑے کھائے اور حق کی خاطر گردن کٹانے کا عزم کر لیا تھا۔ ورنہ اور کوئی وجہ نہ تھی جو لوگوں کو اسقدر کھینچ کر لائی تھی تو ظاہر ہے کہ جو اپنے اللہ کا ہو جاتا ہے تو پھر پوری دنیا اس کے پیچھے بھاگتی ہوئی چلی آتی ہے۔

بعض اہل علم کا خواب:- محمد بن مسلم بن وارۃ کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں ابو زرعہ رح کو دیکھا اور پوچھا کہ

Marfat.com

کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے متعلق حکم صادر فرمایا کہ اسکو بھی امام مالک امام شافعی اور امام احمد بن حنبلؒ کے ساتھ شامل کر دو۔

احمد بن خرزاد الانطاکی کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر لوگوں کے فیصلوں کے لئے تشریف فرما ہے تو عرش کے نیچے سے ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔

ادخلوا اباعبد اللہ وابا عبداللہ وابا عبد اللہ وابا عبداللہ الجنۃ قال فقلت للملک الی جنبی من ھولاء فقال مالک والثوری والشافعی واحمد بن حنبل کہ اباعبداللہ اباعبداللہ اباعبداللہ، اباعبداللہ کو جنت میں داخل کر دو۔ تو میرے ساتھ جو فرشتہ کھڑا تھا میں نے اس سے پوچھا کہ یہ چار آدمی کون ہیں تو اس نے کہا۔ مالکؒ، ثوریؒ، شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل ہیں

یحییٰ بن ایوب المقدسی کا بیان ہے۔ کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ سوئے ہوئے ہیں اور آپ کے اوپر ایک کپڑا ہے احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن معینؒ آپ سے مکھیاں اڑا رہے ہیں۔

محمد بن خزیمہ الاسکندرانی کا بیان ہے کہ جب امام احمد بن حنبلؒ فوت ہوئے تو میں نے انکو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا ہے تو انہوں نے فرمایا غفرلی و توجنی والبسنی نعلین من ذھب وقال لی یا احمد ھذا بقولک القرآن کلامی کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے بخش دیا ہے اور میری طرف توجہ فرمائی اور مجھے سونے کے دو جوتے پہنائے اور مجھے کہا کہ یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ تو نے جو کہا تھا کہ قرآن میرا کلام ہے پھر اللہ تعالیٰ نے کہا اے احمد یہ

Marfat.com

میری جنت ہے تو اس میں داخل ہو جا جب میں داخل ہوا تو کیا دیکھا کہ سفیان ثوریؒ وہاں ہیں جن کے دو سبز پر ہیں اور وہ ایک درخت سے اُڑ کر دوسرے پر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پڑھ رہے ہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ [1]

اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر ہے جس نے مجھے جنت کی اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جہاں ہم چاہیں رہیں (ہمیں کوئی رکاوٹ) نہیں پس کیا ہی عمل کرنے والوں کا خوب صلہ ہے۔

پھر میں نے سفیان ثوریؒ سے بشر الحافیؒ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا۔

بخ بخ ومن مثل بشرؒ ترکته بین یدی الجلیل وبین یدیه مائدة من الطعام والجلیل مقبل علیه وهو یقول کل یا من لم یاکل واشرب یا من لم یشرب وانعم یا من لم ینعم [2]

واہ واہ آفرین اسکی مانند کون ہے میں نے تو اسکو اس حال میں چھوڑا ہے کہ وہ اپنے اللہ کے سامنے ہے۔ اور اسے دیکھ دیکھ کر مزے لے رہا ہے، پھر اس کے سامنے کھانے کا دسترخوان ہے اور اللہ تعالیٰ سامنے ہے اور فرما رہا ہے جس نے نہیں کھایا وہ اب کھائے اور جس نے نہیں پیا وہ اب پیئے اور جس نے کوئی نعمت نہیں پائی وہ اب پائے۔

---

[1] سورہ زمر آیت ۷۴

[2] یہ واقعات البدایہ والنہایۃ کے جُز دس سے لکھے گئے ہیں

Marfat.com

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ :

کنیت ابو عبداللہ اور نام و نسب محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ ہے امام بخاریؒ کے جد ثانی (مغیرہ) بخارا کا حاکم جو بخاری جعفی تھا اس کے ہاتھ پہ مسلمان ہوا تھا غالباً اسی وجہ سے امام بخاریؒ کو بھی جعفی کہا جاتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ جو کسی کے ہاتھ پہ مسلمان ہوتا وہ بھی اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوتا تھا اور (بردزبہ) بخارا کی لغت میں اصل کاشتکار اور زمیندار کو کہتے ہیں، تو امام بخاریؒ کی ولادت ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو نماز جمعہ کے بعد ہوئی اور جب آپ پیدا ہوئے تو اسوقت نابینا تھے۔ اسی وجہ سے انکی والدہ کو اس پر سخت صدمہ اور افسوس ہوا چنانچہ ہر روز اللہ تعالےٰ سے نہایت ہی گریہ وزاری اور گڑگڑا کر اپنے بچے کی بصارت کے لئے پچھلی رات دعائیں کیا کرتی تھی تو پھر ایک شب اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے تیری آہ وزاری سے دعائیں کرنے کی وجہ سے تیرے بچے کو بصارت عطا کر دی ہے جب صبح اٹھی تو کیا دیکھا کہ امام بخاریؒ کی آنکھیں روشنی سے چمک رہی ہیں تو اسی طرح اللہ نے انکو حافظہ بھی بے بہا دیا تھا۔ جب حدیث سنتے تو اسی وقت از بر ہو جاتی تھی اور بعض دفعہ اپنے شیوخ کی غلطیوں کی بھی اصلاح کرتے تھے۔ جیسا کہ بخارا میں ایک روز کا واقعہ ہے کہ محدث داخلی اپنے نسخہ سے طلباء کو احادیث سنا رہے تھے۔ اثنائے درس میں انہوں نے فرمایا سفیان عن ابی الزبیر عن ابراھیم) تو امام بخاریؒ نے فوراً ٹوکا اور کہا کہ ابی الزبیر تو ابراہیم سے بیان ہی نہیں کرتا۔ پہلے تو محدث داخلی نے انکی بات کو تسلیم نہ کیا تو آخر امام بخاریؒ نے فرمایا اچھا اس کو اصل نسخہ میں دیکھنا چاہیے جب محدث داخلی اپنے گھر تشریف لائے اور اصل نسخہ دیکھا تو فوراً باہر نکل آئے اور فرمایا کہ اس لڑکے کو بلاؤ جب امام بخاری

Marfat.com

آئے تو شیخ نے فرمایا میں نے جو اسوقت پڑھا تھا واقعہ ہی وہ غلط تھا تو اب آپ بتائیں کہ صحیح کس طرح ہے اس پر امام بخاری نے فرمایا (سفیان عن الزبیر بن عدیؓ عن ابراہیم) تو محدث داخلی سن کر حیران ہو گئے اور کہا واقعی ہی اسی طرح ہے اور پھر قلم اٹھا کر اپنے اس نسخہ کی تصحیح کی جب یہ واقعہ پیش آیا تو اسوقت امام بخاریؒ کی عمر صرف گیارہ برس تھی۔

صحیح بخاری کے تصنیف کرنے کا سبب :-

ایک دن کا واقعہ ہے امام بخاریؒ اسحاق بن راہویہ کی مجلس میں بیٹھے تھے۔ تو انہوں نے فرمایا کیا ہی اچھا ہو اگر کسی شخص کو اللہ تعالےٰ یہ توفیق دے کہ وہ ایسی مختصر سنن لکھے کہ جس میں صحت کے اعلیٰ درجہ کی احادیث ہوں تاکہ عمل کرنے والے بغیر کسی جھجھک کے اس پر عمل پیرا ہوں تو اسی وقت امام بخاری کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی چنانچہ انہوں نے چھ لاکھ حدیثیں جو اس وقت انکو یاد تھیں ان سے انتخاب شروع کر دیا آخر سولہ برس کی مدت میں بڑی محنت اور کاوش کے بعد یہ صحیح بخاری وجود میں آئی۔ امام بخاری جب کوئی حدیث لکھتے تو پہلے غسل کرتے اور پھر دو رکعت نفل پڑھتے جب اس چیز کا قصد کیا کہ ان حدیثوں کو انکے مضمون کے مطابق ترتیب دیا جائے جسکو اصطلاح محدثین میں ترجمۃ الباب کہتے ہیں تو یہ کام مدینہ منورہ میں آپؐ کے روضۂ اقدس اور منبر کے درمیان بیٹھ کر سرانجام دیا تو یہاں بھی ہر ترجمۃ الباب پر دو رکعت نفل ادا کرتے تو پھر اللہ تعالےٰ نے امام بخاری کی حسن نیت اور اس محنت وکاوش کو اسقدر قبول فرمایا کہ انکی زندگی میں اس جامع کو نوے ہزار آدمیوں نے ان سے بلا واسطہ سنا اور پڑھا ہے

Marfat.com

امام بخاریؒ کا زہد و تقویٰ :-

یہ امام بخاری کا خود اپنا بیان ہے کہ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں نے بفضل اللہ تعالیٰ کسی کی غیبت نہیں کی تو غور کرنا جس نے اسقدر اپنی زبان کو قابو میں رکھا تو انکے دوسرے اعضا بھی اسی طرح ہونگے۔

آخر آپ کا خرتنگ میں جو سمرقند سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے وہاں ۲۵۶ھ کو عید الفطر کی رات عشاء کے بعد انتقال ہوا اور عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کیے گئے تو کل آپ کی عمر ۶۲ سال کی تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

امام بخاریؒ کے اشعار :-

امام بخاریؒ کبھی کبھی اشعار بھی پڑھ لیا کرتے تھے چنانچہ طبقات شافعیہ کبریٰ میں امام سبکیؒ نے یہ اشعار انکی طرف منسوب کیے ہیں۔

اِغْتَنِمْ فِی الْفَرَاغِ فَضْلَ رُکُوعٍ ۔۔۔ فَعَسٰی اَنْ یَکُوْنَ مَوْتُکَ بَغْتَۃً

فرصت کے وقت نماز کی ایک رکعت کی فضیلت کو ہی غنیمت جان کیونکہ ہو سکتا ہے شاید تجھا چانک ہی موت آجائے۔

کَمْ صَحِیْحٍ رَأَیْتُ مِنْ غَیْرِ سَقْمٍ ۔۔۔ ذَھَبَتْ نَفْسُہُ الصَّحِیْحَۃُ فَلْتَۃً

کیونکہ میں نے کتنے ہی تندرست آدمیوں کو دیکھا کہ انکی تندرست جان ہی اچانک چل بسی۔

اثیر الدین ابوحیان امام بخاریؒ اور انکی جامع بخاریؒ[1] کی مدح میں رقمطراز ہیں۔

وَبَحْرُ عُلُوْمٍ تَلْفِظُ الدُّرَّ لَا الْحَصٰی ۔۔۔ فَاَنْفِسْ بِہٖ دُرًّا وَاَعْظِمْ بِہٖ بَحْرًا

اور بخاری علوم کے ایسے سمندر ہیں جو بجائے کنکریوں کے موتی پھینکتے ہیں پس کیا ہی خوب ہے یہ موتی اور کیا ہی بڑا ہے سمندر۔

---

[1] صحیح بخاری کا پورا نام یہ ہے الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسننہ وایامہ

Marfat.com

بِجَامِعِهِ الْمُخْتَارِ يَنْظِمُ بَيْنَهَا يُلَخِّصُهَا جَمْعًا وَيُخْلِصُهَا تِبْرًا[1]

وہ تو اپنی جامع مختار میں موتی پروتے ہیں۔ اسکا خلاصہ جمع کرتے ہیں اور اس سے خالص سونا نکالتے ہیں۔

امام مسلم رحمۃ اللہ :- نام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کنیت ابوالحسن اور لقب عساکرالدین ہے انکے دادا کا نام مسلم بن ورد بن شاد، ہے قشیر عرب میں مشہور قبیلہ ہے جس کی طرف منسوب ہیں اور نیشاپور، خراسان کا ایک بہت بڑا اور خوبصورت شہر تھا چنانچہ اسی لحاظ سے انہیں نیشاپوری کہا جاتا ہے۔

امام مسلمؒ کے سنِ ولادت میں اختلاف ہے، بعض نے ۲۰۲ھ بعض نے ۲۰۴ھ اور بعض نے ۲۰۶ھ ذکر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ لیکن انکی وفات پر تقریبًا سب کا اتفاق ہے کہ وفات ۲۶۱ھ ۲۵ رجب بروز ہفتہ ہوئی اور اتوار کو دفن کئے گئے۔

امام مسلم کے فوت ہونے کا سبب:- امام مسلمؒ کی وفات کا سبب بھی عجیب وغریب ہے کہتے ہیں کہ ایک روز مذاکرہ حدیث کی مجلس میں آپ سے کوئی حدیث پوچھی گئی جسکو آپ اس وقت معلوم نہ کر سکے چنانچہ اسی وقت اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنی کتابوں میں اسکو تلاش کرنے لگے اسی دوران ان کے پاس کھجوروں کا ایک ٹوکرا تھا اس سے ایک ایک کھجور پکڑ کر کھاتے رہے لیکن حدیث کی تلاش اور جستجو میں ایسے مگن اور مستغرق تھے کہ وہ ایک ایک کر کے تمام کھا گئے اور انہیں کوئی خبر تک نہ ہوئی چنانچہ پھر بھی کثرت سے کھجوریں کھانا انکی موت کا سبب ہوئیں۔

---

[1] بستان المحدثین میں یہ واقعات اور اشعار ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com

ابوحاتم رازی کا خواب :۔

یہ اکابر محدثین میں سے تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے امام مسلمؒ کو خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت میرے لئے مباح کر دی ہے تو اَب میں جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

صحیح مسلم کا انتخاب :۔

امام مسلمؒ نے اپنی صحیح مسلم کا تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے۔ امام مسلمؒ بھی صحیح اور سقیم حدیث کے معاملہ میں اپنے تمام اہل عصر سے ممتاز تھے۔ حتیٰ کہ بعض نے تو انکی صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر بھی ترجیح دی ہے۔ جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ حتیٰ کہ حافظ ابوعلی نیشاپوری نے تو یہ بھی کہہ دیا ہے (ما تحت ادیم السماء اصح من کتاب مسلم فی علم الحدیث) کہ آسمان کے نیچے صحت کے اعتبار سے صحیح مسلم سے بڑھ کر کوئی کتاب نہیں ہے اور اہل مغرب کی ایک جماعت کا بھی یہ ہی خیال ہے لیکن اس باب میں جو صحیح صورت حال ہے یہ ہے کہ امام مسلم کی جو شرط ہے وہ امام بخاریؒ کی شرط سے کہیں زیادہ کمزور ہے کیونکہ امام مسلم تو راویوں کے اوصاف میں عدالت کے ساتھ ساتھ، شرائطِ شہادت کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ لیکن امام بخاریؒ کی جو ڈبل شرط ہے یہ ہے کہ وہ عدالت کے ساتھ ساتھ وہ راوی جو کسی سے بیان کرتا ہے وہ اس سے عَن عَن کے ساتھ بیان کرتا ہو۔ یعنی اس نے اسکی خود ملاقات بھی کی ہو۔ لیکن امام مسلم کے نزدیک صرف عدالت ہے ملاقات کی شرط نہیں تو اب جب صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے اصح الکتب ہونے میں معمولی سا اختلاف ہوا۔ تو حافظ عبدالرحمٰن بن علی الربیع نے جو فیصلہ کیا ہے وہ زیادہ صحیح اور قابلِ تعریف ہے، فرماتے ہیں۔

تنازع قوم فی البخاری ومسلم لدی — وقالوا ای ذین مقدم

میرے سامنے جب بخاری اور مسلم میں تنازع ہوا اور کہا گیا کہ ان دونوں میں

Marfat.com

مرتبہ کے اعتبار سے کون مقدم ہے۔

نقلت لقد فاق البخاری صحۃ کما فاق فی حسن الصناعۃ مسلم

تو میں نے کہا بخاری صحت کے اعتبار سے فوقیت لے گئے ہیں جیسا مسلم ترتیب ابواب میں ان سے آگے نکل گئے ہیں۔[1]

امام مسلمؒ کا زہد و تقوی :- امام مسلم رحمہ اللہ کا زہد و تقوی بھی مثالی تھا۔ انہوں نے بھی عمر بھر کسی کی غیبت نہیں کی اور نہ ہی کسی کو مارا اور گالی دی ہے۔

سلیمان بن اشعث سجستانی رحمہ اللہ تعالی :- سنن ابی داود کے مصنف ہیں ولادت ۲۰۲ھ اور وفات ۲۷۵ھ شوال کی چودہ تاریخ کو بصرہ میں ہوئی، شروع سے ہی حدیث پڑھنے کی بڑا شوق تھا مسلم بن ابراہیم، سلیمان بن حربؒ، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی یحیی بن معین، امام احمد بن حنبل اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے شیوخ ہیں۔ جن سے امام ابوداؤدؒ نے حدیث کا علم حاصل کیا، ابوداود کا بیان ہے کہ میں نے اپنی اس سنن کا پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کیا ہے اور پھر اس میں چار ایسی حدیثیں ہیں کہ اگر وہی چار ہوتیں تو دین کے لئے کافی تھیں۔ جو کہ حسب ذیل ہیں۔

۱:- اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (الحدیث)

کہ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۲:- مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ

آدمی کا بہتر اسلام یہ ہے کہ اسکا دین کے کاموں میں لگے رہنا) اور ہر وہ چیز جس میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں ہے اسکا ترک کر دینا

---

[1] اسکی زیادہ تفصیل چاہیئے تو بستان المحدثین ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

۳:۔ (لا یکون المومن مومنًا حتی یرضی لاخیہ ما یرضیٰ لنفسہ)

اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہ ہی چیز پسند نہ کرے جو کہ وہ اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔

۴:۔ اِنَّ الحَلَالَ بَیِّنٌ وَاِنَّ الحَرَامَ بَیِّنٌ (الحدیث)

حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے۔

ابراہیم حربی کا بیان ہے کہ ابوداود لکھی گئی تو امام صاحب کے لئے حدیث کا کام کرنا اس طرح سہل اور نرم ہو گیا جس طرح کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر لوہا نرم ہو گیا۔ امام صاحب کا خود اپنا بیان ہے کہ میں نے اپنی اس سنن میں کوئی ایسی حدیث نہیں لکھی جس کے ترک کرنے پر سب محدثین کا اجماع ہو۔

سننِ ابی داؤد کا مرتبہ:

خطابی کا بیان ہے (کتاب السنن لابی داؤد کتاب شریف لم یصنف فی علم الدین کتاب مثلہ) کہ کتاب سننِ ابی داود ایسی اچھی کتاب ہے کہ اسکی مانند علم حدیث میں کوئی کتاب نہیں لکھی گئی [1]

حافظ ابوطاہر نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم ازدی سے بیان کیا ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا۔

من اراد ان یتمسک بالسنن فلیقرأ سنن ابی داؤد

جو شخص سنت کو تھامنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ سنن ابی داؤد پڑھے اور انھوں نے اسکی مدح میں چند اشعار بھی نظم کئے ہیں جو کہ حسبِ ذیل ہیں۔

وکل ما فیہ من قول النبی ومن ‏ ‏ قول الصحابۃ اھل العلم والبصر

جو کچھ اس میں ہے وہ نبی کا قول یا صحابہ یا اہل علم اور یا اہل بصیرت کا ہے

لا یستطیع علیہ الطعن مبتدع ‏ ‏ ولو تقطع من ضغن ومن ضجر

کوئی بدعتی اس پر طعن کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اگرچہ وہ حسد، تنگ دلی

---

[1] اسماء الرجال لصاحب المشکوٰۃ

Marfat.com

اور کینہ کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتے [1]

محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ :-

ابو عیسیٰ ترمذی امام بخاری رح کے مشہور تلامذہ میں شمار ہوتے ہیں ان کے علاوہ قتیبہ بن سعد، محمود بن غیلان، محمد بن بشار، احمد بن منیع، محمد بن المثنیٰ اور سفیان بن وکیع، سے بھی علم حاصل کیا۔

جامع ترمذی کی خصوصیتیں :-

جامع ترمذی انکی مشہور کتاب ہے۔ اور اسکو چند وجوہات کی بناء پر بعض کتب حدیث پر بھی فوقیت دی گئی ہے۔ اور وہ خاص کر چار ہیں

(۱) پہلی یہ ہے کہ اسکی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے۔

(۲) دوم یہ کہ اس میں فقہاء کا مذہب اور اسکے ساتھ انکا استدلال بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(۳)- سوم یہ کہ اس میں حدیث کی انواع و اقسام صحیح، حسن، غریب، ضعیف وغیرہ کو بخوبی بیان کیا گیا ہے۔

(۴)- چہارم یہ کہ اس میں راویوں کے نام ان کے القاب انکی کنیت اور اس کے علاوہ ضروری فوائد بھی ذکر کیے ہیں جن کا علم الرجال کے ساتھ خاص تعلق ہے اسی وجہ سے جامع ترمذی کا پڑھنا گویا کہ تمام علوم پر حاوی ہونا اور انہیں ضبط کرنا ہے امام ترمذی کا خود اپنا بیان ہے کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو میں نے یہ نسخہ علماء حجاز کو دکھایا تو انہوں نے بیحد پسند کیا۔ پھر میں نے علماء خراسان کے روبرو پیش کیا تو انہوں نے بھی خوشی کا اظہار کیا پھر علماء عراق کی خدمت میں لے گیا تو انہوں نے بھی تعریف کی، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو اور وہ اسے پڑھے تو گویا کہ اس گھر میں خود نبی صلے اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے ہیں بعض علمائے اندلس نے اس جامع کی تعریف میں ایک مستقل نظم بھی لکھی ہے۔ جس کے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

---

[1] بستان المحدثین

Marfat.com

کتاب الترمذی ریاض علم　　حکت ازہارھا ازھرالنجوم

جامع ترمذی گویا کہ علم کا ایسا باغ ہے کہ جسکے پھول ستاروں کے مشابہ ہیں

ومن حسن یلیھا اوغریب　　وقد بان الصحیح من السقیم

اس میں بعض احادیث صحیح ہیں اور بعض غریب تو انہوں نے صحیح کو سقیم سے ممتاز بھی کر دیا ہے۔

جزی الرحمٰن خیراً بعد خیر　　ابا عیسیٰ علی الفعل الکریم

اللہ تعالےٰ ابوعیسیٰ کو اس نیک کام کے بدلے میں پے درپے جزائے خیر اور بھلائیاں عطا کرے۔

امام ترمذی کا سن ولادت ۲۰۹ ہجری ہے اور انکی وفات ۲۷۹ھ رجب کی تیرہ[۱۳] بروز سوموار خاص ترمذ میں ہوئی رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

احمد بن شعیب نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ: آپ کی ولادت ۲۱۴ھ میں ہوئی ہوش سنبھلنے پر، شام مصر، حجاز، عراق، خراسان، اور انکے علاوہ بھی بہت سے شہروں کا گشت کیا اور وہاں کے بڑے بڑے شیوخ جن کی خدمت میں رہ کر علم حدیث پڑھا تو سب سے پہلے جب قتیبہ بن سعید کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اسوقت آپ کی عمر پندرہ برس کی تھی انکی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا امام نسائیؒ کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ شافعی المذہب تھے۔ اور صومِ داؤدی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔

امام نسائی کی بیویاں:۔ آپ کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اور ہر ایک کے پاس ایک شب ٹھہرتے تھے اور ان کے علاوہ لونڈیاں بھی تھیں۔

انکی موت کا بھی عجیب واقعہ ہے کہ جب آپ نے مناقب مرتضوی پر کتاب "الخصائص" تصنیف کی اور اس سے فارغ ہوئے تو چاہا کہ اسے دمشق کی جامع مسجد

اہ بستان المحدثین

Marfat.com

ہیں پڑھ کر سنایا جائے تاکہ بنی امیہ کی سلطنت کی وجہ سے عوام میں جو ناز یبا رجحان پیدا ہو گیا ہے اسکی اصلاح ہو جائے ابھی اسکا تھوڑا سا حصہ پڑھا ہی تھا کہ ایک شخص اٹھا اور کہا کیا آپ نے معاویہ رضی کے مناقب پر بھی کچھ لکھا ہے تو امام نسائی نے جواب دیا انکے مناقب کہاں۔ تو یہ سنتے ہی لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا شروع کر دیا تو انکے خصیتین پر بھی شدید ضربیں آئیں جسکی وجہ سے آپ بے حد زخمی اور نڈھال ہو گئے۔ خادم نے اٹھایا تو آپ کو گھر لے آیا آپ نے حکم دیا کہ مجھے ابھی ابھی مکۃ المکرمہ پہنچا دو۔ تاکہ میرا انتقال وہاں ہو تو پھر آپ کا انتقال مکہ میں ہی ہوا اور آپ کو صفا اور مروہ کے درمیان دفن کر دیا بعض کا خیال ہے کہ مکہ جاتے ہوئے بمقام شہر رملہ جو فلسطین کا شہر ہے۔ وہاں آپ کا انتقال ہوا اور پھر آپ کی نعش مکۃ المکرمہ پہنچائی گئی اور آپ کی وفات کا سن ۳۰۳ھ تیرہ ۱۳ صفر بروز پیر ہے رحمۃ اللہ تعالےٰ [1]

ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ :-

یہ سنن ابن ماجہ کے مصنف ہیں ۲۰۹ ہجری میں پیدا ہوئے ہوش سنبھلنے پر کوفہ، بغداد، مکہ، مدینہ، شام، مصر، بصرہ اور عراق کا سفر کیا اور حدیث کے تمام علوم کے بارے میں واقفیت حاصل کی پھر بہت سی کتابیں لکھیں جن تمام سے زیادہ تر مشہور ابن ماجہ ہے جو صحاح ستہ میں شمار ہے جب اسکی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسکو ابو زرعہ رازی کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر یہ کتاب اگر لوگوں کے ہاتھوں میں آ گئی تو اکثر حدیث کی موجودہ کتابوں کی طرف کوئی توجہ نہیں دیگا کیونکہ اس میں حدیثوں کو بلا تکرار ذکر کیا گیا ہے۔ اور حسن ترتیب اور اختصار کے اعتبار سے بھی اس کتاب کے ہمسر کوئی کتاب نہیں تو ابو زرعہ نے بھی اس کے صحیح ہونے کی گواہی دی ہے۔

---

[1] بستان المحدثین

Marfat.com

اور کہا کہ میرا ظن غالب ہے کہ اس میں ایسی روائتیں جن کے راوی متہم بالوضع اور شدید النکارۃ ہیں تین۳ سے زیادہ نہیں ہونگے تو آخر آپکا انتقال ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ انوار کے دن ہوا اور سوموار کے دن دفن کئے گئے رحمہ اللہ تعالےٰ [۱]

امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ:۔ کنیت ابوبکر اور نام احمد بن الحسین ہے بیہق چندگاؤں کا نام ہے جو باہم منصل تھے اور نیشاپور سے تقریباً تیس کوس کے فاصلہ پر واقع تھے۔ ان سب سے بڑا گاؤں خسروجرو ہے وہاں ہی امام بیہقیؒ کی قبر ہے آپ کی ولادت ۳۸۴ ہجری ماہِ شعبان میں ہوئی تحصیل علم کے لئے بغداد، کوفہ، خراسان اور دوسرے اسلامی ملکوں کا سفر کیا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بے پناہ حافظہ دیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ زہد وتقوی میں بھی بے مثال تھے۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے انکے علم وفہم میں بہت برکت رکھی تھی۔ اور ایسی ایسی عجیب وغریب اور نادر کتابیں لکھیں جو ان سے پہلے کسی نے نہیں لکھیں ان نافع کتابوں سے انکی ایک کتاب کتاب الاسماء والصفات ہے۔ سبکیؒ کا بیان ہے کہ اس کتاب کی نظیر نہیں ملتی اسی طرح دلائل النبوۃ یہ تین جلدوں میں ہے مناقب شافعی اور کتاب دعوات الکبیر کی ایک ایک جلد ہے امام سبکی کا بیان ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ چار کتابیں دنیا میں بے مثل ہیں جن کی نظیر اس عالم میں نہیں ہے۔ کتاب الزہد، کتاب البعث والنشور، ترغیب وترہیب اور کتاب الخلافیات بھی انہی کی کتابیں ہیں جن کی ایک ایک جلد ہے مگر کتاب الخلافیات دو جلدوں میں ہے اربعین کبریٰ، اربعین صغریٰ، اور کتاب الاسرار بھی ہیں انکے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں ہیں جو تقریباً سب کی سب ہزار جزو کے قریب پہنچ جاتی ہیں۔

محمد بن عبد العزیز مروزی کا خواب: ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق ہے جس کو آسمان کی طرف فرشتے لے جارہے ہیں اور اُن کے اردگرد ایک ایسا

[۱] بستان المحدثین

Marfat.com

چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو حیران کرتا جا رہا ہے میں نے دریافت کیا یہ کیا چیز ہے تو ان فرشتوں نے جواب دیا کہ اسمیں امام بیہقی کی کتب ہیں جو بارگاہِ الٰہی میں قبول ہو چکی ہیں جس وجہ سے اب ہم انہیں اوپر لے جا رہے ہیں تو آخر آپ کا انتقال جمادی الاولیٰ کی دس ۴۵۸ ہجری شہر نیشاپور میں ہوا اور پھر تابوت میں رکھ کر بیہق لائے گئے اور خسروجرد میں دفن کر دیئے گئے ۔ رحمہ اللہ تعالیٰ تو آپ کبھی کبھی اشعار بھی کہا کرتے تھے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں ۔

مَنِ اعْتَزَّ بِالْمَوْلیٰ فَذَاکَ جَلِیْلٌ   وَمَنْ رَامَ عِزًّا عَنْ سِوَاہُ ذَلِیْلٌ

جو شخص اللہ تعالیٰ سے عزت کا طلبگار ہو تو حقیقت میں وہ ہی معزز ہے اور جو غیر سے طلبگار ہو تو حقیقت میں وہ ہی ذلیل ہے ۔

وَلَوْ اَنَّ نَفْسِیْ مُذْ بَرَاھَا مَلِیْکُھَا   مَضٰی عُمْرُھَا فِیْ سَجْدَۃٍ لَقَلِیْلٌ

میرا نفس جب کہ اسکو اسکے مالک نے پیدا کیا ہے اگر تمام عمر ایک ہی سجدہ میں گزار دے تو یہ بھی نہایت تھوڑی ہے ۔

اُحِبُّ مُنَاجَاۃَ الْحَبِیْبِ بِاَوْجُہٍ   وَلٰکِنَّ لِسَانَ الْمُذْنِبِیْنَ کَلِیْلٌ

میں اپنے حبیب اور محسن حقیقی کی مناجات کو بڑے عمدہ طریقہ سے پسند کرتا ہوں لیکن کیا کیا جائے گنہگاروں کی زبان نہیں چلتی ۔

عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی رحمۃ اللہ تعالیٰ :-

امام دارمی کی ولادت ۱۸۱ھ اور وفات ۲۵۵ھ عرفہ کے دن بروز جمعہ واقع ہوئی اور یہی سال عبداللہ بن مبارک کی وفات کا ہے ، علم حدیث کے لئے بہت سے شہروں کا سفر کیا اور اس پایہ کے محدث بنے کہ امام مسلم بن حجاج مؤلف صحیح مسلم ، ابوداود ، ترمذی ، امام احمدؒ کے صاحبزادے اور محمد بن یحییٰ ذہلی بھی ان سے روایت کرتے ہیں عبداللہ جو امام احمد بن حنبلؒ کے صاحبزادے ہیں اپنے والد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ خراسان میں علم حدیث کے چار حافظ تھے ابو زرعہ رازی ، محمد بن اسماعیل بخاری ، عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی سمرقندی اور ،

Marfat.com

حسن بن شجاع بلخی، جب امام دارمی کے فوت ہونے کی خبر محمد بن اسماعیل کو پہنچی تو انتہائی صدمہ کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ پڑھا اور رونے لگے اور بے ساختہ حسرت آمیز یہ شعر آپ کی زبان پر آگیا حالانکہ وہ اشعار جو حدیثوں میں ذکر کئے گئے ہیں انکے علاوہ آپ کبھی کوئی شعر نہیں پڑھا کرتے تھے۔

ان تبق تفجع بالاحبة کلها   وفناء نفسك لا ابالك افجع [1]

اگر تو زندہ رہتا تو سب دوستوں کی مفارقت کا صدمہ تجھ کو ہی اٹھانا پڑتا مگر آپ کا فوت ہونا ان سب سے دردناک ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ تعالیٰ:-

امام صاحب کا نام ونسب (علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ ہے اور کنیت ابو الحسن ہے شافعی المذہب تھے دارقطن بغداد کے ایک محلہ کا نام ہے وہاں ۳۰۶ھ میں پیدا ہوئے ابو القاسم بغوی، ابوبکر بن ابی داود ابن صاعد حسین بن محاملی اور انکے علاوہ اور بھی بہت سے محدثین سے حدیث کی سماعت کی، بغداد، کوفہ، شام، مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کا سفر کیا حاکمؒ عبد الغنی منذری صاحب ترغیب وترہیب اور ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ الاولیاء، یہ سب محدثین کرام ان کے شاگرد ہیں۔ ایک روز امام دارقطنیؒ کی علمی وسعت دیکھ کر کسی آدمی نے پوچھا کیا آپ جیسا کوئی دوسرا شخص ہے تو خاموش ہوگئے کوئی جواب نہ دیا اور یہ آیت پڑھی (فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی) امام صاحب کی وفات ۳۸۵ھ ذی قعدہ کی آٹھویں تاریخ بروز جمعرات ہوئی حافظ ابو نصر بن ماکولا کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں دارقطنی کا حال فرشتوں سے دریافت کر رہا ہوں۔ اور پوچھتا ہوں کہ امام دارقطنیؒ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا تو فرشتوں نے جواب دیا کہ جنت میں انکا لقب امام ہے [2]

---

[1] بستان المحدثین [2] بستان المحدثین

Marfat.com

امام ابونعیم رحمہ اللہ تعالےٰ:- نام احمد بن عبداللہ بن احمد ہے ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور تھوڑی عمر میں ہی مشائخ نے انکو حدیث کی اجازت دے دی تھی۔ جب جوان ہوئے تو بڑے بڑے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا خطیب بغدادی انکے خاص الخاص شاگردوں سے ہیں انکے علاوہ ابوسعید مالینی، ابوصالح مؤذن ابوعلی حسن بن احمد حداد، ابوسعید محمد بن محمد بن المطراز، ابومنصور محمد بن عبداللہ شروطی اور انکے علاوہ بھی بہت سے محدثین کو انکی شاگردی کا شرف حاصل ہے انکی نادر کتابوں سے حلیۃ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جو اپنے موضوع میں نہایت ہی اعلیٰ ہے اور امام صاحب کی زندگی میں ہی یہ کتاب اسقدر مشہور اور مقبول ہوئی کہ نیشاپور میں اس کا ایک نسخہ پانچ سو دینار میں خریدا گیا اس کے علاوہ انکی اور بھی بہت سی نادر کتابیں ہیں مثلاً کتاب معرفۃ الصحابۃ، دلائل النبوۃ، کتاب المستخرج علی البخاری، کتاب المستخرج علی المسلم، کتاب تاریخ اصفہان، کتاب صفۃ الجنۃ کتاب الطب، کتاب فضائل الصحابۃ اور ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے اور بھی بہت سے رسالے ہیں آخر آپ نے اس دارِ فانی سے ۴۳۰ھ بیس محرم کو رحلت فرمائی عبدالملک بن بشر بغدادی جو عراق کے مسند محدث تھے۔ اور ابوعبدالرحمٰن اسماعیل بن احمد الحیری جو مشہور محدث اور مفسر تھے۔ انہوں نے بھی اسی سال وفات پائی رحمہم اللہ تعالےٰ۔

الاسماعیلی:- کنیت ابوبکر ہے اور احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن عباس اسماعیلی نام ہے جرجان شہر میں اپنے وقت کے امام تھے حدیث اور فقہ میں انکو لوگ مقتدا سمجھتے تھے امام بخاری کی وفات کے اکیس سال بعد ۲۷۷ ہجری میں پیدا ہوئے ابتداء میں ہی علم حدیث پڑھنے کا بے حد شوق تھا مگر ان کے عزیز و اقارب پڑھنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اور قسما قسم کے حیلے بہانے کر کے انکو اس ارادہ سے روکتے تھے۔ آخر جس چیز کی محبت اور لگن دل میں بیٹھ چکی ہو وہ کب نکل سکتی ہے تو ایک دن ایسا ہوا کہ محمد بن ایوب رازی

Marfat.com

جو اپنے وقت کے بہت بڑے محدث تھے فوت ہوگئے جب احمد بن ابراہیم نے انکی وفات کی خبر سنی تو اپنے گھر میں رونے پیٹنے اور سر پر خاک ڈالنے لگے جب انکی یہ حالت دیکھی تو عزیز و اقارب سب جمع ہوگئے اور پوچھا کہ آپ کو کیا ہوا تو انہوں نے کہا مجھے اس بات کا صدمہ ہے کہ دیکھو ہمارے اس زمانہ میں اتنے بہت بڑے محدث کا انتقال ہوگیا ہے لیکن تمہاری اجازت نہ دینے کی وجہ میں ان کے اس علمی خزانہ سے محروم رہ گیا اور ان سے کچھ استفادہ نہ کرسکا تو جب ان کے رشتے داروں نے انکی یہ حالت دیکھی تو پھر انکو تسلی دی اور کہا کہ آپ زیادہ پریشان نہ ہوں کیونکہ ابھی تو بہت سے علماء زندہ ہیں لہذا آپ کو ہماری طرف سے بھی اجازت ہے کہ جہاں چاہیں آپ پڑھیں چنانچہ پھر آپ اسی وقت ہی گھر سے نکلے اور (رنبی) حسن بن سفیان کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر وہاں سے بغداد، کوفہ، بصرہ، انبار موصل اور جزیرہ کا بھی سفر کرکے وہاں کے اکابر محدثین سے خوب پڑھا اور پھر اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں مصروف ہوگئے۔ صحیح اسماعیلی کے علاوہ انکی اور بھی کتابیں ہیں (مسند کبیر) جو بہت ضخیم ہے جس کی تقریبًا ایک سو جلدیں ہیں وہ بھی انہی کی کتاب ہے آخر آپ نے ۳۷۱ھ صفر کے شروع میں ہی اس دار فانی سے انتقال فرمایا رحمہ اللہ تعالیٰ [1]

امام بغوی رحمہ اللہ تعالیٰ

کنیت ابو محمد ہے اور نام حسین بن مسعود البغوی ہے، بغو، یہ ایک شہر ہے جو ہرات اور مَرْو کے درمیان واقع ہے اسکی طرف نسبت ہے اور انکو خاص کر تین علوم میں بیحد مہارت تھی۔ بے نظیر محدث تھے۔ بے عدیل مُفسّر تھے اور بے مثال فقیہ تھے، شافعی مذہب رکھتے تھے، تمام عمر درس و تدریس اور تصنیف کرنے میں گزار دی ہمیشہ باوضو درس دیتے تھے۔ اور کثرت سے روزے رکھتے تھے انکی بھی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے زیادہ مشہور و معروف کتاب المصابیح شرح السنۃ کتاب التہذیب فی الفقہ اور تفسیر معالم التنزیل ہیں آخر ۵۱۶ھ

---

[1] بستان المحدثین

Marfat.com

میں انتقال فرمایا اور اپنے شیخ قاضی حسین کے مقبرہ میں دفن کئے گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ :- طبرانی کی کنیت ابو القاسم ہے اور نام سلیمان ہے احمد بن ایوب بن مطیر لخمی طبرانی کے بیٹے ہیں ملک شام کے شہر (عکہ) میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے تحصیل علم کے لئے بہت سے علاقوں کا سفر کیا طبرانی کے والد بزرگوار کو بھی بیحد شوق تھا کہ میرا بیٹا اللہ تعالیٰ کا دین پڑھ جائے لہذا انکو خود لے کر شیوخ کی خدمت میں لے جاتے اور انکو تاکید کرتے اللہ تعالیٰ نے انکو حافظہ بھی بے بہا دیا تھا اسی لئے تحصیل علم کے بعد ہی متصل بہت سی نادر کتابیں لکھیں جن میں سے طبرانی زیادہ مشہور ہے اس کے متعلق خود امام صاحب کا بیان ہے کہ یہ میری جان ہے کتاب المناسک، کتاب الدعا، کتاب عشرۃ النساء، کتاب دلائل النبوۃ یہ بھی انہیں کی کتابیں ہیں اور انکے علاوہ قرآن مجید کی ایک تفسیر بھی لکھی ہے۔ ابو العباس احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں نے امام طبرانی سے تین لاکھ حدیثیں لکھی ہیں فرقہ قرامطہ اسماعیلیہ جو اسی زمانہ میں اہل سنت کے سخت دشمن تھے انہوں نے آخری عمر میں ان پر اس غصے کی بناء پر جادو کر دیا تھا کہ انہوں نے اس حدیث سے انکے مذہب کا کیوں رد کیا ہے چنانچہ اسی وجہ سے انکی ظاہری بصارت چلی گئی تھی تو آخر آپ کا انتقال ۳۶۰ھ ماہ ذیقعدہ میں ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب حلیۃ الاولیاء نے نماز جنازہ پڑھائی دو ماہ اور ایک سو سال کی عمر پائی تھی۔

ابو یعلی موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ :- امام ابو یعلیٰ جزیرہ کے محدثین سے ہیں ان کا نام احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن ہلال تمیمی موصلی ہے۔ موصل شہر کا نام ہے جس کی طرف نسبت ہے ۲۲۰ھ میں آپ پیدا ہوئے، علی بن الجعد، یحییٰ بن معین اور اکابر محدثین کے شاگرد تھے علم و حلم زہد و تقویٰ اور امانت و دیانت میں بے نظیر تھے مسند ابو یعلیٰ تحریر کی تو وہ تمام مسندات میں ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے نہریں اور ابو یعلیٰ کی

Marfat.com

مسند دریا ناپیدا کنار کی طرح ہے انکی ثلاثیات بھی ہیں محدثین کی اصطلاح میں ثلاثیات ان روایات کو کہتے ہیں جن میں اس محدث اور رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطے ہوں آخر آپ سنہ ۳۰۷ھ میں انتقال فرمایا جب فوت ہوئے تو اسوقت موصل کے تمام بازار بند ہو گئے اور تمام لوگ روتے اور افسوس کرتے ہوئے انکے جنازہ میں شریک ہوئے۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ لہٗ

ابن حبان :- انکی کنیت ابو حاتم اور نام محمد بن حبان ہے بستان میں جو شہر بست تھا اس کے رہنے والے تھے اسی وجہ سے بستی بھی کہلاتے ہیں امام نسائی کے شاگرد ہیں اور حاکم کے استاذ ہیں ابن حبان کے بہت سے شیوخ تھے۔ جیسا کہ خود انکا بیان ہے۔ "لعلنا کتبنا عن الفی شیخ" خیال ہے کہ ہم نے دو ہزار شیوخ سے علم حدیث لکھا ہے ایک مرتبہ ان پر سخت مصیبت بھی آئی جس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے یہ کہہ دیا تھا (النبوۃ العلم والعمل) کہ نبوت علم وعمل کا نام ہے تو اکثر علماء نے اس کا انکار کیا اور ان پر زندیق کا فتویٰ لگا دیا حتی کہ یہ خبر خلیفہ وقت تک بھی پہنچ گئی تو اس نے قتل کا حکم صادر کیا۔ آخر بعض محدثین نے یہ کہا کہ (ذلك نفس فلسفی) یہ فلسفی آدمی ہے لیکن اس کا یہ قول عقائد حقہ سے دور بھی نہیں ہے کیونکہ اسکی مراد یہ نہیں کہ نبوت ایک کسبی چیز ہے جسکو علم وعمل کی ریاضت سے حاصل کیا جا سکتا ہے جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کے لئے ایک ایسا پاکیزہ نفس ہونا چاہیے جو علم وعمل میں اعلیٰ مراتب رکھتا ہو یعنی وہ مقام صدیقیت پر ہو تو پھر اسے طریق وہبی سے نبوت عطا کی جاتی ہے جیسا کہ ارشاد باری ہے (اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ) اللہ تعالےٰ نبوت اس شخص پہ رکھتا ہے جسکی لیاقت کا اسے خوب علم ہوتا ہے) تو انہوں نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں جن سے زیادہ تر مشہور (صحیح ابن حبان) ہے آخر ۳۵۴ھ شوال کی بائیسں ۲۲ تاریخ کو وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ :-

---

۱؎ بستان المحدثین

Marfat.com

امام حاکم رحمۃ اللہ تعالٰے:

کنیت ابو عبداللہ اور نام محمد بن عبداللہ بن محمد ابن حمدویہ ہے چونکہ یہ عہدہ قضاء پر مامور تھے ۔ اسی وجہ سے انکا لقب حاکم پڑ گیا۔ تحصیل علم کے بعد بہت سی کتابیں لکھیں جن سے زیادہ مشہور مستدرک حاکم ہے مجموعی اعتبار سے یہ ایک عمدہ کتاب ہے۔ لیکن اس میں بعض ایسی بھی روایات ہیں کہ جن کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ صحیحین کی شرط پر ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہے اور یہ بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کے زمانہ میں صرف چار شخص تھے جو مملکت اسلامیہ میں بڑے پایہ کے محدث تھے دارقطنی تو بغداد میں ابو عبداللہ بن مندہ، اصفہان میں عبدالغنی، مصر میں اور حاکم نیشاپور میں، حضرت حاکم کی ولادت ۳۲۱ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی اور وفات ۴۰۵ھ ماہ صفر میں ہوئی تھی انکی وفات کا واقعہ بھی عجیب ہے کہ ایک روز حمام میں غسل کرنے کی غرض سے تشریف لے گئے۔ فارغ ہونے کے بعد جب باہر نکلے تو زور سے چیخ ماری اور روح پرواز کر گئی۔

انتقال کے بعد کسی شخص نے انکو خواب میں دیکھا اور حال پوچھا تو فرمایا کہ اللہ تعالٰے نے مجھے بخش دیا پوچھا کس سبب فرمایا حدیث لکھنے کی وجہ سے

(رحمہ اللہ علیہ)

خطیب بغدادی رحمہ اللہ تعالٰی:-

کنیت ابوبکر ہے نام ونسب احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی ۳۹۲ھ چوبیس ۲۴ ذیقعدہ کو جمعرات کے روز پیدا ہوئے گیارہ سال کے تھے جب کہ علم کی تلاش شروع کر دی پھر اس کے بعد بہت سے علاقوں کا حصول علم کے لئے سفر کیا پھر آخر بغداد میں مقیم ہو گئے۔ بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں جن سے زیادہ تر مشہور تاریخ بغداد ہے جس کے جزو ثانی میں بغداد کی تعریف کی ہے اسکی بنیاد اور ساکنان شہر کے محاسن واخلاق ذکر کئے ہیں پھر اس کے بعد بغداد کے دریائے فرات اور دجلہ کا ذکر کیا ہے۔

Marfat.com

خطیب بغدادی کی تین دعائیں :-

خطیب بغدادی مستجابۃ الدعوۃ تھے جیسا کہ ایک دفعہ حج کے موقع پر جب کہ آب زمزم کے کنویں پر گئے۔ تو اسی وقت زمزم پیتے وقت تین دعائیں کیں پہلی یہ کہ تاریخ بغداد ایسی مقبول ہو کہ لوگ اس سے روایت کریں۔ دوسری یہ کہ بغداد کی بہترین جگہ جو جامع منصور ہے وہاں حدیث کی تعلیم اور اسکی املاء میں مشغول رہوں تیسری یہ کہ میری قبر بشر حافی کے متصل ہو تو اللہ تعالےٰ نے ان کی تینوں یہ دعائیں قبول فرمائیں چنانچہ پھر بغداد میں انکا اس قدر عروج ہوا کہ بادشاہ نے یہ حکم جاری کر دیا کہ کوئی عالم کوئی خطیب اور کوئی واعظ اسوقت تک کوئی حدیث بیان نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اسکو خطیب پر پیش کر کے اس کے بیان کرنے کی ان سے اجازت نہ لے لے۔

یہودیوں کی ایک سازش :-

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ بعض یہودی جو خیبر میں آباد تھے۔ عمر فاروق رضؓ کے زمانہ میں خیبر سے اٹھ کر ملک شام کے اطراف وجوانب میں منتشر ہو گئے۔ تو ایک مرتبہ یوں ہوا کہ یہ سب جمع ہو کر بغداد کے حاکم کے پاس آئے اور ایک خط لا کر پیش کیا جو جناب حضرت علی کا لکھا ہوا تھا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پر مہر بھی تھی۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ ہم نے یہودیوں کے فلاں فلاں قبیلے سے جزیہ ساقط کر دیا ہے تو خلیفہ وقت نے جب وہ خط حضرت خطیب کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے فوراً کہا کہ یہ خط ایک سازش کے تحت لکھا گیا ہے کیوں کہ اس میں حضرت معاویہ رضؓ اور سعد بن معاذ رضؓ کی گواہی بھی درج ہے۔ حالانکہ جب خیبر فتح ہوا تھا تو اسوقت نہ تو حضرت معاویہ مسلمان ہوا تھا اور نہ ہی آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا انکو شرف حاصل تھا اور سعد بن معاذ رضؓ تو غزوہ خیبر میں موجود نہ تھے۔ کیونکہ وہ تو غزوہ خندق میں تیر لگنے کی وجہ سے بنو قریظہ کا فیصلہ کرنے کے بعد فوراً شہید ہو گئے۔ تو جو صحابہ اسوقت موجود ہی نہ تھے تو انکی شہادت کس

Marfat.com

طرح ثبت ہو سکتی ہے تو پھر آخر وہ سب ناکام ہو کر واپس ہوئے حضرت خطیب کا انتقال ۴۶۳ھ سات ذوالحجہ کو ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ وفات کے بعد بغداد کے صالحین میں سے ان کو کسی نے خواب میں دیکھا اور حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا انا فی رَوْحٍ وَرَیْحَانٍ وَجَنَّۃُ نَعِیْمٍ میں راحت و آرام اور نعمتوں کے جنت میں رہتا ہوں، کبھی کبھی اشعار بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ جن سے چند اشعار حسب ذیل ہیں۔

ان کنت تبغی الرشاد محضًا لامرك دنیاك والمعاد

اگر تو اپنی آخرت اور دنیا کے کاموں میں خالص ہدایت چاہتا ہے۔

فخالف النفس فی ھواھا ان الھوی جامع الفساد

تو چاہیے کہ تو اپنے نفس امارہ کی خلاف ورزی کر کیونکہ اسکی خواہش اپنے اندر ہر طرح کی برائی رکھتی ہے۔

حضرت خطیب کا کتب خانہ:- خطیب کے فوت ہونے کے بعد ان کا تمام کتب خانہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف کر دیا تھا۔ کیونکہ انہوں نے بیمار ہونے کے وقت بادشاہ کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ میرا کوئی وارث نہیں اگر اجازت ہو تو بیت المال کے علاوہ میں اپنی تمام جائیداد فی سبیل اللہ وقف کر دوں تو بادشاہ نے بڑی خوشی سے اجازت دے دی۔ حضرت خطیب اپنی زندگی میں بے حد صدقہ خیرات بھی کیا کرتے تھے اور قرآن مجید کی اسقدر تلاوت کرتے کہ سفر حج کے موقع پر ہر روز ایک قرآن ختم کر لیا کرتے تھے۔ اور اس ترتیل سے پڑھتے کہ سب لوگ لفظ بلفظ سنتے [۱]

---

[۱] بستان المحدثین۔

Marfat.com

ابوبکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ تعالیٰ :-

انکی کنیت ابوبکر ہے اور نام عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ہے ابوبکرؒ کوفے کے رہنے والے تھے ابوزرعہ رازی کا بیان ہے کہ ہمارے زمانہ میں چار شخص تھے جن کو علم حدیث کا منتہا سمجھا جاتا ہے۔ ابوبکر بن ابی شیبہ حدیث بیان کرنے میں یکتا تھے احمد بن حنبلؒ حدیث اور فقہ دونوں میں کمال رکھتے تھے ابن معین جمع اور تکثیر حدیث میں ممتاز تھے علی بن مدینی، یہ حدیث کے مخرج اور ان کے علل کے علم میں یگانہ تھے۔ اور انکی بہت سی تصانیف بھی ہیں جن میں زیادہ تر مشہور مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ ہے آخر ۲۳۵ھ ماہ محرم میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ

ابوبکر احمد بن علی المروزی رحمہ اللہ تعالیٰ :-

حدیث کے حافظ تھے اور دمشق میں قاضی کے عہدے پر مامور تھے انکی تصانیف اور مسانید بھی ہیں آخر دمشق میں ہی ۹۲ میں وفات پائی (رحمۃ اللہ تعالیٰ)

احمد بن عمرو بن عبد الخالق رحمہ اللہ تعالیٰ :-

انکی کنیت ابوبکر ہے، مسند بزار کے مصنف ہیں بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ہدبہ بن خالد، جو بخاری اور مسلم کے شیخ تھے اور عبدالاعلیٰ بن حماد، حسن بن علی بن راشد اور عبداللہ بن معویہ سے حدیث کا علم حاصل کیا ابوالشیخ، طبرانی، عبدالباقی بن قانع اور دیگر محدثین کے خود بھی استاذ ہیں۔ آخر ملک شام کے شہر رملہ میں ۲۹۲ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ

ابوعوانہ رحمہ اللہ تعالیٰ :-

ان کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے، اسفرائن کے رہنے والے تھے بعد میں نیشاپور میں رہائش پذیر ہو گئے تحصیل علم کے لئے بہت سے علاقوں کا سفر کیا، حدیث میں مسلم بن حجاج، یونس بن عبدالاعلیٰ، اور

Marfat.com

محمد بن یحییٰ ذہلی کے شاگرد ہیں، طبرانی، ابوبکر اسمعیلی اور ابو علی نیشاپوری اور دیگر محدثین کے خود بھی استاذ ہیں انکی مشہور کتاب صحیح ابوعوانہ ہے، حضرت حاکمؒ نے انکے بارے میں لکھا ہے (ابوعوانہ من علماء الحدیث واثبا تھم سمعت ابنہ محمدا یقول انہ توفی سنۃ ست عشرۃ وثلث مائۃ) ابوعوانہ حدیث کے ثقہ علماء میں سے ہیں اور میں نے انکے بیٹے محمد سے سنا فرماتے تھے کہ ابوعوانہ کی وفات ۳۱۶ھ میں ہوئی رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

ابوداؤد الطیالسی رحمۃ اللہ تعالےٰ:۔ نام سلیمان بن داؤد بن جارود طیالسی ہے اصل میں فارس کے رہنے والے تھے بعد میں بصرہ میں رہائش پذیر ہوگئے تقریبًا ایک ہزار شیوخ سے انہوں نے علم حاصل کیا خاص کر احادیث طویلہ کو خوب محفوظ رکھتے تھے۔ اور اپنے زمانہ میں اسی کمال کے ساتھ مشہور و معروف تھے۔ یحییٰ بن معین، ابن المدینی، فلاس، وکیع اور دوسرے بہت سے علماء نے فن رجال میں انکی بیحد تعریف کی ہے اور حقیقت ہے کہ وہ واقع ہی اسی طرح کے آدمی تھے آخر اسیٰ سال کی عمر پاکر ۲۰۴ھ میں انتقال فرمایا یاد رکھنا کہ یہ ابوداؤد وہ ابوداؤد نہیں جن کی سنن صحاح ستہ میں داخل ہے بلکہ یہ ان سے کافی عرصہ پہلے گزرے ہیں جیسا کہ انکی تاریخ وفات سے ظاہر ہے رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

عبداللہ بن مبارک:۔

حضرت عبداللہ کی ولادت ۱۱۸ھ یا ۱۱۹ھ کو ہوئی سب سے پہلے امام ابوحنیفہؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ جب فوت ہوگئے تو پھر مدینہ منورہ کا رخ کیا اور امام مالک رحمۃ اللہ کی خدمت میں رہ کر علم کی تکمیل کی اسی وجہ سے انکا اجتہاد بہیئت مجموعی دو طریق پر ہے یہی وجہ ہے کہ احناف انکو اپنی جماعت میں داخل کرتے ہیں اور مالکیہ انکو اپنے طبقات میں لاتے ہیں، حضرت عبداللہ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین جیسے محدثین کے استاذ ہیں۔

Marfat.com

ابنِ مبارک اپنے شیخ کی نظر میں :- امام ثوری سے خود انہوں نے علم حاصل کیا باوجود امام ثوری شیخ ہونے کے فرمایا کرتے تھے میں نے بہت کوشش کی کہ ایک برس کے ہی شب و روز ابن المبارک کی وضع پر گزاروں مگر مجھ سے نہ ہوسکا اور کبھی کبھی یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ کاش میری تمام عمر حضرت ابن المبارک کے تین شب و روز کے برابر ہی ہوتی۔

ابن مبارک کے شیوخ :- حضرت ابن المبارک کا بیان ہے کہ میں نے چار ہزار شیوخ سے علم حاصل کیا اور روایت صرف ایک ہزار سے کی ہے۔ علی بن حسن بن شفیق کا بیان ہے کہ میں ایک دن ابن المبارک کے ہمراہ عشاء کی نماز پڑھکر باہر آیا تو ان سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا انہوں نے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر کھڑے کھڑے صبح ہوگئی اور مؤذن نے آکر صبح کی آذان دی حضرت فضیل بن عیاض حضرت ابن المبارک کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ (و رب ھذا البیت ما رأیت عینای مثل ابن المبارک ،، مجھے اس بیت اللہ کے رب کی قسم ہے کہ میری نظروں نے ابن المبارک جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا ایک دن چند آدمی ابن المبارک کے پاس علمِ حدیث پڑھنے کے لئے گئے اور کہا (یا عالم المشرق حدثنا) اے مشرق کے عالم حدیث سنائیے۔ سفیان ثوری بھی اسی جگہ تشریف فرما تھے تو انہوں نے فرمایا (و یحکم عالم المشرق و المغرب و ما بینھما ان کنتم تعقلون) تم پر افسوس ہو تم نے کیا کہا وہ تو مشرق و مغرب اور اس کے مابین کے عالم ہیں اگر تم کچھ عقل رکھتے ہو۔

رقہ میں داخلہ :- ایک دن ابن المبارک جب رقہ شہر میں داخل ہوئے تو اسوقت ہارون رشید خلیفہ عباسی بھی وہاں موجود تھا تمام شہر میں شور و غل برپا ہوا تو لوگوں نے کہا کہ خراسان کے ایک محدث تشریف لائے ہیں جس کا نام عبداللہ بن مبارک ہے اس کے

Marfat.com

استقبال اور زیارت کے لئے مخلوق کھنچی چلی آرہی ہے تو ہارون کی ایک کنیز نے کہا کہ درحقیقت بادشاہت تو یہی ہے جو عبداللہ بن مبارک کے پاس ہے۔ ہارون کی کیا جس کے لئے جب لوگوں کو جمع کیا جاتا ہے تو بزور چوب اور چابک کے جمع کیا جاتا ہے تو پھر بھی بعض لوگ نہیں آتے۔

ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ :-

ایک دفعہ ابن المبارک کے والد نے اپنے بیٹے کو پچاس ہزار درہم دے کر کہا کہ جاؤ اس روپے کی تجارت کرو تو ابن المبارک ان درہموں کو لیکر چلے گئے اور سب علم حدیث کی طلب میں صرف کر دیئے۔ واپس آئے تو والد نے پوچھا ان درہموں کی کیا جنس لائے ہو اور کیا کچھ کمایا ہے تو بیٹے نے اس مدت میں جتنے حدیث کے دفاتر جمع کئے تھے۔ وہ سب باپ کے سامنے پیش کر دیئے اور کہا میں تو یہ جنس لایا ہوں۔ اور یہ ایسی تجارت ہے کہ جس میں دارین کا نفع ہے تو باپ دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اپنی جیب سے تیس ہزار اور درہم دیئے اور کہا ان سے بھی وہ جنس لاؤ جو پہلے خرید کر لائے ہو تاکہ تم اپنی اس جنس کو مکمل کر لو۔

مبارکؒ کی امانت و دیانتداری :-

تاریخ عامری میں ذکر ہے کہ حضرت مبارک بہت ہی متقی اور پرہیزگار تھے انکے مالک نے انکو اپنے باغ کا داروغہ مقرر کیا ہوا تھا ایک دفعہ ان کو مالک نے میٹھے انار لانے کا حکم دیا حضرت مبارک جب لائے تو وہ ترش نکلے تو مالک نے اعتراض کیا کہ کیا آپ کو ابھی تک معلوم نہیں کہ کس درخت کے انار شیریں اور کس کے ترش ہیں تو حضرت مبارک نے جواب دیا کہ جس نے ان درختوں سے انار کھایا ہو۔ اسکو ہی معلوم ہوگا۔ دوسرے کو کیا تو مالک نے پوچھا کیا آپ نے ابھی تک اس باغ سے ایک بھی پھل نہیں کھایا تو حضرت مبارک نے کہا آپ نے تو مجھے اس باغ کی حفاظت اور نگہبانی کے لئے مقرر کیا ہے تو پھل کیسے کھاؤں جب کہ آپ نے اجازت ہی نہیں دی

Marfat.com

تو مالک حضرت مبارک کی اس امانت پر بہت خوش ہوا اور کہا کہ تم اس قابل ہو کہ میری مجلس میں رہو اور باغ کی حفاظت کے لئے میں کسی اور کو مقرر کر لوں گا۔ پھر ایک روز مالک نے حضرت مبارک سے اپنی لڑکی کے رشتہ کے بارے میں مشورہ کیا تو حضرت مبارک نے فرمایا کہ جاہلیت کے عرب تو لڑکی کا رشتہ حسب ونسب کے اعتبار سے کرتے تھے۔ یہود مال کے عاشق تھے نصاریٰ جمال پر فریفتہ ہوتے تھے مگر اسلام نے تو صرف دین کا اعتبار کیا ہے اب ان چاروں سے جسے آپ پسند کریں اسی پر عمل کر لیں تو مالک کو یہ بھی انکی عاقلانہ بات بہت پسند آئی پھر اپنی بیوی سے مشورہ کیا اور اپنا خیال ظاہر کیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے لڑکی کا رشتہ حضرت مبارک سے کر دوں اگرچہ وہ غلام ہے مگر اسکی پرہیزگاری اور تقویٰ مسلم ہے تو لڑکی کی والدہ کو بھی یہ بات بہت پسند آئی تو پھر دونوں نے مشورے سے اپنی لڑکی کا نکاح حضرت مبارک سے کر دیا۔ اور اپنی جائیداد سے بھی انکو بہت سی جائیداد کا وارث بنا دیا۔ پھر نکاح کے بعد حضرت مبارک کے ہاں یہی عبداللہ پیدا ہوا جو اپنے وقت کا بہت بڑا امام اور محدث تھا چنانچہ کتاب الزہد والرقاق انہی کی کتاب ہے جو اپنے موضوع میں بے نظیر ہے آخر آپ نے ۱۸۱ ہجری رمضان المبارک میں انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ علیہ کبھی کبھی حضرت عبداللہ اشعار بھی پڑھا کرتے تھے چنانچہ یہ اشعار انہی کے ہیں۔

اری اناسا بادنی الدین قد قنعو   ولا اراھم رضوا فی العیش بالدون

لوگوں کی میں یہ حالت دیکھتا ہوں کہ دین کی باتوں میں انہوں نے تھوڑی چیز پر ہی قناعت کر لی ہے۔ مگر یہ کبھی نہیں دیکھا کہ اسباب معیشت میں بھی وہ ادنیٰ درجہ پر راضی ہو گئے ہوں۔

فاستغن باللہ عن دین الملوک کما   استغنی الملوک بدنیاھم عن الدین

جس طرح کہ بادشاہ اپنی دنیا کی وجہ سے دین سے مستغنی ہو گئے ہیں تو بھی اللہ تعالےٰ اور اس کے دین کو سینے سے لگا کر انکی دنیا سے مستغنی ہو جا۔

لے بستان المحدثین لعبدالعزیز محدث دہلوی

Marfat.com

محمد بن عامر الانطاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ:۔ حافظ ابن حجر کا بیان ہے کہ یہ ثقہ آدمی ہے ابو عمر الرملی، نے الخلاصہ میں کہا ہے کہ امام نسائی نے بھی ان سے روایات ذکر کی ہیں اور انکو ثقہ قرار دیا ہے۔

ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ:۔ "ابو محمد عبداللہ بن وہب الفہری" انکی ولادت ۱۲۵ھ کو ہوئی لیث بن سعد اور امام مالک کی طرح انکو بھی فقہی مسائل پر کافی عبور تھا ابو سعد کا بیان ہے کہ ابن وہب روایت اور عبادت میں بھی یکتا تھے۔ احمد بن صالح کا بیان ہے کہ ابن وہب نے ایک لاکھ حدیثیں بیان کی ہیں اور ان سے بڑھکر میں نے کسی اور کو نہیں پایا کہ جس نے اسقدر روایات بیان کی ہوں۔ خالد بن خداش کا بیان ہے کہ ابن وہب کے سامنے احوال قیامت کے بارے میں چند روایات پڑھی گئیں تو دل میں اسقدر اثر ہوا کہ (فخر مغشیا علیہ فلم یتکلم بکلمۃ حتی مات) زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا اور کسی سے بات تک نہ کی یہاں تک کہ فوت ہو گیا تقریباً اس وقت آپ کی عمر بہتر ۷۲ سال تھی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

عبداللہ بن یوسف الجرجانی رحمۃ اللہ علیہ:۔ بہت بڑے محدث اور فقیہ تھے جرجان میں پیدا ہوئے قاضی کے عہدے پر مامور تھے آخر ۴۸۹ھ ذی القعدہ میں فوت ہوئے رحمۃ اللہ

آدم بن ایاس رحمۃ اللہ تعالیٰ:۔ آدم بن ابی ایاس ناھیۃ، ثقہ اور بہت بڑے عبادت گزار تھے امام بخاری اور دیگر محدثین رحمہم اللہ بھی ان سے روایات لائے ہیں آخر ۲۲۱ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

عبدالرحمن السلمی رح:۔ اصل میں ابو عبدالرحمن السلمی محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن خالد الازدی السلمی النیسابوری ہیں بہت

Marfat.com

بڑے محدث، مفسر، مورخ اور صوفی تھے ۳۲۵ ہجری جمادی الآخرۃ میں پیدا ہوئے آخر ۴۱۲ ہجری شعبان کے مہینے نیسا پور میں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

ابو عبید نام قاسم بن سلام ازدی ہے بہت سی کتابوں کے مؤلف ہیں ابو داؤد کا بیان ہے کہ یہ ثقہ آدمی تھا۔ دار قطنی کا بیان ہے کہ وہ امامت کا پہاڑ تھا۔ اسحاق بن راہویہ کا بیان ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ صاحب علم اور فقیہ تھا۔ امام احمد بن حنبلؒ کا بیان ہے کہ ابو عبید نو استاذ تھا آخر ۲۲۴ ہجری میں فوت ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

حامد بن یحییٰ البلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ:- ابو داؤد نے ان سے روایات ذکر کی ہیں ابو حاتم کا بیان ہے کہ یہ صدوق تھا (مطین) کا بیان ہے کہ ۲۴۲ ہجری میں انکی وفات ہوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

ابو سعید نقاش:- نام اور نسب نامہ محمد بن علی بن عمرو بن مہدی الاصبہانی الحنبلی النقاش الحنبلی ہے بہت بڑے محدث، فقیہ، حافظ اور خاص کر اسماء الرجال کے علم میں یکتا تھے بصرہ بغداد کوفہ، جرجان، ہمدان، حرمین اور نیسا پور کے محدثین سے سماع کیا آخر ۴۱۴ھ رمضان المبارک میں انتقال فرمایا رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ امام ذہبیؒ کا بیان ہے کہ یہ ثقہ اور صالح آدمی تھا۔

ابو عبد اللہ بن مندہ رحمۃ اللہ تعالیٰ:- نام اور نسب نامہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ الاصبہانی ہے یہ بھی محدث حافظ مؤرخ تھا امام ذہبی کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک ہزار سات سو شیوخ سے سماع کیا ابن حمزہ کا بیان ہے کہ میں نے ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا شیخ الاسلام الانصاری کا بیان ہے کہ ابو عبد اللہ بن مندہ (سید اہل زمانہ) اپنے زمانہ میں لوگوں کا سردار تھا ولادت ۳۱۰ ہجری میں ہوئی اور وفات ۳۹۵ھ ذی قعدہ اصبہان میں ہوئی رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

Marfat.com

ابن معین رحمۃ اللہ تعالیٰ:- نام یحییٰ بن معین بن عون بن زیاد ہے حدیث کے امام تھے امام ذہبیؒ کا بیان ہے کہ ابن معین حفاظ کے سردار تھے۔ ابن حجرؒ کا بیان ہے کہ ابن معین جرح تعدیل کے امام تھے ابن معین کا اپنا بیان ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ایک لاکھ حدیث لکھی، امام احمد بن حنبل کا بیان ہے کہ ابن معین سے سننا (شفاء لما فی الصدور) سینے کی بیماریوں کی شفا ہے اور وہ ایسا آدمی ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اس شان سے پیدا کیا کہ اس نے جھوٹے آدمیوں کے کذب کو واضح کر دیا اور جو حدیث ابن معین نہیں جانتا وہ حدیث ہی نہیں شذرات، میں لکھا ہے کہ ابن معین نے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا تو راستہ میں ایک جگہ آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے اور نیند آگئی تو کیا دیکھا کہ خواب میں ایک ہاتف نے یوں کہا کہ اے معین کیا تو میرے پڑوس میں رہنا پسند نہیں کرتا تو پھر وہاں سے ہی مدینہ واپس آگئے اور تین دن زندہ رہ کر ۲۳۳ھ میں مدینہ منورہ میں ہی انتقال فرمایا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

ابوالحسن بن سفیان رحمۃ اللہ علیہ ابن حجرؒ نے لسان میں لکھا ہے کہ یہ حافظ اور ثقہ آدمی ہے اور ۳۵۲ ہجری میں فوت ہوا ہے رحمۃ اللہ تعالیٰ

سہل بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ:- مصر میں رہتے تھے، ابن معینؒ کا بیان ہے کہ یہ ضعیف تھا لیکن ابن حبان نے انکو ثقہ کہا ہے۔

ابن مردویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ:- نام احمد بن موسیٰ بن مردویہ ہے مفسر اور مؤرخ تھے ابن العماد نے شذرات میں لکھا ہے کہ یہ حدیث کا امام تھا آخر ۴۱۰ھ میں فوت ہوا رحمۃ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

حسن بن ضحاکؒ :- بصرہ میں پیدا ہوا اور وہاں ہی جوان ہوا اسلامی شاعر تھا آخر بغداد میں ۲۵۰ھ میں وفات پائی رحمۃ اللہ تعالیٰ[1]

استدعا

اللہ تعالیٰ کی توفیق اور اسکی خصوصی اعانت سے کتاب ہذا کا اختتام ۱۴۰۶ ہجری ۲۶ شوال بعد نماز جمعہ جامعہ ابی بکر الاسلامیہ کراچی میں ہوا آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسکو قبول و مقبول فرما کر ہمارے اور ہمارے والدین اساتذہ اقرباء اور تمام احباب کے لئے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (آمین)

یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

---

[1] جن چند محدثین کے واقعات کے حوالاجات نہیں دیئے گئے وہ الخصال المکفرہ مؤلف ابن حجراور بستان المحدثین مؤلف شاہ عبدالعزیزؒ میں ملاحظہ ہوں۔

Marfat.com